



مجممل عقائد الشيعه فى
میزان اهل السنة والجماعة

www.KitaboSunnat.com

اثنا عشرية عقائد ونظريات

كا جائزه اور گھناؤنى سازشیں

تالیف

فضيلة الشيخ ممدوح الحربى

پروفیسر اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ



مکتبہ حسینیہ

مجممل عقائد الشيعه فى
ميزان اهل السنة و الجماعة

شيعه عقائد و نظريات
www.KitaboSunnat.com

كا جائزه
اور گھناؤنى سازشیں

تالیف

فضيلة الشيخ ممدوح الحربى
پروفیسر اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ

مکتبہ حسینیہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2011ء
www.KitaboSunnat.com
مکتبہ حسینیہ

طبع
ناشر

فہرست مضامین

9	مقدمہ
12	پہلی فصل
12	شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی ابتداء
13	پہلی بحث..... شیعہ امامیہ کا تعارف
14	دوسری بحث..... عبداللہ بن سبا کے ذریعہ شیعہ مذہب کی ابتداء
18	تیسری بحث..... شیعہ امامیہ کی مشہور ترین شخصیات اور مولفات
23	دوسری فصل www.KitaboSunnat.com
23	شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے عقائد
24	پہلی بحث..... شیعہ کا توحید فی الالوہیت کے متعلق عقیدہ
37	دوسری بحث..... شیعہ کا توحید فی الربوبیت کے متعلق عقیدہ
45	تیسری بحث..... شیعہ کا توحید فی الاسماء والصفات کے متعلق عقیدہ
47	چوتھی بحث..... شیعہ کا قرآن کریم کے متعلق عقیدہ
86	پانچویں بحث..... شیعہ کا صحابہ کرام علیہم السلام کے متعلق عقیدہ
98	چھٹی بحث..... شیعہ کا اپنی پیدائش پر رزی کا عقیدہ
102	ساتویں بحث..... شیعہ کا غضبوت کے متعلق عقیدہ
105	آٹھویں بحث..... شیعہ کا رجعت کے متعلق عقیدہ
111	نویں بحث..... شیعہ کا حجر اسود کے متعلق عقیدہ
112	دسویں بحث..... شیعہ کا اقیہ کے متعلق عقیدہ

تیسری فصل

- 115
115 شیعہ امامیہ کی عیدیں
116 پہلی بحث..... عید غدیر خم
116 دوسری بحث..... عید نیروز
116 تیسری بحث..... عید بابا شجاع
117 چوتھی بحث..... یوم عاشوراء
118 چوتھی فصل
119 پہلی بحث..... نکاح متعہ کی تعریف
121 دوسری بحث..... شیعہوں کے نزدیک نکاح متعہ کی فضیلت
123 تیسری بحث..... شیعہوں کے نزدیک نکاح متعہ میں حق مہر کی مقدار
126 چوتھی بحث..... ان کے مذہب کی روشنی میں کم سن لڑکی سے متعہ
127 پانچویں بحث..... شیعہ کا چار سالہ بچی کے ساتھ متعہ
129 چھٹی بحث..... شیعہ امامیہ کے نزدیک عورت کی دیر میں مجامعت کا جواز
130 پانچویں فصل
130 شیعہ اثنا عشریہ اور یہودیوں کے مابین تعلقات
پہلی بحث..... شیعہوں اور یہودیوں کی اپنے علاوہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کی تکفیر
132 اور ان کی جان و مال کی حلت کے عقیدہ میں مشابہت
148 دوسری بحث..... شیعہوں اور یہودیوں کے مابین کتاب اللہ میں تحریف کے معاملہ میں موافقت
165 تیسری بحث..... شیعیت اور یہودیت کا امامت کی وصیت پر ایک ہی نظریہ ہے
169 چوتھی بحث..... شیعہوں اور یہودیوں کی مسیح اور مہدی کے نظریہ میں مشابہت
175 پانچویں بحث..... ائمہ اور علماء کے بارے میں یہودیوں اور شیعہوں کا نظریہ
179 چھٹی بحث..... شیعہوں اور یہودیوں میں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ علیہم السلام پر تنقید کرنے میں موافقت ہے
182 ساتویں بحث..... شیعہوں اور یہودیوں میں یہ مساوات ہیں کہ خود کو پاکیزہ قرار دیتے ہیں

- 187 آٹھویں بحث..... اسلحہ کے میدان میں شیعہ اور اسرائیلی تعاون کا ثبوت
- 192 چھٹی فصل
- 192 ان مظالم کے بیان میں جو شیعوں نے سنیوں پر ڈھائے
- 194 پہلی بحث..... شیعوں نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کی قبروں کو اکھاڑنے کی کوشش کی
- 196 دوسری بحث..... انہوں نے امام آیت اللہ البرقی کی شہادت
- 197 تیسری بحث..... علامہ احسان الہی ظہیر شہیدؒ کی شہادت
- 198 چوتھی بحث..... عینی انقلاب کے بعد سنی علماء کا بھیانہ قتل
- 200 پانچویں بحث..... ملک عبدالعزیز بن محمد بن سعود پر قاتلانہ حملہ
- 201 چھٹی بحث..... حکومت سعودیہ کے بانی ملک عبدالعزیز آل سعود پر قاتلانہ حملہ
- 202 ساتویں بحث..... ابن علقمی شیعہ کے ہاتھوں جب بغداد قتل گاہ بن گیا
- 204 آٹھویں بحث..... جب ان شیعوں کے ہاتھوں فلسطینی خیمہ بستیاں مقتل بنیں
- 206 نویں بحث..... شیعوں کے ہاتھوں حرم مکہ کی بے حرمتی
- 207 دسویں بحث..... اور ایران میں موجود ”فیض سنی“ مسجد کا انہدام
- 208 ساتویں فصل
- 208 شیعوں کے بارے میں علمائے اہل سنت کے فتویٰ جات
- 209 پہلی بحث..... صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ
- 211 دوسری بحث..... اہل فقہ کے فتاویٰ
- 216 تیسری بحث..... اہل حدیث کے فتاویٰ
- 219 چوتھی بحث..... علمائے نجد کے فتاویٰ
- 223 پانچویں بحث..... دائمی فتویٰ کمیٹی کی طرف سے ایک فتویٰ کا اجراء
- 227 چھٹی بحث..... ایک شیعہ کی توبہ کا واقعہ
- 229 آٹھویں فصل
- 229 اس سلسلے بارہ میں ہے کہ قریب والے سنی لوگوں کو شیعہ بنانے کے خدو خال کیا ہیں؟

230 پہلی بحث..... مجلس ثقافت کا پیغام۔

232 دوسری بحث..... ایرانی سلطنت کی مضبوطی کا طریقہ

237 تیسری بحث..... شیعہ کے ان خفیہ خاکوں پر تبصرہ

245 چوتھی بحث..... شیعہ کے خفیہ خاکے کا خلاصہ۔

248 **نویں فصل**

248 نصیریہ شیعہ کا بیان

249 پہلی بحث..... نصیریہ شیعہ کا تعارف

249 دوسری بحث..... ان کی اس نسبت کا بیان

250 تیسری بحث..... یہ اپنا عقیدہ چھپاتے ہیں

251 چوتھی بحث..... نصیریہ کے گروہ

پانچویں بحث..... نصیریہ شیعہ کے اہم داعیوں کا ذکر

254 چھٹی بحث..... عقیدہ نصیریہ میں داخل ہونے کا طریقہ

256 ساتویں بحث..... نصیریہ فرقہ کے شیعوں کا عقیدہ

262 آٹھویں بحث..... نصیریہ شیعوں کی عیدیں

263 نویں بحث..... نصیریہ فرقہ زیادہ تر کہاں پایا جاتا ہے.....؟

265 دسویں بحث..... نصیریوں کی خوزریاں

267 گیارھویں بحث..... موجودہ دور میں نصیری شیعوں کی خیانتوں کا ذکر

270 بارھویں بحث..... حماۃ کی قتل گاہ

272 **دسویں فصل**

272 دروز شیعہ

273 پہلی بحث..... دروزی شیعہ کا تعارف

273 دوسری بحث..... شیعہ دروز کے اہم اشخاص

276 تیسری بحث..... دروزی معاشرہ کی اقسام

- 277 چوتھی بحث..... دروزی معاشرہ کی خواتین
- 278 پانچویں بحث..... دروزی کتابیں
- 280 چھٹی بحث..... ان کی عبادت و اذکار
- 281 ساتویں بحث..... دروزی عقائد
- 284 آٹھویں بحث..... دروزیوں اور اسرائیلیوں کے درمیان روابط کا تذکرہ
- 287 نویں بحث..... یہ کہاں کہاں پائے جاتے ہیں؟
- 288 دسویں بحث..... شیعہ دروز کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ
- 289 گیارہویں فصل
- 289 اسماعیلی شیعوں کے بارے میں
- 290 پہلی بحث..... اسماعیلیوں کا تعارف
- 291 دوسری بحث..... اسماعیلی شیعوں کے فرقے
- 298 تیسری بحث..... ان کے عقائد کے بارے میں
- 305 چوتھی بحث..... اسماعیلیوں کے ذرائع آمدن
- 308 پانچویں بحث..... اسماعیلی شیعوں کی خونریزیاں
- 316 چھٹی بحث..... یہ کن مقامات پر پائے جاتے ہیں
- 317 بارہویں فصل
- 317 سعودیہ میں اسماعیلی مکارمہ کا تذکرہ
- 318 پہلی بحث..... مکارمہ کا تعارف
- 319 دوسری بحث..... مکارمہ کی نجران منتقلی کا ذکر
- 320 تیسری بحث..... مکارمہ وغیرہ کا آپس میں اختلاف
- 321 چوتھی بحث..... افراد مکارمہ کے اوصاف
- 322 پانچویں بحث..... ان کی کتابیں
- 324 چھٹی بحث..... اسماعیلی مکارمہ کی عبادات

- 328 ساتویں بحث..... مکارمہ کے عقائد
- 334 آٹھویں بحث..... اسماعیلی مکارمہ کے ذرائع آمدن
- 336 نویں بحث..... کئی مکارمہ سنی عقائد میں لوٹ آئے
- 338 دسویں بحث..... مکارمہ کو دعوت حق شاید کہ وہ غور کریں
- 342 تیسرے ہوں فصل
- 342 تنظیم حزب اللہ کی حقیقت
- 344 پہلی بحث..... حزب اللہ کی حقیقت
- 357 دوسری بحث..... حزب اللہ کی شائیں
- 375 چودھویں فصل
- 375 فرقہ بہائیہ اور بابیہ کا تعارف
- 377 پہلی بحث..... بہائی فرقہ کے معروف بانی
- 381 دوسری بحث..... بابیہ بہائیوں کے عقائد
- 384 تیسری بحث..... بہائیوں کے ٹھکانے
- 389 چوتھی بحث..... ان کے فقہی احکام اور عیدیں
- 390 پانچویں بحث..... بہائیوں کی مقدس کتابیں
- 395 پندرہویں فصل
- 396 دنیا میں شیعہ فرقہ
- 401 پہلی بحث..... وہ ممالک جہاں شیعہ موجود ہیں
- 407 دوسری بحث..... فلج کے شیعہ
- 410 تیسری بحث..... یمن کے شیعہ
- 414 چوتھی بحث..... مصر میں شیعہ
- 415 پانچویں بحث..... عراق میں شیعہ
- 420 چھٹی بحث..... افریقہ کے شیعہ

- 471 چودھویں بحث.....
- 472 سترہویں فصل
- 472 عراق کے متعلقہ ایرانی عزائم کا تذکرہ
- 476 پہلی بحث..... عراق کے اندرونی شیعہ
- 480 دوسری بحث..... جنوب عراق پر شیعہ کی خرمستیاں
- 483 تیسری بحث..... عراقی شیعہ ملیشیا
- 485 چوتھی بحث..... عراق پر امریکی قبضہ میں ایرانی خدمات
- 488 پانچویں بحث..... عراق میں ایرانی منشیات
- 489 چھٹی بحث..... عراق کے میڈیا پر قبضہ کی ایرانی سازش
- 491 ساتویں بحث..... عراق میں سنیوں پر قاتلانہ حملوں کا خفیہ ہاتھ
- 492 آٹھویں بحث..... عراقی انتخابات میں ایرانی دخل اندازی
- 498 نوویں بحث..... عراق کے اندر قاتلانہ حملوں کے نمائندے
- 500 دسویں بحث..... عراق میں ایرانی مفاد کیا ہیں؟
- 503 اٹھارہویں فصل
- 503 شیعہوں کے دانشوروں کو دعوت اصلاح



مقدمہ

www.KitaboSunnat.com

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، (اسی لیے) ہم اس کی تعریفیں کرتے ہیں۔ اور (اپنے ہر کام میں) اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم اس سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتے ہیں۔

(یقین مانو!) جسے اللہ تعالیٰ راہ دکھا دے اس کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ (خود ہی) اپنے در سے دھکا کر دے اس کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہو سکتی اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور ہم اس بات کے بھی گواہ ہیں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور آخری رسول ہیں۔

حمد و صلوة کے بعد! یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام راستوں سے بہتر راستہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دین میں اپنی طرف سے نکالے جائیں۔ (یاد رکھو!) دین میں جو نیا کام نکالا جائے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

ارشاد الہی ہے:

”اے ایمان والو! ٹھیک ٹھیک اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور مرتے دم تک اللہ تعالیٰ سے وفاداری اور اس کی اطاعت شعاری پر قائم رہو۔ (آل عمران: 102)

”اے ایمان والو! اپنے رب کے غضب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور پھر ان دونوں کے ذریعے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اس پالنے والے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچتے رہنا، جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو اور رشتہ داروں کے حقوق کا پاس دیکھا رکھو، یقیناً جانو! اللہ تعالیٰ تمہاری گمراہی کر رہا ہے۔“ (النساء: 1)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جچی ٹکی، مضبوط بات زبان سے نکالو اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کریں گے وہ عظیم کامیابی سے سرفراز ہوں گے۔“ (احزاب: 70، 71)

اسلامی بھائیو! عقیدہ اسلام کے پاسناو اور محمد کریم ﷺ سے محبت کرنے والو! آپ میں سے ہر ایک شخص کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اہل السنۃ والجماعۃ بھائیوں کو امت محمدیہ میں در آنے والی ہر اوپری اور نامانوس فکر سے محفوظ رہنے کی تلقین کرے۔ یقیناً یہ امت اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے وعدہ کے مطابق تاقیامت باقی رہنے والی ہے۔

ان آخری لحات میں شیعیت نے ناگ کی طرح اپنے پھن کو زہرا گھنے کے لیے پھیلا رکھا ہے۔ یہ اپنے ماتحتوں اور کارکنوں کے ذریعے زمین کے اطراف و اکناف میں اپنے زہریلے اور تباہ کن عقائد و نظریات کی نشر و اشاعت کے لیے پوری جاں فشانی سے معروف ہے۔

بایں طور کہ یہ گروہ یاران محمد ﷺ کی ردائے عزت کو تار تار کرنے اور قرآن کریم کو مشکوک ثابت کرنے اور صحیح اسلامی عقیدے میں واضح رد و بدل کے ذریعے سید البشر ﷺ کے عطا فرمودہ بے عیب منجے لوگوں سے دور رکھنے کے اہداف پر عمل پیرا ہے۔

لہذا اس صورت میں ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اپنے سادہ اور فریب خوردہ اہل السنۃ والجماعۃ بھائیوں کو روئے زمین میں پھیلی شیعہ جماعتوں کے عقائد و نظریات اور ان کی شہرت و ترویج کے متعلق خبردار کریں۔ اور ان کے سامنے شیعہ تنظیموں اور ان کے یہودی آقاؤں (قیامت تک ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں نازل ہوتی رہیں) کے مابین گہری مشابہت و مماثلت کی حقیقت کو بھی نمایاں کریں۔

میں نے اپنی اس کتاب کا آغاز امامیہ اثنا عشریہ کے عقائد کی تفصیل و تشریح کے ساتھ کیا ہے۔ اس اعتبار سے کہ ایرانی شیعہ حکومت ہم عقیدہ ہونے کی وجہ سے اس گروہ کا مکمل تحفظ کرتی ہے۔ اسی طرح لبنان کی شیعہ تنظیم ”حزب اللہ“ بھی ان کو ہر طرح کی مذہبی سپورٹ مہیا کرتی ہے اور اس لیے بھی کہ اکثر مسلمانوں کے مصائب و آلام کے واقعات میں ان شیعہ اور یہودی تنظیموں کی باہمی موافقت و مطابقت کا معاملہ تاحال پوشیدہ ہے۔ جس میں بہت بڑا کردار سیاہ گچڑی پوش شیعوں اور ان کے یہودی پیشواؤں کا بھی..... ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے صحیح انجام سے دوچار کرے۔

اس کے بعد میں نے دنیا بھر میں آباد دوسرے شیعہ فرقوں کا، ان کے مخصوص مراکز و مقامات کا اور ان کے مختلف عقائد کا تعارف پیش کیا ہے۔ سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کرتے

ہوئے ہم نے ان کو اصحاب فہم و فراست افراد اہل السنۃ والجماعۃ کے راستے پر چلنے کی دعوت دی ہے۔ یقیناً یہ راستہ ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا راستہ ہے، لہذا میں نے اپنی کتاب کے اختتامی کلمات میں شیعہ دانشمندوں کو صدا دی ہے، عین ممکن ہے کہ ہمیں رغبت رکھنے والے کان، غور فکر کرنے والے دل میسر آجائیں۔

اللہ غالب و قدیر سے یہ التجا ہے کہ وہ امت محمدیہ کو اپنے دین کی طرف باعزت مراجعت نصیب فرمائے اور وہ اس کے مقابلے میں کھڑے ہونے والے تمام دشمنوں اور سنت مطہرہ سے نفرت کرنے والوں پر اسے اپنی غالب ترین مدد اور نصرت سے سرفراز فرمائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صاحب قدرت اور مددگار ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مؤلف

فضیلۃ الشیخ ممدوح المحرری

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی ابتداء

برادرانِ اسلام!

میری اللہ عز و جل سے دعا ہے کہ اس نے جس طرح ہمیں دنیا میں اپنی اطاعت و فرمانبرداری پر مجتمع ہونے کی توفیق بخشی ہے اسی طرح وہ ہمیں آخرت میں بھی اپنے محبوب خلیل محمد بن عبد اللہ ﷺ کی مسابغی میں اکٹھا فرمادے۔

ہم اس باب میں شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کا تذکرہ کریں گے اور یہ باذن اللہ تعالیٰ درج ذیل نکات کے تحت ہوگا۔

پہلی بحث..... شیعہ امامیہ کا تعارف

دوسری بحث..... مذہب شیعہ کی عبد اللہ بن سباء کے ہاتھ سے تشکیل

تیسری بحث..... شیعہ امامیہ کی مشہور ترین شخصیات اور مولفات

پہلی بحث.....

شیعہ امامیہ کا تعارف

یہ فرقہ درج ذیل مختلف ناموں کے ساتھ مشہور و معروف ہے۔

رافضیہ:

انہیں رافضی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ شیخین ابو بکر صدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی امامت کا انکار کرتے اور یاران رسول کریم ﷺ کو سب و شتم کا مستحق گردانتے اور ان کے متعلق بدگویی کرتے ہیں۔

شیعہ:

یہ لوگ اس لیے کہلاتے ہیں کہ یہ خاص طور پر علی رضی اللہ عنہ کی طرف داری کرتے ہیں اور صرف انہی کی امامت کو برحق تسلیم کرتے ہیں۔

اثنا عشریہ:

انہیں اثنا عشریہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ بارہ اماموں کی امامت کے قائل اور معتقد ہیں ان کا آخری امام محمد بن الحسن احسکری ہے۔ جو ان کے عقیدہ کے مطابق تاحال غار میں چھپا ہوا ہے۔

امامیہ:

انہیں امامیہ کا نام دیا جاتا ہے، اس لیے کہ ان کے عقیدے کی رو سے امامت کو اسلام کے پانچویں رکن ہونے کا درجہ حاصل ہے۔

جعفریہ:

انہیں جعفریہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ اپنے آپ کو امام جعفر صادق کی طرف منسوب کرتے ہیں، یہ ان کا چھٹا امام ہے اور ان کا شمار اپنے دور کے فقہاء میں ہوتا ہے۔ اس فرقے کی فقہ کو کذب و افتراء کے ذریعے ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

عبداللہ بن سبا کے ذریعے شیعہ مذہب کی ابتداء

یہن کے یہودیوں میں سے ابن السواء کے لقب سے مشہور عبداللہ بن سبا خبیث یہودی نے سادہ لوح عام مسلمانوں کے سامنے یہودیت کی بعض تعلیمات کو پیش کیا اور انہیں اس دعوت کو قبول کرنے کی ترغیب دی۔ اس نے اپنی اس نئی دعوت کو اہل بیت علیہم السلام کی محبت، ان کی ولایت سے الفت و قرب اور ان کے دشمنوں سے اظہار براءت کا جامہ پہنا دیا، چنانچہ جلد ہی ایسے لوگ اس کے فریب کا شکار ہو گئے جن کے دلوں میں اسلام ابھی تک پوری طرح جاگزیں نہ ہوا تھا، یہ اعراب تھے، یا نئے نئے حلقہ اسلام میں داخل ہونے والے لوگ، اس طرح ایک نیا دینی فرقہ ظہور پذیر ہو گیا جس کے عقائد سراسر اسلامی عقائد کے مخالف تھے اور اس کی تمام تر تعلیمات یہودیت سے اخذ شدہ تھیں۔ اس فرقے کو اس کے بانی مؤسس ابن سبا کی طرف منسوب کیا جانے لگا اور اسے سب سے کام دیا گیا، شیعہ نے اپنے کلی اصول و عقائد اسی فرقے سے لیے ہیں، اس اعتبار سے شیعہ انہیں پوشیدہ یہودی تعلیمات سے اثر پذیر ہو گئے جن کی دعوت ابن سبا یہودی نے دی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ علماء کے ہاں یہ بات درجہ شہرت تک پہنچی ہوئی ہے کہ عبداللہ بن سبا ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے رفض کی بدعت کو ایجاد کیا اور یہ رفض یہودیت سے اخذ شدہ شے ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مجموع الفتاویٰ میں فرماتے ہیں:

وقد ذکر اهل العلم ان مبدأ الرفض ای: التشيع كان من الزنديق
عبدالله بن سبا..... فانه اظهر الاسلام واطعن اليهودية وطلب ان
يفسد الاسلام كما فعل بولس النصراني..... الذي كان يهوديا في
افساد دين النصاري (مجموع الفتاویٰ ج 28 ص 483)

”اہل علم کا بیان ہے کہ رفضیت، یعنی شیعیت کی ابتداء زندقہ عبداللہ بن سبا سے ہوئی ہے اس نے بظاہر تو اسلام کا اقرار و اعتراف کیا مگر باطنی طور پر وہ یہودیت سے پیوستہ رہا۔“

اس کی دلی آرزو یہ تھی کہ وہ اسلام کے اندر بھی اسی طرح کا بگاڑ پیدا کر دے جس طرح کا بگاڑ نصرانی پولس نے اپنی یہودیت پر قائم رکھے ہوئے دین نصرانیت میں کر دیا تھا۔
ایک دوسرے مقام پر یوں فرماتے ہیں:

واصل الرفض من المنافقين الزنادقة فانه ابتدعه ابن سباء الزنديق
واظهر الغلو في علي، بدعوة الإمامة والنص عليه، وادعى
العصمة له ولهذا كان مبداه من النفاق..... قال بعض السلف: حب
ابي بكر وعمر ايمان وبغضهما نفاق وحب بني هاشم ايمان
وبغضهم نفاق

”رافضیت کی اصل بنیاد زندقہ منافقوں نے فراہم کی ہے، اسے ابن سباء زندقہ نے
ایجاد کیا، ہاں طور پر کہ اس نے علیؑ کے متعلق غلو کو اختیار کیا، اس کے ساتھ ان کی
منصوص امامت کا اور ان کی عصمت کا بھی دعویٰ ظاہر کیا، لہذا اس کی بنیاد ہی نفاق پر استوار
ہے۔ بعض سلف صالحین کا قول ہے ”ابو بکر و عمرؓ سے محبت ایمان کی علامت اور ان
سے بغض نفاق کی نشانی ہے۔ بنو ہاشم سے محبت ایمان کی دلیل اور ان سے کدورت نفاق کا
خاصہ ہے۔“

ابن سباء کے وجود کی حقیقت کا ثبوت:

دور حاضر کے اکثر شیعہ حضرات ابن سباء سے لاطعلق ظاہر کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ سراسر
وہمی و خیالی شخصیت ہے اور یہ اہل السنۃ والجماعہ کی طرف سے شیعہ اثنا عشریہ کے خلاف گھڑا گیا بہتان
ہے اور خلاف حقیقت بات شیعہ۔ معاصروں کا یہی موقف ہے..... مگر ہم ثابت کریں گے کہ یہ فرضی
و قیاسی شخصیت نہیں بلکہ معتبر شیعی آئمہ، جنہیں شیعوں کے ہاں بہت بڑا مرتبہ اور مقام حاصل ہے کی کتب
میں اس کی حقیقی شخصیت کی سچائی کو تسلیم کیا گیا ہے۔

انہی اماموں میں سے ایک امامؑ ہی ہے، جس نے ابن سباء اور سہیت کو موضوع بحث بناتے
ہوئے اپنی کتاب ”الغالات والفرق“ میں لکھا ہے:

وهذه الفرقة تُسمى السبئية اصحاب عبدالله بن سباء وهو عبدالله
بن وهب الراسبي الهمداني، وماعده على ذالك عبدالله بن

حرصی وابن اسود وهما من اجلة اصحابه وكان اول من اظهر
الطعن على ابی بکر وعمر وعثمان والصحابه وتبرا منهم -

(المقالات والفرق - ص 20)

”اس فرقہ کا نام سبیہ ہے۔ جس عبد اللہ بن سباء المعروف عبد اللہ بن وہب الراسی
الحمدانی کے پیروکاروں کا گروہ ہے۔ اس مذہب کی تائیس میں اس کے دو بڑے
ساتھیوں عبد اللہ بن حرصی، اور ابن اسود نے معاونت فراہم کی، یہ (ابن سباء) وہ پہلا شخص
ہے جس نے ابوبکر، عمر، عثمان اور (باقی) صحابہ رضی اللہ عنہم پر لعن و طعن کا آغاز اور ان سے
براعت کا اظہار کیا۔“

ان کے امام نوختی نے اپنی کتاب ”فرق الصیحة“ میں ابن سباء کے متعلق یوں لکھا ہے:

وحكى جماعة من اهل العلم من اصحاب علي عليه السلام ان عبد الله بن
سباء كان يهوديا فاسلم، ووالی علیا عليه السلام وكان يقول وهو علی
يهوديته فی یوشع بن نون بعد مومنی عليه السلام بهذه المقالة، فقال فی
اسلامه ای/ بعد ان اسلم عبد الله بن سباء - قال فی اسلامه بعد
وفاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی علی عليه السلام بمثل ذلك

(فرق الشيعة - ص 22)

”علی عليه السلام کے اصحاب میں سے اہل علم کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ عبد اللہ بن سباء
یہودی تھا، دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس نے علی عليه السلام سے محبت کا اظہار
کیا، چنانچہ جن دنوں وہ یہودیت پر قائم تھا تو وہ موسیٰ عليه السلام کے بعد یوشع بن نون کے متعلق
جو دعویٰ کیا کرتا تھا، بحینہ وہی دعویٰ اس نے اسلام قبول کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے
بعد علی عليه السلام کے بارے میں کیا۔“

اسی طرح عبد اللہ سباء کے وجود کی حقیقت کو تسلیم کرنے والوں میں سے ابن ابی الحدید بھی ہے۔
اس کا بیان ہے کہ ابن سباء ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے علی عليه السلام کے زمانہ میں غلو کو اختیار کیا، چنانچہ اس
نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے:

و اول من جهر بالغلو فی ایامہ - ای: فی ایام علی بن ابی طالب۔
عبد الله بن سباء فقام اليه وهو يخطب - فقال له: انت..... انت.....

وجعل يكررها..... فقال له- اى على بن ابى طالب لله- ويلك من انا..... فقال: انت الله..... فامر باخذهم واخذ قوم كانوا معه على رايه- ”على بن ابى طالب کے دور میں سب سے پہلے غلو کو علی الاعلان اختیار کرنے والا شخص عبداللہ بن سبا تھا۔ یہ علی الاعلان علی ابن ابی طالب کے خطبہ کے دوران کھڑا ہوا اور آپ سے کہنے لگا تو ہے..... تو ہے..... بار بار وہ یہی کلمہ دہرانے لگا، تو آپ نے (یعنی علی ابن ابی طالب) نے اس سے دریافت فرمایا، تیری بربادی ہو۔ میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا ”آپ اللہ ہیں“ چنانچہ آپ نے ابن سبا کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ان لوگوں کو بھی گرفتار کر لیا گیا جو اس کے ہم عقیدہ تھے۔“

امام نعمۃ اللہ الجزائری شیعہ امام ہے، وہ اپنی کتاب ”الانوار النعمانیہ“ میں ابن سبا کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

www.KitaboSunnat.com

وقیل: انه يهوديا فاسلم ، اللهم اى: ابن سبا انه كان يهوديا فاسلم وكان فى اليهودية بقول فى يوشع بن نون ، وفى موسى مثل ما قال فى على (الانوار النعمانية: 2/234)

”بیان کیا جاتا ہے کہ وہ (ابن سبا) یہودی تھا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا، اللہ گواہ ہے کہ ابن سبا واقعہ یہودی تھا، جو بعد میں مسلمان ہو گیا اور وہ اپنے یہودیت کے دور میں یوشع بن نون اور موسیٰ کے متعلق وہی کچھ کہہ چکا تھا، جس کا اظہار اس نے علی کے متعلق کیا تھا۔“

واضح ہوا کہ عبداللہ بن سبا یہودی کی شخصیت تاریخی طور پر ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اثنا عشری شیعہ اماموں کی شہادت کو ابھی ہم نے ان کی اس گفتگو اور ان کی مستند ترین کتب سے ملاحظہ کر لیا ہے لہذا اب ایسا قطعاً نہیں ہو سکتا کہ دور حاضر کا کوئی شیعہ امام آئے اور وہ اس غبیث یہودی کے وجود کا انکار کر دے، جس نے شیعہ امامیہ کے عقائد کی بنیاد تعمیر کی تھی۔

تیسری بحث.....

شیعہ امامیہ کی مشہور ترین شخصیات اور مولفات

شیعہ امامیہ کی مشہور ترین شخصیات، ان کے بارہ امام ہیں، جنہیں شیعہ امامیہ اپنے امام حلیم کرتے ہیں، حالانکہ یہ آئمہ کرام اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیعہ عقائد سے لاتعلق ہیں۔ وہ ان تمام خلاف حقیقت، باطل اور جھوٹے اقوال و اعمال سے بری الذمہ ہیں، جن کو شیعہ امامیہ ان آئمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ شیعوں کے نزدیک ان بارہ اماموں کی ترتیب درج ذیل ہے۔

پہلا امام:

علی بن ابی طالب ؑ، لقب مرتضیٰ، کنیت ابوالحسن، چوتھے خلیفہ راشد اور داماد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ انہیں مگرہ اور مگرہ کن عبدالرحمن بن ملجم نے مسجد کوفہ میں قاتلانہ حملے کے ذریعے شہید کر دیا۔

دوسرا امام:

حسن بن علی بن ابی طالب ؑ، شیعہ انہیں مجتبیٰ اور ایک قول کے مطابق زکی کا لقب دیتے ہیں، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔

تیسرا امام:

حسین بن علی بن ابی طالب ؑ، شیعہ انہیں شہید کا لقب دیتے ہیں، واقعاً آپ ؑ شہادت کے درجہ عالیہ پر فائز ہیں، ایک قول کے مطابق انہیں سید الشہداء کہا جاتا ہے، جب کہ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔

چوتھا امام:

علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، شیعہ انہیں سجاد اور ایک قول کی زو سے زین العابدین کا لقب دیتے ہیں، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔

پانچواں امام:

محمد بن علی بن الحسین علیہ السلام، انہیں باقر کا لقب اور ابو جعفر کی کنیت دی جاتی ہے۔

چھٹا امام:

جعفر بن محمد بن علی علیہ السلام، انہیں صادق کا لقب اور ابو عبد اللہ کی کنیت دیتے ہیں۔

ساتواں امام:

موسیٰ بن جعفر الصادق علیہ السلام، لقب کاظم اور کنیت ابو ابراہیم سے ان کے نزدیک معروف ہے۔

آٹھواں امام:

علی بن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام، شیعہ انہیں رضی کا لقب اور ابو الحسن کی کنیت دیتے ہیں۔

نواں امام:

محمد بن علی بن موسیٰ علیہ السلام، انہیں تقی کا اور دوسرے قول کے مطابق جواد کا لقب اور ابو جعفر کی کنیت دیتے ہیں۔

دسواں امام:

علی بن محمد بن علی علیہ السلام، شیعہ انہیں تقی یا ہادی کا لقب اور ابو الحسن کی کنیت دیتے ہیں۔

گیارہواں امام:

حسن بن علی بن محمد علیہ السلام، انہیں زکی یا عسکری کا لقب دیا جاتا ہے۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔

بارہواں اور آخری امام:

محمد بن الحسن العسکری، انہیں شیعہ مہدی اور ایک قول کے مطابق ”حجة القائم المنتظر“ کا لقب دیتے ہیں، ان کی کنیت ابو القاسم ہے۔ شیعہ کے نزدیک آپ ”حجة الغائب“ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی ولادت 256ھ میں ہوئی، ان کی غیبت صغریٰ 260ھ اور غیبت کبریٰ 329ھ کو وقوع پذیر ہوئی۔ شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کا یہ بارہواں امام سامرہ میں اپنے باپ کے گھر میں واقع غار ”نرّ من رأی“ میں داخل ہوا اور تاحال ان کا خروج نہیں ہوا۔

● علی بن ابراہیم قمی ابو الحسن، ہلاکت 307ھ

یہ اپنی کتاب تفسیر قمی کے ساتھ مشہور ہے، اس اللہ کے دشمن نے اپنی اس تفسیر میں قرآن کریم کے عرف ہونے کی صراحت کی ہے۔ ”تفسیر قمی“ کے علاوہ ”التاریخ، الشرائع، الخیض، التوحید والشک، فضائل امیر المومنین اور المغازی“ نامی کتب بھی اس کی مولفات ہیں۔

● محمد بن یعقوب الکلبینی ابو جعفر، ہلاکت 328ھ

یہ کتاب ”الکافی“ کا مؤلف ہے، اس نے اپنی اس کتاب کے صرف پہلے اور دوسرے جزء کے بائیس صفحات میں قرآن کریم کی تحریف کو ثابت کیا ہے۔ یہ بہت بڑی کتاب ہے اور اصول و فروع اور تہذیب و اخلاق کی تین اقسام پر مشتمل ہے۔

● محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی، ہلاکت 381ھ

صدوق کے لقب سے معروف اور ”من لا یحضرہ الفقیہ“ نامی کتاب کا مؤلف ہے۔

● محمد بن الحسن الطوسی، ہلاکت 460ھ

یہ ”تہذیب الاحکام، الاستبصار، التہیان، الغیۃ، امالی الطوسی، التہرست اور رجال الطوسی“ ایسی معروف کتب کا مؤلف ہے۔

● الحاج مرزا حسین محمد النوری الطہری،

یہ کتاب ”فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب“ کا مؤلف ہے۔ اس زندیق نے اپنی اس کتاب کے اندر یہ دعویٰ کیا ہے کہ قرآن کریم میں کمی، زیادتی اور تحریف وقوع پذیر ہوئی ہے۔ یہ کتاب ایران میں 1289ھ کو طبع ہوئی ہے۔ صاحب کتاب نے 1320ھ میں نجف میں ہلاکت پائی۔

● آیت اللہ الماقتانی

یہ کتاب ”تنقیح المقال فی اصول الرجال“ کا مؤلف ہے اور شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کا امام البحر والتحدیل، اس نے اپنی مذکورہ کتاب میں ابو بکر الصدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے لیے ”الجبب والطاغوت“ کے القاب استعمال کیے ہیں۔ یہ کتاب مطبعہ المرتضویہ نجف کے زیر اہتمام 1352ھ میں شائع ہوئی ہے۔

● محمد باقر مجلسی

صفوی حکومت کا مذہبی قائد اور مؤلف کتاب ”بحار الانوار“ ہلاکت 1111ھ

● نعمۃ اللہ الجزائری

مؤلف کتاب ”الانوار العثمانیہ“ ہلاکت 1112ھ

ابو منصور الطبرسی

مؤلف کتاب ”الاحتجاج“ ہلاکت 620ھ

ابو عبد اللہ المفید

مؤلف کتاب ”الارشاد، اور کتاب ”الامالی المفید“ متوفی 413ھ

محمد بن الحسن العاملی

مؤلف کتاب ”الایقان من الحججہ فی اثبات الرجعة“ ہلاکت 1104ھ

آیت اللہ الخمنی۔

کمل نام: ”روح اللہ المصطفیٰ احمد الموسوی الخمنی“ اس کے والد احمد نے 1885ء میں ہندوستان کی سکونت ترک کر کے مستقل طور پر ایران میں رہائش اختیار کر لی، قمی کی پیدائش قم شہر کے نواحی قصبہ خمین میں 1320ھ میں ہوئی، ولادت کے ایک سال بعد اس کے باپ کو قتل کر دیا گیا، سن بلوغ تک عمر بچپنی تو اس کی ماں بھی وفات پا گئی، چنانچہ اس کے بڑے بھائی نے اس کی مکمل پرورش و کفالت کی ذمہ داری کو نبھایا۔ یہ شیعہ کے ممتاز ترین مذہبی راہنماؤں میں شمار ہوتا ہے۔ قمی کی متعدد تالیفات میں سے ایک کتاب ”کشف الاسرار“ بھی ہے۔ اپنی اسی کتاب میں قمی نے فاروق اعظم عمر بن الخطاب ؓ کے متعلق یہ لکھا ہے:

ان اعمال عمر نابعة من اعمال الکفر والزندقۃ والمخالفات

لآیات ورد ذکرها فی القرآن۔ (کشف الاسرار۔ ص: 116)

”عمر کے جملہ اعمال کفر، زندقیت اور (کتاب اللہ) قرآن میں وارد شدہ آیات کی

مخالفت پر مبنی ہیں۔“

اس کے علاوہ قمی نے ہی ”تحریر الوسیلہ“ اور ”الحکومت الاسلامیہ“ نامی کتب بھی تحریر کی ہیں۔ مؤخر

الذکر کتاب میں قمی نے لکھا ہے:

ان تعالیم الانتمۃ کتعالیم القرآن ، یجب تنفیذھا واتباعھا

(الحکومت الاسلامیہ۔ ص: 13)

”یقیناً ائمہ کی تعلیمات کا درجہ قرآن کی تعلیمات کے مساوی ہے۔ ان کا نفاذ اور ان کی

بیروی دونوں لازم ہیں۔“

فہمی تقریباً 89 سال کی عمر میں فوت ہوا، فہمی کے حاشیہ نشینوں نے اس کے برہنہ چہرہ میت کو شیشہ کے تلوٹ میں بند کر کے تہران کے سب سے بڑے اور کشادہ میدان میں رکھ دیا۔ اس فہمی کے مریدوں اور عقیدت مندوں نے اس تلوٹ کے گرد طواف کیا، جنازہ چلا تو اس کے پیچھے 10 ملین رافضیوں کا جمع غیر بھی رواں دواں تھا۔ سخت ازدحام کی وجہ سے کندھوں سے کندھے ٹکرا رہے تھے، یہ لوگ اپنے رخسار پیٹ رہے اور سینہ کو پی کر رہے تھے۔

اس موقع پر فہمی کی میت پر تجارت کرنے والوں نے اس کی قبر پر بہت بڑی عمارت تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا جسے ایران کے بلند ترین گولڈن گنبد کی حیثیت حاصل ہو جائے گی، چنانچہ جس علاقے میں یہ گنبد تعمیر کیا گیا اس کے نام کے چٹاؤ کا شرف فہمی کے بیٹے احمد کو نصیب ہوا، جس نے اس مرکز کو ”روح الاسلام“ کا نام دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس گنبد کے تعمیراتی اخراجات کی مد میں سات ارب ڈالر خرچ کر دیئے گئے۔ یہ ایک ایسے ملک میں ہوا جہاں پانچ ملین انسان بے روزگاری کی اذیت میں مبتلا ہیں۔

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے عقائد

- پہلی بحث..... شیعہ کا توحید فی الالوہیۃ کے متعلق عقیدہ
- دوسری بحث..... شیعہ کا توحید فی الربوبیۃ کے متعلق عقیدہ
- تیسری بحث..... شیعہ کا توحید فی الاسماء والصفات کے متعلق عقیدہ
- چوتھی بحث..... شیعہ کا قرآن کریم کے متعلق عقیدہ
- پانچویں بحث..... شیعہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق عقیدہ
- چھٹی بحث..... شیعہ کا اپنی پیدائشی برتری کا عقیدہ
- ساتویں بحث..... شیعہ کا غیبت کے متعلق عقیدہ
- آٹھویں بحث..... شیعہ کا رجعت کے متعلق عقیدہ
- نویں بحث..... شیعہ کا حجر اسود کے متعلق عقیدہ
- دسویں بحث..... شیعہ کا اقیہ کے متعلق عقیدہ

شیعہ کا توحید الوہیت کے متعلق عقیدہ

(۱) امام اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں:

شیعہ امامیہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے آئمہ اللہ اور اس کی مخلوق کے مابین ”وسیلہ اور واسطہ“ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے امام مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں اس عقیدہ کی یوں صراحت کی ہے، اس نے لکھا ہے:

فانهم حُجُبُ الرب والوسائط بينه وبين الخلق (بحار الانوار: 23/97)

”آئمہ رب کے درمیان اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں۔“

اس طرح ان کے اسی دینی قائد مجلسی نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں ایک عنوان ان الفاظ میں قائم کیا ہے:

باب الناس لا يهتدون الا بهم وانهم الوسائط بين الخلق وبين الله

وانه لا يدخل الجنة الا من عرفهم

”یہ باب اس (عقائدی) مسئلے میں ہیں کہ لوگوں کو ہدایت صرف آئمہ کے ذریعے سے

نصیب ہوتی ہے اور یہ آئمہ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان وسیلہ ہوتے ہیں اور جنت

میں داخلہ بھی انہی لوگوں کو نصیب ہوگا جن کو آئمہ کی معرفت حاصل ہوگی۔“

(۲) آئمہ کی قبور مدد مہیا کرتی ہیں:

شیعہ امامیہ اپنے آئمہ سے ایسے معاملات میں مدد طلب کرتے ہیں جن پر صرف اللہ

تعالیٰ کو قدرت حاصل ہے۔ یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ ان کے امام ان سے شفاء طلب کرنے والوں کے

لیے بذات خود بہت بڑی شفا اور اکسیر دوا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“

مطبوعہ دارالاحیاء التراث العربی بیروت میں لکھا ہے:

اذا كان لك حاجة الى الله عز وجل فاكتب رقعة على بركة الله

واطرحه على قبر من قبور الأئمة ان شئت او فشدّها واختمها

واعجن طینا نظیفا واجعلها فی نهر جار، او بئر عمیقہ، او غدیر ماء فانہا تصل الی السید ﷺ وهو یتولی قضاء حاجتک بنفسہ (بحار الانوار: ج 94 ص 29)

”جب بھی تجھے اللہ عز و جل سے کوئی ضرورت پیش آئے تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے تو اپنی حاجت کو ایک کاغذ پر تحریر کر کے آئمہ کی قبور میں سے کسی قبر پر ڈال دے یا اسے مہر لگا کر پیٹ لے اور پھر صاف پاک گوندھی ہوئی مٹی میں اسے رکھ کر کسی بہتی نہر میں یا کسی گہرے کنوئیں میں یا پانی کی کسی جھیل میں ڈال دے، تیری یہ طلب امام علیہ السلام تک پہنچ جائے گی اور امام علیہ السلام بذات خود تیری ضرورت کو پورا کر دے گا۔“

(۳) آئمہ کو قانون سازی کا حق حاصل ہے:

شیعہ امامیہ اپنے آئمہ کو حلت و حرمت کا با اختیار جاننے اور انہیں قانون سازی کا حق دیتے ہیں ان کے امام کلینی نے ”اصول الکافی“ اور مجلسی نے ”بحار الانوار“ میں لکھا ہے:

خلق - ای اللہ - محمدا، وعلیا و فاطمہ، فمکتوا الف دھر، ثم خلق جمیع الاشیاء فاشہدہم خلقہا، واجری طاعتہم علیہا، وفوض امورہا الیہم، فہم یحلون ما یشاء ون ویحرمون ما یشاء ون۔ (اصول الکافی: 1/441، بحار الانوار: 25/240)

”اللہ تعالیٰ نے محمد علی اور فاطمہ کو تخلیق فرمایا، ان کی تخلیق کے ہزار ہا سال بعد اللہ تعالیٰ نے دیگر مخلوقات کو پیدا کیا اور ان کو اپنی مخلوقات کی آفرینش کا گواہ بنایا اور ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کو ان پر لازم کر دیا اور ان کے تمام امور کی دیکھ بھال کو ان کے سپرد کر دیا، لہذا وہ چاہیں تو کسی شے کو حلال کر دیں اور چاہیں تو کسی چیز کو حرام قرار دے دیں۔“

(۴) آئمہ کی قبور نذر و نیاز کا محل اور قربان گاہ ہیں:

شیعہ امامیہ اپنے آئمہ کی قبروں کی عبادت کرتے، ان پر جانور ذبح کرتے اور ان کے ہاں منت مانتے اور ان کے نام کی قسمیں کھاتے، ان سے مروا میں طلب کرتے، انہیں پکارتے، ان سے مدد مانگتے، ان پر رکوع و سجود کرتے اور ان مزاروں خانقاہوں اور مقبروں کے لیے خلیع اموال کی نذریں مانتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایران میں موجود ہر مقبرہ، مزار کا پینک میں بہت بڑا کھانا کھلا ہوا ہے۔ جس میں مختلف قسم کے عطیات اور نذرانوں کو جمع کیا جاتا ہے۔

(۵) سیدنا حسین علیہ السلام کی قبر ہر بیماری کی دوا ہے:

شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حسین بن علی علیہ السلام کی قبر ہر بیماری کے لیے ذریعہ شفاء ہے اور ان کے مذہبی قائد مجلس نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں تقریباً ۸۳ روایات حسین علیہ السلام کی قبر کے متعلق اور اس کے فضائل و احکام اور آداب کے ضمن میں وارد کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت یہ ہے:

قال ابو عبد الله حنكوا اولادكم بتربة الحسين فانه امان
 ”ابو عبد اللہ (جعفر صادق) کا فرمان ہے کہ اپنی اولاد کو تربت حسین کے ساتھ گھٹی دیا کرو
 یہ ان کے لیے جملہ امراض سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔“

اس کے بعد انہوں نے یہ فرمایا:

ثم يقوم ويتعلق بالضريح ويقول: يا مولاي يا ابن رسول الله، اني
 اخذ من تربتك باذنك اللهم، فاجعلها شفاء من كل داء- وعزا من
 كل ذل، وامنا من كل خوف وغنى من كل فقر
 ”پھر کھڑا ہو جائے، قبر حسین سے لپٹ جائے اور یوں کہے: اے میرے آقا! اے نواسرے
 رسول اللہ! میں نے تیری توفیق سے ہی تیری لحد کی خاک اٹھائی ہے، اے آپ ہر بیماری
 کے لیے شفا کا ذریعہ ہر زلت اور رسوائی کے مقابلے میں عزت کا، ہر خوف کے سامنے امن
 کا اور ہر قسم کے افلاس کے مقابلے میں نیازی کا ذریعہ بنا دے۔“

اسی طرح قمی نے بھی اپنے عقیدہ مندوں اور مریدوں کو شفا حاصل کرنے کی خاطر سیدنا
 حسین علیہ السلام کی قبر کی خاک کھانے کا فتویٰ دیا ہے۔ اس کی رائے کے مطابق قبر حسین کو جو شرف اور
 فضیلت حاصل ہے اس کا مقابلہ کوئی بھی خاک حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی خاک بھی نہیں
 کر سکتی۔ اس نے اپنی کتاب ”تحریر الوسیلہ“ میں لکھا ہے:

يستثنى من الطين طين قبر سيدنا ابى عبد الله الحسين عليه
 السلام ولا يستشف ولا يجوز اكله بغيره ولا اكل ما زاد عن قدر الحمصة
 المتوسطة ولا يلحق به طين غير قبره حتى قبر النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم والائمة عليهم السلام (تحریر الوسیلہ: 2/164)

”شفا کی خاطر مٹی کھانے کی ممانعت سے سیدنا ابو عبد اللہ حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی کو تخصیص
 و استثناء حاصل ہے، تاہم اس کا کھانا بھی صرف شفاء کی طلب کے لیے جائز ہے اور وہ بھی

صرف درمیانے سائز کے چنے برابر آپ (حسین علیہ السلام) کی قبر کی مٹی کی ہمسری کوئی بھی مٹی حتیٰ کہ نبی ﷺ اور ائمہ علیہم السلام کی قبور کی مٹی بھی نہیں کر سکتی۔“

صرف اسی پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ شیعہ امامیہ نے تو حسین بن علی علیہ السلام کے متعلق اس قدر غلو اختیار کر رکھا ہے کہ آپ کو ان کی ریاست ایران کے تمام راستوں اور عام شاہراہوں پر پانی پینے کے لیے نصب شدہ واٹر کولر نظر آئیں گے، جن پر واضح لفظوں میں لکھا ہوتا ہے ”ہوشید بنام حسین“ یعنی حسین کا نام لے کر پیو۔ اس سے اور صریح شرک سے اللہ کی پناہ!

(۶) ائمہ کی قبور کی زیارت حج سے بھی زیادہ بڑی عبادت ہے:

شیعوں کے مذہبی قائد اور ان کے امام کلینی نے ”فروع الکافی“ میں لکھا ہے:

ان زیارة قبر الحسين تعدل عشرين حجة ، وافضل من عشرين
عمرة وحجة (فروع الکافی: 59)

”یہ حقیقت ہے کہ حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت بیس حجوں کے مساوی بلکہ بیس حج اور عروں سے بھی زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔“

قارئین کرام! ذیل میں آپ کے سامنے شیعہ اثنا عشریہ کے اپنے آئمہ اور ان کے قبور کی زیارت کے متعلق اختیار کیے گئے بدترین غلو کا آشکار کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کے سامنے شیعہ اثنا عشریہ کی معتدترین کتابوں کے ابواب اور ان کی فہرستوں کو پیش کیا جا رہا ہے جن کے مطالعہ سے آپ کو خوب اندازہ ہو جائے گا کہ یہ لوگ اپنے آئمہ کے متعلق کتنے سنگین غلو کا شکار ہیں۔ ان کتابوں میں سے چند ایک کی تفصیل درج ذیل ہے۔

☆☆☆ کتاب ”الکافی“ مؤلفہ محمد یعقوب الکلینی مطبوعہ دارالتعارف بیروت کی

فہرست، اس کتاب کی مجموعی فہرست میں سے صرف درج ذیل عنوانات ملاحظہ کریں:

• باب أن الأئمة عليهم السلام ولادة أمر الله ، وخزانة علمه

☆☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام حکومت الہیہ کے حکمران اور اس کے علم کے خازن ہیں۔

• باب أن الأئمة عليهم السلام نور الله عز وجل

☆☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام اللہ عزوجل کا نور ہیں۔

• باب أن الأئمة عليهم السلام إذا شاءوا أن يعلموا علموا

☆☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام جب بھی کسی شے کو جانتا چاہیں انہیں مکمل علم ہو جاتا ہے۔

• باب أن الأئمة عليهم السلام يعلمون متى يموتون، وأنهم لا يموتون الا باختيار منهم

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام کو اپنی موت کے وقت کا علم ہوتا ہے اور ان کی مرضی کے مطابق ہی انہیں موت آتی ہے۔

• باب أن الأئمة عليهم السلام يعلمون علم ما كان وما يكون وأنه لا يخفى عليهم شيء

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام ما کان وما یكون کا علم رکھتے ہیں ان سے کوئی بھی شے پوشیدہ نہیں ہوتی۔

• باب عرض الأعمال على النبي ﷺ والأئمة عليهم السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ (انسانوں اور جنوں کے) تمام اعمال نبی ﷺ اور آئمہ علیہم السلام کے حضور پیش کیے جاتے ہیں

• باب أن الأئمة عليهم السلام معدن العلم، وشجرة النبوة ومختلف الملائكة

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام، علم کی کان، نبوت کا نسب اور فرشتوں کی ہار ہار حاضری کا مرکز ہیں۔

• باب أن الأئمة ورثوا علم النبي وجميع الانبياء والأوصياء الذين من قبلهم

☆ اس عقیدہ کے بارے میں کہ آئمہ نبی ﷺ سمیت سابقہ تمام انبیاء اور اوصیاء کے علوم کے وارث ہیں۔

• باب أن الأئمة عليهم السلام عندهم جميع الكتب التي نزلت من عند الله عز وجل، وأنهم يعرفونها على اختلاف الاستها

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام کے پاس تمام منزل من اللہ کتابیں موجود ہیں اور وہ زبانوں کے اختلاف کے باوجود ان سب کتب کی معرفت بھی رکھتے ہیں۔

• باب أنه لم يجمع القرآن كله الا الأئمة عليهم السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ مکمل قرآن کے جامع صرف آئمہ علیہم السلام ہیں۔

• باب أن الأئمة عليهم السلام يعلمون جميع العلوم التي خرجت الى الملائكة والانبیاء والرسل

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام فرشتوں، نبیوں اور رسولوں کے جملہ علوم سے آگاہ ہیں۔

☆☆☆..... فہرست کتاب ”بحار الانوار“ مؤلفہ محمد باقر مجلسی، مطبوعہ دار احیاء التراث

العربی، بیروت۔ اس کتاب کی ساری فہرست میں سے درج ذیل سرخیاں قابل توجہ ہیں۔

• باب أن الله تعالى يرفع للامام عمودا ينظر الى اعمال العباد

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ امام کے لیے بلند ستون قائم کرتا ہے جس سے وہ لوگوں کے اعمال کو دیکھتا ہے۔

• باب انه لا يحجب عنهم شيء من احوال شيعتهم، وما تحتاج اليه الائمة من جميع العلوم وانهم يعلمون ما يصيبهم من البلايا ويصبرون عليها وانهم يعلمون ما في الضمائر وعلم المنايا والبلايا وفصل الخطاب والمواليہ

☆ اس عقیدہ کے بارہ میں کہ آئمہ اپنے شیعوں کے حالات اور آئمہ کو مطلوب جملہ علوم سے پوری آگاہی ہوتی ہے، یہ اپنے اوپر مسلط ہو جانے والی آزمائشوں سے بے خبر ہوتے ہیں، تاہم وہ ان پر صبر کو اختیار کر لیتے ہیں، یہ آئمہ دل کے مجیدوں، اموات و مصائب فیصلہ کن کلام اور پیدائشوں کے علوم سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

• باب أن عندهم جميع علوم الملائكة والأنبياء وانهم اعطوا ما اعطاه الله الانبياء وان كل امام يعلم جميع علم الامام الذي قبله۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ کے پاس ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے تمام علوم موجود ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کو عطا فرمودہ تمام صفات و خصوصیات انہیں حاصل ہوتی ہیں اور ہر امام اپنے پیشرو امام کے تمام علوم سے مزین ہوتا ہے۔

• باب أنهم اعلم من الانبياء عليهم السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان کہ آئمہ انبیاء علیہم السلام سے بھی زیادہ علم رکھتے ہیں۔

• باب أنهم يعلمون متى يموتون وانه لا يقم ذلك الا باختيارهم۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ کو اپنے وقت اجل کا پتہ ہوتا ہے اور موت بھی ان پر ان کی مرضی کے مطابق آتی ہے۔

• باب أحوالهم بعد الموت وان لحومهم حرام على الارض وانهم يرفعون

الى السماء۔

☆ موت کے بعد آئمہ کے حالات، زمین پر ان کے گوشت کے حرام ہونے اور ان کے آسمان پر اٹھالیے جانے کے بیان میں۔

☆ باب انہم یظہرون بعد موتہم ویظہر منہم الغرائب
☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ کا موت کے بعد بھی ظہور ہوتا ہے (نہ صرف یہی بلکہ ان کی طرف سے عجائبات کا صدور بھی ہوتا ہے۔

☆ باب ان اسماء ہم علیہم السلام مکتوبۃ علی العرش والكرسى واللوح وجہاء الملائکۃ ویاب الجنة وغیرھا۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام کے نام عرش، کرسی، لوح (محفوظ) فرشتوں کی پیشانیوں اور جنت وغیرہ کے دروازہ پر نقش شدہ ہیں۔

☆ باب ان الجنۃ خدامہم یظہرون لہم ویسألونہم عن معالم دینہم۔
☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ جنات آئمہ کے خدمت گار ہیں یہ آئمہ کے سامنے ظاہر ہو کر اپنے دینی مسائل کی بابت استفسار کرتے ہیں۔

☆ باب انہم یقدرون علی احیاء الموتی وابراء الاکمرہ والابرص وجمیع معجزات الانبیاء علیہم السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ کو مردوں کے جلانے، ماورزادہ سے اور برص زدہ کو شفاء دینے اور انبیاء علیہم السلام کے جملہ معجزات پر قدرت حاصل ہے۔

☆ باب ان الملائکۃ تأتینہم وتطأ فرشہم وانہم یرونہم صلوات اللہ علیہم اجمعین

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ فرشتے آئمہ صلوات اللہ علیہم اجمعین کے پاس حاضر ہوتے ہیں، ان کے بستروں پر بیٹھتے ہیں اور یہ آئینہ آنگھوں سے انہیں دیکھتے ہیں۔

☆ باب انہم علیہم السلام لا یحجب عنہم علم السماء والارض والجنة والنار وانہ عرض علیہم ملکوت السماوات والارض ویعلمون ما کان وما یکون الی یوم القیامۃ

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام سے آسمان اور زمین، جنت اور جہنم کی معلومات اوچھل نہیں ہیں،

ان پر آسمانوں اور زمین کی سلطنتوں کو پیش کیا جاتا ہے اور وہ ماضی اور قیامت تک کے تمام حالات سے باخبر ہیں۔

☆☆☆..... کتاب ”بصار الدرجات“ مؤلف ابن جعفر محمد بن الحسن الصغار، مطبوعہ الاطلس

ایران۔ اس کتاب کی مکمل فہرست میں سے درج ذیل ابواب قابل غور ہیں:

• باب الأعمال تعرض علی رسول اللہ والآئمة علیہم السلام۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ جملہ اعمال رسول اللہ ﷺ اور ائمہ علیہم السلام کو پیش کیے جاتے ہیں۔

• باب عرض الأعمال علی الآئمة الاحیاء والاموات۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ اعمال زندہ اور فوت شدہ آئمہ پر پیش کیے جاتے ہیں۔

• باب فی ان الامام یری ما بین المشرق والمغرب

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ امام مشرق اور مغرب کے مابین تمام اشیاء کا مشاہدہ کرتا ہے۔

• باب فی ان الآئمة یحیون الموتی ویبرؤن الاکمه والابرص باذن اللہ۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ کو مردوں کو زندہ، مادرزاد اندھوں اور برص زدہ انسانوں کو اللہ کی توفیق سے درست کر دینے کی قدرت حاصل ہے۔

• باب فی امیر المؤمنین ان اللہ ناجاہ بالطائف وغیرہما ونزل بینہما جبریل

☆ اس حقیقت کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین سے طائف وغیرہ کے مقامات میں سرگوشی

فرمائی، اس دوران جبریل بھی ان کے درمیان موجود تھے۔

• باب فی علم الآئمة بما فی السماوات والارض والجنة والنار وما کان

وما ہو کائن الی یوم القیامة

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آسمانوں، زمین اور جنت، جہنم کے حالات اور زمانہ ماضی اور آئندہ

قیامت تک ہونے والے تمام امور و واقعات آئمہ کے علم میں ہیں۔

☆☆☆..... کتاب ”کامل الزیارات“ مؤلف شیعی امام جعفر بن محمد بن قولویہ، مطبوعہ

دار السورہ۔ بیروت۔ (۱۹۹۷ء)

اس کتاب کی مکمل فہرست میں سے درج ذیل ابواب پیش کیے جاتے ہیں:

• باب من زار الحسين كان كمن زار الله في عرشه

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ جو شخص حسین ؑ کی زیارت کرتا ہے گویا کہ اس نے عرشِ معلیٰ پر مستوی اللہ کی زیارت کر لی ہے۔

• باب ان زیارة الحسين والآئمة علیہم السلام تعدل زیارة قبر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین ؑ اور دیگر آئمہ ؑ کی زیارت رسول اللہ ﷺ کی قبر کی زیارت کے ہم رتبہ ہے۔

• باب ان زیارة الحسين تحط الذنوب۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین ؑ کی زیارت گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔

• باب ان زیارة الحسين تعدل عمرة

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین ؑ کی زیارت عمرہ کے مساوی ہے۔

• باب ان زیارة الحسين تعدل حجة

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین ؑ کی زیارت حج کے مساوی ہے۔

• باب ان زیارة الحسين تعدل حجة وعمرة

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین ؑ کی زیارت حج اور عمرہ کے ہمسرہ ہے۔

• باب ان زیارة الحسين ينفس بها الكرب ويقضى بها

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین ؑ کی زیارت غموں کے ازالے اور حاجت روائی کا ذریعہ ہے۔

• باب ما يستحب من طين قبر الحسين وانه شفاء

☆ حسین ؑ کی قبر کی مٹی کی افضلیت اور اس سے شفاء ہونے کا بیان

• باب ما يقول الرجل اذا اكل طين قبر الحسين

☆ قبر حسین ؑ کی خاک کھانے والا شخص کون سے کلمات پڑھے

• باب ان زائرین الحسين يدخلون الجنة قبل الناس

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین ؑ کے زائرین سب لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

☆☆☆..... کتاب ”توراعین فی المشی الی زیارة قبر الحسین“ مؤلفہ محمد بن حسن۔ مطبوعہ

دارالمیزان۔ بیروت۔

فہرست کتاب میں سے چند ابواب:

✽ باب أن زائرین الحسین علیہ السلام یعطی له یوم القیامة نور یضییء لنوره ما بین المشرق والمغرب

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ قیامت کے دن حسین علیہ السلام کے زائر کو ایسے نور سے سرفراز کیا جائے گا جس سے مشرق اور مغرب کے مابین سب کچھ منور ہو جائے گا۔

✽ باب أن زیارته علیہ السلام توجب العتق من النار
☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین علیہ السلام کی زیارت جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے۔

✽ باب أن زیارته غفران ذنوب خمسین سنة
☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین علیہ السلام کی زیارت کے نتیجے میں پچاس سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

✽ باب: أن زیارة الحسین علیہ السلام تعدل الاعتاق والجهاد والصدقة والصیام۔
☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین علیہ السلام کی زیارت غلام کی آزادی، جہاد، صدقہ اور روزہ (سے حاصل ہونے والے اجر و ثواب) کے مساوی ہے۔

✽ باب أن زیارة الحسین علیہ السلام تعدل اثنتین وعشرین عمرة
☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین علیہ السلام کی زیارت بائیس عمروں (کے ثواب) کے برابر ہے۔

✽ باب أن زیارة الحسین علیہ السلام تعدل حجة لمن لم یتھیا له الحج وتعدل عمرة لمن لم یتھیا له عمرة
☆ اس عقیدہ کا بیان کہ حسین علیہ السلام کی زیارت مفلس و نادار شخص کے لیے حج اور عمرہ کی سعادت کے برابر ہے۔

✽ باب أن الله تبارک وتعالیٰ یتجلی لزوار قبر الحسین علیہ السلام ویخاطبهم بنفسه۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ قبر حسین کے زائرین کے سامنے ظہور فرماتا اور ان سے براہ راست ہم کلام ہوتا ہے۔

✽ باب أن الله جل وعلا یزور الحسین علیہ السلام فی کل ليلة جمعة۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ اللہ عزوجل ہر جمعہ کی رات کو بذات خود حسین کی زیارت کرتا ہے۔

• باب ان الانبياء يسألون الله في زيارة الحسين عليه السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان کا انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ سے حسین علیہ السلام کی زیارت کی درخواست کرتے ہیں۔

• باب ان النبي الاعظم (يعني محمد ﷺ) والعترۃ الطاهرة يزورون الحسين عليه السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ نبی اعظم (محمد ﷺ) اور آپ کی آل پاک حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہیں۔

• باب ان ابراهيم الخليل عليه السلام يزور الحسين عليه السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ ابراہیم خلیل علیہ السلام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہیں۔

• باب ان موسى بن عمران سأل الله جل وعلا ان يأذن له في زيارة قبر الحسين عليه السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ موسیٰ بن عمران نے حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی تھی۔

• باب الملائكة يسألون الله عزوجل ان يأذن لهم في زيارة قبر الحسين عليه السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ فرشتے حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیے اللہ تعالیٰ سے منظوری طلب کرتے ہیں۔

• باب ما من ليلة الا وجبرائيل وميكائيل يزورانہ صلوات الله عليه

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ جبرائیل اور میکائیل ہر رات کو حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہیں۔

• باب ان زيارة الحسين عليه السلام تعدل ثلاثين حجة مبرورة، متقبلة زاکية مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین علیہ السلام کی زیارت رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کیے گئے تہیں مقبول، مبرور اور پاکیزہ حجوں کے برابر ہے۔

• باب من زار قبر الحسين عليه السلام كان كمن زار الله فوق عرشه

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ جو شخص حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرتا ہے، اس نے گویا کہ عرش معلیٰ

پر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی ہے

• باب من زار الحسين عليه السلام كتب الله في اعلى عليين -

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین علیہ السلام کے زائر کو اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں لکھ لیتا ہے۔

شیعہ عالم حسین الہمدی نے سیدنا علی علیہ السلام کا ایک خطبہ نقل کیا ہے جو معاذ اللہ کفریہ اور شرکیہ کلمات سے بھرا ہوا ہے۔ اس خطبہ میں علی علیہ السلام اپنا تعارف کرواتے ہیں، ہم سیدنا علی علیہ السلام کو ان خرافات سے بری الذمہ یقین کرتے ہیں،

شیعی عالم بیان کرتا ہے:

”علی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا: غیب کی کنجیاں میرے پاس ہیں، رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کا علم صرف مجھے ہے، صحفِ آویٰ میں مذکور ذوالقرنین میں ہوں، سیلان کو انگوٹھی عطا کرنے والا میں ہوں، حساب کا نگران و منتظم میں ہوں، صراط اور میدانِ حشر کا متولی میں ہوں، اپنے رب کے حکم سے جنت اور جہنم کی تقسیم کا اختیار میرے ہاتھ میں ہے۔ میں پہلا آدم اور نوح ہوں، میں جبار کا عظیم نشان ہوں اور پوشیدہ رازوں کی حقیقت ہوں، درختوں کو گل و برگ سے آراستہ کرنے اور پھلوں کو پکانے کی قدرت میرے پاس ہے۔ چشموں کو نکالنے اور نہروں کو جاری کرنے والا میں ہوں، میں علم کا خازن اور حوصلہ و بردباری کا عطیہ کرنے والا ہوں، میں امیر المؤمنین ہوں، میں عین الحقین ہوں، میں آسمانوں اور زمین میں اللہ کی حجت اور برہان ہوں، راہبہ اور صاعقہ میرا نام ہے، میں حق کی زوردار آواز ہوں، میں مکذبین کیلئے قیامت ہوں ”ذالک الکتاب لاریب“ سے میں ہی مقصود ہوں، میں ہی وہ اسماء و الحسنى ہوں جن کے وسیلہ سے دعائے کلمے کا حکم دیا گیا ہے، میں ہی وہ نور ہوں جس سے ہدایت کے چشمے پھوٹتے ہیں، صور کا نگران میں ہوں، قبروں سے اٹھانے والا میں ہوں، زندہ اٹھائے جانے کے دن کا مالک میں ہوں، نوح کو نجات دینے اور یارِ یوب کو شفاء دینے والا میں ہوں، اپنے رب کے حکم سے آسمانوں کو قائم کرنے والا میں ہوں، میں ابراہیم کا آقا اور کلیم کا راز ہوں، کائنات کا مدبر و منتظم میں ہوں، میں ہی زندہ اور جاوید ہستی کا امر ہوں، میں حق تعالیٰ کی مخلوقات پر اس کا حکمران ہوں، میں ہی وہ ہستی ہوں جس کا فیصلہ اٹل اور جس کا فرمان ناقابلِ تغیر ہوتا ہے، میں اللہ کا راز اور اس کی حجت ہوں، میں ہی اللہ تعالیٰ کے فرمان

”وَيَسْتَلْزِمُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلُوبُ الرُّوحِ مِنْ أَمْرِ رَبِّي“ (یہ لوگ آپ سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ جواب دیدیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے) میں مذکور امر اور روح کا مصداق ہوں، بلند و بالا پہاڑوں کو میں نے استوار کیا ہے، رواں چشموں کو جاری کرنے والا میں ہوں، درختوں کو اگانے اور ان پر مختلف انواع والوان کے پھلوں کو پیدا کرنے والا میں ہوں، اقوال کا حاکم میں ہوں، مردوں کو جلانے والا میں ہوں، قبر کا پڑاؤ میں ہوں، سورج، چاند اور ستاروں کو روشنی عطا کرنے والا میں ہوں، میں ہی قیامت کا نگران اور اسے قائم کرنے والا ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری ہی اطاعت و فرمانبرداری کو لازم کیا گیا ہے، میں اللہ کا محفل و سر بستہ راز ہوں، میں ہی بدرودِ حسین کا تاجدار ہوں، میں طور ہوں، میں ہی کتابِ مسطور ہوں، میں بحرِ مجبور ہوں، میں ہی بیتِ المعمور ہوں، اللہ تعالیٰ نے مخلوقات سے میری اطاعت کا تقاضا کیا، کچھ نے کفر کیا اور اس پر جے رہے، لہذا ان کی شکلوں کو نسخ کر دیا گیا اور کچھ نے اپنے رب کی دعوت پر بلیک کہا تو وہ نجات اور قرب کے حق دار قرار پائے، میں ہی وہ صاحبِ عظمت و کرامت ہستی ہوں جس کے ہاتھ میں جنت کے تمام درجات کی اور جہنم کے تمام طبقات کی کنجیاں ہیں، میں ہی آسمان اور زمین میں رسول اللہ کا ساتھی ہوں، میں ہی مسیح ہوں کہ میرے اذن کے بغیر کسی ذی روح کو حرکت کرنے اور سانس لینے کی ہمت نہیں ہے، میں ہی قرونِ گزشتہ کا مالک ہوں، میں صامت ہوں اور محمد مطلق ہیں، میں نے ہی موسیٰ کو سمندر عبور کرایا اور فرعون کو اس کے لشکر سمیت غرقاب کیا، میں ہی جانوروں کے تقاضوں کو اور پرندوں کی بولیوں کو جانتا ہوں، میں ہی پلک جھپکنے کی دیر میں ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے فاصلے طے کر سکتا ہوں، جمولے میں عیسیٰ کی زبان سے گفتگو کرنے والا میں ہوں اور میرے ہی پیچھے عیسیٰ نماز پڑھیں گے، میں ہی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق صور میں تصرف کا حق رکھوں“ تا آخر

یقیناً یہ خطبہ سیدنا علیؑ کی طرف منسوب کیا گیا باطل، بے اصل اور بے اصل بدترین جھوٹ ہے، جو اول تا آخر شرک و کفر سے لبریز ہے۔

شیعہ کے توحید فی الربوبیۃ کے متعلق معتقدات

(۱) امام ہی رب ہوتا ہے:

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا رب وہ امام ہوتا ہے جو زمین پر سکونت پذیر ہوتا ہے، ان کی کتاب ”مرآۃ الانوار و مشکاة الاسرار“ میں لکھا ہے:

ان علیا قال: انا رب الارض الذی تسکن الارض بہ

(مرآۃ الانوار و مشکاة الاسرار: 59)

”(شیعوں کے افتراء کے مطابق) علی علیہ السلام نے فرمایا ہے میں زمین کا پروردگار ہوں میرے علم سے ہی زمین آباد اور نہ رونق ہے۔“

اسی طرح ان کے امام عیاشی نے اپنی تفسیر میں فرمان الہی ”ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا“ (اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے) کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

یعنی: التسليم لعلی رضى الله عنه ، ولا یشرک معه فی الخلافة

من نیس له ذلك ولا هو من اہله (تفسیر للعیاشی: 2/353)

”فرمان الہی کا مقصود یہ ہے کہ علی علیہ السلام کی اطاعت کو اختیار کرے اور خلافت میں اس کے ساتھ ان کو قطعاً شریک نہ کرے جو اس کے حقدار ہیں اور نہ ہی اس کے اہل ہیں۔“

(۲) دنیا اور آخرت امام کے تصرف میں ہے:

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا اور آخرت کے مالک امام ہوتے ہیں، انہیں اپنے ملک میں کلی تصرف کا اختیار حاصل ہے، ان کے امام کلینی نے اپنی کتاب ”الکافی“ میں ایک باب اس عنوان کے ساتھ قائم کیا ہے ”باب ان الارض کھلا امام“ یعنی ساری زمین امام کی ملکیت ہے“ اس باب کے تحت وہ ابو عبد اللہ جعفر صادق کا قول نقل کرتا ہے:

عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام۔ قال: اما علمت ان

الدنیا والآخرۃ للامام یضعہا حیث یشاء ویدفعہا الی من یشاء۔

انتہی (الکافی: 1/410, 407)

”ابو بصیر سے مروی ہے کہ ابو عبد اللہ (جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا: کیا تم جانتے نہیں کہ دنیا و آخرت امام کا ملک ہے۔ وہ جہاں چاہے اسے رکھے اور جس کے چاہے اسے سپرد کر دے۔“

(۳) کائنات کے جملہ حوادث آئمہ کے ارادہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں:

شیعہ کائنات کے اندر رونما ہونے والے ایسے حادثات و واقعات جن پر اللہ تعالیٰ کو بھی قدرت اور تعارف حاصل ہے کو اپنے آئمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، یعنی بادلوں کا گر جنا اور بجلی کا چمکنا وغیرہ سب کچھ ان کے عقیدہ کے مطابق ان کے آئمہ کے حکم سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ان کے امام مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں ایک روایت نقل کی ہے۔ کہتا ہے:

عن سماعة بن مهران قال: كنت عند ابي عبد الله عليه السلام فأرعدت السماء وأبرقت، فقال: ابو عبد الله عليه السلام: اما انه ما كان من هذا الرعد ومن هذا البرق فانه من امر صاحبكم قلت: من صاحبنا؟ قال: امير المؤمنين عليه السلام (بحار الانوار: 33/27)

”سماعہ بن مہران کا بیان ہے کہ میں ابو عبد اللہ (جعفر صادق علیہ السلام) کے پاس موجود تھا، اسی دوران آسمان پر گرج چمک ہوئی، تو ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: یہ جو گرج چمک ہوتی ہے اس کا امر تمہارے مولیٰ کی طرف سے جاری ہوتا ہے، میں نے عرض کیا: ہمارا مولا کون ہے؟ فرمایا: امیر المؤمنین علیہ السلام۔“

(۴) آئمہ بادلوں پر سوار ہوتے ہیں:

یہ عقیدہ شیعہ امامیہ اور شیعہ نصیریہ کا متفقہ عقیدہ ہے۔ اس کی تفصیل آپ آگے پڑھیں گے، شیعوں کے امام مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں مندرجہ ذیل روایات سے اسے ثابت کیا ہے:

ان عليا أوما الي صحابتيں۔ فاصبحت كل صحابة كانه بساط موضوع، فركب علي صحابة بمفردهم وركب بعض اصحابه علي الاخرى وقال فوقها: انا عين الله في ارضه، انا لسان الله الناطق في خلقه انا نور الله الذي لا يطفأ انا باب الله الذي يؤتى منه

وَحُجَّتْهُ عَلَى عِبَادِهِ (بحار الانوار-ج: 27 ص: 34)

”علیؑ نے دو بادلوں کی طرف اشارہ کیا، تو ہر ایک بادل تیار شدہ کچھونا نظر آنے لگا، چنانچہ ایک بادل پر علیؑ تجہا سوار ہو گئے جبکہ دوسرے پر ان کے بعض ساتھی سوار ہوئے۔ علیؑ نے بادل پر سوار ہو کر کہا: میں زمین پر اللہ کا وجود ہوں، خلق خدا میں، میں اللہ کی لسان ناطق ہوں، میں اللہ کا نہ بچنے والا نور، اس کی طرف کھلنے والا دروازہ اور بندگان خدا پر اس کی حجت ہوں۔“

(۵) آئمہ غیب دان ہیں:

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے آئمہ غیب کا علم رکھتے ہیں۔ ان کے عالم کلینی نے اپنی کتاب ”الکافی“ میں ایک باب اس عنوان کے ساتھ قائم کیا ہے

باب أن الأئمة عليهم السلام يعلمون متى يموتون وانهم لا يموتون الا باختيار منهم

یعنی اس عقیدہ کا بیان کہ آئمہ کو اپنے وقت اجل کا علم ہوتا ہے اور انہیں موت بھی ان کی رضا مندی کے ساتھ آتی ہے۔“

اسی طرح امام کلینی نے ایک دوسرا باب اس عنوان کے ساتھ باندھا ہے:

باب أن الأئمة عليهم السلام يعلمون علم ما كان وما يكون وانه لا يخفى عليهم شيء

”اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام کو زمانہ گذشتہ اور آئندہ کے جملہ حالات کا علم ہوتا ہے ان سے کوئی بھی شے مخفی اور پوشیدہ نہیں ہوتی۔“

نیز ان کے امام مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں صادق علیہ السلام سے ایک جھوٹی، باطل اور من گھڑت روایت نقل کی ہے، جس کے مطابق امام موصوف کا فرمان ہے:

والله لقد اعطينا علم الاولين والآخرين، فقال رجل من اصحابه: جعلت فداك اعندكم علم الغيب؟ فقال له: ويحك اني لاعلم

ما في اصلا ب الرجال وأرحام النساء (بحار الانوار-ج: 26 ص: 27، 28)

”اللہ کی قسم! ہمیں اولین و آخرین کا علم عطا کیا گیا ہے۔ آپ کے ساتھیوں میں سے ایک

غص نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، کیا آپ کے پاس علم الغیب ہے؟ آپ نے اس سے کہا: تیرے لیے افسوس ہے مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ مردوں کی صلوٰہوں میں اور عورتوں کے رخصوں میں کیا پوشیدہ ہے۔“

(۶) ان کے آئمہ پر وحی نازل ہوتی ہے:

شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کے آئمہ پر جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے سے وحی الہی نازل ہوتی ہے، بلکہ ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام سے بھی بڑھ کر صاحب فضیلت و عظمت فرشتہ بھی وحی لا کر اترتا ہے۔ آئمہ اسی وحی کی بنیاد پر قانون سازی کرتے اور فقیہی امور تک رسائی حاصل کرتے ہیں، یہاں تک کہ انہیں قیامت تک نمودار ہونے والے تمام احوال و واقعات کا علم ہو جاتا ہے۔ یہ عقیدہ متعدد روایات کے ساتھ شیعہ کتب احادیث و تفاسیر میں جگہ جگہ لکھا ہوا موجود ہے۔ محمد بن الحسن الصفار متوفی 290ھ شیعہ امام ہے۔ جسے شیعوں کے نزدیک اپنے گیارہویں امام معصوم کے ہم نشین ہونے اور قدیم ترین محدث ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مزید بریں یہ ان کے ”حجۃ الاسلام“ امام کلینی کا بھی معلم اور مرشد ہے۔ اسی امام صفار نے اپنی دس اجزاء پر مشتمل ضخیم کتاب ”بصائر الدرجات الکبریٰ“ میں ایسی بے شمار روایات نقل کی ہیں، جن سے وہ اپنے آئمہ پر ملائکہ کرام کے ذریعہ سے نزول وحی کی ”حقیقت“ کو ثابت کرتا ہے۔ اس کتاب کی آٹھویں جلد میں صلوٰہاں باب اس عنوان کے ساتھ موجود ہے:

باب فی امیر المؤمنین ان اللہ ناجاہ بالطائف وغیرہا ونزل بینہما

جبریل

”اس عقیدہ کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین (علی علیہ السلام) سے طائف اور دیگر

مقامات پر سرگوشی فرمائی تھی، اس وقت جبرائیل بھی ان دونوں کے درمیان موجود تھے۔“

اس باب کے ذیل میں تقریباً دس روایات کو نقل کیا گیا ہے۔ ان میں ایک روایت ذیل میں درج

کی جاتی ہے:

عن حمran بن اعین قال: قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام: جعلت

فداک بلغنی ان اللہ تبارک وتعالیٰ قد ناجی علیا علیہ السلام؟ قال:

اجل قد کان بینہما مناجاة بالطائف نزل بینہما جبریل، انتہی

(بصائر الدرجات الکبریٰ ج: 8 باب: 16 ص: 430 مطبوعہ ایران)

”حمران بن اعین کا بیان ہے، کہتا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ (جعفر صادق علیہ السلام) سے عرض کیا: میری روح و بدن آپ پر غار ہو جائے کیا مجھ تک پہنچنے والی یہ بات درست ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے علی علیہ السلام سے سرگوشی فرمائی تھی؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں! واقعاً ان دونوں کے درمیان میں طائف میں سرگوشی ہوئی تھی، ان کے درمیان جبریل موجود تھے۔“

بحر وحی کا یہ معاملہ صرف علی بن ابن طالب علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ شیعہ اثنا عشریہ کے تمام آئمہ اس امتیاز میں ان کے ساتھ شریک ہیں، جیسا کہ صفار نے اپنی کتاب ”بصائر الدرجات“ کی نویں جلد میں ایک عنوان قائم کیا ہے:

الباب الخامس عشر فی الأئمة علیہم السلام ان روح القدس یتلقاھم اذا احتاجوا الیہ (بصائر الدرجات الکبریٰ ج: 9 باب: 15)

”پندرہواں باب، اس حقیقت کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام کو جب بھی ضرورت لاحق ہوتی ہے تو روح القدس ان کے پاس تشریف لاتے ہیں۔“

اس باب کے تحت ائمہ از اتیرہ روایات مذکور ہوئی ہیں۔ ان میں سے چند ایک روایات پیش خدمت ہیں:

●.....عن اسباط عن ابی عبد اللہ جعفر انہ قال: قلت تسألون عن الشیء فلا یکون عندکم علمہ؟ قال: ”ربما کان ذلک“ قلت: کیف تصنعون؟ قال: یلقانا بہ روح القدس

”اسباط کا بیان ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ جعفر صادق سے دریافت کیا کہ کبھی یہ بھی ہو جاتا ہے کہ آپ سے کوئی سوال پوچھا جائے اور آپ کے پاس اس کا جواب موجود نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: ”بعض اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے“ میں نے عرض کیا: تو اس وقت آپ کیا کرتے ہیں؟ فرمایا: روح القدس ہمارے پاس اس سوال کا جواب لے آتے ہیں۔“

●.....عن ابی عبد اللہ انہ قال: انا لنزاد فی اللیل والنهار ولولم نزد لنفد ما عندنا، قال ابو بصیر: جعلت فداک من یأتیکم بہ؟ قال: ان منا من یعاین وان منا من ینقر فی قلبہ کیت وکیت وان منا لمن یسمع بأذنه وقعا کوقم السلسلۃ فی الطست، قال: فقلت له من الذی یأتیکم بذلک قال: خلق اعظم من جبریل

ومیکائیل (بصائر الدرجات الکبریٰ۔ ج: 5 باب: 7 ص: 252)

”ابوبصیر کا بیان ہے کہ ابو عبد اللہ (جعفر صادق) نے فرمایا ہے کہ ہمیں دن رات توشہ ملتا رہتا ہے۔ نہ ملے تو ہمارے پاس موجود سب کچھ ختم ہو جائے، ابوبصیر کہتا ہے میں نے عرض کیا: میں قربان جاؤں آپ کے پاس یہ توشہ کون لاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم میں سے کچھ تو اس کا آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں بعض کے دلوں میں ان باتوں کو نقش کر دیا جاتا ہے اور ہم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں تعالیٰ میں گرنے والی زنجیر کی آواز کی طرح آواز سنائی دیتی ہے۔ ابوبصیر کہتا ہے میں نے عرض کیا: آپ کے پاس یہ توشہ کون لاتا ہے؟ فرمایا: جبرائیل اور میکائیل سے بھی بڑی مخلوق۔“

شیعوں کے مسلک جہد الاسلام کلینی نے بھی اپنی کتاب ”الکافی“ میں بھی درج ذیل عنوان کے تحت اس عقیدے کا اثبات کیا ہے :

باب الروح التي يسد الله بها الآئمة عليهم السلام

”یعنی اس روح کا بیان جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ آئمہ کی راہنمائی فرماتا ہے۔“
اس کے بعد یہ روایت نقل کی گئی ہے:

فعن اسباط بن سالم قال: سال رجل من اهل بيت ابى عبد الله عليه السلام عن قول الله عز وجل (وكذلك اوحينا اليك روحا من امرنا) فقال: منذ ان انزل الله عز وجل ذلك الروح على محمد صلى الله عليه وآله وسلم ما صعد الى السماء وانه لفينا (وفى رواية) كان مع رسول الله يخبره ويسدده وهو مع الآئمة من بعده انتہی

(کتاب اصول الکافی۔ مؤلفہ محمد بن یعقوب الکلینی، کتاب الحجة: 1/273، طبع طهران)

”اسباط بن سالم کا بیان ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام کے خاندانہ میں سے ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ”اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف روح کو اتارا ہے“ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: جب سے اللہ تعالیٰ نے اس روح کو محمد ﷺ کی طرف نازل کیا ہے وہ بدستور ہمارے اندر موجود ہے، آسمان کی طرف منتقل نہیں ہوا (ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں) یہ روح رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہا، آپ کو خبریں دیتا، آپ ﷺ کی راہنمائی کرتا

رہا، آپ ﷺ کے بعد یہ روح آئمہ کے ساتھ موجود ہے۔“

اسی طرح کلینی نے اپنی ”اصول الکافی“ میں یہ روایت بھی وارد کی ہے:

عن ابی عبد اللہ قال: انی اعلم ما فی السماوات وما فی الارض
واعلم ما فی الجنة والنار واعلم ما کان وما یکون

(الکافی: 1/261 مطبوعہ ایران)

”مجھے آسمان، زمین، جنت، جہنم اور ماضی زمانہ اور مستقبل کے تمام تراحوال اور کوائف کا
کمل علم ہے۔“

نیز شیعہ عالم البحر الحالی نے اپنی کتاب ”الفصول المحمّدیة فی اصول الائمة“ میں یہ لکھا ہے:
ان الملائكة ينزلون ليلة القدر الى الارض ويخبرون الائمة عليهم
السلام بجميع ما يكون في تلك السنة من قضا وقدر وانهم يعلمون
علم الانبياء عليهم السلام (الفصول المهمة فی اصول الائمة۔ باب: 94 ص: 145)
”فرشتے لیلۃ القدر کے موقع پر زمین پر اترتے اور آئمہ ﷺ کو اس سال کی تقدیر قضاء
سے مطلع کرتے ہیں، بالیقین الآئمہ الانبیاء ﷺ کے علوم سے آگاہ ہوتے ہیں۔“

(۷) اللہ کا نور علی ﷺ میں حلول ہوتا ہے:

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور کا کچھ حصہ علی ﷺ کی ذات کے ساتھ متحد ہو گیا ہے۔ ان
کے امام کلینی نے اپنی کتاب ”اصول الکافی“ میں اس عقیدہ کی درج ذیل روایت کے ساتھ صراحت کی
ہے:

قال: ابو عبد اللہ ثم مسحنا بيمينه فافضى نوره فينا وقال: ايضا
ولكن الله خلطنا بنفسه (اصول الکافی: 1/440)

”ابو عبد اللہ جعفر صادق فرماتے ہیں کہ پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے دائیں ہاتھ سے ہمیں
لس فرمایا، اس طرح اس نے اپنے نور کو ہم میں خصل کر دیا، ابو عبد اللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ذات کے ساتھ یکجا کر دیا۔“

(۸) مکلفین کے اعمال آئمہ پر پیش کیے جاتے ہیں:

اسی طرح شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مکلفین کے جملہ اعمال ہر دن اور رات آئمہ کے حضور پیش

کیے جاتے ہیں، یہ عقیدہ شیعوں کے امام اور جج کلینی نے اپنی کتاب ”اصول الکافی“ میں درج شدہ اس روایت سے ثابت کیا ہے:

عن الرضا عليه السلام ان رجلا قال له: ادع الله لي ولاهل بيتي،
فقال: اولست أفعلم؟ والله ان اعمالكم لتعرض على كل يوم
وليلة (اصول الكافي: 1/219)

”رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے درخواست کی کہ آپ میرے لیے
اور میرے خاندان کے لیے دعا کریں، آپ نے کہا: کیا خیال ہے میں تمہارے لیے دعا
نہیں کیا کرتا؟ اللہ کی قسم! تم سب لوگوں کے اعمال ہر دن اور ہر رات میرے سامنے پیش
کیے جاتے ہیں۔“

☆☆☆☆☆

شیعہ کا ”توحید فی الاسماء والصفات“ کے متعلق عقیدہ

اولاً..... اللہ تعالیٰ کی کوئی صفات نہیں ہیں:

شیعہ اثنا عشریہ اللہ جل جلالہ کی صفات سے انکار کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی سمع ہے نہ بصر، اس کا چہرہ ہے نہ ہاتھ، وہ کائنات کے اندر ہے نہ اس کے باہر، اپنے اس عقیدے میں وہ اپنے معتزلی مشائخ و اساتذہ کی پوری موافقت کرتے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کو اپنے آئمہ کے ساتھ چسپاں کر دیتے ہیں، جیسا کہ ان کے امام کلینی نے اپنی کتاب اصول الکافی میں اپنے امام جعفر بن محمد بن الصادق کا یہ قول نقل کیا ہے:

قال جعفر بن محمد عليه السلام في قوله تعالى ((والله الاسماء
الحسنى فادعوه بها)) نحن والله الاسماء الحسنی التي لا يقبل
الله من عباده عملاً الا بمعرفتنا (اصول الکافی، ۱: ۱۴۳)
”جعفر بن محمد علیؑ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان (اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں سب کچھ اچھے نام
، پس انہی سے اسے پکارو! کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ اللہ کی قسم! ہم آئمہ علی ”الاسماء
الحسنى“ ہیں، کہ ہماری معرفت کے بغیر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کا عمل منظور نہیں فرمائے
گا۔“

ثانیاً..... قرآن مخلوق ہے:

شیعہ اثنا عشریہ فرقہ جمیہ کے ساتھ اس عقیدے میں متفق ہیں کہ قرآن مخلوق ہیں، شیعوں کے
ممتاز ترین عالم مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں کتاب القرآن کے تحت ایک باب ان القرآن
مخلوق ”قرآن کے مخلوق ہونے کا بیان“ کے عنوان سے قائم کیا ہے، پھر اس فاسد، گمراہ کن اور ہلاکت
خیز عقیدے کے اثبات کے لیے اس نے گیارہ روایات درج کی ہیں، حالانکہ یہ عقیدہ دین اسلام، ملت
ابراہیمی اور قبلہ اسلام کے جملہ پیروکاروں کے نزدیک صریح ترین کفریہ عقیدہ ہے۔

جائے..... روزِ قیامت دیدار الہی نہیں ہوگا:

تذکرہ بالامقائد کی طرح شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رویت اور اس کا دیدار نہیں ہوگا، شیعہ اثنا عشری عالم ابن بابویہ نے اپنی کتاب ”التوحید“ میں اپنے اس عقیدے کا اظہار کیا ہے اور مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں اس بات پر اتفاق نقل کیا ہے ”کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی رویت کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہے، اس لحاظ سے شیعہ اثنا عشریہ، جہمیہ، معتزلہ، خوارج اور دوسرے گمراہ اور بدراستی پھیلانے والے گروہوں کے ساتھ مکمل ہم آہنگی کرتے نظر آتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

شیعہ اور قرآن کریم

ہم اس بحث میں شیعہ اور قرآن کریم کا درج ذیل بنیادوں پر تذکرہ کریں گے۔

پہلا مقصد

:محققین شیعہ علماء اور قرآن کریم کے محرف ہونے پر ان کا اتفاق

دوسرا مقصد:

:متاخرین شیعہ علماء اور قرآن کریم کی تحریف کی بابت ان کے اقوال

تیسرا مقصد:

:قرآن کریم کی تحریف کے مدعی، محققین و متاخرین شیعہ علماء کے نام

چوتھا مقصد:

:اکابر شیعہ علماء کی شیعوں کے محدث اول محمد بن یعقوب الکلبی کے متعلق معتبر گواہی کہ وہ قرآن

کریم کے محرف ہونے کا مدعی اور معتقد تھا۔

پانچواں مقصد:

:اکابر شیعہ علماء کے بیانات کہ قرآن کریم پر حرف گری کرنے والی روایات تو اتر اور شہرت کے

درجے پر فائز ہیں۔

چھٹا مقصد:

:شیعہ امامیہ کے زعم کے مطابق قرآن کریم کی تحریف کے انواع و اقسام

ساتواں مقصد:

:اس سوال کا جواب کہ شیعہ حضرات اس قرآن کی تلاوت کیوں کرتے ہیں جو اہل السنۃ کے پاس

موجود ہے، حالانکہ وہ اسے ناقص اور محرف تسلیم کرتے ہیں؟

آٹھواں مقصد:

:شیعہ حضرات کی اللہ تعالیٰ کی کتاب کی مخالفت اور دھوکے پر مبنی تفسیروں کی مثالیں۔

محققین شیعی علماء اور قرآن کریم کے محرف ہونے پر ان کا اتفاق:

شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ جو قرآن کریم اس وقت اہل اسلام کے پاس موجود ہے یہ وہ قرآن قطعاً نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے محمد ﷺ پر نازل فرمایا تھا، بلکہ اس میں تغیر و تبدل اور تحریف واقع ہو چکی ہے اور یہ رد و بدل اور تغیر خود رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب رضی اللہ عنہم سے سرزد ہوا جنہوں نے شیعوں کے عقیدے کے متعلق آل محمد کے حقوق کو غصب کیا۔ شیعوں کا یہ دعویٰ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان آیات کو حذف کر دیا جو اہل بیت کے مناقب و فضائل اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عیوب و نقائص پر مشتمل تھیں، اس کے علاوہ انہوں نے بہت سی دوسری آیات کو شیعوں کے بقول قرآن کریم سے حذف کر دیا، یہاں تک کہ منزل من اللہ قرآن کریم کا صرف ایک تہائی حصہ باقی بچ گیا ہے۔ اس کے مقابل ان کا یہ دعویٰ ہے کہ کامل قرآن جسے اللہ تعالیٰ نے اتارا تھا جو ہر قسم کی تحریف سے محفوظ و مامون ہے وہ ان کے بارہویں امام غائب محمد بن حسن عسکری کے پاس موجود ہے۔ اور اسے ان کے عقیدے کے متعلق علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔ یہ عقیدہ تمام محققین و متاخرین شیعی علماء کا متفقہ عقیدہ ہے۔ چند مگنے چنے شیعی امامیہ علماء نے اس عقیدے کی مخالفت کی اور برملا کہا ہے کہ قرآن کریم میں تحریف کا دعویٰ غلط اور بے بنیاد ہے۔ تاہم یہ بات طے ہے کہ قرآن کریم میں تغیر و تبدل، تحریف اور اس کے ناقص ہونے کا نظریہ قدیم شیعی علماء کا متفقہ نظریہ ہے، ان سب نے اپنی مؤلفات میں اس عقیدے کی صراحت کی ہے اور اپنے آئمہ کی طرف منسوب ایسی روایات سے اپنی کتابوں کو بھر دیا ہے جن سے قرآن کریم میں تحریف کا ثبوت ملتا ہے، اس اجماع سے صرف چند افراد نے اختلاف کیا ہے۔ مشہور شیعی امام نوری طبری اپنی کتاب ”فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب“ میں ان افراد کی تعداد بیان کرتا ہے کہ وہ صرف چار اشخاص ہیں۔ میں یہاں محققین شیعی علماء کے اقوال اور ان کے آئمہ کی بعض روایات کو ان کی مشہور و معتد کتابوں میں سے نقل کرنا چاہتا ہوں جن میں قرآن کریم میں تحریف، رد و بدل اور نقص کے دعوے کی صراحت ملتی ہے۔ تاکہ یہ شیعوں کے اس فاسد اس اجماعی عقیدے کے متعلق آگاہ کرنے والے اہل السنۃ کے اعتراض کے لیے قوی دلیل بن جائے، کہ یہ ان کے اپنے اقوال ہیں اور خود ان کی اپنی تصریحات ہیں، انہیں دوسروں سے نقل نہیں کیا گیا، لہذا یہ مسلمہ کلیہ ہے کہ کسی بھی انسان کے دعوے اور عقیدے کو پہنچانے کے لیے دوسروں کے قول کی بجائے

خود مدعی کا اپنا قول قوی ترین دلیل ہوتا ہے۔

شیعی علماء جو تحریف قرآن کے مدعی ہیں:

☆..... محمد بن حسن صفار:

اس نے اپنی مشہور کتاب ”بصائر الدرجات“ میں ایک عنوان اس طرح قائم کیا ہے:

باب فی الأئمة ان عندهم جميع القرآن انزل علی رسول الله
”یعنی اس عقیدے کے بیان میں کہ آئمہ کے پاس وہ قرآن مکمل طور پر موجود ہے جسے
رسول اللہ ﷺ نازل کیا گیا تھا۔“

پھر اس باب کے تحت وہ ایسی روایات و اخبار کو نقل کرتا ہے جن میں قرآن کریم میں تحریف کے
واقع ہونے کی تصریح موجود ہے جیسا کہ اس نے ابو جعفر کا یہ قول نقل کیا ہے:

ما يستطيع احد ان يدعی انه جمع القرآن غیر الاوصیاء..... ای
غیر الأئمة

”آئمہ کے علاوہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب نہیں کہ اس نے قرآن کو جمع کیا
ہے۔“

اس کے علاوہ اس نے اپنی سند کے ساتھ سالم بن ابی سلمہ سے بیان کیا ہے:

قال قراء رجل علی ابی عبد الله علیه السلام وانا اسمع حروفا من
القرآن لیس علی ما یقرأها الناس، فقال ابو عبد الله: مه مه..... کف
عن هذه القراءة اقرأ كما یقرأ الناس حتی یقوم القائم، فاذا قام فقرأ
کتاب الله علی حده واخرج المصحف الذی کتبه علی علیه
السلام (بصائر الدرجات الکبریٰ۔ فضائل آل محمد: 4/413)

”سالم بن ابی سلمہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے میری موجودگی میں ابو عبد اللہ ﷺ کے سامنے
قرآن کی چند آیات تلاوت کیں، میں اس کی قراءت کو سن رہا تھا مگر یہ قراءت اس طرح
کی نہیں تھی جو عام لوگ کیا کرتے ہیں، چنانچہ ابو عبد اللہ ﷺ نے فرمایا: رکو، رکو..... اس
طرح نہ پڑھو! بلکہ عام لوگوں کی طرح قراءت کرو، یہاں تک کہ امام خضر کا ظہور ہو جائے،
پس جب ابو عبد اللہ تنہا ہوتے، قیام کرتے اور قراءت کرنے لگتے تو اس مصحف کو نکال لیتے

جسے علیؑ نے لکھا تھا، پھر اس کے مطابق قراءت کیا کرتے۔“

☆..... ابو نصر محمد بن مسعود المعروف عیاشی:

اس کا شمار بھی ان شیعی علماء میں ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی مؤلفات کو ایسی روایات سے بھر دیا ہے، جن سے قرآن کریم میں تحریف کا ثبوت ملتا ہے۔ اس نے اپنی تفسیر کی کتاب میں اپنے آئمہ کی طرف منسوب روایات کی بہتات کر دی ہے جن سے..... معاذ اللہ یہ پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کا بہت سارا حصہ ضائع ہو گیا ہے یا اس میں زیادتی کا ارتکاب ہوا ہے۔ انہی روایات میں سے ایک روایت یہ ہے:

عن ابراهيم بن عمر قال: قال ابو عبد الله عليه السلام: ان في القرآن ما مضى وما يحدث وما هو كائن، كانت فيه اسماء والرجال فالقيت وانما الاسم الواحد منه في وجوه لا تحصى يعرف ذلك الوصاة (تفسير العیاشی: 1/12)

”ابراہیم بن عمر کا بیان ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ: قرآن میں زمانہ ماضی، حال اور آئندہ کے تمام واقعات موجود ہیں، اس میں لوگوں کے نام بھی مذکور تھے، جنہیں حذف کر دیا گیا، حالانکہ ان میں سے اکیلے ایک ہی نام کے بے شمار پہلو تھے جنہیں آئمہ ہی جانتے ہیں۔“

ایک روایت اس طرح ہے:

لو لا انه زيد في كتاب الله ونقص منه ما خفي حقنا على ذي حجب
”اگر کتاب اللہ میں کمی اور زیادتی نہ ہو چکی ہوتی تو عقلمندوں سے ہمارے حقوق کبھی بھی اوجھل نہ ہوتے۔“

اس روایت میں کتاب اللہ میں کمی اور زیادتی کے واقع ہونے کی کھلی صراحت موجود ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے جسے اس نے اپنی سند کے ساتھ ابو بصیر سے نقل کیا ہے:

قال: قال ابو جعفر بن محمد: خرج عبد الله بن عمر من عند عثمان، فلقي امير المؤمنين صلوات الله عليه، فقال له: يا علي بيتنا الليلة في امر نرجوا ان يثبت الله هذه الامة، فقال امير المؤمنين: لن يخفى على ما يثبت فيه، حرفتم وغيرتم وبدلتم تسعمائة حرف، ثلاث مائة حرفتم وثلاثمائة حرف غيرتم

وثلثمائة بدلتهم ، ثم قرأ: (فويل للذين يكتبون الكتاب بأيديهم ثم يقولون هذا من عند الله

”ابو بصیر کا بیان ہے کہ ابو جعفر بن محمد نے فرمایا کہ عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ہاں سے اٹھے اور جا کر امیر المؤمنین علی صلوٰۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور ان سے کہا: اے علی! ہم نے رات کو ایک تدبیر طے کی ہے، ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے امت کو مضبوطی اور استحکام عطا فرمائے گا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: مجھ سے تمہارا راز والا منصوبہ مخفی نہیں ہے، تم نے تو نو سو کلمات میں تحریف، تغیر اور تبدیلی کا ارتکاب کیا ہے، تین سو کلمات میں تم نے تحریف کی ہے، تین سو کلمات کو تم نے بدلا ہے اور تین سو کلمات میں تم نے تغیر کر دیا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ”ان لوگوں کے لیے ویل ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کو اللہ تعالیٰ کی طرف کی کہتے ہیں۔“

ان روایات کے علاوہ عیاشی نے بہت ساری دوسری روایات اپنی تفسیر میں درج کیں ہیں، ان سب میں قرآن کریم میں تحریف واقع ہونے کی واضح صراحت موجود ہے، ان کو پڑھنے سے اس بات کا پختہ یقین ہو جاتا ہے کہ عیاشی بھی تحریف کا قائل اور معتقد تھا۔ اس لیے کہ اس قدر کثرت سے ان روایات کو بیان کر دینا بذات خود اس امر کی دلیل ہے کہ مولف ان کو تسلیم کرتا ہے اور ان کے مفہوم و مدلول سے پوری طرح متفق ہے، اس نے کسی بھی مقام پر ان روایات کے متعلق رتی برابر بھی تنقید نہیں کی، حالانکہ ان روایات کی صحت کو تسلیم کر لیا جائے تو اس سے علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کی ذات بھی عیب دار ہوتی نظر آتی ہے کہ انہوں نے جانتے بوجھے اس خلاف شریعت فعل پر سکوت اختیار کر لیا اور اس کو بدلنے کی ذرہ برابر سعی نہ فرمائی۔

☆..... علی بن ابیہیم قمی

یہ کلینی کا استاد قرآن کریم میں تحریف کا مشہور ترین مدعی اور اس باب میں کثرت سے حصہ لینے والا فرد ہے، اس کی تفسیر تحریف کو ثابت کرنے والی روایات سے لبریز ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ اس نے اپنی تفسیر کے متعدد مقامات پر تحریف قرآن کا خود بھی دعویٰ کیا ہے۔ اس نے اپنی تفسیر کے مقدمے میں لکھا ہے:

فالقرآن منه ناسخ ومنسوخ ومنه حرف مكان حرف ومنه علي
خلاف ما انزل الله

”قرآن میں ناخ آیات بھی ہیں اور منسوخ بھی، اس میں ایک کلمے کی بجائے دوسرا کلمہ بھی لایا گیا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی تحزیل کے خلاف بھی آیات ہیں۔“
اس اجمال کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

واما ما كان على خلاف ما انزل الله فهو قوله (كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله) فقال ابو عبد الله: لقارئ هذه الآية ”خير امة“ يقتلون امير المؤمنين والحسن والحسين ابنا على عليه السلام، فقيل له: وكيف نزلت يا بن رسول الله؟ فقال: انما نزلت كنتم خير امة اخرجت للناس (ل: سورة آل عمران: 110)

وقال ايضاً واما ما كان محرفاً منه فهو قوله تعالى (لكن الله يشهد بما انزل اليك في علي انزله بعلمه والملائكة يشهدون)

(سورة النساء: 166، تفسير القمي: 1/5)

”اللہ تعالیٰ کے نازل شدہ فرمان کے خلاف کی مثال، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ”تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کے لیے ہی پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو“ ایک شخص نے اس آیت کی تلاوت کی، تو ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اس سے کہا ”یہ بہترین امت ہے جس نے امیر المؤمنین کو قتل کر ڈالا اور علی علیہ السلام کے صاحبزادوں حسن اور حسین کو بھی شہید کر دیا“ عرض کیا گیا: اے نواسہ رسول تو یہ آیت کس طرح سے نازل ہوئی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ آیت اس طرح نازل کی گئی ہے ”تم بہترین آئمہ ہو جنہیں لوگوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے، کلینی کا استاد قی قرآن کریم میں تحریف شدہ آیت کی مثال دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان اس طرح نازل کیا گیا تھا ”جو کچھ آپ کی طرف علی کے متعلق اتارا گیا ہے اس کی بابت خود اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ اسے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں۔“ (جسے معاذ اللہ صحابہ کرام علیہم السلام نے بدل ڈالا ہے)

شیخی امام قی نے اپنی تفسیر میں اس طرح کی بے اصل اور من گھڑت روایات کو جمع کر دیا ہے، مذکورہ بالا روایت کے مطابق اس آیت میں ”فی علی“ کے کلمات شیعوں کی طرف سے زائد ہیں۔

قرآن کریم میں زیادتی و اضافات کی مثالیں ویسے تو تمام شیعہ کتب میں موجود ہیں، مگر قتی کی تفسیر کو اس باب میں خاص امتیاز حاصل ہے، جس سے اس بات کو تقویت حاصل ہوتی ہے کہ قتی کا شمار بھی انہی شیعہ علماء میں ہوتا ہے، جو قرآن کریم میں تحریف کے داعی ہیں، ان کے کئی ایک علماء نے بھی ہمارے اس موقف کی تائید کی ہے، مثلاً طیب موسیٰ الجزائر نے تفسیر قتی کی مدح سرائی کرتے ہوئے ”تحریف القرآن“ کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

بقی شیء یہمنا ذکرہ وهو ان التفسیر کغیرہ من التفاسیر القدیمۃ
یشتمل علی روایات مفادھا ان المصحف الذی بین یدینا لم
یسلم من التحریف والتفسیر وجوابہ انه لم ینفرد المصنف
بذکرھا بل وافقہ فیہ من المحدثین المتقدمین والمتاخرین عامۃ
وخاصۃ (مقدمۃ طیب موسیٰ الجزائر علی تفسیر الفمی: 1/22)

”ایک قابل ذکر بات رہ گئی ہے وہ یہ کہ تفسیر قتی یوں تو قدیم تفاسیر کی طرز پر ہے، مگر یہ ایسی روایات پر زیادہ مشتمل ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو قرآن اس وقت ہمارے پاس موجود ہے یہ تحریف و تغیر سے محفوظ نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان روایات کے بیان کرنے میں مصنف منفرد نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ حقد میں اور متاخرین، خاص اور عام سبھی محدثین کا اتفاق ہے۔

☆..... محمد بن یعقوب الکلبانی:

اس کا شمار ان کبار شیعہ علماء میں سے ہوتا ہے، جنہوں نے تحریف کے قول اور دعویٰ کی بنیاد ڈالی اور اس میں سب سے بڑا کردار ادا کیا۔ اس نے اپنی کتاب ”الکافی“ جسے شیعہ بلا شرکت غیرے اصح الکتاب قرار دیتے اور اپنے دینی امور میں اسے مستند سمجھتے ہیں۔ میں ایسی روایات کثیر تعداد میں جمع کر دی ہیں جن میں قرآن کریم کی تحریف کے متعلق صاف اور صریح دلالت موجود ہے اور اس میں کسی قسم کی تاویل یا تشریح کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ روایات کتاب کے مختلف مقامات پر مذکور ہیں، ان میں سے چند ایک کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

کلبانی نے ایک باب قائم کیا ہے کہ ”مکمل قرآن آئمہ نے جمع کیا ہے اور صرف آئمہ ہی قرآن کریم میں بیان شدہ علوم کو جانتے ہیں“ اس عنوان کے تحت اس نے اپنی سند کے ساتھ درج ذیل روایات نقل کی ہیں:

فمن جابر قال: سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول: ما ادعى احد من الناس انه جمع القرآن كله كما انزل الله الا كذاب وما جمعه وحفظه كما نزل الله تعالى الا على بن ابي طالب عليه السلام والائمة بعده

”جابر (ؓ) کا بیان ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں میں سے اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے قرآن کو اس کے نزول کے مطابق جمع کیا ہے تو وہ کذاب ہے، اس لیے کہ نزول کے مطابق قرآن کو صرف علی علیہ السلام نے اور ان کے بعد آنے والے آئمہ نے ہی محفوظ اور جمع کیا ہے۔“

اسی طرح کلینی نے ”قرآن میں ولایت کے متعلق لطائف و نکات“ کے بیان کے تحت بھی بہت ساری روایات کو درج کیا ہے۔ انہی میں سے ایک روایت میں اس کی اپنی سند کے ساتھ ابو عبد اللہ علیہ السلام کا یہ قول مذکور ہے:

عن جابر الجعفی عن ابي عبد الله عليه السلام قال: نزل جبریل عليه السلام بهذه الآية على محمد صلى الله عليه وآله وسلم هكذا ”بسمما اشتروا به انفسهم ان يكفروا بما انزل الله في علي بنيا“

”جابر (ؓ) کا بیان ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے اس آیت (بسمما اشتروا به انفسهم ان يكفروا بما انزل الله بنيا) کو درحقیقت محمد ﷺ پر یوں نازل کیا تھا ”بسمما اشتروا به انفسهم ان يكفروا بما انزل الله في علي بنيا“ یعنی بری ہے وہ چیز جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے کہ انکار کرتے ہیں، اس (کلام) کا جو اللہ نے علی کے متعلق نازل کیا ہے۔“ (بقرہ: 90)

اس روایت میں ”فی علی“ کے الفاظ اس قرآن میں قطعاً نہیں ہیں، جسے محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے، یہ شیعہ کے اپنے زیادہ کردہ اور من گھڑت الفاظ ہیں۔

اسی طرح کلینی نے اپنی سند کے ساتھ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

نزل جبریل بهذه الآية هكذا ”يا ايها الذين اوتوا الكتاب امنوا بما نزلت في علي نوراً مبيناً“ (اصول الكافي۔ کتاب الحجۃ: 1/417)

”جبریل نے قرآن کی اس آیت کو ان الفاظ میں اتارا تھا ”اے وہ لوگو! جنہیں کتاب عطا

کی گئی ہے تم علی کے متعلق اتارے گئے میرے نور مبین پر ایمان لاؤ۔“

حقیقت یہ ہے کہ جس بھی انسان کو قرآن پاک کے ساتھ تھوڑا سا مس ہے وہ جانتا ہے کہ کلینی کے بیان کردہ الفاظ قطعی طور پر قرآن کے الفاظ نہیں ہیں، اگر وہ اپنی ذکر کردہ آیت سے سورۃ نساء کی آیت مراد لیتا چاہتا ہے تو یہ آیت بھی اس کی بیان کردہ روایت میں مذکور الفاظ سے یکسر مختلف ہے، سورۃ نساء کی آیت اس طرح ہے ”یا ایہا الذین اوتوا لکتاب امنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوها فنردھا علی ادبارھا (سورۃ نساء: ۴۷)“ اے وہ لوگو! جنہیں کتاب مل چکی ہے اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جسے ہم نے نازل کیا ہے، تصدیق کرنے والی اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے قبل اس کے کہ ہم چہروں کو مٹا ڈالیں اور چہروں کو ان کے پیچھے کی جانب الٹا دیں۔

☆..... ابو عبد اللہ محمد بن العثمان، ملقب بشیخ مفید

اس نے بھی قرآن کریم میں تحریف اور تغیر کے وقوع کی صراحت کی ہے۔ اس نے اپنی کتاب ”اوائل المقالات“ میں باب قائم کیا ہے ”القول فی تالیف القرآن وما ذکر قوم فیہ من الزیادة والنقصان“ یعنی قرآن کے جمع اور قوم (شیعہ) کے اس میں زیادتی اور نقصان کے دعویٰ کا بیان..... اس کے بعد شیخ مفید لکھتا ہے:

ان الاخبار قد جاءت مستفیضة عن آئمة الهدی من آل محمد باختلاف القرآن وما احدثه بعض الظالمین من الحذف والنقصان ”آل محمد علیہم السلام سے وابستہ آئمہ ہدی سے وارد ہونے والی ایسی روایات زبان زد خلق ہیں کہ قرآن میں اختلاف موجود ہے اور اس میں کچھ خالموں (یعنی صحابہ کرام علیہم السلام) کی طرف سے کانٹ چھانٹ اور نقصان کا صدور ہوا ہے۔“ (اوائل المقالات: 93)

ایک دوسرے مقام پر لکھا ہے:

واتفقوا علی ان آئمة الضلال خالفوا فی کثیر من تالیف القرآن وعدلوا منه عن موجب التنزیل وسنة النبی (اوائل المقالات: 52)

”شیعہ آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ گمراہی کے مقتداؤں نے قرآن کی جمع و تالیف کے موقع پر اکثر مقامات میں حزیل الہی اور سنت نبوی علیہ السلام سے انحراف کیا ہے۔“

دوسرا مقصد:

متاخرین شیعہ علماء اور قرآن کریم کی تحریف کی بابت ان کے اقوال:

قرآن کریم کے متعلق متاخرین شیعہ کا موقف بالکل وہی ہے جو حقد میں شیعہ کے ہاں معروف ہے، اس میں ان کے مابین ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں ہے، سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جو قرآن اس وقت لوگوں کے پاس موجود ہے یہ مکمل ہے، اس میں ان کے خیال کے مطابق قطع و برید اور تحریف ہو چکی ہے، اگر ان میں کوئی فرق ہے بھی سبھی، تو وہ صرف اس قدر کہ ان میں سے ہر ایک کا اس متفقہ موقف کو ثابت کرنے کا اسلوب جداگانہ ہے۔ پرانے شیعہ علماء قرآن کریم میں مرمومہ تحریف کو پوری بے باکی اور صراحت کے ساتھ ثابت کرتے ہیں، اس کا ثبوت ان کے وہ اقوال ہیں جن کا ذکر سابقہ بحث میں گزر چکا ہے۔

متاخرین شیعہ میں سے کچھ نے تو۔ بطور تقیہ۔ اہل السنہ کے اس عقیدہ کی تائید اور موافقت کی ہے کہ قرآن کریم تحریف سے پاک اور بالکل محفوظ ہے۔ لیکن کچھ دوسرے اصحاب جن کی تعداد پہلے گروہ سے زائد ہے نے قرآن کریم کے متعلق اپنے حقد میں علماء کے موقف پر بدستور قائم ہیں، یہ کھلے لفظوں میں کہتے ہیں کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں وہ اپنے پیشرو علماء کے اقوال کو، اور اپنے آئمہ کی طرف منسوب روایات کو بھی نقل کرتے ہیں، انہوں نے اپنی کتابوں کو اس طرح کی روایات اور اقوال سے بھر دیا ہے۔

متاخرین شیعہ علماء:

☆..... فیض الکاشانی

اس نے قرآن کریم میں تحریف کی صراحت کی ہے اور اس حوالہ سے اس نے اپنے سے پہلے شیعہ علماء کی کتب سے تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی بہت ساری روایات کو بھی نقل کیا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی تفسیر کے چھٹے مقدمہ میں ایک عنوان قائم کیا ہے:

فی نبذ مما جاء فی القرآن و تحریفه و زیاداته و نقصانه و تاویل
ذالك

”قرآن میں تحریف، اضافات، نقص اور اس کی تاویل کا بیان“ اس عنوان کے تحت بہت ساری

روایات کو اس نے اپنی کتاب میں وارد کیا ہے۔ ان روایات میں ایک یہ روایت بھی ہے جسے علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں درج کیا ہے:

عن ابی عبد اللہ : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال
لعلی : ان القرآن خلف فراشی فی الصحف والحریر والقراطیس
فخذوه واجمعوه ولا تضیعوه

”ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: قرآن میرے بستر کے پیچھے میضوں، ریشم اور کاغذوں میں موجود ہے، اسے اٹھا لو اور اسے جمع کر لو اور اسے ضائع نہ ہونے دو۔“

اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فیض الکاشانی نے لکھا ہے:

اقول المستفاد من جمیع هذه الأخبار وغيرها من الروایات من
طریق اهل البيت ان القرآن الذی بین اظهرنا لیس بتمامہ کما انزل
علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، بل منه خلاف ما انزله اللہ
ومنہ ما هو مغیر محرف وانه قد حذف منه اشیاء كثيرة منها اسم
علی وفي كثير من المواضع ومنها لفظة آل محمد صلی اللہ
عليهم غير مرة ، ومنها اسماء المنافقین فی مواضعها ومنها غیر
ذلك وانه لیس ایضا علی الترتیب المرضی عند اللہ وعند رسولہ
صلی اللہ علیہ وآلہ انتہی (کتاب الصافی۔ فی تفسیر القرآن: 1/24)

”میں کہتا ہوں کہ ان اخبار اور ان کے علاوہ اہل بیت سے مروی دوسری روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قرآن جو ہمارے درمیان موجود ہے، یہ پورے کا پورا وہ قرآن نہیں ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا، بلکہ اس میں اللہ کے اتارے گئے کلام کے خلاف بھی موجود ہے۔ تبدیل شدہ اور تحریف شدہ آیات بھی ہیں۔ اس میں سے بہت سی اشیاء کو خارج کر دیا گیا ہے۔ علی کے نام کو بیشتر مقامات سے ہٹا دیا گیا ہے۔ آل محمد کے الفاظ کو کئی مقامات سے حذف کیا گیا ہے، منافقین کے ناموں کو تمام جگہوں سے ہٹا دیا گیا ہے، اس کے علاوہ دوسرے رد و بدل بھی کیے گئے ہیں۔ پھر یہ قرآن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ ترتیب پر بھی قائم نہیں ہے۔“

یہ شیعہ کے ممتاز مذہبی عالم فیض اکاشانی کی طرف سے قرآن کریم میں تحریف کے دعویٰ کی کھلی صراحت ہے۔

☆.....الحرم العالی محمد بن الحسین

یہ وہ شخص ہے جس نے اپنی کتاب ”وسائل الشیعہ“ میں قرآن کریم میں تحریف کے صریح بہتان پر مشتمل روایات کو جمع کیا اور اپنی طرف سے ان روایات پر کسی قسم کے تبصرہ یا نقد کا اظہار تک نہیں کیا، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایات اپنے تمام تردد و لولات سمیت اس کے نزدیک درست ہیں، انہی روایات میں سے ایک روایت ہے جسے اس نے ابراہیم بن عمر کے واسطے سے ابو عبد اللہ علیہ السلام نقل کیا ہے:

قال: ان فی القرآن ما مضی وما هو کائن وکانت فیہ اسماء الرجال
فالقیة وانما الاسم الواحد علی وجوه لاتحصى یعرف ذلک
الوصاة (وسائل الشیعہ: 145/18)

”ابو عبد اللہ (کہتے ہیں کہ قرآن میں زمانہ گزشتہ اور آئندہ کے اخبار و احوال موجود تھے (اس کے علاوہ) اس میں لوگوں کے نام بھی مذکور تھے، جنہیں حذف کر دیا گیا ہے، حالانکہ اکیلا ایک نام بھی بے شمار مطالب کا حامل تھا جن کی معرف صرف آئمہ کو حاصل ہوتی ہے۔“

☆.....ابو الحسن العالی النہاوی

اس نے اپنی کتاب ”مرآة الانوار ومشکوۃ الاسرار“ کے مقدمے میں متعدد مقامات پر قرآن میں تحریف کی صراحت کی ہے مثلاً وہ کہتا ہے:

اعلم ان الحق الذی لا محیص عنه بحسب الاخبار المتواتر الآتية
وغیرها ان هذا القرآن الذی فی یدینا قد وقع فیہ بعد رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم شیء من التفریر واسقط الذین جمعوه
بعده کثیرا من الکلمات والآیات وان القرآن المحفوظ عما ذکر
الموافق لما انزلہ الله تعالیٰ ما جمعه علی وحفظه الی ان وصل
الی ابنه الحسن وهکذا انتهى الی القائم وهو الیوم عنده -
انتهی..... (مقلدہ مرآة الانوار ومشکوۃ الاسرار للنہاوی)

”معلوم رہے کہ درج ذیل متواتر روایات کے علاوہ دوسری اخبار کی رو سے یہ ناقابل

تردید سچ ہے کہ یہ قرآن جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہے اس میں رسول اللہ ﷺ کے بعد رد و بدل واقع ہوا ہے، رسول اللہ ﷺ کے بعد جن لوگوں نے اسے جمع کیا (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) انہوں نے ہی اس کی بہت ساری آیات اور کلمات کو حذف کر دیا، تاہم جو قرآن ان عیوب سے پاک اور حزیل الہی سے موافق ہے وہ علی کا جمع کردہ ہے جو ان کے پاس محفوظ شکل میں تھا، ان کے بیٹے حسن تک، پھر درجہ بدرجہ قائم (ختم) تک پہنچا اور اس وقت یہ قرآن ان کے پاس محفوظ ہے۔“

☆.....نوری، طبری (حسین بن محمد تقی النوری الطبرسی)

ان کا شمار متاخرین شیعہ علماء کے اس مشہور و معروف گروہ سے ہے، جو قرآن میں تحریف کا قائل اور مدعی ہے۔ بلکہ یہ اس تحریک کا سب سے بڑا علمبردار اور نمایاں ترین کردار ادا کرنے والا شیعہ عالم ہے۔ اس نے نہایت درجہ کی جرأت و بے باکی سے اس دعویٰ کا اظہار کیا اور یہ بھی کہا کہ یہ تمام شیعوں کا حقد قول ہے، اس اعتبار سے اس نے اپنی حقیقت کو اور اسلام کے خلاف اپنے باطن کو پوری طرح آشکار کر دیا ہے۔ اس مقصد کے تحت اس نے ”فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب“ نامی کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں اس نے تحریف کے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے اپنی تمام تر کوشش کو صرف کر ڈالا ہے۔ اپنے آئمہ سے منقول روایات اور حقدین کی تصریحات کے انبار لگا دینے کے بعد اس نے اپنی طرف سے ہر قسم کی حیلارائے تخریجات کو بطور استدلال کے پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے اپنی کتاب میں قرآن میں تحریف کے منکر شیعہ علماء کی گرفت کی ہے اور ان کے شبہات کا ازالہ کیا ہے، ساتھ ہی انہیں اس موقف کے اختیار کرنے پر سخت ملامت بھی کی ہے اور ان پر زور دیا ہے کہ وہ تحریف قرآن کے موقف کو ہی اختیار کریں، کتاب کا مؤلف یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنے مکر وہ اور خبیث عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے قرب کا مستحق بن سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی مذکورہ بالا کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے:

وبعد فيقول العبد المذنب المسنى حسين تقى النورى الطبرسى
جعلہ اللہ من الواقفين ببابہ المتمسكين بکتابہ! هذا کتاب لطيف
وسفر شريف عملته في اثبات تحريف القرآن وفضائح اهل
الجور والعدوان وسميته ”فصل الخطاب في تحريف کتاب رب
الارباب“ وجعلت له ثلاث مقدمات وبابين واودعت فيه من بدیم
الحکمة ما تقر به کل عين وارجو ممن ينتظر رحمة الميثون ان

ینفعنی بہ فی یوم لا ینفع فیہ مال ولا بنون

(مقدمہ) (فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب۔ ص: 6)

”وبعد! خطا کار اور گنہگار بندہ حسین تقی نوری طبرسی اللہ تعالیٰ سے اپنے در پر حاضری سے فیض یاب ہونے اور اپنی کتاب پر عمل پیرا ہونے والوں میں داخل فرمائے۔ کہتا ہے کہ یہ عمدہ کتاب اور نفیس مجید ہے۔ جسے میں نے قرآن میں کئی گئی تحریف کو ثابت کرنے اور ظلم و زیادتی اور حد شکنی کرنے والوں کی ذلتوں کو نمایاں کرنے کی خاطر تالیف کیا ہے۔ میں نے اپنی اس کتاب کا نام ”فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب“ رکھا ہے، یہ تین مقدمات اور دو ابواب پر مشتمل ہے، اس کے اندر میں نے نادر و نایاب حکمتوں کو جمع کر دیا ہے۔ جس سے ہر آنکھ کو خند نک محسوس ہوگی۔ مجھے اس ذات سے امید ہے، جس کی رحمت گنہگاروں کے لیے مرغوب ہے کہ مجھے اس کتاب کے اجر سے اس دن سرفراز فرمادے جس دن مال کام آئے گا اور نہ ہی اولاد۔“

ایسی گمراہی اور ضلالت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ

تیسرا مقصد:

قرآن کریم کی تحریف کے دعویٰ کو اپنی معتد کتابوں میں بیان کرنے والے

محققین اور متاخرین شیعہ علماء کے نام:

- (۱)۔ علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں
- (۲)۔ نعمۃ اللہ الجبازی نے اپنی کتاب ”الانوار العثمانیہ“ میں
- (۳)۔ الفیض الکاشانی نے اپنی تفسیر ”الصافی“ میں
- (۴)۔ ابو منصور الطبرسی نے اپنی کتاب ”الاحتجاج“ میں
- (۵)۔ محمد باقر مجلسی نے اپنی دو کتابوں ”بحار الانوار“ اور ”مرآۃ العقول“ میں
- (۶)۔ محمد بن نعمان ملقب بہ مفید نے اپنی کتاب ”اوائل المقالات“ میں
- (۷)۔ یوسف البحرانی نے اپنی کتاب ”الدرر الخفیہ“ میں
- (۸)۔ عدنان البحرانی نے اپنی کتاب ”مشارك الشمس الدرر“ میں
- (۹)۔ نوری الطبرسی نے اپنی کتاب ”فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب“

(۱۰)۔ مرزا حبیب الخوئی نے اپنی کتاب ”منہاج البرہۃ فی شرح فتح البلاغہ“ میں

(۱۱)۔ محمد بن یعقوب الکلینی نے اپنی کتاب ”الکافی“ میں

(۱۲)۔ محمد العیاشی نے اپنی تفسیر میں

(۱۳)۔ ابو جعفر الصغار نے اپنی کتاب ”بصائر الدرجات“ میں

(۱۴)۔ الارزدبلی نے اپنی کتاب ”حدیقہ الشیعہ“ میں

(۱۵)۔ الکرمانی نے اپنی کتاب ”ارشاد العوام“ میں

(۱۶)۔ الکاشانی نے اپنی کتاب ”حدیۃ الطالبین“ میں

چوتھا مقصد:

اکابر شیعہ علماء کی شیعوں کے محدث اول محمد بن یعقوب الکلینی کے متعلق گواہی کہ

وہ قرآن کریم کے محرف ہونے کا مدعی و معتقد تھا:

شیعوں کے اکابر علماء نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ کلبی قرآن میں تحریف و نقص کا معتقد تھا،
ذیل میں ان علماء کا تذکرہ کیا جاتا ہے جنہوں نے اس امر کی شہادت دی ہے۔

☆..... مفسر کبیر محمد بن مرتضیٰ الکاشانی، المعروف، فیض الکاشانی

اس نے شیعوں کے ہاں مشہور و معروف اپنی تفسیر ”الصافی“ میں لکھا ہے:

واما اعتقاد مشائخنا فی ذلك فالظاهر من ثقة الاسلام محمد بن
یعقوب الکلینی طاب ثراہ انه کان یعتقد التحریف والنقصان فی
القرآن، لانه کان روی روایات فی هذا المعنی فی کتابہ الکافی
ولم يتعرض للقدح فیہا مع انه ذکر فی اول الكتاب انه کان یثق

بما رواہ فیہ (تفسیر الصافی 1/52 مطبوعۃ العلمی، بیروت)

”رہا تحریف قرآن کی بابت ہمارے مشائخ کا عقیدہ، تو ہمیشہ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی
اللہ تعالیٰ اس کی تربت کو تروتازہ رکھے کا واضح اور ظاہر عقیدہ یہی تھا کہ قرآن میں نقص
اور تحریف ہوئی ہے، اس لئے کہ انہوں نے اپنی کتاب ”صافی“ میں اسی مفہوم و مطلب کی
کافی روایات وارد کی ہیں، مگر ان پر کسی قسم کا کوئی اعتراض وارد نہیں کیا، اس کے ساتھ یہ

بات بھی ذہن میں رہے کہ انہوں نے کتاب کے آغاز میں یہ لکھا ہے کہ اس کتاب کے اندر بیان شدہ تمام روایات ان کے نزدیک قابل اعتماد ہیں۔“

☆.....امام ابوالحسن العالمی:

یہ اپنی شہادت کا اس طرح اظہار کرتا ہے

اعلم ان الذی يظهر من ثقة الاسلام محمد بن يعقوب الكليني طاب ثراه انه كان يعتقد التحريف والنقصان في القرآن، لانه روى روايات كثيرة في هذا المعنى في كتابه الكافي الذي صرح في اوله بانه كان يثق فيما رواه فيه ولم يتعرض لقدح فيها ولا ذكر

معارض لها (تفسير مرآة الانوار ومشكاة الاسرار، مقدمه 2 فصل 4)

”واضح رہے کہ ثقہ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی ان کی مرقد تروتازہ رہے گا یہ کھلا عقیدہ تھا کہ قرآن میں نقص اور تحریف ہوئی ہے۔ کیونکہ انہوں نے اسی مدلول پر مشتمل کثیر روایات کو اپنی کتاب ”الکافی“ میں درج کیا ہے، اور شروع کتاب میں یہ صراحت بھی کر دی ہے کہ اس کتاب کی تمام روایات اس کے نزدیک صحیح ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ان روایات پر کسی قسم کی کوئی جرح کی ہے اور نہ ہی اس کی مخالف روایات کا تذکرہ کیا ہے۔“

☆.....النوری الطبرسی:

اس نے اپنی کتاب ”فصل الخطاب“ کے تیسرے مقدمے میں لکھا ہے:

اعلم ان لهم في ذلك اقوالاً مشهورها اثنان، اول وقوع التغيير والنقصان فيه وهو مذهب الشيخ الجليل علي بن ابراهيم القمي شيخ الكليني في تفسيره صرح في اوله وملاً كتابه من اخباره مع التزامه في اوله بان لا يذكر فيه الا عن مشائخه وثقاته. ومذهب تلميذهم ثقة الاسلام الكليني رحمه الله على ما نسبة اليه جماعة لنقله الاخبار الكثيرة الصريحة في هذا المعنى في كتاب الحجة خصوصاً في باب النكت والتنف من التنزيل وفي الروضة من غير تعرض لردّها او تاويلها

”معلوم رہے کہ اس مسئلہ (تحریف قرآن) کی بابت (شیعی) علماء کے کئی اقوال ہیں، ان میں دو قول بہت مشہور ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ قرآن میں کمی بھی ہوئی ہے اور تحریف بھی۔ یہ ممتاز عالم اور کلینی کے استاد علی بن ابراہیم اقمی کا اپنی تفسیر کے شروع میں تصریح شدہ موقف ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب کو اس مضمون کی روایات سے بھر دیا ہے اور اپنی کتاب کے اول میں انہوں نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہ اس میں صرف اپنے مشائخ سے اور ثقہ راوی سے نقل شدہ روایات کو ہی درج کریں گے، ان کے شاگرد ثقہ الاسلام کلینی رحمۃ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ جیسا کہ کچھ لوگوں نے ان کی طرف اس موقف کو منسوب کیا ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے اپنی کتاب ”کتاب الحجۃ“ میں خاص طور پر اس کے باب ”باب الکف والنقض من التقریل“ اور اپنی کتاب ”الروضة“ اس مضمون کی بہت ساری روایات کو کسی تردید یا تاویل کے بغیر درج کیا ہے۔“

چوٹی کے شیعی علماء کی اس شہادت کے بعد کہ شیعہ اثنا عشریہ کا مہیہ الاسلام کلینی قرآن کریم میں تحریف کا مدعی اور معتقد تھا، میں شیعوں سے یہ کہنا چاہوں گا کہ جب تمہارے حدیث کے معتبر اور موثق مصدر کے متعلق تمہارے ہی کبار علماء کی یہ شہادتیں موجود ہیں، تو پھر آپ اس وقت اہل السنۃ سے کیوں الجھتے اور ناراض ہو جاتے ہو جب وہ مؤلف کافی کے متعلق وہی کچھ بیان کریں جو تمہارے اپنے علماء کی شہادتوں سے ثابت ہو چکا ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس سوال کا مکمل صداقت اور حد درجہ صراحت کے ساتھ جواب دیا جائے۔

پانچواں مقصد:

اکابر شیعی علماء کے بیانات کہ قرآن کریم پر حرف گیری کرنیوالی روایات

تو اتر اور شہرت کے درجہ پر فائز ہیں:

☆..... مفید شیعوں کا بہت بڑا عالم ہے، اس نے اپنی کتاب ”اوائل المقالات“ میں لکھا ہے:

ان الاخبار قد جاء ت مستفیضة عن ائمة الهدی من آل محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باختلاف القرآن وما احدثه بعض

الظالمین فیہ من المحذف والنقصان (اوائل المقالات: 93)

”آل محمد ﷺ سے وابستہ آنکہ ہڈی سے منقول ہونے والی روایات مشہورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن میں اختلاف موجود ہے اور اس میں کچھ ظالموں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) کی طرف سے قطع و برید کا صدور ہوا ہے۔“

☆..... شیعوں کا ہی ایک امام ہے ابو الحسن العالمی، اس نے اپنی کتاب ”تفسیر مرآۃ الانوار و مشکوٰۃ الاسرار“ کے دوسرے مقدمے میں لکھا ہے:

اعلم ان الحق الذي لا محيص عنه بحسب الاخبار المتواتر الآتية
وغيرها ان هذا القرآن الذي في ابدينا قد وقع فيه بعد رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم شيء من التغيرات واسقط الذين
جمعه بعد كثيرا من الكلمات والآيات

(تفسیر مرآۃ الانوار و مشکوٰۃ الاسرار: 36)

”معلوم رہے کہ درج ذیل متواتر روایات کے علاوہ دوسری اخبار کی رو سے یہ ناقابل تردید سچ ہے کہ یہ قرآن جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ کے بعد رد و بدل وغیرہ واقع ہوا ہے، رسول اللہ ﷺ کے بعد جن لوگوں نے اسے جمع کیا تھا، انہوں نے ہی اس کی بہت ساری آیات اور کلمات کو حذف کر دیا۔“

☆..... اسی طرح ان کا ایک اور مذہبی قائد ہے نعمت اللہ الجزائری، اس نے اپنی کتاب ”الانوار النعمانية“ میں یوں لکھا ہے:

ان تسليم تواتره عن الوحي الالهي وكون الكل قد نزل به الروح
الأمين يفضي الى طرح الاخبار المستفيضة بل المتواترة الدالة
بصريحها على وقوع التحريف في القرآن كلاماً ومادةً واهراباً

(انوار النعمانية: 2/357)

”یہ تسلیم کر لینا کہ قرآن وحی الہی کے ذریعے سے متواتر ہے، اور یہ کہ سارے کا سارا روح الامین (جبرائیل علیہ السلام) کا نازل کردہ ہے، ایسی مشہور بلکہ متواتر روایات کو مسترد کر دینے کا باعث بنے گا جن میں کھلی صراحت موجود ہے کہ قرآن کے الفاظ میں، مفہوم میں اور اعراب میں تحریف واقع ہوئی ہے۔“

☆..... مجھ باقر مجلسی ہشام بن سالم کے واسطے سے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی حدیث:

قال ان القرآن الذى جاء به جبرائيل عليه السلام الى محمد صلى
الله عليه وآله وسلم سبعة عشر الف آية
”ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ وہ قرآن جسے جبرائیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تھے وہ
ستر ہزار آیات پر مشتمل تھا۔“
کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

موثق وفى بعض النسخ عن هشام بن سالم موضع هارون بن
سالم، فالخبر صحيح، فلا يخفى ان هذا الخبر وكثير من الاخبار
الصحيحة فى نقص القرآن وتغييره وعندى ان الاخبار فى هذا
الباب متواترة (مرآة العقول: 12/525)

”یہ روایت توثیق شدہ ہے۔ ہاں بعض نسخوں میں ہارون بن سالم کے بجائے، ہشام بن
سالم مذکور ہے تاہم یہ روایت درست ہے، لہذا یہ بات پوشیدہ نہیں رہنی چاہیے کہ اس
روایت کے علاوہ دوسری بہت ساری صحیح روایات میں قرآن میں نقص اور رد و بدل کی
صراحت ملتی ہے۔ میرے اس موضوع پر وارد ہونی والی جملہ روایات متواتر ہیں۔“
☆..... ممتاز شیعہ عالم سلطان محمد انحرسانی۔

قرآن میں تحریف کو تواتر سے ثابت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

اعلم انه قد استفاضت الاخبار من الآئمة الاطهار بوقوع الزيادة
والنقص والتحريف والتغيير فيه بحيث لا يكاد يقم شك

(کتاب ”تفسیر بیان السعادة فی مقدمات العبادۃ: 19 مطبوعہ ”الاعلمی“)

” واضح رہے کہ آئمہ اطہار سے مشہور روایات وارد ہوئی ہیں کہ قرآن میں زیادتی
نقص، تحریف اور رد و بدل واقع ہوا ہے۔ ان روایات میں شک و شبہ کی قطعاً کوئی گنجائش
نہیں ہے۔“

☆..... اسی طرح شیعہ علامہ اور الحجۃ سید عدنان البحرانی تحریف کے بالتواتر ثبوت کے متعلق لکھتا ہے:

الاخبار التى لا تحصی كثيرة وقد تجاوزت حد التواتر

(مشارك الشمس الدرية: 126 ناشر مکتبہ عدنانیہ، البحرین)

” (قرآن میں تحریف کے متعلق) بہت دور بے شمار روایات ملتی ہیں جو تو اتر کی حد سے بھی تجاوز کر جاتی ہیں۔“

چھٹا مقصد:

شیعہ امامیہ کے زعم کے مطابق قرآن کریم کی تحریف کی انواع و اقسام

☆..... پہلی قسم: قرآن کریم میں سے کچھ سورتوں کا مکمل حذف

شیعوں نے اپنی طرف سے گھڑی ہوئی کچھ خرافات اور لغویات کے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ یہ قرآن کریم کی سورتیں تھیں، ان کے بقول رسول اللہ ﷺ کے بعد قرآن کو جمع کرنے والوں نے ان سورتوں کو مکمل طور پر قرآن کریم سے ساقط کر دیا، ان کے دعویٰ کے مطابق ان سورتوں میں ایک سورۃ ”سورۃ النورین“ تھی، جس کی عبارت ان کے دعویٰ کے مطابق اس طرح تھی:

بسم الله الرحمن الرحيم

يا ايها الذين امنوا امنوا بالنورين الذين انزلنا هما يتلوان عليكم آياتي ويحذرانكم عذاب يوم عظيم نوران بعضهما من بعض وانا السميع العليم (تذكرة الائمة: 19)

”اللہ کے نام سے شروع جو رحمن رحیم ہے۔ اے ایمان والو! تم ان دونوں پر ایمان لاؤ، جنہیں ہم نے اتارا ہے۔ وہ تم پر میری آیات کو پڑھتے ہیں اور تم کو بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔ یہ دونوں نور ایک ہی طرح کے ہیں اور میں سننے والا، جاننے والا ہوں۔“

کتاب ”فصل الخطاب“ اور شیعہ امام مجلسی کی تالیف ”تذکرۃ الائمہ“ میں بیان شدہ ان باطل و بے بنیاد کلمات کو آخر تک پڑھ لیجیے۔ ان کے نزدیک ایک سورت ”سورۃ الولایۃ“ کے نام سے بھی قرآن کریم میں موجود تھی۔ مجلسی کی کتاب تذکرۃ الائمہ میں اس مزعومہ سورت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

بسم الله الرحمن الرحيم

يا ايها الذين امنوا امنوا بالنبي والولي الذين بعثنا هما يهديانكم الى صراط مستقيم، نبي وولي بعضهما من بعضها وانا العليم

الخیر، ان الذین یوفون بعہد اللہ لہم جنات النعیم، فالذین اذا تلبت علیہم آیاتنا کانوا بہ مکذبین، ان لہم فی جہنم مقاما عظیما، اذا نودی لہم یوم القیامۃ ابن الضالون المکذبون للمرسلین، ما خلقہم المرسلون الا بالحق، وما کان اللہ لینظرہم الی اجل قریب، وسبح بحمد ربک وعلیٰ من الشاہدین (تذکرۃ الائمہ: 19)

”اللہ کے نام سے شروع جو رحمن ورحیم ہے۔ اے ایماندارو! تم نبی اور ولی پر ایمان لاؤ، ہم نے انہیں بھیجا ہے تاکہ وہ سیدھی راہ کی طرف تمہاری رہنمائی کریں، نبی اور ولی دونوں ایک ہی طرح کے ہیں اور میں جاننے والا باخبر ہوں۔ یقیناً جو لوگ اللہ کے ساتھ کیے گئے عہد کو پورا کرتے ہیں، ان کے لیے نعمتوں سے بھری جنتیں ہیں، پس جو لوگ ایسے ہیں کہ جب ان پر ہماری آیات کو پڑھا جاتا ہے تو وہ انکی تکذیب کرتے ہیں، ان کے لیے جہنم میں بہت بڑا عذاب ہے۔ جب ان کو قیامت کے دن پکارا جائے گا کہ رسولوں کی تکذیب کرنے والے گمراہ کہاں ہیں؟ رسولوں تو انہیں حق کے ساتھ تخلیق کیا ہے۔ اور انہیں ہے اللہ تعالیٰ ان کو قرعہ میں مدت تک مہلت دینے والا۔ اور آپ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کریں اور علی شہادت دینے والوں میں سے ہے۔“

انہی (بقول شیخ محمد زوف) سورتوں میں سے ایک سورت ”سورۃ المخلع“ بھی ہے۔ مجلسی کی تذکرۃ الائمہ کے مطابق اس کا مضمون درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، اللہم انا نستعینک ونثنیٰ علیک ولا نکفرک ونخلع ونترک من یفرجک

”اللہ کے نام سے شروع جو رحمن ورحیم ہے۔ اے ہمارے معبود! ہم تیری مدد کے طلب گار اور تیرے شاخوفاں ہیں، ہم تیرا انکار نہیں کرتے، ہم تو تیری حدود سے تجاوز کرنے والوں سے علیحدگی اختیار کرتے اور ان سے دستبردار ہوتے ہیں۔“

اسی طرح شیعوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن کریم میں ”سورۃ الجحد“ بھی موجود تھی، جسے حذف کر دیا گیا ہے۔ مجلسی نے اپنی کتاب ”تذکرۃ الائمہ“ میں اس سورۃ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم - اللہم ایاک نعبد ولک نصلی ونسجد

واليك نسعى ونحفد نرجوا رحمتك ونخشى نغمتك ان عذاب
بالكافرين ملحق

”اللہ کے نام سے شروع جو رحمن و رحیم ہے۔ اے ہمارے معبود! ہم تیری ہی عبادت
کرتے اور تیرے لیے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف دوڑتے اور تنگ دوڑ
کرتے ہیں، تیری رحمت کے امیدوار اور تیری ناراضگی سے خائف ہیں، یقیناً تیرا عذاب
کفار کو لاحق ہونے والا ہے۔“

نیز شیعوں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ قرآن پاک میں موجود ”سورة الفجر“ کا اصل نام ”سورة
الحسين“ ہے، یہی نہیں بلکہ قرآن پورے کا پورا اہل بیت کے لیے ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ
حسین علیہ السلام اور اہل بیت علیہم السلام کے متعلق شیعوں کی یہ مبالغہ آرائی ہے۔
☆..... دوسری قسم: بعض قرآنی آیات سے کچھ کلمات کا حذف۔

شیعوں کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن کریم میں سے بہت سارے الفاظ و کلمات کو حذف کر دیا گیا ہے۔
وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم سے ان کلمات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ساقط کیا ہے۔ جن کلمات کو یہ لوگ
محذوف شدہ تصور کرتے ہیں ان میں سے اکثر کا تعلق علی علیہ السلام اور دیگر مختلف اشیاء کے ساتھ
وابستہ ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ”فی علی“ کے الفاظ کو قرآن کے بہت سارے مقامات سے حذف کیا گیا
ہے۔ ان مقامات کے شمار کے طور پر نہیں بلکہ ان میں سے چند ایک کو علی علیہ السلام بیان کیا جاتا ہے۔
❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وان كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله

(سورة البقرة: 23)

”اگر تم اس کتاب ہی کے بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے تو
کوئی ایک سورة تم بھی بتاؤ۔“

اس آیت کے متعلق کلینی یہ روایت بیان کرتا ہے:

عن جعفر قال: نزل جبریل بهذه الاية على محمد صلى الله عليه

وآله هكذا وان كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا في علي

فاتوا بسورة من مثله

(اصول الكافي ”كتاب المحجة باب فيه نكت ونف من التنزيل في الولاية“: 1/417)

”ابو جعفر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل نے اس آیت کو محمد ﷺ پر ان الفاظ کے ساتھ اتارا تھا ”اور اگر تم اس کتاب ہی کے بارے میں شک میں ہو جو ہم اپنے بندے پر..... علی کے متعلق..... اتاری ہے تو کوئی ایک سورۃ تم بھی بنا لاؤ۔“
 ﴿اللہ کا فرمان ہے:

بِسْمَا اشْتَرَوْا بِهِ انْفُسَهُمْ اِنْ يَكْفُرُوا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اِنْ يَنْزِلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلٰى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ (سورة البقرة: 90)
 ”بری ہے وہ چیز جس کے عوض میں انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے کہ انکار کرتے ہیں اس (کلام) کا جو اللہ نے نازل کیا ہے۔ اس ضد پر کہ اللہ نے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہا اپنا فضل نازل کیا ہے۔“
 اس فرمان الہی کے متعلق کلینی ابو جعفر سے یہ روایت نقل کرتا ہے:

عن ابی جعفر قال: نزل جبریل بهذه الآية علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ہکذا ”بِسْمَا اشْتَرَوْا بِهِ انْفُسَهُمْ اِنْ يَكْفُرُوا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِی عَلٰی بَغْيًا اِنْ يَنْزِلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلٰى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ“
 (اصول الکافی کتاب الحمد باب فیہ نکت وتنف من التنزیل فی الولاية: 1/417)

”ابو جعفر سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس آیت کو جبرائیل علیہ السلام نے محمد ﷺ پر یوں نازل کیا تھا ”بری ہے وہ چیز جس کے عوض میں انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے کہ انکار کرتے ہیں اس (کلام) کا جو اللہ نے علی کے متعلق نازل کیا ہے، اس ضد پر کہ اللہ نے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہا اپنا فضل نازل کیا ہے۔“
 ﴿اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰتَوْا الْكِتَابَ اٰمَنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ اِنْ نَطْمَسْ وَّجُوْهَا فَتَرٰهَا عَلٰى اَدْبَارِهَا (سورة النساء: 47)
 ”اے وہ لوگو! جنہیں کتاب مل چکی ہے اس کتاب پر ایمان لاؤ جسے ہم نے نازل کیا ہے تصدیق کرنے والی اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے، قبل اس کے کہ ہم چہروں کو مٹا ڈالیں اور چہروں کو ان کے پیچھے کی جانب الٹا دیں۔“
 اس آیت کے متعلق کلینی نے یہ روایت اپنی کتاب میں وارد کی ہے:

عن ابی جعفر قال: نزلت هذه الآية على محمد صلى الله عليه وآله هكذا: يا ايها الذين اوتوا الكتاب امنوا بما انزلت في على مصدقا لما معكم من قبل ان نطمس وجوها فنردها على ادبارها

”ابو جعفر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: یہ آیت محمد ﷺ پر ان لفظوں کیساتھ نازل کی گئی ہے: ”اے وہ لوگو! جن کو کتاب مل چکی ہے اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جسے میں نے علی کے متعلق نازل کیا ہے، تصدیق کرنے والی اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے، قبل اس کے کہ ہم چہروں کو مٹا ڈالیں اور چہروں کو ان کے پیچھے کی طرف الٹا دیں۔“

✽ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا لله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما ✽ (سورة النسا: 64)

”اور کاش! کہ جس وقت یہ اپنی جانوں پر زیادتی کر بیٹھتے تھے، آپ کے پاس آجاتے، پھر اللہ سے مغفرت چاہتے اور رسول بھی ان کے حق میں مغفرت فرماتے تو یہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔“

شیعوں نے اس آیت میں مریمؑ کا تحریف کر ڈالی ہے، تفسیر فی تحریف شدہ آیت کے الفاظ یہ لکھے گئے ہیں:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك يا على فاستغفروا لله واستغفر لهم الرسول

”یعنی اور کاش! کہ جس وقت یہ اپنے جانوں پر زیادتی کر بیٹھتے تھے، اے علی! یہ آپ کے پاس آجاتے، پھر اللہ سے مغفرت چاہتے اور رسول بھی ان کے حق میں مغفرت فرماتے۔“

✽ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولو انهم فعلوا ما يوعدون به لكان خيرا لهم واشد تثبيتا (نسا: 66)

”اور اگر یہ (لوگ) وہ کر ڈالتے جس کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور ان کو ثابت قدم رکھنے والا بھی۔“

شیعوں نے اس آیت میں بھی تحریف کی ہے، ممتاز شیعہ عالم کلینی نے ابو عبد اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی عبداللہ قال: ہکذا نزلت هذا الایة ولو انهم فعلوا ما یوعظون به فی علی علیہ السلام لکان خیرا لهم واشد تشیتا
 ”ابو عبد اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیت اس طرح نازل کی گئی تھی: ”اور اگر یہ وہ کر ڈالتے جن کی انہیں علی علیہ السلام کے بارے میں نصیحت کی جاتی ہے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور ان کو ثابت قدم رکھنے والا بھی۔“

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولقد صرفنا للناس فی هذا القرآن من کل مثل فابی اکثر الناس الا کفورا (سورۃ اسراء: 89)

”اور بالیقین ہم نے لوگوں کے لیے قرآن میں ہر قسم کا اعلیٰ مضمون طرح طرح سے بیان کیا ہے لیکن اکثر لوگ انکار کیے بغیر نہ رہ سکے۔“

شیعی علماء نے اس آیت میں بھی تحریف کر ڈالی، ان کے امام کلینی اور ان کے دینی قائد عیاشی نے ابو جعفر سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی جعفر قال: نزل جبزیل بھذہ الایة ہکذا فابی اکثر

الناس بولایة علی الا کفورا (اصول الکافی - کتاب

الحجة، باب فی نکت و تنف من التنزیل فی الولاية: 1/425،

تفسیر العیاشی: 2/317)

”ابو جعفر کا بیان ہے کہ جبزیل نے یہ آیت ان لفظوں کے ساتھ نازل کی تھی ”لیکن اکثر لوگ علی کی ولایت کا انکار کیے بغیر نہ رہے۔“

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ومن یطم اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما ❁ (احزاب: 71)

”اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچ گیا۔“

اس آیت کے متعلق شیعوں کے امام کلینی نے یہ روایت نقل کی ہے جس میں کھلی تحریف کا ارتکاب

کیا گیا ہے:

عن ابی عبداللہ قال: ومن یطم اللہ ورسولہ فی ولایة علی

والآئمة من بعده فقد فاز فوزا عظيما۔ هكذا نزلت والله

(اصول الكافي: 1/414، الصراط المستقيم للبياضی: 1/279)

”ابو عبد اللہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی:“
اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی علی اور ان کے بعد آنے والی آئمہ کی ولایت کے
متعلق ہدایات کی پیروی کی سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچ گیا۔“

قرآن کریم کے متعدد اور کثیر ترین مقامات ایسے ہیں، جہاں سے شیعوں کے دعویٰ کے مطابق علی
ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نام کو حذف کیا گیا ہے، جس قدر، مثالیں میں نے پیش کی ہیں اس سے قرآن
کریم کے متعلق شیعوں کی گمراہی اور ضلالت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے ”آل محمد“ اور ”آل البیت“
کے الفاظ کے متعلق بھی ان لوگوں کا یہی دعویٰ ہے کہ قرآن کریم کے بہت سارے مقامات سے ساقط کیا
گیا ہے۔ انہوں نے اپنے آئمہ سے بہت سی ایسی روایات نقل کی ہیں جن میں ان آیات کا ذکر موجود
ہے، جن سے ان کے بقول ”آل محمد“ یا ”آل البیت“ کے کلمات کو حذف کیا گیا ہے، مثال کے طور پر
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فبدل الذين كفروا قولا غير الذي قيل لهم فانزلنا على الذين

ظلموا رجزا من السماء بما كانوا يفسقون ﴿٥٩﴾ (سورة البقرة: 59)

اس فرمان الہی میں بقول شیعوں کو حذف شدہ الفاظ کے متعلق شیعی امام عیاشی نے یہ روایت اپنی تفسیر
میں درج کی ہے:

عن ابی جعفر قال: نزل جبریل بهذه الآية هكذا ”فبدل الذين

ظلموا آل محمد حقهم غير الذي قيل لهم فانزلنا على الذين

ظلموا آل محمد حقهم رجزا بما كانوا يفسقون۔ (تفسیر العیاشی: 1/45)

”ابو جعفر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جبریل یہ آیت اس طرح لائے تھے۔“

مگر آل محمد کے حقوق میں ظلم زیادتی کرنے والوں نے جو انہیں بتایا گیا تھا اس کے خلاف

ایک اور کلمہ بدل ڈالا سو ہم نے آل محمد کے حقوق میں ظلم زیادتی کرنے والوں پر آسان

سے بہت بڑا عذاب نازل کیا اس سبب سے کہ وہ نافرمانی کر رہے تھے۔“

ساتواں مقصد:

اس سوال کا جواب کہ شیعہ حضرات اس قرآن کریم کی تلاوت کیوں کرتے ہیں جو اہل السنۃ کے پاس موجود ہے، حالانکہ وہ اس کو ناقص اور محرف تسلیم کرتے ہیں:

اس ہم ترین سوال کے جواب میں شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے اکابر علماء میں سے سب سے پہلے ان کے چوٹی کے عالم نعمۃ اللہ الجزائری نے اپنی کتاب ”الانوار النعمانیہ“ میں لکھا ہے:

روى انهم فى الاخبار عليهم السلام امر شيعتهم بقراءة هذا الموجود من القرآن فى الصلوة وغيرها والعمل بأحكامه حتى يظهر مولانا صاحب الزمان فيرتفع هذا القرآن من ايدى الناس الى السماء ويخرج القرآن الذى ألقه امير المؤمنين عليه السلام فيقرأ ويعمل بأحكامه (الانوار النعمانية: 2/360)

”روایات میں بیان کیا جاتا ہے کہ ائمہ علیہم السلام نے اپنے شیعوں کو موجودہ قرآن کی نماز وغیرہ میں قرأت کا اور اس کے احکامات کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا ہے، یہاں تک کہ ہمارے آقا صاحب الزمان کا ظہور ہو جائے، چنانچہ (اس کے ظہور کے بعد) اس قرآن کو لوگوں کے پاس سے ختم کر کے آسمان پر اٹھالیا جائے گا اور وہ قرآن لایا جائے گا جسے امیر المؤمنین علیہ السلام نے جمع کیا تھا، پھر وہی پڑھا جائے گا اور پھر وہی بھی اسی کے احکامات کی ہوگی۔“

اس سے ظاہر ہوا کہ شیعہ امام الجزائری کے مطابق صحیح قرآن وہی ہے جسے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے جمع کیا تھا، جس کا ظہور شیعہ اثنا عشریہ کے عقیدے کی رو سے آخر الزمان میں ہوگا۔ شیعہ امام ابوالحسن العالی نے اپنی تفسیر ”مراۃ الانوار ومشکاۃ الاسرار“ کے تیسرے مقدمے میں یوں لکھا ہے:

ان القرآن المحفوظ عما ذكر الموافق لما انزله الله تعالى ما جمعه على عليه السلام وحفظه الى ان وصل الى ابنه الحسن عليه السلام وهكذا الى ان وصل الى القائم عليه السلام المهدي

وہو اليوم عنده صلوات اللہ علیہ (مرآۃ الانوار ومشکوۃ الاسرار: 36)
 ”جو قرآن ان مذکورہ عیوب سے پاک اور تنزیل الہی سے موافق ہے وہ علیؑ کا جمع
 کروہ ہے، جو ان کے پاس محفوظ شکل میں تھا، ان کے پاس سے ان کے بیٹے
 حسنؑ تک پھر درجہ بدرجہ القائم المہدیؑ تک پہنچا اور اب یہ قرآن ان کے پاس
 محفوظ ہے۔ صلوات اللہ علیہ“

اس مذکورہ بالا کلام سے واضح ہوا کہ معتد اور صحیح قرآن شیعہ عقیدے کے مطابق وہی ہے جو غار
 میں مقیم مہدی خضر کے پاس موجود ہے، جیسا کہ ممتاز شیعہ عالم و امام ابوالحسن العالیؑ کی صراحت سے
 ثابت ہوتا ہے۔ بالکل یہی بات ایک دوسرے شیعہ عالم علی اصغر مروجرودی نے اپنی فارسی کتاب ”عقائد
 شیعہ“ میں لکھی ہے:

”یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے کہ اصل قرآن میں کسی قسم کی تبدیلی یا رد و بدل نہیں ہوا ہے جب
 کہ موجودہ قرآن میں کچھ منافقوں (یعنی صحابہ کرامؓ) نے تحریف کر دی ہے اور اس
 سے کچھ (آیات و کلمات کو) حذف بھی کیا ہے تاہم امام العصر کے پاس اصلی اور حقیقی
 قرآن موجود ہے اور اللہ ان کے ظہور کو جلد ممکن بنائے۔“ (عقائد شیعہ: 27)
 شیعہ امام محمد بن العسمان مقلب بہ مفید نے مذکورۃ الصدر سوال کا یوں جواب دیا ہے:

ان الخبر قد صح عن ائمتنا علیہم السلام انہم قد راوا بقراءة ما
 بین الدفتین والا نتعداء الی زیادة فیہ ولا الی نقصان منہ ان يقوم
 القائم علیہ السلام فیقری الناس علی ما انزل اللہ تعالیٰ وجمعه
 امیر المومنین علیہ السلام (کتاب المسائل السرویة: 78)

”یہ بات درست ہے کہ ہمارے آئمہؑ نے دو گتوں کے درمیان موجود قرآن کو پڑھنے
 کا امر کیا ہے اور ہمیں اس میں اضافے سے یا اس میں کمی کرنے سے منع کیا ہے۔ یہاں
 تک کہ (قائم مہدی خضر) علیہ السلام کا ظہور ہو جائے (قائم اپنے ظہور کے بعد) لوگوں
 کو تنزیل الہی اور امیر المومنین کی جمع و تالیف کے مطابق قرآن پڑھائیں گے۔“

آٹھواں مقصد:

شیعہ حضرات کی اللہ تعالیٰ کی کتاب کی مخالطہ اور دھوکہ پر مبنی تفسیروں کی مثالیں:

⑤ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

اهدنا الصراط المستقیم ⑥ (فاتحہ: 6)

”چلا ہم کو سیدھے راستے پر۔“

شیعہ کہتے ہیں کہ صراط مستقیم سے مراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، اس تفسیر کو ان کے امام علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں ابو عبد اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان کا قول ہے کہ:

الصراط المستقیم هو امیر المؤمنین ومعرفة الامام
”سیدھی راہ سے مقصود امیر المؤمنین (کی ذات) اور امام کی معرفت ہے۔“

⑤ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

الم - ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين الذين يؤمنون

بالغيب ويقيمون الصلاة ومما رزقناهم ينفقون والذين يؤمنون

بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالاخيره هم يوقنون (بقرہ: 1-3)

”الف لام میم۔ یہ کتاب (کہ) کوئی شے اس میں نہیں، ہدایت ہے (اللہ سے) ڈر رکھنے

والوں کے لیے۔ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے

ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اس پر

جو آپ پر اتارا گیا اور (اس پر) جو آپ سے قبل اتارا گیا ہے۔“

ان آیات کی تفسیر جو شیعی علماء فقی اور عیاشی نے اپنی اپنی تفسیروں میں درج کی ہیں اس کے

مطابق ”ذالک الکتاب“ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مراد لیے گئے ہیں، ”هدی للمتقين“ میں ”للمتقين“

کے لفظ سے شیعیان علی مقصود ہے اور ”الذين يؤمنون بالغيب“ کا معنی یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے قائم

(منہجر مہدی بقول شیعہ) کے ظہور پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ (تفسیر قمی: 1/30، تفسیر العیاشی: 1/25)

⑤ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ان الله لا يستحي ان يضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها (بقرہ: 26)

”بے شک اللہ اس سے ڈر نہیں شرماتا کہ کوئی مثال بیان کرے، مچھر کی یا اس سے بڑی

ہ کر (کسی اور چیز کی)۔“

شیعہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں مذکور ”بعوض“ پھر سے علی بن ابی طالب ؑ اور ”فوافوا“ اس سے بڑھ کر سے رسول اللہ ﷺ مراد ہیں، ان کلمات کی یہی تفسیر شیعہ امام قی نے اپنی تفسیر میں بیان کی ہے: (تفسیر قمی: 1/34)

اس تفسیر سے سیدنا علی ؑ کی شان و منزلت میں کھلی تنقیص اور ان کا بدترین استہزاء کیا گیا ہے، اس لیے کہ یہ بات سبھی کو معلوم ہے کہ عمومی طور پر پھر کے لفظ سے جب کسی شے کو تشبیہ دی جاتی ہے تو اس سے اس شے کی ذلت اور حقارت کو اجاگر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ کوئی مسلمان یہ تصور ہی نہیں کر سکتا کہ علی بن ابی طالب ؑ کی طرف اس حقارت کو منسوب کیا جائے، لہذا یہ تفسیر ان کی مدح نہیں بلکہ کھلی گستاخی اور صریح بے ادبی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

واوفوا بعهدي اوف بعهدكم واياي فارهبون (بقراءہ: 40)
”اور مجھ سے وعدہ پورا کرو، تو میں تم سے وعدہ پورا کروں گا اور تم صرف مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔“

عیاشی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

(واوفوا بعهدي) ای اوفوا بولایۃ علی (اوف بعهدکم) ای اوفی
لکم الجنة (تفسیر العیاشی: 1/42)

”مجھ سے وعدہ پورا کرو“ یعنی علی کی ولایت کا عہد بناؤ۔ ”میں تم سے وعدہ پورا کروں گا“ یعنی میں تم سے کیا گیا جنت کا وعدہ پورا کروں گا۔“

یہ تفسیر آیت مذکورہ کے مضمون و سیاق سے ذرہ بھر بھی مناسبت نہیں رکھتی، آیت میں بنو اسرائیل سے خطاب ہو رہا ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہود و مواعث کو پورا کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمودہ نعمتوں کی شکرگزاری کرنے کی ہدایت دی جا رہی ہے۔ شیعوں کے دعوای کو اس کی تفسیر کے ساتھ کوئی ربط ہے نہ ہی کوئی تعلق۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

مثل الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله كمثل حبة انبثت سبع سنابل في كل سنبله مائة حبة واللہ يضعف لمن يشاء واللہ واسع

علیم (بقراءہ: 261)

”جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں ان کے مال کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ ہے کہ اس سے سات ہالیاں آئیں، ہر ہر بالی کے اندر سودا نے ہیں اور اللہ جسے چاہے زیادہ دیتا ہے، اللہ بڑا وسعت والا، بڑا علم والا ہے۔“

شیعوں نے اس آیت کی جو تفسیر کی ہے وہ بڑی معکمہ خیر اور حیرت انگیز ہے۔ فضل بن محمد الجعفی کا بیان ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا، تو انہوں نے کہا:

الحبة فاطمة والسبع السنابل سبعة من ولدها سابعهم قائمهم، قلت: الحسن قال الحسن: امام من الله مفترض طاعته ولكنه ليس من السنابل السبعة اولهم الحسين وآخرهم القائم۔ فقلت: قوله في كل سنبل مائة حبة قال: يولد كل رجل منهم في الكوفة مائة من صلبه وليس الا هؤلاء والسبعة (تفسير العياشي: 1/147)

”دانہ سے مراد فاطمہ ہے۔ سات بالیوں سے اس کے سات بیٹے مقصود ہیں۔ بایں طور پر کہ قائم ان میں سے ساتواں ہے۔ میں نے کہا: حسن؟ فرمایا: حسن اللہ کی طرف سے متعین امام ہے اور اس کی اطاعت بھی لازم ہے۔ مگر ان کا شمار سات بالیوں میں نہیں ہوتا (یوں سمجھو کہ) ان کا پہلا حسین ہے اور آخری قائم ہے۔ میں نے پوچھا کہ فرمان الہی ”ہر ہر بالی کے اندر سودا نے ہیں“ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: کوفہ میں اولاد فاطمہ میں سے ہر ایک کی صلب سے سو بیٹے پیدا ہوں گے، یہاں تک کہ کوفہ میں انہیں سات ہی کی نسل آباد ہوگی۔“

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء

(سورة النساء: 116)

”یقیناً اللہ اس کو نہیں بخشنے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا اور گناہوں کو بخش دے گا۔“

اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں عیاشی نے اپنی سند کے ساتھ ابو جعفر کی درج ذیل تشریح نقل کی

قال: اما قوله "ان الله لا يغفر ان يشرك به" يعنى انه لا يغفر لمن يكفر بولاية على، واما قوله "ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء" يعنى

لمن والى عليا عليه السلام (تفسير العياشي - ج 1 ص 245)

"ابو جعفر نے کہا کہ فرمان الہی "یقیناً اللہ اس کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اس کو نہیں معاف کرے گا جو علی کی ولایت کا منکر ہے اور فرمان الہی "اور اس کے سوا اور گناہوں کو بخش دے گا" کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو معاف کرے گا جو علی علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں۔"

مذکورہ بالا روایت سے ہمارے اس موقف کو تقویت ملتی ہے کہ شیعہ اپنے آئمہ کی امامت کو اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت اور اس کی وحدانیت پر برتری اور فوقیت دیتے ہیں، بلکہ ان کی امامت کو جملہ عبادات کی کلید باور کرتے ہیں۔ اس روایت میں بیان شدہ تغیر سے بھی اسی عقیدہ کی جھلک نمایاں ہو رہی ہے کہ مغفرت صرف انہی لوگوں کی ہوگی جو ان کے آئمہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے۔ رہے وہ لوگ جو ان کی امامت میں دوسروں کو بھی شریک گردانتے ہیں ان کے لیے نہ بخشش ہے اور نہ ہی کوئی پروا نہ نجات۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ولله الاسماء الحسنى فادعوه بها (سورة الاعراف: 180)

"اور اللہ ہی کے لیے اچھے اچھے (مخصوص) نام ہیں، سو انہی سے اسے پکارو۔"

شیعوں نے اس فرمان الہی کی بھی ایسی تفسیر کی ہے جس سے پتہ چتا ہے کہ ان لوگوں کو اللہ جل شانہ کے مقابل کھڑا ہونے اور اس کی عظمت و جلالت اور اس کی بے مثال شان کو چیلنج کرنے کی ہمت حاصل ہے۔ کہتے ہیں کہ اسماء اللہ الحسنى سے ان کے آئمہ مقصود ہیں، ان کے امام کلینی نے اپنی سند کے ساتھ ابو عبد اللہ سے اسی آیت کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے:

نحن والله الاسماء الحسنى التي لا يقبل الله من العباد عملا الا

بمعرفة فتنا ("اصول الکافی" کتاب الحجۃ باب النوادر - ج 1 ص 143)

"اللہ کی قسم! ہم وہ اسماء الحسنى ہیں کہ ہماری معرفت کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی بھی بندہ کے عمل کو

قبول نہیں کرتا۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

وقال الله لا تتخذوا الهين اثنين انما هو اله واحد فاباى

فارہبون (سورة النحل: 51)

”اور اللہ نے کہہ رکھا ہے کہ وہ معبود نہ قرار دینا، معبود تو بس وہی ایک ہے سو تم لوگ صرف مجھی سے ڈرتے رہو۔“

شیعہ کہتے ہیں کہ فرمان الہی ”و معبود نہ قرار دینا“ کا مطلب یہ پہلے کہ تم دو امام نہ مان لینا اور فرمان الہی ”معبود تو بس وہی ایک ہے“ سے مراد یہ ہے کہ امام تو صرف ایک ہی ہے اس تفسیر کو عیاشی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ (سورة الصافات: 83)

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

وان من شيعته لابراهيم

”اور ان کے طریقہ والوں میں ابراہیم بھی تھے۔“

اس آیت کی تفسیر میں شیعہ کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کا شمار بھی شیعیان علی بن طالب رضی اللہ عنہ میں ہوتا ہے۔ اس تفسیر کو شیعی عالم ہاشم البحرانی نے اپنی کتاب ”البرہان فی تفسیر القرآن“ (کتاب البرہان فی تفسیر القرآن ج 24 ص 21) میں بیان کیا ہے۔

”میں کہتا ہوں کہ اس کھوئی تفسیر کا نگران روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہے، اس لیے کہ جس بھی انسان کا عربی زبان کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق ہے وہ جانتا ہے کہ فرمان الہی ”وان من شيعته“ میں حاء ضمیر کا مرجع پہلے ذکر شدہ نوح علیہ السلام ہے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ نوح علیہ السلام کے طریقہ والوں میں ابراہیم بھی تھے، آیت کا یہ مفہوم ہر شخص کے لیے واضح ہے ماسوا اس شخص کے کہ جس کی بصیرت کو سلب کر لیا گیا ہو، آپ سورة صافات پوری پڑھ جائیے کہیں بھی ”علی“ کا نام مذکور نہیں ہوا، چہ جائیکہ اس آیت میں ان کے نام کو داخل سمجھا جائے اور اسے ضمیر کا مرجع تسلیم کیا جائے۔“

اسی طرح شیعوں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلو کرتے ہوئے فرمان الہی ”ويحذرکم اللہ نفسہ (سورة آل عمران: 30)“ اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے“ میں بیان شدہ لفظ ”نفس“ سے بھی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مراد لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ولقد اوحى اليك والى الذين من قبلك لئن اشركت ليعبطن

عملك ولتكونن من الخاسرين (سورة الزمر: 65)

”اور واقعہ یہ ہے کہ آپ کی طرف بھی اور جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں ان کی طرف بھی یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ (اے مخاطب!) اگر تو نے شرک کیا تو تیرا عمل (سب) غارت ہو جائے گا اور تو خسارہ میں پڑ کر رہے گا۔“

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے شیعہ عالم ہاشم البحرانی لکھتا ہے:

”قوله ”لئن اشرکت“ ای لئن امرت بولایة احد مع ولایة علی من بعدك (البرهان فی تفسیر القرآن ج 24 ص 83)

”فرمان الہی ”اگر تو نے شرک کیا“ کا معنی یہ ہے کہ اگر تو نے اپنے بعد علی کی ولایت کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا۔“

یعنی اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مخاطب کر کے یہ فرمایا ہے کہ اگر آپ نے اپنے بعد ولایت و خلافت کے لیے علی کی ولایت کے ساتھ دوسرے کسی شخص کی ولایت کا بھی حکم دیا تو آپ کے تمام اعمال غارت ہو جائیں گے اور آپ خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے..... اس کفر والحاد سے اللہ کی پناہ! اسی طرح شیعہ حضرات نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

واذان من الله ورسوله الى الناس (سورة التوبة: 3)

”اور اعلان (کیا جاتا ہے) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کے سامنے میں مذکور لفظ ”اذان“ کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ اس سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مراد لیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

والتين @ والزيتون @ وطور سينين @

”قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طور سیناء کی۔“

شیعہ اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ التین اور زیتون سے حسن اور حسین اور طور سینین سے

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مراد لیا گیا ہے۔ (البرهان فی تفسیر القرآن ج 30 ص 77)

جمہور علماء کرام کہتے ہیں کہ یہ سورۃ مبارکہ مکہ ہے، علماء اہل السنۃ میں سے امام قرطبی وغیرہ نے اسی موقف کو رائج قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ مکمل سورت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی و زواج سے قبل نازل ہوئی۔ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی ولادت تو بہت بعد کی بات ہے۔ اس سے صاف اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان آیات سے اور ان کی طرح دوسری آیات سے شیعہ حضرات کا اپنے آئمہ کی

ولایت کو ثابت کرنا کس قدر لغو اور بے کار کوشش ہے۔

اسی طرح انہوں نے فرمان الہی:

يا ايها الذين امنوا ادخلوا في السلم كافة ولا تتبعوا خطوات
الشيطان انه لكم عدو مبين (سورة البقرة: 208)

”اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ
چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

کی یہ باطل اور نامعقول تفسیر کی ہے کہ خطوات الشيطان وشیطان کے نقش قدم سے رسول
اللہ ﷺ کے دُزیروں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی ولایت مقصود ہے۔ شیعہ امام عیاشی نے اپنی تفسیر
میں یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی بصیر قال: سمعت ابا عبد الله يقول في هذه الآية: ا تدری
ما السلم؟ قلت انت اعلم قال: ولاية على الأئمة والأوصياء من
بعدهم وخطوات الشيطان والله ولاية فلان وفلان وقد جاء تفسير
وقوله فلان وفلان في رواية عنه قال: هي ولاية الاول والثاني

(تفسیر العیاشی۔ ج 1 ص 106)

”ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ سے اس آیت کے متعلق یہ کہتے ہوئے
سنا ”کیا تو جانتا ہے کہ سلم کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ
نے کہا: اس سے علی کی اور ان کے بعد کے آئمہ و اوصیاء کی ولایت مراد ہے اور خطوات
الشيطان سے مراد قسم بخدا فلان اور فلان کی ولایت لی گئی ہے۔ ان کے قول فلان اور فلان
کی وضاحت خود ان سے مروی دوسری روایت میں موجود ہے کہ یہ پہلے اور دوسرے کی
ولایت ہے۔“

پہلے سے شیعہ ابوبکر صدیق خلیفہ اول اور دوسرے سے خلیفہ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو مراد لیتے
ہیں۔ نیز کہتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

يا ايها الذين امنوا لا تبطلوا صدقاتكم بالمن والاذی (بقرہ: 264)

”اے ایمان والو! اپنے صدقوں کو احسان (جتلا کر) اور اذیت (پہنچا کر) ضائع نہ کرو۔“

عثمان اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے متعلق نازل ہوا ہے۔ ان کے امام عیاشی نے اپنی تفسیر میں اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی جعفر قال فی هذه الایة: نزلت فی عثمان وجرت فی معاویة واتباعها (تفسیر العیاشی۔ ج 1 ص 147)

”ابو جعفر کا قول یہ ہے کہ یہ آیت عثمان کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ معاویہ اور ان دونوں کے قبیحین بھی اس آیت کا مصداق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن

الله لیغفر لهم ولا لیهدیهم سبیلا (النساء: 137)

”بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے، پھر ایمان لائے، پھر کافر ہو گئے، پھر کفر

میں ترقی کرتے گئے، اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مغفرت کرے گا اور نہ انہیں سیدھی راہ

دکھائے گا۔“

اس فرمان الہی کے متعلق شیعہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے خصوصاً تین خلفاء ابوبکر، عمر، عثمان اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم اور دیگر لوگ مراد لیے گئے ہیں۔ ان کے بقول، ان اصحاب کرام نے کفر کو اختیار کیا۔ شیعوں کے امام اور حجة محمد بن یعقوب الکلی نے ابو عبد اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے:

قال: انها نزلت فی فلان وفلان وفلان امنوا بالنبی فی اول الامر

وکفروا حین عرجت علیهم الولاية حین قال النبی ﷺ ”من کنت

مولاه فعلى مولاه“ ثم امنوا بالبيعة لأمیر المؤمنین علیہ السلام ثم

کفروا حین مضی رسول الله ﷺ، فلم یقروا بالبيعة ثم ازدادوا

کفرا باخذهم من بايعهم بالبيعة لهم، فهو لاء لم یبق فیهم من

الایمان شیء

(اصول الکافی فی کتاب الحجة باب فیہ نکت وشف من التنزیل فی الولاية۔ ج 1 ص 420)

”یہ آیت، فلان اور فلان اور فلان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ شروع اسلام میں

نبی پر ایمان لائے پھر جب نبی ﷺ نے فرمایا: جس کا میں مولا، علی اس کا مولا، اس طرح

ان پر ولایت کو پیش کیا گیا تو یہ کافر ہو گئے، پھر امیر المؤمنین علیہ السلام کی بیعت کر کے ایمان لائے، مگر رسول اللہ ﷺ کے رخصت ہو جانے کے بعد یہ لوگ اپنی بیعت پر برقرار نہ رہے اور کافر ہو گئے اور کفر میں ترقی کرتے گئے، حتیٰ کہ انہوں نے بیعت کرنے والوں سے اپنے حق میں بیعت حاصل کر لی، لہذا یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس ایمان نام کی کوئی شے باقی نہیں رہی۔“

یہ لوگ فلاں فلاں اور فلاں سے تین خلفاء راشدین کو مراد لیتے ہیں جیسا کہ ان کے امام عیاشی کی نقل کردہ اس روایت سے وضاحت ہوتی ہے۔

عن جابر قال: قلت لمحمد بن علي عليه السلام في قول الله في كتابه "ان الذين امنوا ثم كفروا قال: هما ابوبكر وعمر والثالث عثمان والرابع معاوية و عبدالرحمن و طلحة و كانوا سبعة عشر رجلا (تفسير العياشي ج 1 ص 279)

”جابر کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن علی علیہ السلام سے قرآن میں اللہ کے فرمان ”ان الذین امنوا ثم کفروا“ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا وہ ابوبکر و عمر ہیں تیسرا عثمان اور چوتھا معاویہ (ان کے علاوہ) عبدالرحمن (بن عوف) اور طلحہ سمیت کل سترہ افراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان :

وما جعلنا الرؤيا التي اريناك الا فتنه للناس والشجرة الملعونة في القرآن (سورة الاسراء: 60)

”اور ہم نے جو منظر آپ کو دکھلایا تھا اسے ہم نے لوگوں کی آزمائش کا سبب بنا دیا اور اس درخت کو بھی جس پر قرآن میں لعنت آئی ہے۔“

شیعہ کہتے ہیں کہ قرآن میں مذکور ”الشجرة الملعونة“ سے مراد بنو امیہ کے لوگ ہیں۔

(تفسیر العیاشی 297/2)

اللہ تعالیٰ کا فرمان :

او كظلمت في بحر لحي يغشه موج من فوقه موج من فوقه سحاب ظلمات بعضها فوق بعض اذا اخرج يده لم يكدرها ومن لم يجعل الله له نورا فما له من نور (البقره ان في تفسير القرآن: 18/133)

”یا (وہ اعمال) ایسے ہیں جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیرے کو اس ایک (بڑی) موج نے ڈھانپ لیا ہو، پھر اس (موج) کے اوپر (ایک اور) موج ہو (پھر) اس کے اوپر بادل ہو (غرض) اوپر تلے اندھیرے ہیں، اگر کوئی اپنا ہاتھ نکالے تو اس کے دیکھنے کا احتمال تک نہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ نور نہ دے اس کے لیے (کہیں سے) نور نہیں۔“

اس آیت میں ظلمات سے بقول شیعہ، ابوبکر و عمر مقصود ہیں۔ ”مغصہ موج“ سے عثمانؓ بعضاً فوق بعض“ سے معاویہ اور بنو امیہ کے قتلے مراد لیے گئے ہیں۔ اس تفسیر کو شیعی امام البحرانی نے اپنی کتاب البرہان فی تفسیر القرآن میں بیان کیا ہے۔ (البرہان فی تفسیر القرآن: 18/133)

اسی طرح کی خرافات کے ساتھ شیعوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمَا مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ

(سورة القصص: 6)

”فرعون و ہامان اور ان کے تابعین کو ہمان میں سے وہ کچھ دکھلائیں گے جن سے وہ بچنا چاہتے تھے۔“

کی تفسیر کی ہے، کہتے ہیں: کہ اس آیت میں مذکور فرعون اور ہامان سے ابوبکر اور عمر مراد ہیں۔ اس بے ہودہ تفسیر کو مشہور شیعی عالم نعمۃ اللہ الجزائری نے اپنی کتاب ”الانوار العثمانیہ“ میں درج کیا ہے۔

(الانوار العثمانیہ: 2/89)

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (تحریم: 11)

”اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لیے جو مومن ہیں مثال بیان کرتا ہے فرعون کی بیوی کی جبکہ اس نے دعا کی: اے پروردگار! میرے واسطے جنت میں اپنے قریب مکان بنادے اور مجھ کو فرعون اور اس کے عمل (کے اثر) سے بچا۔ اور مجھے ظالم لوگوں سے بھی بچادے۔“

اس آیت میں بیان شدہ مثال کی تفسیر کرتے ہوئے شیعی امام بحرانی نے لکھا ہے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی رقیہ اور ان کے شوہر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کو مراد لیا گیا ہے۔

فرمان الہی ”وَنَجِّنِي مِنْ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ“ میں فرعون اور اس کے عمل سے عثمان اور اس کے عمل مراد ہیں

اور فرمان الہی ”وَجَنَى مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ“ میں مذکور ظالموں کی قوم سے بنو امیہ مقصود ہیں۔
(البرہان فی تفسیر القرآن: 29/358)

اسی طرح ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

وجاء فرعون ومن قبله والمؤتفكات بالمخاططة (سورة الحاقة: 9)
”اور فرعون اور اس کے قبل والوں نے اور الٹی ہوئی بستیوں والوں نے (بڑے بڑے)
قصور کیے۔“

کی تفسیر میں بھی سنگدلی و قساوت اور جبر و خشونت سے لبریز افتراءات کے ذریعہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مطعون کیا ہے۔ شیعی عالم شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کرتا ہے:

عن حمرا انہ سمع جعفر یقول فی هذه الاية: وجاء فرعون یعنی الثالث ومن قبله یعنی الاولین، والمؤتفكات بالمخاططة یعنی عائشة ”حمرا کا بیان ہے کہ اس نے ابو جعفر کو اس آیت (کی تفسیر میں) یہ کہتے ہوئے سنا کہ ”وجاء فرعون“ میں فرعون سے تیسرا (یعنی عثمان مراد ہیں) ”ومن قبله“ سے دو پہلے (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) مراد ہیں، جبکہ ”والمؤتفكات بالمخاططة“ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کو مراد لیا گیا ہے۔“
اس کے علاوہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغى .

”اور اللہ تعالیٰ تمہیں کھلی برائی سے اور مطلق برائی سے اور ظلم و سرکشی سے روکتا ہے۔“

میں بیان شدہ فحشاء، منکر اور بغی سے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت مراد لیتے ہیں، اس تفسیر کے لیے درج ذیل روایت نقل کرتے ہیں: www.KitaboSunnat.com

عن ابی جعفر علیہ السلام انه قال: ينهى عن الفحشاء الاول

والمنكر الثانى البغى الثالث (تفسیر العیاشی: 2/289)

”ابو جعفر علیہ السلام نے کہا ہے کہ (اللہ تعالیٰ) منع کرتا ہے فحشاء سے، یعنی پہلے منکر سے، یعنی دوسرے سے اور بغی سے، یعنی تیسرے سے“

اول کے لفظ سے یہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو منکر کے لفظ سے خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اور بغی کے لفظ سے خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مراد لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حرمت رسول اللہ، اصحاب رسول اللہ علیہم السلام اور اہمات المؤمنین رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ سیرتوں کی پاسبانی کرنے والے گروہ میں شامل فرمائے۔

پانچویں بحث.....

شیعہ کا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق عقیدہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت:

انبیاء و رسل کے بعد پوری انسانیت میں رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کا درجہ بلند ترین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے نبی و خلیفہ محمد بن عبد اللہ ﷺ کی صحبت کیلئے ان قدوسی افراد کا انتخاب فرمایا، واقعاً یہ پاکیزہ لوگ آپ ﷺ کے بہترین ساتھی اور نہایت ہی اچھے قرابت دار ثابت ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں ان کے ایمان عظیم کی مدح و تحسین فرمائی ہے اور ان کے لئے اپنے ہاں اجر و حق بیان فرمایا۔ ارشاد الہی ہے:

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ
بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَوَرَضُوا عَنْهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (سورة التوبة: 100)

”اور جو مہاجرین و انصار میں سے سابق و مقدم ہیں اور جتنے لوگوں نے نیک کرداری میں ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہوئے اور اس نے ان کیلئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں کہ ان کے نیچے ندیاں بہہ رہی ہیں، ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے۔“

صحاب رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانیں، اموال اور اپنی نفیس ترین اشیاء کو بچھا کر دیا، یہاں تک کہ انہی عالی شان افراد میں سے ایک فرد محبوب کریم ﷺ سے یوں عرض کرتا ہے:

نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

”اللہ کے رسول! میرا سینہ آپ کے سینے کے دفاع و تحفظ کیلئے حاضر ہے۔“

اسی جذبہ صادقہ کے تحت جہاد فی سبیل اللہ کے میدانوں میں ان کے پاکیزہ خون بہتے اور ان کے نیک و پارسا اعضاء کٹ کٹ کر نکمڑے رہے، رسول اللہ ﷺ کے دفاع کیلئے اور کلمہ توحید کو چاروں سمت پھیلانے کی خاطر یہ عالی امت لوگ مصروف رہے، بالآخر ایمان و اسلام کی کرنوں نے کرہ ارضی کے تمام آباد علاقوں کو منور کر دیا، شرک اور لادینیت کے جملہ نظام ان کے گھوڑوں کی سمنوں کے نیچے کچل

دیئے گئے، اسی بناء پر وہ پوری انسانیت میں (انبیاء و رسل علیہم السلام کے بعد) تقویٰ و پرہیزگاری کے معیار قرار دیئے گئے، اور یقیناً یہ اعزاز ان کے شایانِ شان بھی تھا۔ ارشادِ الہی ہے:

وَالزَّمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا (سورة الفتح: 26)
 ”اور (اللہ نے) انہیں تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اس کے مستحق بھی ہیں اور اہل بھی“

اصحابِ رسول ﷺ صادق فی الاسلام، بلند مرتبہ اور اعلیٰ ترین درجہ پر فائز اور ثابت قدم و عادل افراد ہیں، انہی کے متعلق ہی رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

اللہ اللہ فی اصحابی، اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضاً بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم، ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن آذاہم فقد آذانی، ومن آذانی فقد آذی اللہ، ومن آذی اللہ فبوشک ان یاخذہ (سنن ترمذی: 3797، مسند احمد: 19641، 19669)

”میرے اصحاب کے بارہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے اصحاب کے بارہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا میرے بعد انہیں (اپنے طور و طعن) کا نشانہ نہ بنانا، جو شخص ان سے محبت کرے گا وہ محض میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا، اور جو شخص ان سے نفرت کرے گا وہ محض مجھ سے عداوت کی وجہ سے ان سے بغض و نفرت رکھے گا اور جو انہیں دکھ پہنچائے گا یقیناً وہ مجھے دکھ پہنچائے گا۔ اور جو مجھے رنجیدہ کرے گا یقیناً وہ اللہ کو ناراض کرے گا۔ اور جو شخص اللہ کو ناراض کرے گا، عنقریب اللہ اس کی گرفت کرے گا۔“

یہی وجہ ہے کہ اہل السنۃ والجماعہ کے جملہ طبقات کے ہاں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برتری و فضیلت پر مکمل طور پر اتفاق ہے اس عقیدت و محبت میں شیعا و شاعشریہ نے اختلاف کیا ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد اصحابِ رسول ﷺ ہر مذہب ہو گئے تھے، اس طرح ان کا دین اسلام کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہا تھا، شیعوں کے چوٹی کے عالم ستری نے اپنی کتاب ”احقاق الحق“ میں اپنے اس موقف کی یوں صراحت کی ہے، لکھتا ہے:

کما جاء موسى للهداية وهدى خلقا كثيرا من بنى اسرائيل وغيرهم فارتدوا في ايام حياته ولم يبق فيهم احد على ايمانه سوى هارون عليه السلام، كذلك جاء محمد وهدى خلقا كثيرا

لكنهم بعد وفاته ارتدوا على اعقابهم ، انتہی کلامہ

”جس طرح موسیٰ علیہ السلام ہدایت و رہنمائی کے لیے تشریف لائے اور بنو اسرائیل اور دوسری اقوام میں سے بہت بڑی خلقت کو ہدایت سے بہرہ ور کیا، مگر یہ سارے لوگ ان کی زندگی کے دوران ہی مرتد ہو گئے، ان میں صرف ہارون علیہ السلام اپنے ایمان پر قائم رہے، بعینہ اسی طرح محمد ﷺ بھی راہبری کے لیے مبعوث کیے گئے اور بہت سارے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر لا کھڑا کیا، مگر یہ تمام لوگ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ آئے، یعنی (انہوں نے دوبارہ دور جاہلیت کے گھر کو اختیار کر لیا)

اسی طرح کلینی نے ”کافی“ میں عیاشی نے اپنی تفسیر میں اور مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں محمد بن علی الباقر کی طرف یہ جھوٹا اور من گھڑت قول منسوب کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے:

كان الناس اهل ردة بعد النبي ال ثلاثة

”نبی ﷺ کی وفات کے بعد تین شخصوں کے علاوہ باقی تمام لوگ مرتدوں کے زمرہ میں داخل ہو گئے۔“

برادرانِ اسلام! مزید سنئے: شیعوں کا ایک عالم کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد چار افراد کے علاوہ باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معاذ اللہ مرتد ہو گئے تھے، اس کی لکھی ہوئی عبارت پڑھیے، کہتا ہے:

يقول الامام الصادق عليه السلام: ارتد الناس بعد الحسين الا قليل كما ارتد الناس بعد رسول الله الا اربعة اشخاص ارتد الناس بعد مقتل الحسين عليه الصلاة وازكى السلام الا قليل، هكذا كان الوضع عند ما تسلم الام السجادة ازمة الامور وازمة العالم باجمعه

”امام صادق علیہ السلام کہتے ہیں کہ حسین کے بعد چند افراد کے علاوہ باقی سب مرتد ہو گئے تھے، جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چار شخصوں کے سوا باقی تمام دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے تھے، حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تمام مرتد ہو گئے، بالکل بھی صورت حال اس وقت بھی رونما ہوئی جب امام سجاد (علی بن حسین بن علی بن ابی طالب) نے امورِ ولایت کی، پوری دنیا کے معاملات کے ساتھ بھاگ ڈور سنبھالی تھی۔“

اسی طرح میں اپنے دینی بھائیوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر میں تمام لوگوں سے زیادہ محبوب اور عظیم افراد کے متعلق شیعوں کے کچھ اقوال نقل کرتا ہوں، جس سے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ان لوگوں کے ظلم و تعدی، کذب و افتراء اور دیدہ دلیری اور ہرزہ سرائیوں کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

● پہلی محبوب ترین ہستی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

اہل ایمان کی ماں، صدیقہ بنت صدیق، طاہرہ مطہرہ، پاکیزگی کے گلشن میں پرورش یافتہ، حفت و حیا کے باغچے میں پلٹی بڑھی، حبیب اللہ ﷺ کی محبوبہ اور رفیقہ حیات حفت مآب جن کی پاکدامنی کی شہادت ساتوں آسمانوں کی بلندی سے نازل ہوئی۔ وہ عظیم ہستی کہ بوقت وفات رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک ان کی ٹھوڑی اور سینے کے درمیان تھا، جن کا لعاب رسول اللہ ﷺ کے لعاب کے ساتھ یکجا ہوا، ان کے حجرہ مبارک میں رسول اکرم ﷺ کی روح مبارک طلاء اعلیٰ کی طرف منتقل ہوئی، اور اسی میں آپ ﷺ مدفون کیے گئے۔ یقیناً آپ ﷺ ان سے راضی تھے۔ اہل السنۃ والجماعۃ اس عظیم ترین اور محبوب ترین ہستی کو اپنے خاندانوں اور قبائل، بلکہ اپنے ماں باپ پر فوقیت دیتے ہیں کیوں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں سب سے زیادہ قریب اور پیاری شخص، چنانچہ آپ ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ آپ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ۔ (صحیح بخاری۔ 3389، 4010) صحیح مسلم: 4396) اہل السنۃ کے شعراء نے اپنی اس عظیم ماں کے تقویٰ اور ان کی عفت مآبی کے گیت گائے ہیں، انہی شعراء میں سے ایک نے یوں کہا ہے:

اکرم بعائشۃ الرضی من حرۃ * بکر مطہرۃ الازار حصان
”پاکدامن، حفت مآب، آزاد اور کنواری عائشہ کے لیے (اللہ تعالیٰ) کی رضا کتنی اچھی ہے۔“

ہی زوج خیر الانبیاء ویکرہ * وعروسہ من جملة النسوان
”یہ افضل الانبیاء ﷺ کی زوجہ ہیں اور آپ تمام بیویوں میں سے کنواری دلہن ہیں۔“

ہی عرسہ، ہی انسہ، ہی الفہ * ہی حبہ صدقا بلا ادهان
”یہ آپ کی دلہن، آپ کی الفت و محبت کا مرکز اور بلا مبالغہ آپ ﷺ کی سچی محبوبہ تھیں۔“

یہ ہے وہ عقیدت اور محبت جو اہل السنۃ والجماعہ کے روشن دل، مجسمہ عفت و طہارت ام المؤمنین

عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے اپنے قلوب میں رکھتے ہیں، انہیں اپنے اہل و عیال اور اپنے خاندانوں سے زیادہ عزیز جانتے اور اپنے ماں باپ پر بھی انہیں ترجیح دیتے ہیں، اس بنا پر کہ رسول اللہ ﷺ کو ان سے شدید ترین محبت تھی اور باقی تمام لوگوں کی نسبت ان کو آپ ﷺ کا زیادہ قرب حاصل تھا۔ اس ظاہرہ و مطہرہ ہستی کے متعلق شیعہ اثنا عشریہ کا کیا نظریہ، عقیدہ ہے.....؟

اولاً: شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرہ تھیں (معاذ اللہ) شیعہ امامیہ صرف یہی عقیدہ نہیں رکھتے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرہ تھیں بلکہ یہ کہ وہ جہنیوں میں سے ہیں، بلکہ وہ اپنی گمراہ کتابوں میں ان کو ”ام الشرور“ اور ”شیطانہ“ کے الفاظ کے ساتھ موسوم کرتے ہیں، ان الفاظ کو شیعی امام بیاضی نے اپنی کتاب ”الصرط المستقیم“ میں درج کیا ہے۔ اسی طرح ان کے امام عیاشی نے اپنی تفسیر میں، مجلسی نے ”بحار الانوار“ میں اور بحرانی نے ”البرہان“ میں فرمان باری تعالیٰ:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا (النحل: 92)

”اور تم اس (عورت) کی طرح نہ ہو جانا جس نے اپنا سوت کات پیچھے اسے تار تار نوج

ڈالا“

کی تفسیر کے ضمن میں جعفر صادق علیہ السلام کی طرف اس من گھڑت، جھوٹے قول کی نسبت کر کے ان پر بہتان باندھا ہے، کہتے ہیں کہ جعفر صادق نے اس کی یہ تفسیر کی ہے:

الَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا: عائشہ ہی نکثت ایمانہا

”وہ عورت جس نے اپنا سوت کاتے پیچھے اسے تار تار نوج ڈالا: اس سے مراد عائشہ ہے کہ

اس نے ہی اپنے ایمان کو ریزہ ریزہ کر ڈالا تھا۔“

ثانیاً: شیعہوں کا عقیدہ ہے کہ عائشہ جہنمیہ ہیں: (معاذ اللہ)

عفت مآب و ظاہرہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق شیعہوں کا عقیدہ ہے کہ انہیں جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے سے داخل کیا جائے گا جو صرف انہی کے لیے مختص ہوگا (معاذ اللہ) شیعی امام عیاشی نے اپنی تفسیر میں جعفر صادق علیہ السلام کا ایک قول نقل کیا ہے جو بلاشبہ ایک جھوٹا خود ساختہ اور بے اصل قول ہے، جسے جعفر صادق علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے، کہتے ہیں کہ جعفر صادق نے فرمان الہی: لَهَا سَبْعُ ابْوَابٍ (سورۃ النجر: 44) ”جہنم کے سات دروازے ہوں گے“ کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے:

قوله: يؤتى بجهنم لها سبعة ابواب۔ الى ان قال: والباب السادس
لعسكر

”جہنم کو لایا جائے گا اس کے سات دروازے ہوں گے (ان دروازوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے یہاں تک کہا) ان میں سے چھٹا دروازہ ”عسکر“ کے لیے مخصوص ہوگا۔“
”عسکر“ کے لفظ سے یہ لوگ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو مراد لیتے ہیں، جیسا کہ شیعی عالم مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں اس کا انکشاف کیا ہے اس لفظ سے سیدہ کو متون اور موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگ جمل کے موقع پر جس اونٹ پر سواری فرمائی تھی اس کا نام ”عسکر“ تھا۔
سیدنا ابوبکر الصدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق شیعوں کی بدزبانی:

یہ دونوں رسول اکرم ﷺ کے وزیر اور پورے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے افضل ترین افراد ہیں۔
ابوبکر الصدیق، تصدیق و ایمان میں پھل کرنے والے، عقیق کے لقب سے امتیاز پانے والے، سفر و حضر میں نبی ﷺ کی رفاقت کی سعادت حاصل کرنے والے، تمام حالات و ادوار میں آپ ﷺ کے قلم ساتھی، اور موت کے بعد روضہ پر انوار میں آپ ﷺ کے ساتھ آسودہ خاک ہونے والے، جن کا خصوصی ذکر قرآن حکیم میں دانائے اسرار جمل جلالہ نے اسی طور پر فرمایا:

ثَانِي اثْنَيْنِ اَذْهَمَا فِي الْغَارِ (سورة التوبة: 40)

”وہ دو میں سے دوسرا تھا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے۔“

انہوں نے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پہلے اسلام کو قبول کیا، اور اس وقت انہوں رسول اللہ ﷺ پر اپنی جان و جائیداد کو نثار کر دیا، یہاں تک کہ ان کے متعلق صادق الصدوق علیہ السلام کے منہ مبارک سے یہ کلمات صادر ہوئے:

ان الله بعثنى اليكم فقلتم: كذبت، وقال ابو بكر صدق وواساني

بنفسه وماله (صحيح البخارى: 3388)

”اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا، تم نے میری دعوت کو جھٹلایا، مگر ابوبکر نے

میری دعوت کی تصدیق کی اور اپنی جان و مال کے ساتھ میری معاونت کی۔“

ان کے ذریعہ سے جلیل القدر صحابہ کرام دولت ایمان و اسلام کے حقدار بنے اور اپنے کثیر ترین مال کے ساتھ انہوں نے بے شمار گروہوں کو غلامی سے نجات دلائی، آپ ﷺ نے خود ہی انہیں ”صدیق“

کالقب عطا کیا۔ محمد کریم ﷺ اپنے رب کے جوار میں نکل ہوئے تو وہ ان سے خوش اور راضی تھے۔ عمر بن الخطاب، فاروق ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ نے حق اور باطل کے درمیان امتیاز پیدا فرمایا۔ صدیق ﷺ کے بعد ان کا مقام بلند تر ہے۔ ان کا اسلام مسلمانوں کی شان و شوکت کا اور ان کی عزت و سربلندی کا ذریعہ بنا، دین میں قوی اور حق کے معاملہ میں سخت گیر کہ اللہ کی خاطر انہیں کسی ملامت گر کی ملامت کا ذرہ بھر احساس نہ تھا، روشن فکر اور نہایت ہی معاملہ فہم، یوں سمجھیے کہ اللہ تعالیٰ نے فاروق اعظم ﷺ کی زبان اور دل پر حق کو رواں کر دیا تھا، صدیق ﷺ کے بعد خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔ آپ کی خلافت اسلام کی فتوحات کی موجب بن گئی۔ آپ ﷺ ہی کے دور خلافت میں قیصر و کسریٰ کے محلات زوال سے دوچار ہوئے۔ انہی کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

بينما انا نائم رايتني في الجنة، فاذا امرأة تتوضأ الى جانب قصر
فقلت لمن هذا القصر؟ قالوا: لعمر، فذكرت غيرته فوليت مدبرا
فبكى عمر وقال اعليك اغار يارسول الله (صحيح البخاري: 3003)

”میں سویا ہوا تھا اور اپنے آپ کو جنت میں پایا، اچانک ایک محل کے قریب وضو کرتی عورت نظر آتی ہے، میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کی ملکیت ہے؟ (فرشتوں نے) کہا: یہ عمر کا محل ہے، مجھے عمر کی غیرت یاد آگئی، چنانچہ میں واپس چلا آیا، (یہ خواب سن کر) عمر ﷺ رو پڑے اور کہنے لگے: اللہ کے رسول! کیا میں آپ پر بھی غیرت کرتا۔“

یہ فضائل، مناقب اور محاسن ابوبکر صدیق اور عمر الفاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق وارد ہوئے ہیں، اسکے باوجود ان دونوں عظیم اماموں کے متعلق شیعوں کے کیا عقائد ہیں؟

شیعہ امامیہ ان دونوں پر لعنت کرنے کو لازم قرار دیتے ہیں، یہی نہیں بلکہ شیعہ اثنا عشریہ نے شیخین ابوبکر الصدیق اور عمر الفاروق رضی اللہ عنہما پر سب و شتم اور لعنت پر مشتمل بہت ساری دعائیں گھڑ رکھی ہیں اور انہیں اپنی کتابوں میں مختلف مقامات پر وارد کیا ہے۔ ان کی رائج کردہ دعاؤں میں سے ایک ”دعا صنی قریش“ کے نام سے ان لوگوں کے ہاں معروف ہے۔ اس میں یہ ابوبکر، عمر بن الخطاب اور ان دونوں کی صاحبزادیوں و امہات المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما پر لعنت کرتے ہیں۔

برادران اسلام!

میں آپ کے سامنے شیعہ امامیہ کے ہاں مشہور و معروف ”دعا صنی قریش“ کا مکمل متن پیش کرتا ہوں، اس دعا کی پیش کردہ عبارت شیعہ امام مجلسی کی کتاب ”بحار الانوار“ (ج: 85 ص 260)

پانچویں روایت، باب نمبر 33 کے تحت مذکور ہے۔ مذکورہ بالا دعا کے الفاظ یہ ہیں:

اللهم العن صنمی قریش وجبتيها وطاغوتيها وافكيها وابتيهما
 اللذين خالفا امرك وانكرا وحيك وحجدا انعامك وعصيا
 رسولك وقلبا دينك وحرفا كتابك وعطلا احكامك وابطلا
 فرائضك والحداء في آياتك وعاديا اولياءك وواليا اعدائك وخربا
 بلادك وافسدا عبادك، اللهم العنهما وانصارهما فقد اخربا بيت
 النبوة وردما بابيه، ونقضا سقفه والحقا سماءه بارضه وعاليه
 بمسافله وظاهره وباطنه واستأصلا اهلہ وابادا انصاره وقتلا اطفاله
 واخليا منبره من وصيه ووارثه وجحدا نبوته واشركا
 بربهما، فعظم ذنبهما وخلدتهما في سقر وما ادراك ما سقر لا
 تبقى ولا تذر، اللهم العنهم بعدد كل منكر اتوه وحق اخفوه
 ومنبر علوه ومتافق ولوه ومومن ارجوه وولى آذوه وطريد آووه
 وصادق طردوه وكافرنصروه وامام قهروه وفرض غيروه
 واثرانكروه وشر اضمروه ودم اراقوه وخبريدلوه وحكم قلبوه
 وكفر ابدعوه وكذب دلسوه وارث غصبوه وفنى اقتطعوه

”اے اللہ! قریش کے دو بتوں اسکے دو جادوگروں، اور اس کے دو ہدی کے سرغٹوں اور
 جھوٹوں اور ان دونوں کی بیٹیوں پر تیری لعنت ہو، جنہوں نے تیرے اوامر کی مخالفت کی
 ، تیری وحی کا انکار کیا، تیری نعمتوں کی ناشکری کی، تیرے رسول کی نافرمانی کی، تیرے دین
 کو بدل ڈالا، تیری کتاب میں تحریف کردی، تیرے احکامات کو بے وقار کیا، تیرے فرائض
 کو ضائع کر دیا، تیری آیات میں الحاد کو اختیار کیا، تیرے دوستوں کے دشمن اور تیرے
 دشمنوں کے دوست بن گئے اور انہوں نے تیری دھرتی کو دیران اور تیرے بندوں کو اجاڑ
 دیا۔

اے اللہ! تو ان دونوں پر اور ان کے حلقیوں پر اپنی لعنت مسلط کر دے کہ انہوں نے
 خانوادۂ نبوت کو دیران کیا، اس کے دروازہ کو بند کر دیا، اس کی چھت کو تار تار کر ڈالا، اس
 کے آسمان کو زمین کے ساتھ، اس کی بلندی کو نشیب کے ساتھ اور اس کے ظاہر کو باطن کے

ساتھ ملا دیا، انہوں نے اہل بیت کا خاتمہ کیا، اسکے مددگاروں اور جلیقوں کو ہلاکت سے دوچار کیا، اس کے معصوم بچوں کو قتل کر دیا اور ان دونوں نے نبی کے منبر کو وارث اور وصی سے محروم کر دیا اور اس کی نبوت کے منکر بن گئے اور اپنے رب کے ساتھ شرک کیا اور مجرم بن گئے۔

اے اللہ! تو انہیں ان کے گناہوں کی سخت ترین سزا دے، ان دونوں کو ہمیشہ کے لیے بھڑکئی جہنم میں ڈال دے، تجھے کیا معلوم کہ ستر کیا ہے، یہ باقی رکھتی ہے اور نہ ہی چھوڑتی ہے۔ اے اللہ! جتنے جرائم کے مرتکب ہوئے جتنے حقوق کو انہوں نے چھپایا، جتنے منبروں کو انہوں نے بلند کیا، جتنے منافقوں سے انہوں نے دوستی کی، جتنے مومنوں کو انہوں نے دھتکارا، جتنے دیوں کو اذیت سے دوچار کیا، جتنے مردودوں کو انہوں نے عزت بخشی، جتنے بچوں کو انہوں نے مار بھگایا، جتنے کافروں کے وہ مددگار بن گئے، جتنے اماموں پر انہوں نے مظالم ڈھائے، جتنے فرائض کو انہوں نے بدل دیا، جتنی روایات کا انہوں نے انکار کیا، جتنی برائیوں کو انہوں نے چھپا رکھا، جتنے خون انہوں نے بہا دیے، جتنی اچھائیں کو انہوں نے بدل دیا، جتنے احکامات میں انہوں نے رد و بدل کیا، جتنے کفریات کو انہوں نے ایجاد کیا، جتنے جھوٹ انہوں نے گھڑے، جتنے وارثوں کے حق کو انہوں نے غصب کیا اور جتنے مال فنی کو انہوں نے اپنی اپنی جاگیروں میں بدل ڈالا، ان سب کی تعداد کے برابر ان پر اپنی لعنت نازل کر دے۔“

اللہ کی پناہ.....!! اس سنگین جرم سے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

اس دعا میں کی گئی طرز و تصنیع، لعنت و تہرا اور بدگوئیوں کا ہدف سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عائشہ اور سیدہ خدیجہؓ کی ذوات مبارکہ تھیں۔ شیعہ امامیہ کے علماء نے اس دعا کو حد سے زیادہ اہمیت دی ہے، انہوں نے صرف اس دعا کی مفصل و مبسوط شروحات لکھی ہیں، جن کی تعداد دس شروحات سے بھی زائد بیان کی جاتی ہے، جن میں سے چیدہ چیدہ شروحات یہ ہیں:

۱..... ”البلایا الامین“ مؤلفہ امام کفعمی

۲..... ”علم الیقین“ مؤلفہ کاشانی

۳..... ”فصل الخطاب“ مؤلفہ نوری طبرسی

۴..... ”منہاج البیان“ مؤلفہ طہرانی الحائری

۵..... ”محات الما ہوت“ مؤلفہ کرکی

۶..... ”بحار الانوار“ مؤلفہ مجلسی

۷..... ”احقاق الحق“ مؤلفہ قسری

۸..... ”الزام الناصبی“ (ناصی سے مراد سنی ہے) مؤلفہ حاری

انہوں نے اس دعا کے مجموعے، بے اصل اور خود ساختہ محاسن اور فضائل بھی بیان کیے ہیں، انہیں بے بنیاد فضائل میں سے ایک فضیلت یہ لکھی گئی ہے:

ان من قرأه مرة واحدة كتب الله له سبعين الف حسنة ومحامنه
سبعين الف سيئة ورفع له سبعين الف درجة، ويقضى له سبعون
الف الف حاجة وان من يلحن ابابكر وعمر في الصباح لم يكتب
عليه ذنب حتى يمسي، ومن لعنهما في المساء لم يكتب عليه
ذنب حتى يصبح (ضياء الصالحين: 513)

”جو شخص اس دعا کو ایک مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے (نامہ اعمال میں) ستر ہزار نیکیاں درج فرما دے گا اس کے ستر ہزار گناہوں کو مٹا ڈالے گا اس کے ستر ہزار درجات بلند کر دے گا اور اس کی ستر لاکھ حاجات کو پورا فرما دے گا اور جو شخص صبح کے وقت ابو بکر و عمر پر لعنت کرے گا شام تک اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا اور جو شخص شام کے وقت ان دونوں پر لعنت بھیجے گا صبح تک وہ ہر قسم کے گناہ سے محفوظ رہے گا۔“ (معاذ اللہ)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق شیعوں کی بدزبانی:

☆ فضائل سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:

آپ سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عقد میں اپنی دو صاحبزادیوں ایک کے بعد دوسری کو عطا فرمایا۔ اسی خاص امتیاز کی وجہ سے ان کو ”ذوالنورین“ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حد درجہ حیاء دار صحابی تھے، انہی کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کتب احادیث میں منقول ہوا ہے:

الا استحيى من رجل تستحيى منه الملائكة (صحیح مسلم: 4414)

”میں اس شخص سے حیاء کیوں نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔“

آپ ﷺ نے اسلام قبول کیا تو آپ کا شمار متقی، پرہیزگار ترین اور سچی ترین افراد میں ہونے لگا، آپ ﷺ رسول کریم ﷺ کے ساتھ تمام معرکوں اور غزوات میں شریک رہے، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بعد آپ نے خلافت کے منصب جلیلہ کو سنبھالا، آپ نے لوگوں کی قیادت سیرۃ الرسول ﷺ کے عین مطابق سرانجام دی، آپ ﷺ کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، پیچہ گزار ہونے کے ساتھ ساتھ کثرت سے روزہ رکھنے والے بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ جنت کی بشارت عطا فرمائی۔ جس وقت آپ کو شہید کیا گیا آپ کلام اللہ کی تلاوت میں مصروف تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں و مگر تمام صحابہ کرام کے ساتھ اپنی رضا سے نوازے۔ آمین!

یہ ہیں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، ذو النورین، عالی شان اخلاق اور کامل خمین عادات و خصال کے پیکر۔ ذرا دیکھیں! اس جلیل القدر صحابی کے متعلق عشری شیعوں کے کیا عقائد و نظریات ہیں؟

(۱)..... شیعوں کا عقیدہ ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ منافق تھے:

ذو النورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ معاذ اللہ بظاہر مدعی اسلام تھے مگر اپنے دل میں نفاق کی وجہ سے اسلام سے عداوت رکھتے تھے، شیعی عالم نمرۃ اللہ الجزائر نے اپنی کتاب ”الانوار العثمانیہ“ میں یہ لکھا ہے:

عثمان کان فی زمن النبی ممن اظهر الاسلام و ابطن النفاق

(انتہی کلامہ)

”عثمان کا شمار دو رو نبوی ﷺ میں ان لوگوں میں ہوتا تھا جو بظاہر اسلام کے پیروکار تھے

مگر ان کا باطن نفاق سے مہر تھا۔“

اس کے علاوہ شیعی مشائخ و علماء اپنے عقیدہ مندوں کو اس بات کا بھی پابند بناتے نظر آتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ سے لازمی طور پر بغض و عداوت کو ان کی تذلیل و تحقیر کو اور ان کی تکفیر کو اپنی مذہبی ذمہ داری خیال کریں۔ شیعی عالم کرکی نے اپنی کتاب ”فتحات الہا ہوت“ میں اس ”واجبی فریضہ“ کی ان الفاظ میں یاد دہانی کرائی ہے:

ان من لم یجد قلبه عداوة لعثمان ولم يستعمل عرضه ولم یعتقد

کفره فهو عدو لله ورسوله کافر مما انزل الله

”جس شخص کے دل میں عثمان سے عداوت نہ ہو، وہ اس کی عزت کو حلال نہ سمجھتا، اور اس

کے کافر ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو وہ اللہ کا اور اس کے رسول کا دشمن ہے اور اس کی اتاری ہوئی، نازل کردہ کتاب کا منکر ہے۔“

(۲)..... شیعوں کا عقیدہ کہ عثمان کو صرف اپنے پیٹ کی اور شرم گاہ کی فکر دامن گیر رہتی تھی:

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین ؓ کے متعلق یہ بدترین اور غلیظ ترین الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ انہیں اپنے پیٹ کی یا پھر اپنی شرم گاہ کی فکر لگی رہتی تھی کلینی نے اپنی کتاب ”الکافی“ میں لکھا ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب ؓ نے اپنے ایک خطبہ کے دوران یہ کہا:

سبق الرجلان وقام الثالث كالغراب همه بطنه وفرجه يا ويحه لو قص جناحاه وقطع راسه لكان خيرا له

”دو شخص چلے گئے (یعنی ابو بکر و عمر ؓ) اور (اب) تیسرا شخص کھڑا ہو گیا ہے جو کوئے کی طرح اپنے پیٹ اور اپنی شرم گاہ کی فکر میں مبتلا ہے اس کے لیے ہلاکت ہو، کاش کہ اس کے ہاتھوں کو اس کے سر کو کاٹ دیا جاتا، یقیناً اس کے لیے یہی بہتر ہے۔“

☆☆☆ مذکورہ بالا افتراءات کے مقابلہ میں ہم دست بدعا ہیں کہ

شہید مظلوم، عثمان بن عفان ذوالنورین پر اللہ تعالیٰ کی رضا و رضوان کی برسات نازل ہو۔ اور ان سے بغض و عناد اور عداوت رکھنے والوں کے ساتھ اللہ عزیز مقتدر اپنے بے مثال عدل و انتقام کے مطابق معاملہ فرمائے۔ آمین!

شیعہ کا اپنی پیدائشی برتری کا عقیدہ

شیعہ اثنا عشریہ اپنے ہاں یہ جھٹی و پوشیدہ عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کے بڑے بڑے امام اور عالم اس عقیدہ کو اپنے عام لوگوں سے پوشیدہ رکھنے کی ہدایت دیتے چلے آ رہے ہیں، اس لیے کہ اگر یہ عقیدہ منکشف ہو جائے تو اس بات کا خدشہ ہے کہ عام انسانیت ان سے متنفر اور اللہ کی دھرتی ان پر تنگ ہو جائے۔

اس عقیدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعوں کی تخلیق ایک خصوصی مٹی سے کی گئی ہے، جسے پاک اور عمدہ و اعلیٰ زمین سے لیا گیا، اس پر سات دن اور سات رات میٹھا پانی رواں کیا گیا، جبکہ سنی مسلمان (جسے یہ لوگ ماصی کہتے ہیں) کی پیدائش کالی، بدبودار انتہائی گندی، متعفن اور مردہ مٹی سے ہوئی ہے۔ پھر ان دونوں مٹیوں کو عمومی اعتبار سے آپس میں خلط ملط کر دیا گیا، لہذا اگر کسی شیعہ شخص میں جرائم، ماصی اور برائیاں نظر آئیں تو اس کی یکجا وجہ ہے کہ اس میں سنی کی مٹی کے اثرات موجود ہیں اور کسی سنی انسان کے اندر پایا جانے والا زہد، تقویٰ اور حسن عمل اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے شیعہ کی پاک مٹی سے اثر قبول کیا ہے۔ قیامت کے روز شیعوں کی تمام سینات و ماصی اور ان کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو سنیوں کے نامہ اعمال میں ضم کر دیا جائے گا۔ اس عقیدہ کو شیعوں کے بہت سارے ائمہ و مشائخ نے بیان کیا ہے۔ مثلاً نعمۃ الجوزی نے اسے اپنی کتاب ”الانوار العثمانیہ“ میں اور مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں نقل کیا ہے اور ان کے چوٹی کے امام کلینی نے بھی اپنی کتاب ”الکافی“ میں اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے ایک عنوان قائم کیا ہے ”باب طیبۃ المؤمن والکافر“ (مومن و کافر کی مٹی کا بیان) اس باب کے تحت کلینی نے سات احادیث نقل کی ہیں، جن میں مٹی کا یہ عقیدہ مذکور ہوا ہے۔

اسی طرح مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں ”الطیبۃ والمیثاق“ (مٹی اور معاہدہ) کے عنوان سے باب باندھا ہے، اس کے تحت اس نے (سر 67) احادیث بیان کی ہیں تاکہ یہ عقیدہ شیعہ حوام تک منتقل کیا جائے۔ انہی روایات میں سے ایک یہ ہے:

یا اسحق! لیس تدرون من این اتیتم
قلت: لا واللہ! جعلت فداک الا ان تخبرنی

فقال: يا اسحق، ان الله عزوجل لما كان متفردا بالوحدانية ابتدا الاشياء لا من شئ، فاجرى الماء العذب على ارض طيبة طاهرة سبعة ايام مع لياليها ثم نضب الماء عنها، فقبض قبضة من صفاوة ذلك الطين وهي طيبتنا اهل البيت ثم قبض قبضته من اسفل ذلك الطين وهي طينة شيعتنا ثم اصطفانا لنفسه فلو ان طينة شيعتنا تركت كما تركت طيبتنا لما زنى احد منهم ولا سرق، ولا لاط ولا شرب المسكر، ولا اكتسب شيئا مما ذكرت، ولكن الله عزوجل اجرى المالح على ارض ملعونة سبعة ايام ولياليها ثم نضب الماء عنا ثم قبض قبضة وهي طينة ملعونة من حما مسنون وهي طينة خبال وهي طينة اعدائنا، فلو ان الله عزوجل ترك طيبتهم كما اخذها لم تروها في خلق الادميين ولم يقرؤوا بالشهادتين ولم يصوموا ولم يصلوا ولم يزكوا ولم يحجوا البيت ولم تروا احد بحسن خلق، ولكن الله تبارك وتعالى جمع الطيبتين طيبتكم وطيبتهم فخلطهما وعركهما عرك الاديم ومزجهما بالماء ين، فما رايت من اخيك من شر لفظ او زنى او شئ مما ذكرت من شرب مسكر او غيره ليس من جوهريته وليس من ايمانه انما هو بمسحة الناصب اجترح هذه السيئات التي ذكرت وما رايت من الناصب من حسن وجه وحسن خلق، او صوم، او صلوة او حج بيت، او صدقة او معروف فليس من جوهريته انما تلك الافاعيل من مسحة الايمان اكتسبها يعنى من الشيعى وهو اكتساب مسحة الايمان

قلت: جعلت فداك فاذا كان يوم القيامة فمه؟

قال لى: يا اسحق، ايجمع الله الخير والشرفى موضع واحد؟ اذا كان يوم القيامة نزع الله مسحة الايمان منهم فردها الى شيعتنا، ونزع مسحة الناصب بجمع ما اكتسبوا من السيئات فردها على اعدائنا وعاد

کل شی الی عنصرہ الاول

قلت: جعلت فداک توخذ حسناتہم فترد الینا؟ وتوخذ سیئاتنا فترد الیہم؟

قال: ای واللہ الذی لا الہ الا ہو (بحار الانوار للمجلسی: 247، 248/5)
 ”اے اسحاق! (اس روایت کا راوی) تم لوگ نہیں جانتے کہ تمہاری تخلیق کس شے سے ہوئی ہے؟

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، اللہ کی قسم! ہم بالکل نہیں جانتے الا یہ کہ آپ خود ہمیں آگاہ کر دیں۔ آپ نے کہا: اے اسحق! جب اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت کے ساتھ منفرد تھا اس نے اشیاء کو عدم سے وجود بخشا چاہا، تو اس نے رات سمیت سات دنوں تک ایک عمدہ و پاک زمین پر بیٹھا پانی جاری کر دیا، پانی خشک ہوا تو اس نے اس زمین کی پاک ترین مٹی سے ایک مٹی بھری، یہ مٹی ہماری اہل بیت کی مٹی، اس کے بعد اس نے دوسری مٹی اس مٹی کی گہرائی سے لے لی، یہ ہمارے شیعوں کی مٹی تھی، اگر ہمارے شیعوں کی مٹی اس کی اصل حالت میں برقرار رکھا جاتا تو جس طرح ہماری (اہل بیت) مٹی کے ساتھ کیا گیا، تو ان میں سے کوئی زنا کرتا نہ چوری، لواطت کرتا اور نہ فحشیاں پتا اور نہ ہی مذکورہ جرائم میں سے کسی کا مرتکب ہوتا۔ لیکن اللہ عز و جل نے سات دن و رات تک ایک مردود، ملعون زمین پر کھاری پانی جاری کر دیا، پھر پانی خشک کر دیا، پھر اس نے اس کالی، بدبودار، بگڑی ہوئی اور فساد و ابلیسیت سے بھری ہوئی ملعون مٹی سے ایک مٹی بھری، یہ ہمارے دشمنوں (اہل السنہ) کی مٹی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کی مٹی کو اس کی اولین حالت میں چھوڑ دیتا تو اس سے تخلیق پانے والے لوگ تمہیں آدمیوں کی شکل و صورت میں نظر ہی نہ آتے، (دینی ہمایوٰ غور کرو، یہ عقیدہ حامیہ ملعون یہودیوں کے اس عقیدہ کے مطابق ہے جس میں وہ اپنے آپ کو باقی تمام انسانیت سے افضل اور اعلیٰ قرار دیتے ہیں) یہ نہ شہادتین کا اقرار کرتے، نہ روزہ رکھتے اور نہ ہی نماز پڑھتے، زکاۃ دیتے نہ حج بیت اللہ کرتے۔ اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک کے پاس حسن خلق پایا جاتا۔ مگر اللہ جبارک و تعالیٰ نے تمہاری اور ان کی مٹیوں کو ایک ہی جگہ جمع کر دیا، اور ان دونوں کو تو آپس میں گھلایا دیا اور انہیں مل دیا جس طرح چمڑے کو ملا جاتا ہے اور ان کو دو مختلف پانیوں کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا،

چنانچہ اب اگر تمہیں اپنے کسی بھائی میں بدکلامی، زنا یا مذکورہ بالا برائیوں مثلاً شراب نوشی وغیرہ ایسے صیب نظر آتے ہیں تو یہ اس کے ایمان اور اسکے اصل جوہر سے قطعاً تعلق نہیں رکھتے بلکہ اس نے یہ تمام تر برے افعال ناموسی (سنی مسلمان) کے اثر کی وجہ سے کیے ہوئے ہیں، اسی طرح اگر تجھے کسی ناموسی میں خوبصورتی، خوب سیرتی، روزہ، نماز، حج بیت اللہ، صدقات اور دیگر نیکیوں کی صورتیں دیکھنے کو ملیں تو یہ سارے افعال و اعمال اس کے اصل عنصر جوہر سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتے بلکہ یہ مومن شیعہ کے ایمان و ایمان کے اثر کی وجہ سے وجود پذیر ہوئے ہیں،

میں نے کہا: (امام سے سوال کرنے والا شخص) قربان جاؤں، قیامت کے دن کیا صورت حال بنے گی؟

امام نے مجھے کہا: اے ساطعی! کیا اللہ تعالیٰ خیر اور شر کو ایک ہی جگہ جمع کر دے گا؟ جب قیامت پیا ہوگی تو اللہ عز و جل ان سے ایمان کے تمام اثرات کو نکال دے گا اور انہیں ہمارے شیعوں کے حوالے کر دے گا، اور ناموسی کے اثر سے ہونے والے تمام تر جرائم و معاصی کو ہم سے نکال کر ہمارے دشمنوں کو لوٹا دے گا، اس طرح ہر شے اپنے اصل عنصر کی طرف پلٹ جائے گی۔

میں نے کہا: آپ پر خدا ہو جاؤں! کیا ان حسات کو ان سے چھین کر ہمارے سپرد کر د جائے گا اور ہماری برائیوں اور بدکرداریوں کو ہم سے لے کر ان کے سر منڈھ دیا جائے گا؟ تو آپ نے کہا: قسم ہے اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! ہاں ہے واقعاً ایسے ہی ہوگا۔“

شیعہ کا غیبت کے متعلق عقیدہ

شیعوں کا یہ عقیدہ بنیادی طور پر مجوسی عقائد سے تعلق رکھتا ہے، جو یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ ان کا امام مہدی زعمہ ہے، اسے موت نہیں آئی۔ جس کا نام ”ابٹاوشن“ ہے جو ہشاسف بن بہراسف کی اولاد سے تعلق رکھتا ہے، یہ خراسان اور چین کے درمیان واقع ایک قلعہ کے اندر چھپا اور پھر وہیں غائب ہو گیا ہے۔ شیعہ اثنا عشریہ کا غیبت کے متعلق عقیدہ ہو، یہ مجوسی معلوم ہوتا ہے جس کے متعلق شیعوں کے نزدیک صدوق کے لقب سے مطہب اور ان کے چوٹی کے عالم قمی نے اپنی کتاب ”اکمال الدین“ میں لکھا ہے:

من انکر القائم علیہ السلام فی غیبتہ مثل ابلیس فی امتناعہ من
السجود لآدم

”جو شخص قائم علیہ السلام کی غیبت و پوشیدگی کا منکر ہے وہ ابلیس کی طرح ہے، جس نے آدم کو
سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔“

شیعہ کے ہاں غیبت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے گیارہویں امام حسن عسکری کے ہاں ایک بیٹا پیدا
ہوا جس کا نام محمد بن الحسن ہے، یہ ان کا بارہواں امام ہے، یہ بچہ ”سرمن رأی“ نامی شہر میں موجود اپنے
باپ کے گھر میں پانچ سال کی عمر میں ایک غار کے اندر داخل ہوا اور غائب ہو گیا، اس کی یہ غیبت دو دو
راہوں پر مشتمل ہے، ایک کو غیبت صغریٰ اور دوسری کو غیبت کبریٰ کہا جاتا ہے۔

غیبت صغریٰ:

اس غیبت میں امام اور باقی شیعوں کے درمیان سفراء کے واسطے سے پیغام رسانی ہوتی رہی مگر
امام کے مرکز وجود کا علم خاص الخاص شیعوں کو حاصل رہا، اس غیبت کی مدت کے تعین و تحدید میں اختلاف
کے باوجود چھ ہتر 74 سال کا عرصہ غیبت صغریٰ کا بیان ہوا ہے

غیبت کبریٰ:

اس غیبت میں بارہویں امام محمد بن الحسن نے اپنے باپ کے گھر کی غار میں داخل ہو جانے کی

وجہ سے نہ صرف اپنے سفراء سے پوشیدگی اختیار کر لی بلکہ وہ اپنے خاص مقرب شیعوں سے بھی اوجھل ہو گئے، یہی وجہ ہے کہ شیعہ ہر روز نماز مغرب کے بعد قار کے دروازہ پر مجتمع ہو جاتے اور اپنے امام کو بلند آواز سے پکارتے اور انہیں قار سے نمودار ہونے کی التجا کرتے ہیں، یہاں تک کہ آسمان تاروں سے گھٹا ہو جاتا ہے۔

امام غائب کی زیارت کے لیے دعائیں:

شیعہ اپنے امام غائب کی زیارت کے لیے مخصوص دعائیں کرتے ہیں، ان دعاؤں کو ان کے علماء نے اپنی مستند کتابوں میں درج کیا ہے۔ مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں شیرازی نے اپنی کتاب ”کلمۃ المہدی“ میں محمد مشہدی نے اپنی کتاب ”الحمد ذوالکبیر“ میں اور علی بن طاووس نے اپنی کتاب ”مصابح الزائر“ میں امام غائب کی زیارت کے آداب اور مخصوص دعائیں بیان کی ہیں:

ثم انت سرداب الغيبة وقف بين البابين، ماسكا جانب الباب
بيدك، ثم تنحتم كالمتأذن، وسم وانزل وعليك السكينة
والوقار وصل ركعتين في عرضة السرداب وقل: اللهم طال
الانتظار وشممت بنا الفجار وصعب علينا الا انتظار، اللهم ارنا
وجه وليك الميمون في حياتنا وبعد المنون، اللهم انى ادين لك
بالرجعة وبين يدي صاحب هذه البقعة، الغوث، الغوث، الغوث
يا صاحب الزمان هجرت لزيارتك الاوطان واخفيت امرى عن
اهل البلدان، لتكون شفيعا عند ربك وربى يامولاي ابن الحسين
بن على جنتك زائرا لك

”پھر غیبت کی غار کی طرف آؤ، دو دروازوں کے درمیان ہو کر دروازے کے پہلو کو اپنے ہاتھ سے تھام کر رک جاؤ، پھر کھٹکھا روگویا کہ تم اجازت طلب کر رہے ہو، اس کے بعد بسم اللہ پڑھ کر نیچے سکون اور وقار کے ساتھ اترو، قار کے گھن میں دو رکعت پڑھو، پھر یوں کہو اے اللہ! انتظار طویل ہو چکا ہے، ہماری مصیبت پر گناہوں میں منہمک لوگ خوشی منا رہے ہیں۔ اور انتظار مشکل بھی ہو گیا ہے، اے اللہ! ہمیں اپنے ولی کے چہرہ مبارک کی ہماری زندگی میں اور موت کے بعد زیارت کرا دے، اے اللہ! میں تیرے سامنے اور اس مسکن

کے مالک کے رویہ (اپنے امام غائب کی) رجعت کے عقیدہ کا اقرار کرتا ہوں، مدد، مدد، مدد، اے صاحب زمان! میں نے آپ کی زیارت کے لیے اپنے وطن کو خیر باد کہا ہے، اور اپنے معاملہ کو لوگوں سے بھی پوشیدہ رکھا ہے تاکہ آپ میرے رب کے ہاں میرے شفیع بن جائیں، اے میرے آقا! ہمارے حسین بن علی کے لختِ جگر میں آپ کے ویدار و زیارت کے لیے حاضر ہوا ہوں۔“

شیعہ کا رجعت کے متعلق عقیدہ

شیعوں کے ہاں رجعت کو ان کا بنیادی دینی و مذہبی عقیدہ ہونے کی حیثیت حاصل ہے، ان کے ہاں یہ عقیدہ زراعت بعض فاری مذاہب کے ذریعہ سے منتقل ہوا ہے، یہ ان کا ایسا عقیدہ ہے جسے ان کے علماء نے پچاس سے زائد قدیم و جدید مؤلفات میں بیان کیا ہے۔ بلاشبہ اس عقیدہ کو شیعہ امامیہ کے تمام طبقات کے مابین کثرتاً جماع و اتحاد کا اور مذہب امامیہ کی اساس و بنیاد ہونے کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس عقیدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کا غار میں جو مستور بارہواں امام محمد بن الحسن الحسکری ہے جسے وہ ”الحجۃ الغائب“ کا لقب دیتے ہیں، اس کی رجعت ہوگی، یعنی وہ دنیا میں دوبارہ ظہور پذیر ہوگا اور درج ذیل مہمات کی تکمیل کرے گا:

1..... شیعوں کے مہدی منتظر کے ہاتھ سے حجرہ نبویہ کا انہدام اور شیخین

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو پھانسی:

شیعی امام مجلسی کی کتاب ”بحار الانوار“ میں ذیل کی روایت مذکور ہے:

وَأَجْنَى إِلَى يَثْرِبَ فَاهْدِمِ الْحَجْرَةَ وَاخْرِجْ مِنْ بَهَا وَهَمَا طَرِيبَانِ،
فَأَمْرُ بِهِمَا تَجَاهِ الْبَقِيمَ، وَأَمْرُ بِخَشْبَتَيْنِ يَصْلُبَانِ عَلَيْهِمَا، فَتُورِقَانِ
مِنْ تَحْتِهِمَا، فَيَفْتَتِنُ النَّاسَ بِهِمَا أَشَدُّ مِنَ الْإُولَى، فَيَنَادِي مَنَادٍ
الْفِتْنَةُ مِنَ السَّمَاءِ يَا سَمَاءُ انْبِذِي وَيَا أَرْضُ خُذِي فَيَوْمُئِذٍ لَا يَبْقَى عَلَى
وَجْهِ الْأَرْضِ إِلَّا مُؤْمِنٌ (بحار الانوار- ج: 53 ص: 39)

”میں یثرب میں آؤں گا اور حجرہ (یعنی حجرہ نبویہ) کو منہدم کروں گا اور اس میں موجود دونوں کو تروتازہ حالت میں لٹکوں گا (یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو اس لیے کہ انہی دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے گھر میں مدفون کیا گیا اور یہی دونوں آپ ﷺ کی قبر شریف کے قریب آسودہ خاک ہیں) انہیں بقیع کے سامنے لے جانے کا حکم دوں گا اور دو لکڑیوں کے گاڑنے کا حکم دوں گا جن پر ان کو سولی دی جائے، پھر ان لکڑی کے دونوں ستونوں کے

نیچے چتے نمودار ہوں گے، لوگ ان کو دیکھ کر پہلے سے زیادہ آزمائش کا شکار ہو جائیں گے، اس وقت آسمان سے آزمائش کی آواز بلند ہوگی کہ آسمان! تو پھینک دے اور اے زمین! تو پکڑ لے، پھر اس دن روئے زمین پر صرف مومن باقی رہ جائیں گے۔“
اس روایت کی تائید میں شمس عالم الاحسانی نے اپنی تالیف ”کتاب الرحۃ“ میں مفصل کے واسطے سے جعفر صادق کی یہ روایت بیان کی ہے:

قال المفضل یاسیدی ثم یسیر المہدی الی ابن؟

قال علیہ السلام: الی مدینۃ جدی رسول اللہ علیہ وسلم
فیقول: یا معشر الخلائق هذا قبر جدی رسول اللہ علیہ وسلم؟

فیقولون: نعم یا مہدی آل محمد

فیقول: ومن معہ فی القبر؟

فیقولون: صاحبہا وضجیعہا ابو بکر وعمر

فیقول: اخر جوهما من قبریہما، فیخرجان، غضین طریقین،
فیكشف عنہما اکفانہما، ویامر برفعہما علی دوحہ یابسة نخرة،

فیصلبہما علیہما (کتاب الرجعة: 186)

”مفضل نے دریافت کیا: میرے آقا پھر مہدی کہاں جائیں گے؟

(جعفر صادق علیہ السلام نے جواب دیا) مہدی میرے نانا رسول اللہ ﷺ کے شہر (یعنی مدینہ منورہ) کی طرف جائیں گے، (وہاں جا کر کہیں گے) لوگو! میرے نانا رسول اللہ ﷺ کی قبر یہی ہے؟ لوگ کہیں گے: جی ہاں اے مہدی آل محمد! مہدی پوچھیں گے: ان کے ساتھ قبر میں کون مدفون ہیں؟ لوگ کہیں گے: ابو بکر و عمر جو آپ ﷺ کے صحابی بھی ہیں اور آپ کے ساتھ آسودہ تربت بھی، مہدی کہیں گے: ان دونوں کو نکالو! چنانچہ ان کو نکالا جائے گا وہ دونوں حد درجہ نرم اور تر و تازہ ہوں گے، مہدی ان دونوں کے جسوں سے کفن اتارے گا اور ان کو ایک بڑے خشک اور بوسیدہ درخت پر چڑھانے کا حکم دے گا، پھر خود ہی ان دونوں کو پھانسی دے گا۔“ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

الاحسانی کی کتاب الرحۃ میں بھی ایک روایت ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے:

وهذا القائم هو الذي يشقى قلوب شيعتك من الظالمين،
والجاحدين والكافرين، فيخرج اللات والعزى طريين فيحرقهما
(كتاب الرجعة)

”یہی قائم ہی تیرے شیعوں کے قلوب کو خالوں، منکروں اور کافروں کو زیر کر کے ٹھنڈک
پہنچائے گا، پس وہ لات اور عزی (یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو تازہ حالت میں (ان کے مدفون
سے) نکال کر جلانے گا۔“

2..... شیعوں کا مہدی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر حد نافذ کرے گا:

شیعوں کا مہدی مختار اپنی مرحومہ کے موقع پر طاہرہ، مطہرہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ
ان کے عقیدہ کے مطابق یہی برتاؤ کرے گا۔ شیعہ عالم الحرا العالی نے اپنی کتاب ”الايقاظ من السجدة“
میں اور مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں عبدالرحمن القمصر کے واسطے سے ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ
قول نقل کیا ہے:

اما لو قد قام قائمنا لقد ردت اليه الحميراء حتى يجلدها الحد
”اگر ہمارے قائم (مہدی مختار) کا ظہور ہو گیا تو یقینی طور پر حمیرا (حمیراء، امراء کی تصغیر
ہے، اس سے مراد سیدہ طاہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا ام المومنین ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی نام کے
ساتھ پکارا کرتے تھے، کہ سیدہ بے مثل حسن و جمال سے متصف تھیں رضی اللہ عنہا) کو ان کے
حوالہ کیا جائے گا وہ اس پر حد نافذ کرے گا۔“

3..... مہدی شیعہ کے ہاتھوں صفا و مردہ کے درمیان حجاج کرام کا قتل عام ہوگا:

شیعوں کے عقیدہ کے مطابق ان کے مہدی کا ظہور آخزمانہ میں اس کے کارناموں میں سے یہ
کارنامہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ صفا و مردہ کے درمیان بے گناہ اور معصوم مسلمان حاجیوں کو قتل کرے
گا، شیعہ امام مجلسی نے بحار الانوار میں یہ روایت درج کی ہے:

كاني بحمران بن اعين وميسر بن عبدالعزيز يخبطان الناس بأسيا
فهما بين الصفا والمروة (بحار الانوار: ج: ٦٥ ص: 40)

”ایسا لگتا ہے کہ میں حمران بن اعین اور میسر بن عبدالعزیز کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ دونوں اپنی
تکواروں کے ساتھ صفا و مردہ کے درمیان لوگوں کو بے دریغ کاٹ رہے ہیں۔“

4.....شیعوں کا مہدی حرم کے منتظمین کے ہاتھ پاؤں کاٹے گا:

شیعوں کا مہدی نمودار ہوتے ہی حرمین شریفین کے نظام کو کنٹرول کرنے والے افراد کے لیے تعذیب واذیت کا اہتمام کرے گا، اللہ تعالیٰ حرمین شریفین کی شان و شوکت کو اور ان کی عزت ووجاہت کو بے حساب برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ شیعوں کو ان لوگوں کے ساتھ بغض و عناد محض اس لیے ہے کہ یہ لوگ بیت اللہ الحرام کے حجاج کرام کی خدمت کرتے اور حج کے انتظامات کو سنبھالتے اور زائرین بیت اللہ کے استقبال کے لیے مقدس مشاعر و مقامات کو سہولیات و ضروریات سے آراستہ کرتے ہیں۔

خیمہ عالم نعمانی نے اپنی کتاب ”الغیۃ“ میں لکھا ہے:

کیف بکم او قد قطعت ایدیکم وارجلکم وعلقت فی الکعبۃ ثم

یقال لکم: نادوا نحن سراق الکعبۃ

”کیا ہوگی تمہاری حالت اگر تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں اور انہیں کعبہ میں

لٹکا دیا جائے، پھر تم سے کہا جائے کہ اپنے متعلق بلند آواز میں یوں کہو کہ ہم کعبہ کے چور

ہیں۔“

اسی طرح ان کے عالم شیخ مفید نے اپنی کتاب ”الارشاد“ میں اور طوسی نے اپنی کتاب ”الغیۃ“

میں یہ روایت نقل کی ہے۔

اذا قام المہدی ھدم المسجد الحرام وقطع ایدی بنی شیبۃ

وعلقھا بالکعبۃ وکتب علیھا ھؤلاء سراق الکعبۃ

”جب مہدی کا ظہور ہوگا تو وہ مسجد الحرام کو گرا دے گا، بنو شیبہ کے لوگوں کے ہاتھ کاٹ کر

کعبہ کے ساتھ لٹکائے گا اور ان پر لکھ دے گا کہ یہ لوگ کعبہ کے چور ہیں۔“

ایک تیسری روایت میں یوں لکھا ہے:

انہ یجرد السیف علی ھاتقہ ثمانیہ اشھر یقتل ھر جا فاول ما یدأ

بنی شیبۃ، فیقطع ایدیہم ویعلقھا فی الکعبۃ وینادی منادیہ ھؤلاء

سراق اللہ ثم یتناول قریشا فلا یأخذ منها الا السیف ولا یعطیھا

الا السیف

”شیعوں کا مہدی فخر آٹھ ماہ تک اپنے کندھے پر ننگی تلوار اٹھائے بے دریغ قتل کرے

گا، سب سے پہلے وہ بنو شیبہ کی خبر لے گا ان کے ہاتھوں کو کاٹ کر کعبہ پر لٹکائے گا، اس کے منادی اعلان کریں گے کہ یہ لوگ اللہ کے چور ہیں، پھر قریش کی گرفت کرے گا ان سے تو وہ سارا معاملہ تھوار کے ساتھ ہی کرے گا۔“

5..... اہل السنۃ کے اموال کی چوری اور لوٹ مار:

شیعہ امامیہ اہل السنۃ، جنہیں وہ نامہی کہتے ہیں، کی املاک و ثروت کو اپنے لیے حلال قرار دیتے ہیں، شیعی اکثر اور ان کے علماء اپنے بھروسہ کاروں کے لیے اہل السنۃ کے اموال پر قبضہ کر لینے کو مباح قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہیں جب بھی اس کا موقع ملے یا جس وقت ان کے ایسا کر گزرنے کے لیے سازگار حالات میسر ہوں کسی قسم کی جھجک یا تردد کے بغیر تاصبیوں (یعنی سنیوں) کے مال و جائداد کو ہتھیایا سکتے ہیں۔ ان کے امام طوسی نے اپنی کتاب ”تہذیب الاحکام“ میں لکھا ہے:

خُذْ مَالِ النَّاصِبِ حَيْثُمَا وَجَدْتَهُ وَادْفَعْ إِلَيْنَا الْخُمْسَ

(تہذیب الاحکام: 1/384)

”تجھے نامہی (یعنی سنی) کا مال جہاں سے بھی ملے قبضہ کر لے اور اس کا خمس ہمارے سپرد کر دے۔“

یہ بھی لکھا ہے:

مَالِ النَّاصِبِ وَكُلِّ شَيْءٍ يَمْلِكُهُ حَلَالٌ (تہذیب الاحکام: 1/384)

(بالکل سنی عقیدہ یہودیوں کا ہے کہ وہ غیر یہودیوں کی املاک کو اپنے لیے حلال سمجھتے ہیں)

”نامہی کا مال اور اس کی ہر مملوک شے حلال ہے۔“

6..... بیت اللہ کے حجاج کرام پر زانی اور اولاد زنا ہونے کا شیعی بہتان:

بیت اللہ کے حجاج کرام اور زائرین سے نفرت و کراہت بھی عقائد شیعہ میں داخل ہے، یہاں تک کہ شیعہ عرفہ کے دن وقوف کرنے والے حاجیوں کو زانی قرار دیتے ہیں، ان کے چوٹی کے امام اور عالم کاشانی نے اپنی کتاب ”الوانی“ میں یوں لکھا ہے:

ان الله يبدأ بالنظر الى زوار الحسين بن علي عشية عزفة قبل نظره

الى اهل الموقف لان اولئك اولاد زنى وليس فى هؤلاء زناة

”عرفہ کی شام کو اللہ تعالیٰ سب سے پہلے حسین بن علی کی زیارت کرنے والوں پر نظر کرتا

ہے، پھر عرفات میں وقوف کرنے والوں پر (یعنی بیت اللہ کے حاجیوں پر) نظر کرتا ہے، اس لیے کہ زائرین حسین میں کوئی زانی نہیں ہوتا، جبکہ وقوف کرنے والے سب زنا کی اولاد ہوتے ہیں۔“

اسی طرح ان کے عالم مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں اسی عقیدہ کے بیان میں ایک باب اس عنوان کیساتھ قائم کیا ہے

باب انه يدعى الناس باسماء امهاتهم الا الشيعة
 ”(قیامت کے دن شیعوں کے علاوہ باقی سب لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا) اس باب کے تحت صاحب کتاب نے بارہ روایات نقل کی ہیں۔“
 ایسے ہی ان کے ممتاز عالم کلینی نے اپنی کتاب ”الکافی“ میں اس عقیدہ کو ثابت کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے:

ان الناس كلهم اولاد بغايا ما خلا شيعةنا
 ”ہمارے شیعوں کے علاوہ سب لوگ بدکارہ عورتوں کی اولاد ہیں۔“
 ان کے امام عیاشی اپنی تفسیر میں یوں لکھتا ہے:

ما من مولود يولد الا وابليس من الابالسة بحضرة فان علم ان
 المولود من شيعةنا حجه من ذلك الشيطان وان لم يكن المولود
 من شيعةنا اثبت الشيطان اصبعه في دبر الغلام فكان مابونا، وفي
 فرج الجارية فكانت فاجرة (تفسیر العیاشی: ج 2/337)

”جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے ابلیسوں میں سے ایک ابلیس اس کے پاس موجود ہوتا ہے سوا اگر معلوم ہو جائے کہ نو مولود ہمارے شیعہ میں سے ہے تو وہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے، اور اگر نو مولود کا تعلق ہمارے شیعوں سے نہ ہو تو شیطان اپنی انگلی لڑکے کی دبر پر رکھ دیتا ہے، پس وہ (بڑا ہو کر) لواطت کا عادی ہو جاتا ہے، اور لڑکی کی شرم گاہ پر انگلی رکھتا ہے تو وہ بدکارہ ہو جاتی ہے۔“

شیعہ کا حجرِ اسود کے متعلق عقیدہ

اسی طرح شیعہ امامیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حجرِ اسود کو مکہ مکرمہ شریفہ اللہ تعالیٰ سے اکھٹڑ کران کے مقدس شہر کوفہ لایا جائے گا۔ شیعی امام فیض الکاشانی نے اپنی کتاب ”الوائی“ میں اہل کوفہ کو بھی بشارت دی ہے، کہتا ہے:

يا اهل الكوفة لقد حباكم الله عز وجل بما لم يحب احدا من فضل، مصلاكم بيت آدم، وبيت نوح ومصلی ابراهيم، ولا تذهب الأيام والليالي حتى ينصب الحجر الاسود فيه انتهى كلامه ”اے اہل کوفہ! اللہ عزوجل نے تم پر وہ فضل کیا ہے جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوا، تمہاری جو نماز کی جگہ ہے یہ آدم اور نوح کا گھر ہے اور ابراہیم کا مقام نماز، چند ہی شب و روز کے بعد حجرِ اسود کو اس میں نصب کر دیا جائے گا۔“

شیعہ کا تقیہ کے متعلق عقیدہ

تقیہ کا عقیدہ شیعوں کا اہم ترین عقیدہ ہے بلکہ یہ ان کے نزدیک دین کا رکن ہے، یعنی نے اپنی کتاب ”کشف الاسرار“ میں تقیہ کی یہ تعریف لکھی ہے:

ہی ان يقول الانسان قولاً مغايراً للواقع او يأتي بعمل مناقض لموازين الشريعة، وذلك حفاظاً لدمه او عرضه او ماله انتہی کلامہ

”تقیہ یہ ہے کہ کوئی شخص ایسی بات کہہ ڈالے جو واقع اور حقیقت کے برخلاف ہو، یا ایسا عمل کرے جو شرعی معیار کے منافی ہو۔ اور یہ صرف اس لیے کرے کہ اس کی جان، مال اور عزت محفوظ ہو جائے۔“

اس عقیدہ کی حیثیت شیعہ امامیہ کے مذہب میں رخصت کی نہیں ہے بلکہ یہ ان کے نزدیک نماز کی طرح کا بلکہ اس سے بھی بڑا دینی رکن ہے۔ شیعہ عالم ابن بابویہ نے اس حقیقت کی یوں صراحت کی ہے:

اعتقادنا فی التقیہ أنها واجبة، من تركها بمنزلة من ترك الصلاة
”تقیہ ہمارے اعتقاد کی رو سے واجب ہے، اس کے تارک کا وہی درجہ ہے جو تارک نماز کا ہے۔“

شیعی امام کلینی نے اپنی کتاب ”الکافی“ میں اس عقیدہ کے متعلق ”باب التقیہ“ کے عنوان سے سرخی جمائی ہے، اس کے تحت اس نے 33 احادیث درج کی ہیں، ان سب احادیث سے اس عقیدہ کی تائید ہوتی ہے۔ ”باب التقیہ“ کے بعد اس نے ایک باب ”باب الکتمان“ کے عنوان سے قائم کیا ہے۔ اس باب کے ذیل میں 16 احادیث درج کی ہیں، ان احادیث میں بھی شیعہ امامیہ کے لیے اپنے دین اور عقیدہ کو چھپانے کی ہدایت موجود ہے۔ اسی طرح شیعہ عالم مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں 109 روایات ”باب التقیہ والمداراة“ کے عنوان کے تحت جمع کر دی ہیں، ان سب روایات سے بھی اس عقیدہ کی توثیق و تائید ہو رہی ہے۔

اہل السنۃ کے ساتھ ان کے تقیہ کی مثال:

شیعوں کے شیخ صدوق نے اہل السنۃ کے ساتھ اپنے عقیدہ تقیہ کی عملی مثال کے ضمن میں ابو عبد اللہ سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے:

عن ابی عبد اللہ انہ قال: ما منکم احد یصلی صلاة فريضة فی وقتها ثم یصلی معهم صلاة تقیة وهو متوضی الا کتب اللہ لہ بها خمساً وعشرین درجة فارغبوا فی ذلك

”تم میں سے جو شخص وقت کے مطابق فرض نماز ادا کر لیتا ہے، پھر وہ ان کے ساتھ (اہل السنۃ کے ساتھ) بھی تقیہ کی نماز با وضو ہو کر پڑھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نماز کے بدلہ میں اس کے لیے پچیس درجات لکھ دیتے ہیں، لہذا تم اس عمل میں رغبت رکھا کرو۔“

اسی طرح شیعہ اثنا عشریہ اہل السنۃ کی آبادیوں کو ”دارالتقیہ“ کہتے اور ان کے اندر تقیہ اختیار کرنے کو لازم قرار دیتے ہیں، شیعی امام مجلسی کی کتاب بحار الانوار میں اس امر کی صراحت ان الفاظ میں موجود ہے:

والتقیة فی دارالتقیة واجبة (بحار الانوار: 75/411)

”دارالتقیہ میں تقیہ کا التزام واجب ہے۔“

سنیوں کی آبادیوں کے لیے ”دارالتقیہ“ کے علاوہ ”دولۃ الباطل“ (جھوٹ کا ملک) کا نام بھی ان کے ہاں مستعمل ہوتا ہے، جیسا کہ مجلسی کی بحار الانوار میں کہا گیا ہے:

من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یتکلم فی دولة الباطل الا

بالتقیة (بحار الانوار: 75/412)

”جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ جھوٹ کے ملک میں تقیہ کے سوا کچھ نہ

کہے۔“

اسی طرح شیعہ امامیہ اہل السنۃ کے ساتھ اختلاط آبادی صورت میں بھی تقیہ کو واجب قرار دیتے ہیں، ان کے عالم البحر العالی نے اپنی کتاب ”وسائل الشیعة“ (11/479) میں ایک باب ”وجوب عشرة العتمة بالتقیة“ (یعنی عامیوں (اہل السنۃ) کے ساتھ اکٹھے ایک آبادی میں رہنے کی صورت میں تقیہ واجب ہے) کے عنوان کے ساتھ قائم کر کے اس عقیدہ کی تاکید کی ہے۔ مجلسی کی کتاب بحار الانوار میں

لکھا ہے:

”من صلی خلف المنافقین بتقیۃ کان کمن صلی خلف الاثمة
”جو شخص منافقوں (یعنی اہل السنۃ والجماعت) کے پیچھے تقیہ کے طور پر نماز پڑھ لیتا ہے وہ
اجر و ثواب میں اس شخص کی طرح ہے جس آئمہ کے پیچھے نماز ادا کی۔“

شیعہ کے تقیہ کی ایک مثال:

ایک سنی عالم دین کا بیان ہے کہ سنیوں کی آبادی میں رہائش پذیر ایک سنی نوجوان نے ایک ایسی
شیعہ خاتون سے نکاح کر لیا، جو ست سے اور اہل السنۃ سے محبت اور رغبت کا اظہار کیا کرتی تھی، پھر کچھ
مدت کے بعد یہ خاتون حاملہ ہو گئی، اس نے ایک خوبصورت بچے کو جنم دیا، مذکورہ بالا عالم دین نے نومولود
کے باپ کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے بیٹے کا نام عمر رکھے، چنانچہ یہ نوجوان اپنی بیوی کے پاس آیا جو حمل اور
دلاوت کی مشقتوں کی وجہ سے بیمار تھی اور اسے کہا کہ میں اپنے بیٹے کا نام رکھنا چاہتا ہوں، بیوی نے
حد درجہ ادب سے کہا: آپ اس نومولود کے باپ ہیں نام رکھنے کے لیے آپ کا حق فائق ہے، چنانچہ
نومولود کے والد نے کہا تو پھر میں نے اس کا نام رکھ دیا ہے ”عمر“!

اس کے بعد کیا ہوا؟ خاتمہ کا بیان ہے کہ میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ
یہ عورت حیرت انگیز سرعت کے ساتھ اپنے بستر سے اٹھتی ہے اور چلاتے ہوئے کہتی ہے ”اس نام کے
علاوہ آپ کو کوئی دوسرا نام نہیں ملا؟! یہ غضب اور ناراضگی صرف اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ شیعہ جلیل القدر
صحابی سیدنا عمر بن الخطاب ؓ سے شدید نفرت اور عداوت رکھتے ہیں۔

اسی طرح خود اہل السنۃ کو بھی اس امر کا مشاہدہ اور ادراک ہے کہ انہی شیعہ امامیہ کے بہت
سارے لوگ بڑی لمبی مدت تک جو بسا اوقات سالوں پر محیط ہو جاتی ہے، بعض سنی العقیدہ لوگوں کے
ساتھ اکٹھے رہ رہ کر گزار دیتے ہیں مگر اس مدت میں کبھی بھی یہ رافضی اپنے فاسد عقائد کا اظہار تک نہیں
کرتے، یہ سب کچھ اسی تقیہ کے تحت ہوتا ہے جسے وہ اپنے دین کا رکن تسلیم کرتے ہیں۔

شیعہ امامیہ کی عیدیں

شیعہ امامیہ کی متحدہ عیدیں اور تہوار ہیں جن میں یہ لوگ خوب انتظام و اہتمام اور حد درجہ خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں، انہیں ان عیدوں کا بڑے جذبہ و شوق سے انتظار رہتا ہے۔ ان عیدوں میں سے درج ذیل عیدیں قابل ذکر ہیں:

- پہلی بحث..... عید غدیر خم
- دوسری بحث..... عید نیروز
- تیسری بحث..... عید بابا شجاع
- چوتھی بحث..... یوم عاشوراء

پہلی بحث.....

عید غدیر خم

ان کے ہاں یہ عید ذوالحجہ کی اٹھارہ تاریخ کو منائی جاتی ہے اور یہ عید ان کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی افضل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اسے عید اکبر کہتے ہیں اور اس دن کاروزہ رکھتے ہیں۔

دوسری بحث.....

عید نیروز

”نیروز“ کا معنی ہے ”نیا دن“ اس عید کا تعلق فارسی مجوسیوں کے ہاں منائے جانے والے تہواروں کے ساتھ ہے۔ اس دن کے متعلق فارسیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی دن میں نور کو تخلیق فرمایا تھا۔ اور ان میں کچھ کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ اس وقت کا ابتدائی دن ہے جب ملک کو گردش و حرکت کی قوت و صلاحیت و دیعت کی گئی، غنمی نے اپنی کتاب ”تحریر الوسیلہ“ میں عید غدیر اور عید نیروز کے موقع پر غسل کرنے اور روزہ رکھنے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

تیسری بحث.....

عید بابا شجاع

”بابا شجاع“ سے مراد ابو لؤلؤ مجوسی ہے، جس نے عمر بن الخطابؓ کو شہید کیا تھا، ان کے عقیدہ کے مطابق یہ واقعہ 9 ربیع الاول کو ہوا تھا، اس دن یہ لوگ ذیل کے مختلف نام دیتے ہیں:

۱..... یوم المغاخرہ:..... فخر و اعزاز کا دن
 ۲..... یوم التعمیل:..... خوشی و مسرت کا دن
 ۳..... یوم الزکاۃ العظمیٰ:..... بڑی قربانی کا دن
 ۴..... یوم البرکتہ:..... مبارک دن

۵..... یوم التسلیم :..... میر و آسودگی کا دن

اس دن یہ لوگ غلیظ اور بد ذات مجوسی کے ہاتھوں امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب ؓ کے قتل ہو جانے کی مناسبت سے مسرور و نہال ہوتے ہیں۔

چوتھی بحث.....

یوم عاشوراء

یہ محرم کی دسویں تاریخ کو منایا جاتا ہے۔ اس دن یہ لوگ تشریفی مجلسیں منعقد کرتے ہیں، نوح خوانی ہوتی ہے اس کے علاوہ عدم برداشت، سیدہ کو بی، ماتم اور سروں کو تلواروں، بنجروں، چاقوؤں اور زنجیروں سے زخمی کرنے کے مظاہرہ دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہ سب افعال و اعمال سیدنا حسین ؓ کی شہادت پر غم و اندوہ کے اظہار کے لیے کیے جاتے ہیں۔

چوتھی فصل

پہلی بحث.....

نکاح متعہ کی تعریف

دوسری بحث.....

شیعوں کے نزدیک نکاح متعہ کی فضیلت

تیسری بحث.....

شیعوں کے نزدیک نکاح متعہ میں حق مہر کی مقدار

چوتھی بحث.....

ان کے مذہب کی روشنی میں کم سن لڑکی سے متعہ

پانچویں بحث.....

خمینی کا چار سالہ بچی کے ساتھ متعہ

چھٹی بحث..... شیعہ امامیہ کے نزدیک عورت کی دہر میں مجامعت کی اجازت

نکاح متعہ کی تعریف اور عقد نکاح کے کلمات

یہ ایک وقتی شادی ہوتی ہے، جو ایک مرد اور عورت کے مابین جنسی تعلقات قائم کرنے کی خفیہ معاہدہ کے طور پر طے پاتی ہے، اس کے لیے صرف ایک شرط عائد کی جاتی ہے کہ متعہ کے لیے حاصل کی جانے والی عورت کسی دوسرے شخص کے نکاح میں نہ ہو، ایسی صورت میں اس کے ساتھ ذواج و شادی کے کلمات کہہ دینے سے نکاح جائز ہو جاتا ہے۔ اسکے لیے لوگوں کی ضرورت ہے نہ اس نکاح کے اعلان و تشہیر کی بلکہ اس کے لیے مذکورہ عورت کے ولی سے اجازت حاصل کرنا بھی لازم نہیں ہے۔

شمس عالم طوسی نے اپنی کتاب ”التحلیۃ“ میں لکھا ہے:

یجوز ان یشتمع بها من غیر اذن ایہا وبلا شہود ولا اعلان
 ”ایسی عورت کے ساتھ اس کے باپ کی اجازت، گواہوں اور اقلہار و اعلان کے بغیر ہی متعہ کرنا جائز ہے۔“

رہے اس عقد کے صیغے و کلمات تو شیعہ امامیہ کے نزدیک عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کر دینے والے اس نکاح و زواج کے صیغے اور کلمات صرف وہ باتیں ہیں جو مرد متعہ کے لیے حاصل کی گئی عورت بوقت خلوت ادا کرتا ہے۔ اس سلسلے میں میں ان کے چوٹی کے عالم کلینی نے اپنی کتاب ”الکافی“ کی الفروع میں جعفر صادق سے یہ روایت نقل کی ہے:

ان جعفر الصادق سئل، کیف اقول لها اذا خلوت بها؟ قال: تقول:
 اتزوجك متعة علی کتاب اللہ وسنة نبیہ، لا وارثہ ولا موروثہ
 کذا وکذا یوما وان شئت کذا وکذا سنة، بکذا وکذا درهما
 وتسمى من الاجر ما تراضیتما علیہ قليلا کان ام کثیرا

(الفروع من الکافی: 5/455)

”جعفر صادق سے دریافت کیا گیا کہ جب میں اس عورت سے خلوت کروں تو کیا کہوں؟

تو آپ نے کہا: تو یوں کہہ! کہ میں نے تجھ سے کتاب اللہ اور سنت نبی کے مطابق نکاح حصہ کیا ہے، نہ تو وارث ٹھہرے گی اور نہ ہی میں اتنے دنوں تک، مرضی آئے تو یوں بھی کہہ سکتا ہے اتنے سالوں تک، اتنے اور اتنے درہموں کے بدلے میں۔ اور جتنے معاوضہ پر تم دونوں راضی ہو جاؤ اس کا تعین بھی ضرور کرو، وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔“



شیعوں کے نزدیک نکاح متعہ کی فضیلت

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ نے ایسی روایات اور احادیث نکاح متعہ کی فضیلت کے متعلق گھڑ رکھی ہیں جن کے پڑھنے سے ان کے ہم مسلک افراد کے دلوں میں اس کی خوب رغبت و آرزو پیدا ہوتی ہے، اس حد تک کہ انہوں نے اس کھلی بے حیائی کو اور خفیہ طور پر عورتوں کی شر مگاہوں کو حلال کر لینے کے اس عمل بد کو عظیم ترین عبادت اور تقرب کا ذریعہ قرار دے رکھا ہے جس کے توسط سے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متعہ کرنے والے شخص کے گناہوں کو اس جرم سے فراغت حاصل کرنے اور اس فاحشہ و بدکارہ عورت سے اٹھنے کی اتنی مقدار میں معاف کر دیتا ہے، جس قدر پانی اس نے غسل جنابت کے لیے اپنے سر اور بدن پر ڈالا ہوتا ہے۔ شیعہ امام مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں یہ روایت درج کی ہے:

عن صالح بن عقبہ عن ابیہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال: قلت: للمتمتع ثواب؟ قال: ان کان یرید بذلك وجه اللہ تعالیٰ، وخلافا علی من انکرھا لم یکلمھا کلمۃ الا کتب اللہ لہ بها حسنۃ ولم یمد یدہ الیہا الا کتب اللہ لہ حسنۃ فاذا دنا منها غفر اللہ لہ بذلك ذنباً، فاذا اغتسل غفر اللہ لہ بقدر ما صب من الماء علی شعرہ قلت: بعد الشعر؟ قال: بعد الشعر (بحار الانوار: 100/306)

”صالح بن عقبہ اپنے باپ کے توسط سے ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے، اس کے باپ کا بیان ہے کہ میں نے ان سے پوچھا ”تعمہ کرنے والے کو ثواب بھی ملتا ہے؟ تو انہوں نے کہا: اگر وہ اس عمل سے اللہ کی تعالیٰ کی رضا جوئی کا اور اس کے مکررین کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ اس عورت سے (جس سے وہ یہ بے حیائی کر رہا ہے اور اسے اسلام اور دین کا نام بھی دے رہا ہے) جو بھی بات کرے گا اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کے

لیے نیکی لکھ دیتا ہے، اس کی طرف ہاتھ بڑھائے گا تو اس کے عوض میں بھی اللہ تعالیٰ اس کے لیے اجر و ثواب لکھ دیتا ہے۔ جب وہ اس سے ہمبستر ہوگا تو اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف کر دیتا ہے اور جب وہ غسل جنابت کرے گا تو جتنی مقدار میں وہ اپنے سر پر پانی ڈالے گا (تو اس کے قطرات کے برابر) اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ میں نے کہا: بالوں کی تعداد کے برابر؟ انہوں نے کہا: (ہاں) بالوں کی تعداد کے برابر۔“



شیعوں کے نزدیک نکاح متعہ میں حق مہر کی مقدار

شیعوں نے اپنے مردوں اور عورتوں کے لیے یکساں طور پر اس برائی اور بے حیائی سے مستفید ہونے کے لیے بڑی آسانی و سہولت کا اہتمام کیا ہے، کہ اس کے لیے فقط ایک درہم حتیٰ کہ ایک مٹھی بھر طعام، آٹا یا کھجور کو بھی کافی قرار دیا ہے۔ معروف شیعہ عالم کلینی نے اپنی کتاب ”الکافی“ کی ”الفروع“ میں نکاح متعہ کے حق مہر کی مقدار کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی جعفر انه سئل عن متعة النساء قال: حلال وانہ یحزى فیہ درہم فما فوقہ

”ابو جعفر سے متعہ کرنے کی بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: ”یہ طلال ہے اور اس کے لیے ایک درہم اور اس سے زائد کفایت کر سکتا ہے۔“

بلکہ شیعہ علماء کی برکت سے شیعہ امامیہ کے ہاں عورت کے جسم کی قدر و قیمت اس سے بھی کمتر ہو گئی ہے کہ انہوں نے ان کے لیے عورتوں سے متعہ کی سرگرمی کا عوض، ستویا کھجور میں سے کسی شے کی مٹھی بھر مقدار کو طے کر دیا ہے۔ جو یہ شیعہ مرد شیعہ عورت کو ادا کرے گا، تا کہ اس کے بعد اس کے لیے اس عورت کی شرم گاہ حلال ہو جائے۔ شیعہ عالم امام کلینی نے الکافی کی الفروع میں یہ روایت درج کی ہے:

عن ابی بصیر قال: سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن ادنی المہر المتعۃ ما ہو؟ قال کف من طعام دقیق او سويق تمر

”ابو بصیر کا بیان ہے، کہتا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ متعہ میں حق مہر کی کم از کم مقدار کتنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مٹھی بھر طعام، آٹا، ستویا کھجور۔“

شیعوں کے جریدہ ”الشراعی“ نے اپنے شمارہ نمبر 684 سال چہارم میں لکھا ہے کہ ”ایرانی صدر رفسنجانی نے اپنے ایک بیان میں قوم کو اس المناک حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ متعہ کی شادیوں کے سبب سے ایران کی گلی، کوچوں اور سڑکوں سے اڑھائی لاکھ ٹونو موڈ اور لاوارث بچوں کو اٹھایا ہے، اس بنا پر انہوں نے اس نکاح کو معطل کرنے

اور اس پر آئینی طور پر پابندی عائد کرنے کی دھمکی دی ہے، کہ یہ اپنے پیچھے مشکلات و مسائل کے انبار چھوڑنے کا سبب بن رہا ہے۔“

اسی طرح مشہور معنفہ شہلا حائری نے اپنی کتاب ”السحرة فی ایران“ (ایران میں سحر) میں ایران کے معروف شہر مشہد، جس میں سحر کی شادیوں کا کثرت سے رواج ہے اور باقی ایرانی شہروں یا علاقوں کی نسبت اس شہر کی حدود میں اس نکاح کا حد سے زیادہ پھیلاؤ ہے، کے متعلق لکھتی ہے:

المدينة الأكثر انحلالاً على الصعيد الأخلاقي في آسيا

”یہ شہر پورے ایشیاء میں بدترین اخلاقی گراؤ کا شکار ہے۔“

امام حسین الموسویؑ جن کا شمار امام خمینی کے خاص شاگردوں میں ہوتا ہے اور آپ نے بعد میں شیعیت کو ترک کر کے اہل السنہ کے مذہب کو اختیار کر لیا تھا۔ اپنی کتاب ”ملئہ ثم للارخ“ میں رقمطراز ہیں:

وكم من متعم جمع بين المرأة وأيتها وبين المرأة وأختها وبين المرأة وعمتها أو خالتها وهو لا يدري- جاء تني امرأة تستفسر مني عن حادثة حصلت معها اذ اخبرتنى ان احد السادة وهو السيد حسين الصدر، كان قد تمتع بها قبل اكثر من عشرين سنة، فحملت منه فلما اشبع رغبته منها فارقتها وبعد مدة رزقت بنت واقسمت انها حملت منه هو اذ لم يتمتع بها وقتذاك احد غيره - وبعد ان كبرت البنت وصارت شابة جميلة متأهله للزواج، اكتشفت الام ان ابنتها حبلن فلما مثلتها عن سبب حملها، اخبرتها البنت ان السيد المذكور استمتع بها فحملت منه فدهشت الام وفقدت صوابها اذ اخبرت ابنتها ان هذا السيد هو ابوها، واخبرتها القصة فكيف يتمتع بالام واليوم ياتي ليتمتع بابنتها التي هي ابنته هو؟

ثم جاء تني مستفسرة عن موقف السيد المذكور منها ومن ابنتها التي ولدتها منه

”سحر کرنے والوں میں کتنے ایسے افراد ہوں گے، جنہوں نے لاطمی اور بے شعوری میں

(حجہ کے لیے حاصل کی گئی) عورتوں اور ان کی ماؤں کو یا ان کی بہنوں کو یا ان کی پھوپھیوں کو یا ان کی خالائوں کو نکاح حجہ میں جمع کر دیا ہوگا۔ میرے پاس ایک ایسی ہی عورت اپنے اوپر بیت جانے والے ایک حادثہ کے متعلق دریافت کرنے کے لیے آئی، اس نے بتایا کہ بیس سال سے زائد عرصہ پہلے اس سے خاندان سادات میں سے ایک شخص سید حسین الصدر نے حجہ کیا تھا، وہ اس سے حاملہ ہو گئی اس دوران اس کا دل بھر گیا، اور وہ اس سے علیحدہ ہو گیا، کچھ مدت کے بعد اس خاتون کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی، وہ اپنی اس بیٹی کے متعلق حلیہ طور پر کہہ سکتی ہے کہ یہ اسی شخص کے ہی نطفہ سے پیدا ہوئی ہے، اس لیے کہ ان دنوں میں اس کے ساتھ اس کے علاوہ کسی بھی دوسرے شخص نے حجہ نہیں کیا تھا، اس کے بعد جب مذکورہ بچی بڑی ہو گئی اور نہایت ہی حسین و جمیل اور شادی کے قابل خوبصورت جوان لڑکی بن گئی، تو ماں کو پتہ چلا کہ اس کی بیٹی تو حاملہ ہے، ماں نے اپنی بیٹی سے اس کے حمل کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ مذکورہ بالا سید نے اس سے حجہ کیا ہے اور اسی وجہ سے وہ حاملہ ہوئی ہے، بیٹی کی یہ بات سن کر ماں کے ہوش اڑ گئے اور وہ حواس باختہ ہو گئی کہ جس شخص سے یہ حاملہ ہوئی ہے وہ تو اس کا حقیقی باپ ہے، چنانچہ ماں نے اپنی بیٹی کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ سوال یہ ہے کہ یہ امر کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ ایک شخص ایک عورت سے حجہ کرتا ہے، پھر کچھ مدت کے بعد اسی عورت کی بیٹی سے بھی حجہ کرتا ہے جو قطعی طور پر اس کی ہی اپنی اور حقیقی بیٹی ہوتی ہے؟

یہ خاتون میرے پاس اس شخص کے (گھناؤنے) طرز عمل کے متعلق دریافت کرنے کے لیے آئی تھی، جو اس نے اس کے ساتھ اور اس سے پیدا ہونے والی اپنی ہی بیٹی کے ساتھ اختیار کیا تھا۔

علامہ موسوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے یہ بھی فرمایا:

ان الحوادث من هذا النوع كثيرة جدا، فقد تمتع احدهم بفتاة تبين له فيما بعد انها اخته من الممتعة ومنهم من تمتع بامراة ابیه (انہی کلامہ)

”اس طرح کے حادثات بہت ہی زیادہ رونما ہوتے رہتے ہیں، بسا اوقات ایک شخص کسی جوان لڑکی سے حجہ کرتا ہے، بعد میں اسے پتہ چلتا ہے کہ یہ تو حجہ میں اس کی بہن ہے، اور بعض

اوقات تو وہ اپنے باپ کی (نکاح حجہ سے) ازواج میں بھی حجہ کا ارتکاب کر لیتا ہے۔
محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ان کے مذہب کی روشنی میں کم سن لڑکی سے متعہ

شیعہ علماء نے صغیر السن لڑکی سے بھی متعہ کرنے کی اجازت دی ہے، ان کے امام طوسی نے اپنی کتاب ”الاستبصار“ میں اور کلینی نے اپنی کتاب ”الکافی“ کی القروع میں یہ روایت نقل کی ہے:

سئل عن الجارية يتمتع بها الرجل؟ قال: نعم الا ان تكون صبية
تخدع قال: قلت: اصلحك الله فكم حد الذي اذا بلغته لم تخدع؟

قال: بنت عشرين سنة

”دریافت کیا گیا کہ کیا کوئی مرد چھوٹی عمر کی لڑکی سے متعہ کر سکتا ہے؟ کہا: ہاں! کر سکتا ہے
مگر یہ دھوکہ دینے والی لڑکی نہ ہو، (روای کہتا ہے) میں نے پوچھا اللہ آپ کو سلامتی عطا
کرے، لڑکی عمر کی کس حد کو پہنچتی ہے تو وہ دھوکہ نہیں دیتی؟ کہا: بیس سال کی لڑکی۔“



ضمینی کا چار سالہ بیچی کے ساتھ متعہ

امام ضینی کے خاص الخاص شاگرد علامہ حسین الموسوی نے ایک کتاب ”لذثم للتاريخ“ لکھی ہے اور اس کتاب کی تالیف کے بعد انہیں قتل کر دیا گیا تھا، آپ نے اپنی اس کتاب کے اندر لکھا ہے:

جن دنوں امام ضینی عراق میں قیام پذیر تھے، ہم ان کی خدمت میں دفن فوٹا حاضر ہوا کرتے تھے، اور ان سے علمی استفادہ کرتے رہتے تھے، اس طرح سے ہمارا ان کے ساتھ ربط و تعلق پہلے سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو گیا، اتفاق سے ایک مرجبان کو ایک علاقہ سے دعوت کا پیغام پہنچا، آپ نے اپنے ساتھ سفر کے لیے مجھے حکم دیا، چنانچہ تعمیل امر کرتے ہوئے میں آپ کے ساتھ اس سفر میں شریک ہو گیا، میزبانوں نے ہمارا نہایت ہی گرمجوش سے استقبال کیا اور ہماری حد سے زیادہ عزت و تکریم کی، سفر کا وقت ختم ہوا تو ہم واپس روانہ ہوئے واپسی کے سفر میں بغداد سے گزرتے وقت امام نے سفر کی ٹکان دور کرنے کے لیے آرام کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، اور فرمایا کہ ہم غطفیہ کے علاقہ کی طرف جائیں گے، یہاں ایک ایرانی النسل سید شخص مقیم تھے، ان کے اور امام کے مابین انتہائی مضبوط تعلقات اور دیرینہ جان پہچان تھی۔

ان سید صاحب کے پاس ہم ظہر کے وقت پہنچے، ہماری آمد پر اس نے حد درجہ خوشی کا اظہار کیا، اس نے ہمارے لیے نہایت ہی پر تکلف ظہرانے کا انتظام و اہتمام کیا، اس کے لیے اس نے بعض قریبی دوستوں کو بھی مدعو کر لیا، وہ سب حاضر ہو گئے، اس طرح سید صاحب کا مکان ہماری توقیر و تکریم اور خیر مقدمی کے لیے بھر گیا، اسی دوران سید صاحب نے ہم سے یہ رات اس کے ہاں قیام کرنے کی درخواست کر دی، امام نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا، عشاء کا وقت ہوا تو یہ لوگ ہمارے پاس رات کا کھانا لائے، اس موقع پر اندر موجود تمام لوگ امام کی دست بوسی کرتے، آپ سے دینی مسائل دریافت کرتے

اور آپ ان کے پیش کردہ سوالات کے جوابات دیتے رہے۔

نیز کا وقت ہوا، تولیٹ خانہ کے علاوہ باقی سب لوگ واپس لوٹ گئے، اسی اثنا میں امام خمینی کی نظر ایک چار یا پانچ سال کی نہایت ہی حسین و جمیل لڑکی پر پڑی، اور آپ نے اس لڑکی کے باپ سید صاحب سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ اسے حنہ کے لیے ان کے پاس بھیجا جائے لڑکی کے باپ نے غایت درجہ خوشی کے ساتھ اسے قبول کر لیا، چنانچہ ساری رات یہ لڑکی امام خمینی کی گود میں رہی، ہم اس کے رونے اور چیخنے کی آواز سنتے رہے۔

غرض یہ رات بیت گئی، صبح ہوئی تو ناشتہ کرتے وقت امام نے مجھ پر نظر ڈالی انہیں میرے چہرے پر ناگواری کے واضح آثار محسوس ہوئے کہ اس قدر کم سن لڑکی سے حنہ کرنے کی آخر وجہ کیا تھی؟ حالانکہ اسی گھر میں جوان سال، بالندہ اور سمجھ دار لڑکیاں بھی موجود تھیں، ان سے حنہ کرنا ممکن بھی تھا، تو پھر امام نے ایسا کیوں نہیں کیا؟

چنانچہ (امام خمینی) نے مجھ سے کہا: سید صاحب! کم سن لڑکی سے حنہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟

میں نے ان سے کہا: آپ امام اور مجتہد ہیں، آپ کا قول ہر لحاظ سے مقدم ہے اور آپ کا یہ فعل بھی صائب ہے، مجھ جیسے شخص کے لیے تو آپ کے قول یا آپ کی رائے سے انحراف کا تصور بھی ناممکن ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ اس وقت میرے پاس اعتراض والکار کی گنجائش بھی نہ تھی۔

اس کے بعد انہوں نے (امام خمینی) کہا: سید صاحب! اس عمر کی لڑکی سے حنہ جائز ہے لیکن یہ بھی صرف خوش طبعی، بوس و کنار اور دران پر بٹھانے تک، رہا جماع، تو یہ کم سن لڑکی کی برداشت سے باہر ہے۔“



شیعہ امامیہ کے نزدیک عورت کی دبر میں جماعت کا جواز

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ عورتوں سے ان کی دبر میں جماعت کو نہ صرف جائز بلکہ اسے شیعہ خاوند کے مسلمہ حقوق میں سے ایک حق قرار دیتے ہیں، اس سلسلے میں ان کے چوٹی کے عالم کلینی نے اپنی کتاب الکافی کی الفروع میں اور طوسی نے اپنی الاستبصار میں یہ روایت نقل کی ہے:

عن الرضا انه سألہ صفوان بن یحیی: ان رجلا من موالیک امرنی ان اسئلك قال: وما هی؟ قلت: الرجل یاتی امرتہ فی دبرها؟ قال: ذلك له، قال: قلت له: فانت تفعل؟ قال انا لا نفعل ذلك

”رضا سے مروی ہے کہ ان سے صفوان بن یحییٰ نے کہا: آپ کے وفاداروں میں سے ایک شخص نے مجھے ایک سوال دریافت کرنے کا حکم دیا ہے، انہوں نے کہا: وہ کیا سوال ہے؟ میں نے کہا: کیا کوئی شخص اپنی بیوی سے اس کی دبر میں جماعت کر سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ایسا کر لینا اس کے لیے جائز ہے، میں نے پوچھا: کیا آپ بھی ایسا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم یہ کام نہیں کرتے۔“

اسی طرح دور حاضر کے شیعہ عالم و امام فہمی نے بھی اس قبیح ترین جرم کو مباح قرار دیا ہے، اس نے اپنی کتاب ”تحریر الوسیلہ“ میں لکھا ہے:

والأقوی والأظهر جواز وطء الزوجة مع الذہر

(تحریر الوسیلہ: 2/241)

”بیوی سے (قبل کے علاوہ) اس کی دبر میں بھی جماعت کا جواز قوی اور رائج ہے۔“



شیعہ اثنا عشریہ اور یہودیوں کے مابین تعلقات

اس فصل میں درج ذیل مباحث ہیں:

پہلی بحث..... شیعوں اور یہودیوں کی اپنے علاوہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کی تکفیر اور ان کی جان و مال کی حلت کے عقیدہ

میں مشابہت

دوسری بحث..... شیعوں اور یہودیوں کے مابین کتاب اللہ میں تحریف کے معاملہ میں موافقت

تیسری بحث..... شیعوں اور یہودیوں کی امامت کے متعلق وصیت کے عقیدہ میں مماثلت

چوتھی بحث..... شیعوں اور یہودیوں کی منتظر مسیح اور منتظر مہدی کے عقیدہ میں مطابقت

پانچویں بحث..... شیعوں اور یہودیوں کی اپنے ائمہ اور حاخاموں کے متعلق غلو کی یکسانیت

چھٹی بحث..... شیعوں اور یہودیوں کے مابین انبیاء اور صحابہ کے متعلق طعن
و تشنیع میں مشابہت

ساتویں بحث..... شیعوں اور یہودیوں کے درمیان اپنی ذاتی برتری کے عقیدہ
میں موافقت

آٹھویں بحث..... شیعوں اور اسرائیلیوں کے مابین مسلح عسکریت کے سلسلے میں
باہمی تعاون

پہلی بحث.....

شیعوں اور یہودیوں کے اپنے علاوہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کی تکفیر اور ان کی جان و مال کی حالت کے عقیدہ میں مشابہت

یہودی بھی اپنے علاوہ دوسرے تمام لوگوں کی تکفیر کرتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ ایماندار صرف وہی ہیں، ان کے علاوہ باقی تمام لوگ مشرک، بت پرست، اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے کلی طور پر محروم ہیں، ان کی کتاب ”تلمود“ میں لکھا ہے:

كل الشعوب ما عدا اليهود وثنيون وتعاليم الحاخامات مطابقة
لذلك (تلمود: 100)

”تمام غیر یہودی اقوام بت پرست ہیں، یہ عقیدہ حاخاموں کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔“

یہودیوں کی اس عمومی تکفیر سے مسیح عیسیٰ علیہ السلام بھی محفوظ نہیں رہ سکے، تلمود میں ان کے متعلق لکھا ہے کہ (معاذ اللہ) مسیح علیہ السلام کافر تھے انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہ تھی۔ اسی تلمود کے اندر ایک مقام پر مسیح علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کے متعلق یوں لکھا ہے:

ان المسيح كان ساحراً ووثنياً فينتج ان المسيحيين وثنيون ايضاً
مثله (تلمود: 99)

”مسیح جادوگر اور بت پرست تھا جس کا کھلا مطلب یہ ہے کہ تمام مسیحی بھی انہی کی طرح بت پرست اور کافر ہیں۔“

نیز یہودیوں کا اپنے مخالفین کے متعلق یہ بھی عقیدہ ہے کہ یہ جہنم میں داخل ہوں گے اور ہمیشہ و ہمیش اس کے اندر رہیں گے، تلمود میں لکھا ہے:

النعميم ماوى اليهود ولا يدخل الجنة الا اليهود، اما الجحيم

فما وى الكفار من المسيحين والمسلمين، ولا نصيب لهم فيها سوى البكاء لما فيها من المظلوم والعفوفة۔ (تلمود: 67)

”جنت یہودیوں کا ٹھکانا ہے کہ جنت میں صرف یہودی ہی داخل ہوں گے۔ جو ہے جہنم، تو یہ کافروں یعنی مسیحیوں اور مسلمانوں کا ٹھکانہ ہے۔ اس تاریک اور بدبودار مقام میں ان کے لیے رونے کے علاوہ اور کچھ مقدر نہ ہوگا۔“

دنیاوی زندگی کے اعتبار سے یہودیوں کا اپنے مخالفین کے متعلق موقف:

یہودیوں کا اپنے علاوہ دوسرے مذہب کے متعلق دنیوی زندگی کے اعتبار سے یہ عقیدہ ہے کہ ان کے مخالفین کسی بھی احترام، وقار اور حرمت کے مستحق نہیں ہیں، ان کے تمام حقوق رائیگاں اور باطل ہیں، اس اعتبار سے ان کے خون، اموال اور ان کی عزت و آبرو یہودیوں کے لیے کلی طور پر مباح ہیں۔ بلکہ ان کے مقدس اسفار میں خاص طور پر تلمود میں ایسی نصوص وارد ہوئی ہیں، جن میں غیر یہودی افراد کو قتل کر دینے کی اور کسی بھی ممکن وسیلہ سے ان کے اموال کو غصب کر لینے کی بھی صریح ترغیب موجود ہے۔ غیر یہودی افراد کے خون کو مباح کرنے والی ایک نص اور ملاحظہ فرمائیں، تلمود میں ہے:

حتى افضل القوم يجب قتله (تلمود: 146)

”یہاں تک کہ (غیر یہودی) معتدل ترین شخص کو بھی قتل کر دینا ضروری ہے۔“

الکوٹ سیونی تلمود کا بڑا عالم ہے، کہتا ہے:

كل من يسفك دم شخص غير تقى عمله مقبول عند الله كمن يقدم

قربانا اليه (كتاب، فضح التلمود: 146)

جو شخص کسی برے انسان (غیر یہودی شخص) کا خون بہا دیتا ہے، اس کا یہ عمل اللہ کے ہاں

مقبول ہوتا ہے، گویا کہ اس نے اللہ کے حضور قربانی پیش کی ہے۔“

تلمود میں یہ لکھا ہے:

قتل الصالح من غير اليهود، ومحرم على اليهودى ان ينجر احدا

من الاجانب من الهلاك او يخرجه من حفرة فيها بل عليه ان

يسدها بحجر

”غیر یہودی صالح انسان کو بھی قتل کر دیا جائے، یہودیوں پر کسی انجینی شخص کو ہلاکت سے

بچانا یا اسے کھائی یا گڑھے سے نکالنا حرام ہے۔ ان پر تو یہ لازم ہے کہ پتھر کے ذریعہ سے گڑھے کے منہ کو بند کر دے۔“

یہودیوں کے دین کی رو سے جو شخص کسی اجنبی (غیر یہودی) انسان کو قتل کر دیتا ہے وہ دین یہود کی سر بلندی کا فریضہ سر انجام دیتا ہے۔ وہ اپنے اس عمل کے ذریعہ سے فردوسِ اعلیٰ میں دائمی سکونت کا مستحق بن جاتا ہے۔ تلمود میں لکھا ہے:

ان من يقتل مسیحیتا او اجنبیا او وثنیا، یکافا بالخلود فی الفردوس
 ”جو شخص کسی مسیحی کو یا اجنبی کو یا بت پرست کو قتل کر دیتا ہے، اسے فردوس میں دوام اور خلود کا اعزاز عطا کیا جائے گا۔“

یہودیوں کی قدیم وجدید کتب میں درج شدہ نصوص قصص، جن میں یہ کھلی صراحت موجود ہے کہ یہودی اپنے مخالفوں کے خون بہا دینے کو اپنے لیے مباح قرار دے رہے ہیں بلکہ ان نصوص کی روشنی میں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ غیر یہودیوں کا قتل اہم ترین فریضہ اور اعلیٰ ترین ذریعہ ہے، قرب الہی کا، ایسا کرنے والا شخص جنت الفردوس میں ابد الابد تک رہنے کا مستحق قرار پاتا ہے۔

مخالفوں کے اموال کی اباحت:

یہودیوں کے مقدس اسفار میں مخالفوں کے اموال کی حلت و اباحت کے متعلق بہت ساری نصوص وارد ہوئی ہیں، جبکہ تلمود میں ہے:

ان السرقة غیر جائزة من الانسان اما الخارجون عن دين اليهود
 فسرقتهم جائزة

”کسی (یہودی شخص) کی چوری ناجائز ہے، البتہ غیر یہودیوں کی چوری کر لینا جائز ہے۔“
 ایک دوسرے مقام پر یوں لکھا ہے:

حياة غیر اليهود يملك لليهودی فكيف بأمواله
 ”غیر یہودیوں کی تو زندگی بھی یہودی کی ملکیت ہوتی ہے تو اس کا مال کیسے اس کے زیر تصرف نہیں ہوگا۔“

اسی طرح تلمود میں یہودیوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ غیر یہودیوں کے مال ان کے مالکوں کے حوالے نہ کریں، جو شخص ایسا کرے گا وہ گنہگار ہے، یہودی روایات میں سے ایک روایت اس طرح وارد

ہوتی ہے۔

اذا رد احد الی غریب ما اضاعه فالرب لا یغفر له ابدا
 ”جب کوئی (یہودی) شخص کسی اجنبی (غیر یہودی) کے ضائع شدہ مال کو واپس کرے گا تو
 اللہ تعالیٰ اس کو کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔“

یہودی تعلیمات کے مطابق یہودیوں کے مابین سودی لین دین حرام ہے، مگر غیر یہودیوں
 کیساتھ اس کی کھلی اجازت ہے۔ اس لیے کہ اس طریقہ سے غیر یہودیوں کے اموال کو اپنے قبضہ
 میں لایا جاسکتا ہے جسے وہ اپنے عقیدہ کے مطابق یہودیوں کی ہی ملک تصور کرتے ہیں۔ تلمود میں لکھا
 ہے:

غیر مصرح للیہودی ان یقرض الاجنبی الا بالربا
 ”کسی یہودی کے لیے یہ قطعاً جائز نہیں کہ وہ غیر یہودی کو بلا سود قرض دے۔“

اسی طرح یہودی اپنے مخالفین کی عزت و آبرو کو اپنے لیے مباح جانتے ہیں، بلکہ ان کے نزدیک
 مخالفین کی عزتوں کو کوئی حرمت و تحفظ حاصل نہیں ہے۔ ان کے نزدیک غیر یہودیہ عورت سے زنا بدکاری
 جائز ہے۔ اس کے لیے وہ عجیب و غریب دلیل پیش کرتے ہیں، جیسا کہ تلمود میں لکھا ہے:

الیہودی لا یخطئ اذا اعتدی علی عرض الاجنبیة لأن کل عقد
 نکاح عند الا جانب فاسد، لا المرأة غیر الیہودیة تعتبر بهیمة،
 والعقد لا یوجد بین البہائم

”جب کوئی یہودی مرد کسی اجنبیہ (غیر یہودیہ) سے زیادتی کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ
 خطاوار نہیں ہوتا، اس لیے کہ اجنبیوں (غیر یہودیوں) کے نکاح کے تمام عقود فاسد ہوتے
 ہیں کہ غیر یہودیہ عورت جانور کی حیثیت رکھتی ہے اور جانوروں کے مابین عقد نکاح ہوتا
 ہی نہیں ہے۔“

تلمود کے دوسرے مقام پر لکھا ہے:

للیہودی الحق فی اغتصاب النساء غیر المؤمنات وان الزنا بغیر
 یهود ذکورا کانوا ام اناثا لا عقاب علیہ لان الا جانب من نسل
 الحیوانات

”یہودی مردوں کو غیر مومنہ (غیر یہودیہ) عورتوں کی عصمت دری کا حق حاصل

ہے، غیر یہودی مرد ہوں یا عورتیں ان کے ساتھ زنا کاری کی کوئی سزا نہیں ہے، اس لیے کہ غیر یہودی حیوانات کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔“

شیعوں کی اپنے مخالفین کی تکفیر:

یہودیوں کی اپنے مخالفین کی تکفیر اور ان کے جان و مال کی اباحت و حلت کے عقیدہ سے واقفیت حاصل کر لینے کے بعد ہم شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور اس کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا یہ بھی اپنے یہودی آقاؤں کی طرح اپنے مخالفین کو کافر اور ان کے جان و مال کو اپنے لیے مباح جانتے ہیں میں کہتا ہوں کہ شیعوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اہل ایمان صرف وہی ہیں، ان کے علاوہ باقی تمام مسلمان کافر اور مرتد ہیں، ان کا دین اسلام کے ساتھ کوئی ربط و تعلق نہیں ہے۔ شیعہ اپنے علاوہ دیگر مسلمانوں کو اس وجہ سے کافر کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے ولایت سے انکار کیا ہے۔ جس کے متعلق شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ ارکان اسلام میں داخل ہے، لہذا جو شخص شیعوں کی طرح ولایت کا عقیدہ نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔ بالکل اس شخص کی طرح کافر ہے جو شہادتین کا انکار کرتا ہے، یا نماز ترک کر دیتا ہے، بلکہ ان کے نزدیک ولایت کا درجہ ارکان اسلام سے فائق تر اور بلند ہے۔ ولایت سے یہ لوگ سیدنا علی بن ابی طالب ؑ کی اور ان کے بعد آنے والے ائمہ کی امامت و ولایت مراد لیتے ہیں، چونکہ شیعوں کے علاوہ باقی اسلامی گروہ اس فاسد عقیدہ کی مخالفت کرتے ہیں، لہذا اسی بنا پر ہر شیعہ ان تمام اسلامی فرقوں پر کفر کا حکم عائد کرتے اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں، نہ صرف یہی بلکہ یہ لوگ اپنے تمام مخالفین کی جانوں اور ان کے اموال کو بھی اپنے لیے مباح سمجھتے ہیں۔ شیعوں کے مخالفین میں سرفہرست اہل السنۃ و الجماعہ کا گروہ ہے۔ جنہیں شیعہ کبھی نامی، کبھی عامی، کبھی سواد اور کبھی وہابیہ کا نام دیتے ہیں۔ شیعوں کی اہم ترین اور انتہائی معتقد کتابوں کے اندر ایسی روایات کثرت سے وارد ہوئی ہیں جن میں ان کا اپنے علاوہ دیگر مسلمان فرقوں کی تکفیر کا عقیدہ پوری صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ یحییٰ نے ابو عبد اللہ ؑ (جہاں بھی ابو عبد اللہ کا نام وارد ہوا ہے اس سے شیعہ حضرات جناب جعفر صادق ؑ کی شخصیت کو مراد لیتے ہیں) سے درج ذیل روایت نقل کی ہے:

انہ قال: ما احد علی ملة ابراهيم الا نحن وشیعتنا وسائر الناس

منہا براء (کتاب المحامسن: 148)

”ابو عبد اللہ نے فرمایا: ہمارے اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی بھی ملت ابراہیمی پر قائم

نہیں ہے باقی تمام لوگ اس سے لاتعلق ہیں۔“

اسی طرح کلینی نے ”الکافی“ کی الروضہ میں یہ روایت درج کی ہے:

عن علی بن الحسین انه قال: ليس على فطرة الاسلام غيرنا وغير

شيعتنا ومناظر الناس من ذلك براء (الکافی) (الروضہ: 8/145)

”علی بن الحسین کہتے ہیں کہ ہم اہل بیت اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی بھی فطرت

اسلام پر نہیں ہے، باقی تمام لوگ اس سے محروم ہیں۔“

جی ہاں! شیعہ صرف اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں، اپنے علاوہ باقی تمام اسلامی فرقوں کو کافر قرار دیتے ہیں، اس سلسلے میں یہ لوگ اہل بیت علیہ السلام کی طرف جموئی روایات اور من گھڑت اقوال منسوب کرتے ہیں جن سے یہ عالی قدر لوگ قطعی طور پر بری الذمہ ہیں۔ شیعہ جب اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کی تکفیر کا عقیدہ رکھتے ہیں، تو یہ ان کے ساتھ سلوک اور برتاؤ بھی کفار اور مشرکین والا ہی کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ اپنے ماسوا مسلمانوں کا ذبیحہ نہیں کھاتے، اس عقیدہ کی بنا پر یہ مسلمانوں کو، مشرکوں کا حکم دیتے ہیں۔ تفسیر عیاشی میں ہے:

عن حمران قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول في ذبيحة

الناصب واليهودي قال: لا تاكل ذبيحته حتى تسمعه يذكر اسم الله

(تفسیر العیاشی: 1/375)

”حمران کا بیان ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام کو ناموسی اور یہودی کے ذبیحے کے متعلق یہ

کہتے ہوئے سنا کہ اس کا ذبیحہ مت کھاؤ یہاں تک کہ تم اسے اپنے ذبح پر اللہ کا نام لیتے

ہوئے نہ سن لو۔“

اسی طرح شیعوں اہل السنۃ کے ساتھ نکاح و زواج کو بھی ناجائز سمجھتے ہیں، کلینی نے الکافی میں یہ

روایت درج کی ہے:

عن الفضيل بن يسار قال: سألت ابا عبد الله عليه السلام عن نكاح

الناصب قال: لا والله ما يحل (کتاب الکافی: 5/350)

”فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے ناموسی (یعنی سنی) سے نکاح کے

متعلق سوال کیا تو آپ نے کہا: ”ہرگز نہیں“ اللہ کی قسم! یہ حلال نہیں ہے۔“

طوسی کی کتاب ”الاستبصار“ میں یہ روایت منقول ہوئی ہے:

عن فضیل بن یسار عن ابی جعفر قال ذکر الناصب فقال لا
تناکحهم ولا تاکل ذبیحتهم ولا تسکن معهم

(الاستبصار للطوسی: 3/184)

”فضیل بن یسار کا بیان ہے کہ ابو جعفر کے سامنے ناصبیوں (یعنی سنیوں) کا تذکرہ ہوا
تو آپ نے کہا: ان کے ساتھ نکاح کرو، نہ ان کا ذبیحہ کھاؤ اور نہ ان کے ساتھ بود و باش
اختیار کرو۔“

یہی نہیں، بلکہ شیعہ نے بھی اپنی کتاب ”تحریر الوسیلہ“ میں اہل السنۃ کے ساتھ شیعوں کے نکاح
کو حرام قرار دیا ہے، چنانچہ اس نے لکھا ہے:

ولا يجوز للمومنة ان تنکح الناصب المعلن بعداوة اهل البيت
عليه السلام

”مومنہ (یعنی شیعہ عورت) کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ناصبیہ (یعنی سنی) سے نکاح
کرے کہ وہ اہل بیت علیہ السلام سے کھلی عداوت رکھتا ہے۔“
مزید لکھتا ہے:

وكذا لا يجوز للمومن ان ينکح الناصبية

”اسی طرح مومن (شیعی مرد) کے لیے بھی یہ روا نہیں ہے کہ وہ ناصبیہ (یعنی سنی عورت) سے
نکاح کرے۔“

مزید وضاحت کے ساتھ یہ بھی لکھتا ہے:

وكذا لا يجوز للمومن ان ينکح الناصبية والغالية لانهما بحکم

الكفار وان انتحلا دين الاسلام (تحریر الوسیلہ: 2/260)

”مومن (یعنی شیعی مرد) کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ناصبی اور غالیوں کی عورتوں سے
نکاح کرے اس لیے کہ یہ دونوں فرقے کفار میں شمار ہوتے ہیں، اگرچہ یہ دونوں اپنے
آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔“

اہل السنۃ کے پیچھے نماز:

شیعہ اہل السنۃ کی اقتداء میں نماز کو ناجائز کہتے اور اس طرح پڑھی گئی نماز کو باطل قرار دیتے ہیں

، ماسوا اس صورت کے کہ یہ نماز رواداری یا تقیہ کے طور پر پڑھی گئی ہو، اس سلسلے میں شیعوں کی کتاب ”الحسن“ میں یہ روایت وارد ہوئی ہے:

عن الفضیل بن یسار قال: سألت ابا جعفر علیہ السلام عن مناکحة الناصب والصلاة خلفه فقال: لا تناکحه ولا تصلى خلفه

(کتاب المحاسن: 161)

”فضیل بن یسار کا بیان ہے کہ میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے ناصبیوں کے ساتھ نکاح کرنے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ابو جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپ نے کہا: اس کے ساتھ نہ نکاح کرو۔“
متنازع شیعہ عالم نعمۃ اللہ الجزائری نے بھی اپنی کتاب ”الانوار النعمانیہ“ میں اس موقف کی تصدیق و تائید کی ہے، چنانچہ اس نے لکھا ہے:

واما الناصبی وأحواله وأحكامه فهو مما یتیم بیان امرین: الاول فی بیان معنی الناصب الذی ورد فی الأخبار انه نجس وانه شر من اليهودی والنصرانی والمجوسی وانه کافر نجس باجماع علماء الامامیہ رضوان الله علیهم (الانوار النعمانیة: 2/306)

”ناصبی (یعنی سنی) کے احوال و احکامات و امور کی وضاحت کے محتاج ہیں، اولاً: اخبار و روایات میں مذکور ناصبی کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ وہ نجس ہے اور وہ یہودی، نصرانی اور مجوسی سے بھی زیادہ برا ہے۔ اور یہ علماء امامیہ رضوان اللہ علیہم کے نزدیک متفقہ طور پر کافر و نجس ہے۔“

اس کے علاوہ شیعہ، امام اہل السنۃ، امام احمد بن حنبلؒ کی شخصیت کیلئے بھی ناصبی کا لفظ استعمال کرتے ہیں، چنانچہ نویں صدی کے مشہور شیعہ عالم باطنی نے امام احمد بن حنبلؒ کے متعلق جال، پستان والے کی نسل اور بدترین ناصبی کے الفاظ استعمال کئے ہیں، یاد رہے کہ سیدنا علی بن ابی طالبؑ کے دور میں فرقہ خوارج کا ایک سربراہ تھا، جسے ”ذوالنہیہ“ (پستان والا) کہا جاتا تھا، باطنی کے الفاظ ملاحظہ کیجئے، لکھتا ہے:

ان الامام احمد من اولاد ذی الثدیۃ، جاہل، شدید النصب

(الصراط المستقیم الی مستحق التقدیم: 3/322)

”امام احمدؒ پستان والے کی نسل سے، جاہل اور بدترین ناصبی ہے۔“

شیعوں کا مسلمانوں کی جانوں اور انکے اموال کے متعلق موقف:

شیعوں کے نزدیک مسلمانوں، خاص طور پر اہل السنہ کے مال و جان مباح ہیں، ان کی معتد کتابوں کے اندر ایسی روایات موجود ہیں، جن میں اہل السنہ کو قتل کرنے اور ان کے مال و متاع کو چھین لینے کی کھلی تلقین اور ترغیب دی گئی ہے۔ ان کے امام مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں اپنی سند کے ساتھ ابن فرقد کی یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابن فرقد قال قلت لابی عبد الله عليه السلام ما تقول فی قتل الناصبی ؟ قال حلال الدم ، أنتقی عليك ، فان قدرت ان تقلب عليه حائطا ، او تغرقه فی ماء لکی لا يشهد به عليك فافعل
 ”ابن فرقد کا بیان ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے ناموسی کے قتل کے متعلق دریافت کیا، تو انہوں نے کہا کہ ناموسی کا خون حلال ہے مگر سخت احتیاط کی ضرورت ہے، لہذا اگر ہو سکے تو ایسے انداز سے اس پر دیوار کو گرا دے یا اسے پانی میں ڈبو دے کہ تیرے اس فعل پر اس کی نگاہ نہ پڑے کہیں وہ تیرے خلاف گواہی نہ دے ڈالے، اب ممکن ہو سکے تو اسے ضرور قتل کر دے۔“

یہ روایت ولایت کرتی ہے کہ شیعہ اہل السنہ کی جانوں اور ان کے مال و اسباب کو بالکل اپنے یہودی آقاؤں کی طرح اپنے لئے مباح قرار دیتے ہیں، دورِ حاضر کے شیعوں کا بھی یہی عقیدہ ہے جیسا کہ عصرِ حاضر کے شیعہ امام اور ان کے الجچہ العظمیٰ، آیت اللہ خمینی نے اپنی کتاب ”تحریر الوسیلہ“ میں غس کے بیان کے تحت یہ لکھا ہے:

والأقوی الحاق الناصبی باهل الحرب فی اباحة ما غنمتم منهم
 وتعلق الخمس به بل الظاهر جواز اخذ ماله این وجد ویأی نحو
 کان ووجوب اخراج خمسة (تحریر الوسیلہ)

”راخ بات یہ ہے کہ ناموسی (یعنی سنی) کو مال غنیمت اور اس سے غس کے مسئلہ میں اہل حرب کافروں کے ساتھ شامل کیا جائے گا۔ بلکہ ناموسی کے مال کو جہاں بھی ملے اور جس بھی طریقہ سے ممکن ہو سکے چھین لیا جائے اور اس سے غس کو نکالا جائے۔“

مذکورہ بالا قول میں خمینی نے اپنے پیروکاروں کو اہل السنہ کے مال و متاع کو جہاں بھی ملے اور جیسے

بھی ممکن ہو سکے چھین لینے کی اجازت کا فتویٰ دیا ہے، اہل السنہ کے متعلق قیمتی کے اس کھلے اور واضح موقف پر اس کے معاصر علماء میں سے کسی نے بھی رد نہیں کیا، اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اس موقف پر قیمتی کے تمام معاصر شیعی علماء کا اتفاق ہے۔ اسی طرح شیعی علماء اپنے یہودی آکاؤں کی طرح اپنے مخالفین سے سودی لین دین کو مباح سمجھتے ہیں، جیسا کہ ان کی متعدد کتابوں ”کافی، من لایحضرہ الفقیہ اور الاستبصار“ میں رسول کریم ﷺ کی طرف یہ جھوٹی، من گھڑت اور خود ساختہ روایت منسوب کی گئی ہے کہ آپ کا ارشاد ہے:

لیس بیننا و بین اہل حربنا ربا ناخذ منهم الف درہم بدرہم
وناخذ منهم ولا نعطیہم

”ہمارے اور ہمارے دشمنوں کے مابین سود ممنوع نہیں ہے، ہم ان سے ایک درہم کے عوض ہزار درہم وصول کر سکتے ہیں، تاہم ہمیں ان سے سود لینے کی اجازت ہے، انہیں دینے کی نہیں۔“

ایسا ہی ایک قول کتاب ”من لایحضرہ الفقیہ“ میں صادق سے مروی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

لیس بین المسلم و بین الذمی ربا ولا بین المرأة و بین زوجها ربا
(نواب الاعمال وعقاب الاعمال: 215، بحار الانوار للمجلسی 27/235)

”مسلمان اور ذمی کے مابین سود ممنوع نہیں ہے، اسی طرح خاوند اور بیوی کے درمیان بھی سود کی ممانعت نہیں ہے۔“

اہل السنہ کی اخروی زندگی کے متعلق شیعوں کا موقف:

اہل السنہ کی اخروی حیات کے متعلق شیعوں کا جو موقف ہے وہ یہ ہے کہ ان کے عقیدہ کے مطابق اہل السنہ اور دیگر تمام مخالفین ابدالاً یا کیلئے جہنم میں رہیں گے، چاہے وہ کتنے ہی عبادت گزار، متقی اور پرہیزگار ہی کیوں نہ ہوں، ان کی عبادتیں اور اخروی محنتیں انہیں اللہ کے عذاب سے قیامت کے دن نجات نہ دلا سکیں گی، صدوق نے عقاب الاعمال میں صادق کا یہ قول نقل کیا ہے:

ان الناصب لنا اہل البیت لایبالی صام ام صلی، زنا ام سرق انه
فی النار انه فی النار

”ہمارا یعنی اہل بیت کا دشمن روزہ دار ہو، یا نمازی، زانی ہو یا چور فکر نہ کرے وہ جہنمی ہے وہ

”جہنمی ہے“

اسی طرح ایان بن تغلب کی ایک روایت اسی کتاب میں مذکور ہے:

قال: قال ابو عبد الله عليه السلام "كل ناصب وان تعبد واجتهد يصير الى هذه الاية" عاملة ناصبة تصلني ناراً حامية (ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، للصدوق: 247)

”ایان بن تغلب کہتا ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہا، ہر ناصبی (یعنی سنی) چاہے وہ کتنی عبادت و ریاضت کر لے اس کا انجام اس آیت کے مطابق ہوگا، مصیبت جھیلے ہوں گے، خستہ ہوں گے، جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔“

کتاب الحاسن میں علی الحدادی کی یہ روایت مذکور ہے:

عن علي الخدمي قال: قال ابو عبد الله عليه السلام ان الجار يشفع لجاره والحميم لحميمه ولو ان الملائكة المقربين والانبياء المرسلين شفعوافي ناصب ما شفعو (كتاب المحاسن: 184)

”علی الحدادی کا بیان ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہا: پڑوسی اپنے پڑوسی کے حق میں اور قلعہ دوست اپنے گھرے دوست کے حق میں سفارش کر چکے (ان کی سفارش کو قبول بھی کر لیا جائے گا) مگر ناصبی (یعنی سنی) کے حق میں سفارش کو قبول نہیں کیا جائے گا، چاہے مقرب فرشتے اور انبیاء و مرسلین بھی ان کے لئے سفارش پیش کرنے والے ہوں۔“

شیعوں اور یہودیوں کے مابین اپنے مخالفین کی تکفیر اور ان کی جان و مال کی

اباحت میں مشابہت

اولاً.....

یہودی اپنے سوا سب کو کافر کہتے ہیں اور ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ سب لوگ بت پرست ہیں اور صحیح دین سے محروم ہیں، جیسا کہ تلمود میں لکھا ہے:

كل الشعوب ما عدا اليهود وثنيون وتعاليم الحاخامات مطابقة لذلك

”تمام غیر یہودی اقوام بت پرست ہیں، یہ عقیدہ حاخاموں کی تعلیمات کے عین مطابق محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے۔“

اسی طرح شیعہ بھی اپنے علاوہ دوسرے مسلمانوں کو کافر گردانتے ہیں، ان کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ ملت اسلام پر ان کے علاوہ کوئی بھی قائم نہیں ہے۔ اس سلسلے میں یہ لوگ اپنے ائمہ سے متعدد روایات نقل کرتے ہیں، مثلاً ایک روایت ہے:

ما احد على فطرة الاسلام غيرنا وشيعتنا وسائر الناس من ذلك
براء

”ہم اہل بیت کے علاوہ اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی بھی فطرت اسلام پر قائم نہیں ہے، باقی تمام لوگ اس سے لاتعلق ہیں۔“

ثانیاً.....

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے علاوہ تمام لوگ جہنمی ہیں اور وہ اس میں ابد الابد تک رہیں گے جیسا کہ تلمود میں ہے:

ان النعيم ماوى ارواح اليهود ولا يدخل الجنة الا اليهود، اما
الجحيم فماوى الكفار من المسلمين ولا نصيب لهم فيما سوى
البكاء لما فيها من الظلام والعنوفة

”جنت یہودیوں کا ٹھکانہ ہے کہ جنت میں صرف یہودی ہی داخل ہوں گے، رہی جہنم تو یہ کافروں، یعنی مسلمانوں اور مسیحیوں کا مستقر ہے، اس تاریک اور بدبودار مقام میں ان کیلئے رونے کے علاوہ اور کچھ مقدر نہ ہوگا۔“

بھینہ اسی طرح شیعوں کا اپنے علاوہ دیگر مسلمانوں کے متعلق عقیدہ ہے کہ وہ اور ان کے مذہبی پیشوا جہنم میں داخل ہوں گے، اپنے ائمہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں:

صرنا نحن وهم وسائر الناس همج للنار والى النار
”جنت میں ہم اور ہمارے شیعہ ہی داخل ہوں گے (ہمارے علاوہ) باقی سارے لوگ جہنمی درندے ہیں، جو جہنم کی طرف دوڑیں گے۔“

ثالثاً.....

یہودی ہوں یا شیعہ، دونوں کا مذہب نسل پرستی اور عصبیت پر قائم ہے، یہ دونوں مذہب خاص

گردہوں اور انسانی طبقات کو قطعیت کے ساتھ جہنم کے لئے متعین کرتے ہیں، یہودی مسلمانوں سور مسیحیوں کو جہنمی قرار دیتے ہیں، تو شیعہ ماسیوں (یعنی اہل السنہ) کو ہمیشہ ہمیش کیلئے جہنمی کہتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے ائمہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں:

کل ناصب وان تعبد واجتهد يصير الى هذه الایة "عاملة ناصبة،
تصلی ناراً حامیة"

"ہر نامی چاہے وہ کتنی ہی عبادت اور ریاضت کر لے، اس کا انجام اس آیت کے مطابق ہوگا "مصبیت جھلپتے ہوں گے، خستہ ہوں گے، جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے"

رابعاً.....

یہودیوں اور شیعوں کا مسلمانوں کے متعلق کامل اور قطعی اتفاق ہے کہ یہ جہنم میں داخل ہوں گے، یہ ان دونوں کی مسلمانوں کے خلاف بغض و عناد اور شدید عداوت میں موافقت و اتحاد کی کھلی دلیل ہے۔
خامساً.....

یہودی اپنے مخالفوں کے خون کو مباح سمجھتے ہیں، جیسا کہ تلمود میں لکھا ہے:

حتى افضل القوم يجب قتله

"یہاں تک کہ (غیر یہودی) معتدل ترین شخص کو بھی قتل کر دینا ضروری ہے۔"

اسی طرح شیعہ بھی اپنے مخالفین کا خون بہا دینے کو جائز قرار دیتے ہیں جیسا کہ ان کی کتب کے اندر یہ لکھا ہے:

ان ابا عبد الله سئل عن قتل الناصب فقال "حلال الدم والمال"

"ابو عبد اللہ سے نامی (یعنی سنی) کے قتل کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: اس کا

خون حلال ہے اور اس کا مال بھی۔"

سادساً.....

یہودی اپنے مخالفوں کو ہلاک کرنے کیلئے دھوکہ، فریب اور سازش کا حربہ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ تلمود میں لکھا ہے:

محرم علی اليهودی ان ینجی احدا من الاجانب من هلاك

یخرجہ من حفرة یقع فیها بل علیہ ان یسدها حجر

یہودیوں پر کسی اجنبی (غیر یہودی) شخص کو ہلاکت سے بچانا یا اسے گھائی یا گڑھے سے بچانا یا کانا حرام ہے، ان پر تو یہ لازم ہے کہ پتھر کے ذریعہ سے گڑھے کے منہ کو ان پر بند کر دے۔“

شیعہ بھی اپنے مخالفوں سے خلاصی حاصل کرنے کیلئے یہی طریقہ استعمال کرتے ہیں، ان کی ابو عبد اللہ سے بیان کردہ ایک روایت میں ہے:

سئل عن قتل الناصب فقال: حلال الدم والمال أنتی علیک فان قدرت ان تقلب علیہ حائطا او تغرقہ فی ماء لکی لا یشہد بہ علیک فافعل

”ابو عبد اللہ سے ناہمی (یعنی سنی) کے قتل کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: ناہمی کا خون حلال ہے، مگر سخت احتیاط کی ضرورت ہے، لہذا اگر ہو سکے تو اس پر دیوار کو گرا دے یا اسے پانی میں ڈبو دے کہ تیرے اس فعل پر اس کی نگاہ نہ پڑے، کہیں وہ تیرے خلاف گواہی نہ دے ڈالے، ایسا ممکن ہو سکے تو اسے ضرور قتل کر دے۔“

سابقہ.....

یہودی اپنے مخالفین کی املاک و ثروت کو اپنے لئے مباح سمجھتے ہیں اور اپنے پیروکاروں کو ان سے ہر ممکن وسیلہ طریقہ سے چھین لینے کی ترغیب دیتے ہیں جیسا کہ تلمود میں مذکور ہے:

ان الله سلط الیہود علی اموال باقی الامم ودمائهم
 ”اللہ نے یہودیوں کو باقی (غیر یہودی) اقوام کی جانوں اور ان کے اموال پر اقتدار و اختیار عطا کیا ہے۔“

اسی طرح شیعہ بھی دیگر مسلمانوں کے مال و متاع کو اپنے لئے حلال سمجھتے ہیں اور اپنے ہم مذہبوں کو تلقین کرتے ہیں کہ یہ مال جہاں ملے اور جس بھی طریقہ سے ملے چھین لیں، اس سلسلے میں یہ لوگ صادق کا یہ قول بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں:

انه قال: خذ مال الناصبی حیث وجدت وابعث بالخمس
 ”صادق نے کہا ہے کہ ناہمی کے مال کو جہاں سے بھی ملے غصب کر لو اور اس کا خمس بھیج

دو“

اس کے علاوہ غنی کا یہ فتویٰ بھی:

والظاہر جواز اخذ مالہ این وجد ویای نحو کان
 ”نامی کے مال کو جہاں سے ملے اور جس بھی طریقہ سے ملے چھین لینے کا جواز بالکل
 راجح اور ظاہر ہے۔“

چامناً.....

یہودی اپنے مالی معاملات میں آپس میں سودی لین دین کو حرام جانتے ہیں جب کہ غیر یہودیوں
 سے سود لینے کو بالکل جائز سمجھتے ہیں جیسا کہ ”سفر النجیہ“ میں مذکور ہے:

للاجنبی تقرر ض بالربا لکن لاخیک لا تقرر ض بربا
 ”اجنبی (غیر یہودی) کو سود پر قرض دو مگر اپنے بھائی (یہودی) کو سود پر قرض نہ دیا کرو۔“
 اسی طرح شیعہ بھی آپس میں سودی لین دین کو حرام سمجھتے ہیں جب کہ ذمیوں اور اہل النہ سے
 سود وصول کرنے کو جائز تصور کرتے ہیں جیسا کہ ان کی کتابوں میں مذکور ہے:

لیس بین الشیعی والذمی ولا بین الشیعی والناصبی ربا
 ”شیعوں اور ذمیوں کے درمیان اور شیعوں اور ناصبیوں کے درمیان سود ممنوع نہیں
 ہے۔“

تاسعاً.....

یہودی مذہب کی رو سے یہودی شخص کا غیر یہودیہ عورت سے نکاح ذواج حرام ہے، ایسا
 کرنے والا شخص گناہگار اور یہودی تعلیمات کا مخالف گردانا جاتا ہے، جیسا کہ ”سفر الخرج“ میں مذکور
 ہوا ہے، اسی طرح شیعہ بھی غیر شیعوں خاص طور پر اہل النہ سے زواج کو حرام قرار دیتے ہیں اور ایسا
 کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی محرمات کو پامال کرنے والا سمجھتے ہیں، اس سلسلے میں شیعہ کتب میں یہ روایت مذکور
 ہے:

عن ابی جعفر انه سئل عن مناکحة الناصبی والصلاة خلفه فقال:
 لا تناکحه ولا تصلى خلفه

”ابو جعفر سے ناصبیوں سے نکاح اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی بابت سوال کیا گیا تو
 انہوں نے کہا: ان کے ساتھ نہ نکاح کرو اور نہ ہی ان کی اقتداء میں نماز پڑھا کرو۔“

یہ چند ایک مسائل و معاملات ہیں، جن میں شیعہ اور یہودی اپنے مخالفین کی تکفیر اور ان کی جان و
 مال کی اباحت کے عقیدہ کی وجہ سے باہمی طور پر متفق ہیں، ان مقامات میں ان دونوں گروہوں کے

درمیان ظاہر و بین مشابہت کو بخوبی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، یہاں تک کہ دونوں کی متعلقہ معاملہ میں نصوص و روایات میں بھی کمال درجہ کی مماثلت پائی جاتی ہے، اس سے ہمارے اس موقف کو تقویت ملتی ہے کہ شیعوں میں یہ عقائد بنیادی طور پر یہودی مخالف و اسفار اور تلمود سے ہی نکلے ہوئے ہیں، پھر ان روایات میں عیسائی رنگ و اسلوب کی مناسبت کے پیش نظر رد و بدل کر کے اور بعض عبارتوں میں تغیر کے ذریعہ سے آل بیت علیہم السلام کی طرف جھوٹ اور افتراء کے ساتھ منسوب کر دیا گیا ہے۔



شیعوں اور یہودیوں کے مابین کتاب اللہ کی تحریف کے معاملہ میں موافقت

یہودیوں کی مقدس کتاب (۱۲۹) اجزاء پر مشتمل ہے، ان میں سے پہلے پانچ اجزاء تو یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی تورات موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی۔ اور اسے موسیٰ علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھ سے تحریر کیا تھا۔ ان کے علاوہ عہد قدیم کے باقی اسفار کے متعلق ان کا یہ موقف ہے کہ ان کو موسیٰ علیہ السلام کے بعد تشریف لانے والے دوسرے انبیاء بنی اسرائیل نے تحریر کیا ہے۔ لیکن سچی درست بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو الواح پر تحریر شدہ تورات عطا فرمائی تھی۔ اس میں بنی اسرائیل کے لیے نصیحت اور ہر معاملہ میں مکمل تفصیل موجود تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو تورات میں بیان شدہ احکامات کی اطاعت و التزام کا حکم فرمایا تھا اور انہیں یہ حکم بھی دیا گیا کہ وہ اپنی قوم کو توراۃ کے عہدہ اور احسن احکامات کی اتباع اور پیروی کا حکم دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم میں ایک جگہ بیان فرمایا ہے کہ یہودیوں نے خود ہی تورات کو لکھا ہے لیکن انہوں نے توراۃ کی بہت ساری آیات کو چھپا دیا ہے۔ ارشاد الہی ہے:

قل من انزل الكتاب الذي جاء به موسىٰ نورا وهدى للناس

تجعلونه قراطيس تبدونها وتخفونها كثيرا وعلمتم ما لم تعلموا

انتم ولا اباؤكم قل الله ثم فرهم في خوضهم يلعبون۔ (انعام-91)

”آپ کہیے! وہ کتاب کس نے نازل کی تھی؟ جسے لے کر موسیٰ آئے تھے، نور اور لوگوں

کے لیے ہدایت تھی جس کو تم نے (مختلف) اوراق کر رکھا ہے کہ انہیں ظاہر کر دیتے ہو

اور بہت کچھ چھپا جاتے ہو۔ اور تم کھائے گئے ہو وہ جو تم نہیں جانتے تھے نہ تم اور نہ

تمہارے باپ دادا، آپ کہیے! کہ اللہ نے (اسے نازل کیا ہے) پھر انہیں ان کے مشظوں

میں یہودگی سے پڑے رہنے دیجیے۔“

بلکہ یہودیوں نے توراۃ کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے گئے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا

اس کجھاغت کرنے کی بجائے انہوں نے کئی اشیاء کو بھلا دیا، یہ دلیل ہے اس چیز کی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمودہ امانت ”کتاب توراۃ“ کی حفاظت کے تقاضوں کو پورا کرنے میں شدید ترین غفلت اور کوتاہی کا ارتکاب کیا، ارشاد الہی ہے:

فَمَا نَقْضُهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَلْسِيَةً يَحِرفُونَ الْكَلِمَ
عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خِائِنَةٍ
مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
(سورة المائدة: 13)

”غرض ان کی بیان شکنی ہی کی بناء پر ہم نے انہیں رحمت سے دور کر دیا ہے اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا ہے، وہ کلام کو اس کے موقع و محل سے بدل دیتے ہیں اور جو کچھ انہیں نصیحت کی گئی تھی اس کا ایک (بڑا) حصہ بھلا بیٹھے ہیں۔ اور ان میں سے بجز محدود و بے چند کے آپ کو ان کی ذہانت کی اطلاع آئے دن ہوتی رہتی ہے، سو آپ ان کو معاف کر دیجئے اور (ان سے) دور گزر کیجئے، بے شک اللہ نیک کاروں کو پسند کرتا ہے۔“

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ وہ توراۃ جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا، وہ اس کے ایک حصہ میں یہودیوں کی طرف سے تحریف کی وجہ سے اور دوسرے حصہ کو یہودیوں کے بھلا دینے کی وجہ سے گم ہو گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں جن لوگوں نے توراۃ کی مکمل صحت و درستی کا دعویٰ کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو مکمل توراۃ پیش کرنے کا حکم دیا لیکن وہ مکمل توراۃ پیش نہ کر سکے، اس لئے کہ جو توراۃ ان کے پاس موجود تھی، یہ قطعاً وہ نہ تھی جسے اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے نازل فرمایا تھا، ارشاد الہی ہے:

قُلْ فَاتُوا بِالْتَّوْرَةِ فَاتْلَوْهَا إِنَّ كُتُبَكُمْ صَادِقِينَ (سورة آل عمران: 93)

”آپ کہیئے اگر توراۃ لاؤ اور اسے پڑھو! اگر تم سچے ہو۔“

اس آیت سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ توراۃ مکمل طور پر درست نہیں ہے، اگر یہودیوں کے پاس توراۃ کا ایک جز بھی صحیح موجود ہوتا تو وہ اسے ضرور پیش کرتے، اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ یہودیوں کے پاس توراۃ کا صحیح اور حقیقی نسخہ موجود نہیں ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو چیلنج فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے توراۃ کو ضائع کر دینے کی وجہ سے یہودیوں کی مذمت فرمائی ہے اور انہیں گدھوں کے ساتھ مشابہت دی ہے، اس لئے کہ یہودی اور گدھ کتاب کے حامل ہونے اور اس سے فائدہ نہ اٹھانے کی خاصیت میں

کمل مماثلت رکھتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مثل الذين حملوا التوراة ثم لم يحملوها كمثل الحمار يحمل
اسفارا بنس مثل القوم الذين كذبوا بايت الله والله لا يهدي القوم
الضالين (سورة الجمعة: 5)

”جن لوگوں کو توراۃ پر عمل کا حکم دیا گیا تھا، پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا، ان کی مثال اس
گدھے کی سی ہے جو کتابیں لادے ہو، (کیسی) بری مثال ہے ان قوم والوں کی جنہوں
نے اللہ کی آجوں کو جھٹلایا۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو (توفیق) ہدایت نہیں دیا کرتا۔“

جو شخص بھی توراۃ کی نصوص و عبارات کا باریک نظری سے جائزہ لے گا اسے کامل یقین ہو جائے
گا کہ ان نصوص کو لکھنے والا موسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ کوئی اور ہے، اسی طرح جو شخص عہد قدیم کے پہلے پانچ
صحیفوں (اسفار) جن کے متعلق یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہی انہیں لکھا تھا اور اسی عقیدہ کی
بنیاد پر وہ ان اسفار کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں کو اپنے سامنے رکھے گا تو اسے اس حقیقت کے تسلیم
کرنے میں ذرا سا بھی تردد نہیں ہوگا کہ پانچوں اسفار سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے تحریر فرمودہ نہیں ہیں بلکہ ان
کا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے لکھا ہوا ہونا ایک ناممکن اور محال امر ہے۔ کیونکہ خود ان اسفار کی نصوص
دلالت کرتی ہیں کہ انہیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد اور بہت بڑی مدت کے بعد لکھا گیا ہے۔ قدیم و جدید
محققین نے ایسی متعدد مثالیں بیان کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اسفار کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی
طرف منسوب کرنے کا معاملہ کلیۃً باطل اور محال ہے۔

یہودیوں کی اپنی کتاب مقدس میں تحریف کی چند مثالیں:
پہلی مثال.....

سفر متھیہ کی چوبیسویں فصل میں مذکور ایک روایت میں موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور پھر موآب کے
علاقہ میں ان کی تدفین کے متعلق بیان ہوا ہے۔ توراۃ میں مذکورہ آیت کے الفاظ یہ ہیں:

فمات هناك موسى عبد الرب في ارض مؤاب حسب قول الرب
ودفنه في الجواء في ارض مؤاب مقابل بيت فغور ولم يعرف
انسان قبره الى هذا اليوم وكان موسى ابن مائة وعشرين سنة حين
مات۔ انتہی،

”اس وقت مَوَاب کی سرزمین میں رب کے حکم کے تحت رب کے غلام موسیٰ کو وفات آگئی اور انہیں مَوَاب کی زمین نفور کے گھر کے مقابل جواء (نام مقام) میں دفن کر دیا گیا، ان کی قبر کے متعلق تا حال کسی کو معلوم نہیں ہو سکا۔ وفات کے وقت موسیٰ کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔“

سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا کسی عقل مند انسان کے لیے اس بات کو سچا تسلیم کر لینا ممکن ہو سکتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بذات خود توراۃ کے اندر اپنی وفات، تدفین اور بنو اسرائیل کے آپ پر رونے کی تفصیلات کو قلمبند کر دیا ہے۔ پھر مذکورہ بالا عبارت میں سے ”ان کی قبر کے متعلق تا حال کسی کو معلوم نہیں ہو سکا“ کے جملہ پر غور و فکر کے ذریعہ سے ایک نہایت ہی اہم بات معلوم ہوتی ہے جس سے پوری قطعیت سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ جملہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے طویل ترین مدت کے بعد لکھا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی قبر کی شناخت اسی لمبی مدت کی وجہ سے ناممکن ہوئی اور اس طرح کی صورت عام حالات کے مطابق اسی وقت ممکن ہو سکتی ہے کہ جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد اور اس صحیفہ کی تالیف کے دوران یہودیوں کی کئی نسلیں گزر چکی تھیں۔

www.KitaboSunnat.com

دوسری مثال.....

سفر الخرج میں لکھا ہے:

فقال الرب موسى انظر انا جعلتك الها لفرعون وهارون اخوك
يكون نبك

”رب نے موسیٰ سے کہا: دیکھ! میں نے تجھے فرعون کا معبود بنادیا ہے اور تیرا بھائی ہارون
تیرا نبی ہوگا۔“

یہودیوں کے پاس موجود توراۃ کی اکیلی ہی عبارت ہمارے اس دعویٰ کی مضبوط اور ٹھوس دلیل ہے کہ توراۃ میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ وگرنہ یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ فرمایا ہو کہ ”میں نے تجھے معبود کا منصب عطا کیا ہے۔“ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ سمیت جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام کو بھیجا ہی اس کام کے لیے گیا تھا وہ لوگوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی الوہیت و ربوبیت میں اس کی وحدانیت کا پرچار کریں اور اسی کی دعوت دیں۔

ہماری طرح یہودیوں کے علماء و احبار بھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد توراۃ میں کی گئی تحریف کا اعتراف کرتے ہیں، یہودیوں کے بہت بڑے عالم ساموئل ابن یحییٰ نے اسلام کی دولت سے

الامال ہونے کے بعد اپنی کتاب میں لکھا ہے:

علمائهم واحبارهم يعلمون ان هذه التوراة التي بايديهم لا يعتقد احد من علمائهم واحبارهم انها المنزلة على موسى البتة لان موسى صان التوراة عن بني اسرائيل ولم يثنها فيهم وانما سلمها الى عشيرته اولاد ليوى ولم يبذل موسى من التوراة لبني اسرائيل الا نصف سورة يقال لها هائينزو، وهؤلاء والائمة الهارونون الذين كانوا يعرفون التوراة ويحفظون اكثرها قتلهم بختصر على دم واحد يوم فتح بيت المقدس ولم يكن حفظ التوراة فرضا ولا سنة بل كان كل واحد من الهارونيين يحفظ فصلا من التوراة

(كتاب افحام اليهود: 135)

”یہودی علماء واحبار اس حقیقت سے کما حقہ آگاہ ہیں کہ یہ توراۃ جو ان کے پاس موجود ہے، اس کے معلق ان کے احبار و علماء میں سے کوئی ایک بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ واقعتاً یہ وہی توراۃ ہے جسے موسیٰ پر نازل کیا گیا تھا، اس لیے کہ موسیٰ نے بنو اسرائیل سے توراۃ کو محفوظ کر کے رکھا اور اسے انہوں نے عام نہیں کیا تھا، انہوں نے تو اسے اپنے خاندان، یعنی لیوی کی اولاد کے حوالہ کیا تھا۔ بنو اسرائیل کے لیے موسیٰ نے توراۃ کی صرف آدمی سورت کو عام کیا تھا، اس سورۃ کا نام ہائیزو ہے اور یہ ہارونی امام تھے۔ یہ توراۃ کے عالم اور اس کے اکثر حصہ کو زبان یاد رکھتے تھے، انہیں تو بیت المقدس کی فتح کے موقع پر بخت نصر نے مجموعی طور پر قتل کر ڈالا تھا، پھر توراۃ کو یاد کرنا نہ فرض تھا اور نہ ہی سنت بلکہ ہارونوں کا ہر فرد از خود توراۃ کے ایک حصہ کو حفظ کر لیا کرتا تھا۔“

عزراہ و راق ہی کتاب مقدس کا حقیقی مؤلف ہے:

یہ بات تو ہمیں معلوم ہوگئی کہ محرف توراۃ کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے نہیں لکھا ہے لیکن یہاں ایک بہت بڑا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس تحریف شدہ توراۃ کا کاتب کون ہے.....؟
ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتے ہیں کہ اس موضوع پر محققین علماء کی لکھی ہوئی تحقیقات کے مطالعہ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کی پختہ رائے یہ ہے کہ تحریف کے بعد توراۃ کا کاتب ”عزراہ

الوراق“ ہے۔ اور اس نے یہ کتاب یروشلم پر بابلی حکمران بخت نصر کی یلغار، ہیکل سلیمانی کی بربادی اور یہودیوں کی بہت بڑی تعداد کے قتل ہو جانے کے بعد لکھی ہے، چنانچہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الغیصل“ میں لکھا ہے:

ان عزراء الوراق هو الذي املى على اليهود التوراة من حفظه
وكان املاء عزراء للتوراة بعد ازيد من سبعين سنة من خراب بيت
المقدس

”عزراء الوراق ہی وہ شخص ہے جس نے اپنی یادداشت سے یہودیوں کو توراة لکھوائی تھی
اور عزراء کا توراة لکھوانے کا عمل بھی بیت المقدس کی ویرانی و تباہ حالی سے سترے بھی زائد
سالوں کے بعد وقوع پذیر ہوا تھا۔“

اس کی تائید امام ساموئل ابن نجی المغربی کے ان کلمات سے ہوتی ہے، لکھتے ہیں:

فلما رای عزراء ان القوم قد احرق هیکلهم وزالت دولتهم،
وتفرق جمعهم ورفع کتابهم جمع من محفوظاته ومن الفصول
التي يحفظها الکهنه ما لفق منه هذه التوراة التي بايديهم الآن
ولذلك بالغوا في تعظيم عزراء هذا غاية المبالغة وزعموا ان النور
الى الآن يظهر على قبره الذي عند بطائح العراق لانه عمل لهم
کتبا يحفظ دينهم فهذه التوراة التي بايديهم على الحقيقة کتاب
عزراء وليس کتاب الله (کتاب ”افحام اليهود: 139)

”جب عزراء نے یہ دیکھا کہ یہودیوں کا ہیکل نذر آتش کر دیا گیا ہے ان کی حکومت زوال
سے دوچار ہو گئی ہے اور ان کا شیرازہ بکھر گیا ہے اور ان کی کتاب بھی ان سے اٹھالی گئی ہے
تو اس نے اپنی یادداشت سے اور کاتبوں کے حفظ کردہ اجزاء کی مدد سے اس توراة
کو مرتب کیا جو اس وقت یہودیوں کے پاس موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ یہودی عزراء کی
حد درجہ تعظیم و توقیر بن جالاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ عراق کے میدانوں میں موجود اس کی قبر
سے ابھی تک نور کی برسات ہو رہی ہے کہ اس نے انکے لیے ایسی کتاب مرتب کر دی ہے
جس سے ان کا دین محفوظ ہو گیا ہے، لہذا یہودیوں کے پاس موجود توراة عزراء کی لکھی
ہوئی کتاب..... ”کتاب اللہ“ ہرگز نہیں۔“

شیعہ اور ان کی قرآن پاک میں تحریف:

شیعوں کا قرآن کریم کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ اس میں تحریف اور تبدیلی ہوئی ہے، بہت ساری آیات کو اس میں بڑھا دیا گیا ہے اور کچھ کو اس میں سے نکال دیا گیا ہے۔ اور نکال دی گئی آیات اس وقت مسلمانوں کے پاس موجودہ قرآن سے دو گنا زائد تھیں بلکہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں سے سرفہرست خلفاء ثلاثہ "ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم ہیں نے قرآن میں تحریف کی ہے اور اس میں سے بہت سارے حصے کو نکال دیا ہے، کہتے ہیں: ساقط شدہ آیات کا تعلق درج ذیل دو بڑے اور بنیادی موضوعات کے ساتھ ہے۔

①..... اہل بیت اور خاص طور پر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کی امامت کے متعلق قرآنی تصریحات

②..... مہاجرین و انصار کے عیوب اور نقائص، ان مہاجرین و انصار کو شیعہ منافق کہتے ہیں۔ بقول ان کے یہ لوگ اسلام میں سازش ریزی کے ساتھ داخل ہوئے تھے۔

شیعوں کا قرآن کے متعلق یہی عقیدہ ہے جیسا کہ ان کی مشہور کتب تفسیر و حدیث میں اس کے متعلق ان کے علماء کی تصریحات موجود ہیں لیکن موجودہ دور کے شیعہ علماء اس عقیدہ کا انکار کرتے ہیں اور ان کا یہ انکار اس وجہ سے نہیں ہوا ہے کہ انہیں اس عقیدہ کی خرابی کا علم ہو گیا ہے یا وہ حق کی طرف رجوع کے طلبگار ہو گئے ہیں بلکہ بعض اوقات ان کی زبانی لغزشوں اور قلموں کی بے اعتدالی سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ ابھی تک اپنے قدیمی غبیث عقیدہ پر قائم ہیں اور اس سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جب دیکھا کہ علماء مسلمان اس عقیدہ سے نفرت کرتے اور اس سے حد درجہ کراہت کرتے ہیں تو انہیں خطرہ لاحق ہو گیا کہ اگر وہ اس کا کھل کر اظہار و اعلان کر دیتے تو اس کے رد عمل میں پیدا ہونے والے نتائج ان کے لیے انتہائی مشکل ثابت ہوں گے۔ اسی لیے وہ اسے نفاق فریب اور دھوکہ کے پردہ میں لپیٹ لینے پر مجبور ہو گئے، جسے شیعہ اثنا عشریہ کی لخت میں تقیہ کہا جاتا ہے۔

شیعوں کے بڑے بڑے علماء جو پہلی صدی سے تیرہویں صدی کے طویل ادوار میں پیدا ہوتے رہے کا اجتماعی طور پر اس عقیدہ پر اتفاق ہے کہ قرآن میں تحریف اور تعمیر و تبدل واقع ہوا ہے۔ ماسواچار اشخاص کے کہ انہوں نے اس عقیدہ کی صراحت نہیں کی ہے، ان کے علاوہ ان کے باقی محدثین اور مفسرین قرآن میں تحریف کی صراحت کرتے ہیں۔ میں یہاں ان بڑے شیعہ علماء کا تذکرہ کرنا چاہتا

ہوں جنہوں نے اپنی مستند مؤلفات میں قرآن میں تحریف کے عقیدہ و دعویٰ کو کھل کر بیان کیا ہے۔ جس سے قرآن میں تحریف کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ ان علماء کے تذکرہ کے دوران ان کے زمانہ کی ترتیب کو ملحوظ رکھوں اور ان کی وفیات کی تاریخ کو بھی بیان کروں۔

①..... ان کا پہلا عالم:

سلیم بن قیس اہلصالی متوفی 90ھ ہے اس نے اپنی کتاب ”کتاب سلیم بن قیس“ میں ایسی متعدد روایات درج کی ہیں جن کا لب لباب یہ ہے کہ قرآن کریم میں تحریف ہوئی ہے۔ انہی روایات میں سے ایک روایت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس کی اپنی سند کے ساتھ موجود ہے۔ اس میں ہے:

ان الاحزاب تعدل سورة البقرة والنور مستون ومائة آية والحجرات مستون آية والحجر تسعون ومائة آية فما هذا (کتاب سلیم بن قیس: 122)
”سورة الاحزاب سورة البقرة کے مساوی تھی اور سورة نور کی ایک سو ساٹھ آیات تھیں، حجرات کی ساٹھ آیات اور سورة الحجر کی ایک سو نوے آیات تھیں (یہ تحریف نہیں) تو پھر کیا ہے.....؟“

شیعی امام سلیم بن قیس کی اس بات کا مطلب یہ ہے کہ سورة الاحزاب جس کی آیات کی تعداد 73 ہے اصل میں اور تحریف کے بغیر دوسری آیات پر مشتمل سورة البقرة کے مساوی تھی۔ سورة النور سلیم بن قیس کے موقف کے مطابق ایک سو ساٹھ آیات پر مشتمل تھی جب کہ موجودہ مصحف میں یہ سورة مبارکہ کل 64 آیات پر مشتمل ہے۔ سورة الحجرات کی سلیم بن قیس کے نزدیک ساٹھ آیات تھیں جبکہ موجودہ مصحف میں یہ سورة کل 18 آیات پر مشتمل ہے۔ سورة الحجرات ان کے مذہبی قائد سلیم بن قیس کے نزدیک ایک سو نوے آیات کی تھی لیکن مسلمانوں کے پاس موجود محفوظ قرآن کریم میں یہ کل 99 آیات پر مشتمل ہے۔ شیعہ امامیہ کے علماء کا اور ان کے انتہائی سرکردہ اولین عالم سلیم بن قیس کا یہی عقیدہ ہے کہ قرآن کریم میں سے ایسی آیات کو بڑی مقدار میں نکال دیا گیا ہے جو اہل بیت کی فضیلت پر اور خاص طور پر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پر مشتمل تھیں۔

②..... ان کا دوسرا عالم:

محمد بن حسن الصغار التوفی (290ھ) ہے اس نے اپنی کتاب ”بصار الدرجات“ میں ابو جعفر صادق سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے:

ما من احد من الناس يقول انه جمع القرآن كله كما انزل الله الا
كذاب وما جمعه وما حفظه كما انزل الا على بن ابی طالب
والآئمة من بعده (بصائر الدرجات للصفار: 213)

”لوگوں میں سے جو شخص بھی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے قرآن کریم کو اس کے نزول کے
مطابق جمع کیا ہے تو وہ کذاب ہے۔ اس لیے کہ نزول کے مطابق قرآن کو صرف علی بن ابی
طالب نے اور ان کے بعد آنے والے ائمہ نے ہی محفوظ اور جمع کیا ہے۔“

ان سے ایک دوسری روایت یوں بیان کرتا ہے:

ما يستطيع احد ان يدعى انه جمع القرآن كله ظاهره وباطنه غير
الاوصياء

”ائمہ کے علاوہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب نہیں ہے کہ اس نے قرآن اس
کے ظاہر و باطن سمیت مکمل طور پر جمع کیا ہے۔“

③..... ان کا تیسرا عالم:

علی بن ابراہیم قمی التونی 307ھ ہے اس نے اپنی تفسیر کے پہلے جزء میں مقدمہ کے اندر یہ لکھا

ہے:

فالقرآن منه ناسخ ومنسوخ ومنه محكم ومنه متشابه ومنه عام

ومنه خاص ومنه تقديم ومنه تاخير ومنه مقطوع ومنه معطوف ومنه

حرف مكان حرف وانه على خلاف ما انزل الله (تفسير القمی: 8/1)

”قرآن میں ناسخ بھی ہے اور منسوخ بھی ہے، اس میں محکم بھی ہے اور متشابه بھی، اس میں

عام بھی ہے اور خاص بھی، اس میں تقدم بھی ہے اور تاخر بھی، اس میں مستقل بھی اور

معطوف بھی، اس میں ایک کلمہ کی بجائے دوسرا کلمہ بھی ہے اور اللہ کے اتارے گئے کلام

کے مخالف بھی۔“

☆ پھر اس نے حد و دپامال کرتے ہوئے اور بہتان طرازی کرتے ہوئے قرآن کریم سے

اپنے مزمومہ موقف کی صداقت کے لیے کئی مثالیں بھی درج کی ہیں، وہ اپنی بیان کردہ مثالوں میں

تغییر و تبدل کرتا ہے اور آیات کو آگے پیچھے کرتا ہے وہ یہ سب کچھ کتاب اللہ میں اپنے یہودی استاذوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی مکمل موافقت میں کرتا ہے جو آیات کو ایک جگہ سے ہٹا کر اپنی اقدس کتاب میں تحریف کیا کرتے تھے۔ (العیاذ باللہ)

ان کا چوتھا عالم:

تقی کے بعد اس کا شاگرد محمد بن یعقوب الکلتی التونی 338 ہے جسے شیعوں کے بہت بڑے محدث ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس نے ان کے لیے الکافی لکھی ہے جسے شیعہ کے نزدیک وہی مرتبہ دیا جاتا ہے جو صحیح البخاری کو اہل السنۃ کے نزدیک دیا جاتا ہے۔ ذرا دیکھیے تو، شیعی کلتی نے اپنی کتاب الکافی میں کیا لکھا ہے؟ کلتی نے علی بن محمد سے اس کے بعض شاگردوں کے واسطے سے محمد بن محمد بن ابی نصر سے یہ روایت نقل کی ہے:

قال دفع الی ابوالحسن علیہ السلام مصحفا و قال: لا تنظر فیہ
ففتحہ و قرأت فیہ "لم یکن الذین کفروا" فوجدت فیہ اسم
سبعین رجلا من قریش باسمائهم واسماء آبائهم قال: فبعث الی
ابعث الی بالمصحف (اصول الکافی ج 6312)

"احمد بن محمد بن ابی نصر کا بیان ہے کہ ابوالحسن علیہ السلام نے ایک مصحف میرے سپرد کیا اور کہا: "اس میں دیکھنا نہیں ہے۔" میں نے اسے کھولا اور اس میں میں نے "لم یکن الذین کفروا" (یعنی سورہ البینہ کی تلاوت کی میں نے اس میں قریش کے ستر اشخاص کے نام اور ان کے آباء کے نام لکھے دیکھے۔ احمد بن محمد بن نصر کہتا ہے کہ بھرا ابوالحسن نے میری طرف پیغام بھیجا کہ یہ مصحف ان کی طرف بھیج دوں، چنانچہ میں نے یہ مصحف ان کی طرف بھیج دیا۔ کلتی نے ابو عبد اللہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:

قال: ان القرآن الذی جاء به جبریل علیہ السلام الی محمد ﷺ سبعة عشر
الف آية

"وہ قرآن جسے جبریل علیہ السلام محمد ﷺ کی طرف لائے تھے وہ ستر ہزار آیات پر مشتمل تھا۔

اس قول کی رو سے تو یہ لازم آتا ہے کہ قرآن کریم کے دو تہائی حصے غائب ہو گئے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ شیعوں کے امام کلتی نے ایک روایت کے مطابق یہ کہا ہے کہ ان کے پاس ایک دوسرا قرآن ہے جو مسلمانوں کے پاس موجود قرآن کریم سے تین گنا زائد

ہے۔ کافی کی کتاب الحجہ میں ہے:

عن ابی بصیر عن ابی عبداللہ انہ قال وان عندنا لمصحف فاطمة
وما یدرہم ما مصحف فاطمة ؑ قال: قلت وما مصحف فاطمة
ؑ قال مصحف فیہ مثل قرآنکم هذا ثلاث مرات ، واللہ ما فیہ
من قرآنکم حرف واحد۔

”ابو بصیر ابو عبد اللہ سے بیان کرتا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے پاس فاطمہ کا مصحف
موجود ہے۔ لوگوں کو کہا: معلوم کہ فاطمہ ؑ کا مصحف کیا ہے؟ راوی کہتا ہے: میں نے کہا:
فاطمہ ؑ کا مصحف کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ جو مصحف تمہارے اس قرآن سے تین گنا
زائد ہے۔ اللہ کی قسم! اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی موجود نہیں ہے۔

ان کا پانچواں عالم:

یہ ان کا امام محمد بن مسعود بن لیاث المعروف بالعیاش ہے اس کا شمار ان کے مشہور شیعہ علماء میں
ہوتا ہے جن کو خصوصی طور پر قرآن کریم میں تحریف کے عقیدہ کی وجہ سے شہرت حاصل ہوئی ہے۔ ان میں
امام عیاشی بھی ہے۔ یہ تفسیر العیاشی کا مولف ہے اس تفسیر کو شیعوں میں اہم ترین اور قدیم ترین تفسیر کا
مرتبہ حاصل ہے۔ عیاشی نے اپنی اسی تفسیر کے پہلے جزد میں یہ روایت درج کی ہے:

عن ابی عبداللہ قال: لو قرأ القرآن کما انزل لا لفیتنا مسمین)
تفسیر العیاش ج 1-13)

”اگر قرآن کو اس کے نزول کے مطابق پڑھا جائے تو تمہیں اس کے اندر ہمارے نام لکھے
ہوئے مل جائیں گے۔“

یعنی اگر قرآن میں تحریف کا ارتکاب نہ ہو چکا ہوتا تو آپ کو قراءت کے دوران الہی بیت کے نام لکھے
ہوئے ملتے۔ لیکن اس میں صحابہ نے ﷺ (بقول عیاشی بموجب عقیدہ شیعہ) تحریف کر دی ہے اور
انہیں بدل ڈالا ہے۔ اس تفسیر میں ابو جعفر سے ان کا یہ قول بھی نقل ہوا ہے۔

ان القرآن قرطرح منه ای کثیر و لم یزد فیہ الا حرف اخطات بہ
الکتبة و توهمها الرجال (تفسیر عیاشی 1/180)

”قرآن میں سے بہت ساری آیات کو نکال دیا گیا ہے۔ اس میں صرف ایک حرف کا

اضافہ کیا گیا ہے جو کاجوں کی غلطی اور وہم کا نتیجہ ہے۔“

⑥.....ان کا چھٹا عالم:

امام المفید التونی 413ھ ہے جسے شیعی عقائد کا موس اور بانی قرار دیا جاتا ہے، اس نے تحریف کے عقیدہ کے متعلق باقی تمام اسلامی فرقوں کے مقابلہ میں اپنے علماء کا اجماع نقل کیا ہے، اس شیعی عالم مفید نے اپنی کتاب ”اوائل المقالات“ میں لکھا ہے:

واتفقوا ان ائمة الضلال خالفوا في كثير من تأليف القرآن و عدلوا فيه عن موجب التنزيل و سنة النبي ﷺ واجمعت المعتزلة والخوارج والمرجئة واصحاب الحديث على خلاف الامامية في جميع ما عددناه (اوائل المقالات 48)

”شیعوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ گمراہ اماموں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) نے قرآن کی بہت ساری تراکیب میں مخالفت کی ہے۔ اور انہوں نے قرآن کے اور سنت نبی ﷺ کے تقاضوں سے انحراف کیا ہے۔ جبکہ معتزلہ، خوارج، مرجئہ اور محدثین امامیہ کی بیان کردہ تمام باتوں کی مخالفت پر متفق ہیں۔“

⑦.....ان کا ساتواں عالم:

ابو منصور الطبرسی التونی 620ھ ہے۔ اسی طبری نے ان کی کتاب ”الاجتماع“ میں سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے:

عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال لما توفي رسول الله ﷺ اجمع على عليه السلام القرآن و جا و به الى المهاجرين والانصار وعرضه عليهم لما قد اوصاه رسول الله ﷺ فلما فتحه ابو بكر خرج في اول صفحة ففتحها فضائح القوم ، فوثب عمر وقال: يا علي ارددہ فلا حاجة لنا فيه فاخذہ عليه السلام وانصرف ثم احضروا زيد بن ثابت و كان قارئاً للقرآن فقال له عمر ان عليا جاء بالقرآن و فيه فضائح المهاجرين والانصار و قد رأينا ان تؤلف القرآن و تسقط منه ما كان فضيحة و هتكا للمهاجرين والانصار فأجابہ زيد الى

ذلك۔ (کتاب الاحتاج للطبرسی 156)

”ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے، علی رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق مہاجرین و انصار کی طرف لائے۔ اور اسے ان پر پیش کیا۔ جب اسے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھولا تو کھولتے ہی پہلے ہی صفحہ پر انہیں قوم، یعنی صحابہ کی برائیوں کے تذکرے نظر آئے عمر تیزی سے اٹھے اور کہنے لگے: ”علی! تم اسے واپس لے جاؤ، ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ اسے اٹھا کر واپس چلے گئے۔ پھر انہوں نے زید بن ثابت کو جو قرآن کے قاری تھے بلایا۔ اس سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی قرآن لایا ہے لیکن اس میں مہاجرین و انصار کے عیوب مذکور ہیں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ ایک قرآن کو جمع کریں اور اس میں سے مہاجرین و انصار کے عیوب و نقائص کو خارج کر دیں، تو زید رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق تعمیل کر دی۔“

بلکہ طبری کا تو یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جہاں جرائم کا ذکر کیا ہے وہیں اس نے ان جرائم کے مرتکبین کے ناموں کی بھی صراحت کر دی تھی لیکن صحابہ نے ان ناموں کو حذف کر دیا۔ اس طرح یہ واقعات اور قصے وضاحت کے بغیر ادھر دھر رہ گئے۔ اس نے اپنی کتاب ”الاحتاج“ میں لکھا ہے:

ان الكناية عن اصحاب الجرائم العظيمة من المنافقين في القرآن ليست من فعله تعالى وانها من فعل المغيرين والمبدلين الذين جعلوا القرآن عvisين و اعتاضوا الدنيا من الدين۔

”قرآن کریم میں بڑے بڑے جرائم کرنے والے منافقوں کے متعلق اشارہ و کنایہ کا انداز اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعاً نہیں ہے بلکہ یہ قرآن میں تغیر و تبدل کرنے والوں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) کی طرف سے ہوا ہے۔ (مزید کتاب) یہ قرآن کو بدلنے والوں کا کام ہے جنہوں نے قرآن کو تقسیم کر دیا۔ اور دین کے بدلہ میں دنیا کو خرید لیا۔“

یہ ہے شیعوں کے امام طبری کا قرآن کریم کے متعلق عقیدہ، اس نے جتنا کچھ ظاہر کیا ہے یہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو اس نے اپنے نفس میں پوشیدہ رکھا ہے اور یہ سب کچھ منافقت اور دھوکہ جسے وہ تقیہ کا نام دیتے ہیں کی بنیاد پر ہے اس کے خیالات و نظریات کی نسبت سے دیکھا جائے، تو یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ جس کی طرف طبری نے خود ہی اپنی اسی کتاب میں یوں نشانہ دہی کر دی ہے لکھتا ہے:

ولو شرحت لك كل ما أسقط و حُرف ، و بدل مما يعجرى هذا

محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

المجرى لطلال وظهر ماتحضر التقية اظهاره من مناقب الاولياء
ومطالب الاعداء كتاب "الاحتجاج" (254)
"اگر میں ساقط کیے گئے، تحریف یا تبدیل کر دیے گئے ہر مقام کی تیرے سامنے مکمل تشریح
کر دوں تو کلام حد سے زیادہ لمبی ہو جائے۔ اور اولیاء کے فضائل اور دشمنوں کے عیوب و
نقص تمام کے تمام ظاہر ہو جائیں۔ جس کے اظہار میں تقیہ مانع ہے۔"

⑧..... ان کا آٹھواں عالم:

یہ ان کا امام الفیض الکاشانی التونی 1091ھ ہے۔ اس کا شمار کبار شیعہ مفسرین و علماء میں ہوتا
ہے۔ یہ تفسیر الصافی کا مؤلف ہے اس نے اپنی اس کتاب کی تمہید میں بارہ مقدمات لکھے ہیں ان میں
چھٹے مقدمہ کو اس نے قرآن کریم میں تحریف کے ثبوت کے لیے مختص کیا ہے۔ اور اس مقدمہ کا عنوان ان
الفاظ میں قائم کیا ہے:

المقدمة السادسة في نبذ ما جاء في جمع القرآن و تحريفه و
زيادته و نقصه و تاويل ذلك
"یعنی قرآن کے جمع میں کی گئی تحریف زیادتی، اور کمی کے متعلق مجموعے اور ان سب کی
حقیقت کا بیان۔"

پھر یہ مؤلف اپنے متعدد مستند معاصر سے نقل کردہ ایسی روایات جو قرآن میں تحریف کے اثبات
پر مشتمل ہیں کو بیان کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتا ہے، کہتا ہے:

والمستفاد من هذه الأخبار و غيرها من الروایات من طریق اهل
البيت عليهم السلام ان القرآن الذي بين اظهرنا ليس بتمامه كما انزل على
محمد صلى الله عليه وسلم بل منه ما هو خلاف ما انزل الله ، و منه ما هو
مغير محرف وانه قد حذف منه اشياء كثيرة منها اسم علي عليه السلام في
كثير من المواضع و منها لفظة آل محمد صلى الله عليه وسلم غير مرة و منها
اسماء المنافقين في مواضعها و منها غير ذلك وانه ليس ايضا على
الترتيب المرضي عند الله و عند رسول الله صلى الله عليه وسلم (تفسير الصافي 1/44)
"ان احادیث سے اور ان کے علاوہ اہل بیت سے مروی دوسری روایات سے یہ ثابت

ہوتا ہے کہ یہ قرآن جو ہمارے درمیان موجود ہے، یہ پورے کا پورا وہ قرآن نہیں ہے جسے محمد ﷺ نازل کیا گیا تھا بلکہ اس میں اللہ کے اتارے گئے کلام کے خلاف بھی مجموعہ ہے، تبدیل شدہ اور تحریف شدہ آیات بھی ہیں۔ اس میں بہت سی اشیاء کو خارج کر دیا گیا ہے، علی کے نام کو بیشتر مقامات سے ہٹایا گیا ہے، آل محمد ﷺ کے الفاظ کو متعدد مقامات سے حذف کیا گیا ہے، منافقین کے ناموں کو تمام جگہوں سے ساقط کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے رد و بدل بھی کیے گئے ہیں، پھر یہ قرآن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پسندیدہ ترتیب پر بھی قائم نہیں ہے۔“

کاشانی نے قرآن کریم میں بعض آیات کو حذف کر دینے کی جو صراحت کی ہے اس کے متعلق میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مستقل اور مفصل عنوان ”شیعہ اور قرآن کریم“ کے تحت گفتگو کروں گا۔ اور اس موقع پر شیعوں کے بقول حذف آیات کی انواع و اقسام پر بھی روشنی ڈالوں گا۔ شیعوں کے عقیدہ کے مطابق قرآن کریم میں حذف شدہ آیات کی تین اقسام ہیں۔

①..... پہلی قسم:

مکمل سورتوں کا حذف، یعنی قرآن کریم میں سے کافی ساری مستقل سورتوں کو حذف کر دیا گیا

ہے۔

②..... دوسری قسم:

حذف کی دوسری قسم یہ ہے کہ بعض آیات کو قرآن کریم سے ساقط کر دیا گیا ہے۔

③..... تیسری قسم:

شیعہ امامیہ کے عقیدہ کے مطابق کچھ کلمات کو آیات سے حذف کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ائمہ اور اولیاء کے نام وغیرہ، ان ساری اقسام کو میں آئندہ بحث ”شیعہ اور قرآن“ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بیان کروں گا۔

⑨..... ان کا نواں عالم:

یہ ان کا امام محمد باقر مجلسی المتوفی 1111ھ ہے۔ یہ شیعوں کا شیخ الاسلام ہے۔ اس نے اپنے ”بحار الانوار“ نامی انسائیکلو پیڈیا میں ایسی سینکڑوں روایات درج کر دی ہیں جن میں کھلی صراحت موجود ہے کہ قرآن کریم میں تحریف ہوئی ہے۔ انہی روایات میں سے ایک یہ ہے:

عن ابی عبداللہ انہ قال: واللہ ما کنی اللہ فی کتابہ حتی قال یاویلٹی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلاً۔ وانما ہی فی مصحف علیؑ یاویلٹی لیتنی لم اتخذ الثانی خلیلاً۔ (بحار الانوار: 4/19)

”ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ہے: اللہ کی قسم! اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے فرمان ”ہائے میری شامت..... کاش! میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا“ میں کنایہ و اشارہ فرمایا ہی نہیں ہے، بلکہ علیؑ کے مصحف میں اسکی کھلی صراحت مذکور ہے اس میں ہے ”ہائے میری شامت..... کاش! میں نے دوسرے کو دوست نہ بنایا ہوتا۔“

اس روایت میں ”دوسرے“ کے لفظ سے شیعہ حضرت عمرؓ کو مراد لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ابو بکرؓ معاذ اللہ عمرؓ سے اظہار براءت کریں گے اور یہ الفاظ بولیں گے..... جو شخص مزید مطالعہ کا خواہشمند ہے اسے چاہیے کہ وہ بحار الانوار کی جلد نمبر ۲۳ کا مطالعہ کرے۔ اس میں دسیوں صفحات شیعہ امامیہ کے اس عقیدہ کی تشریح کے لیے بھرے ملیں گے کہ قرآن کریم میں تحریف ہوئی ہے۔ اور اسے نظر آجائے گا کہ اس عقیدہ میں قائدانہ کردار شیعی امام محمد باقرؑ مجلسی نے ادا کیا۔

⑩..... ان کا دسواں عالم:

یہ ان کا امام نعمۃ اللہ الجزائری المتوفی 1112ھ ہے۔ اس نے اپنی کتاب ”الانوار النعمانیہ“ میں صحابہؓ پر قرآن کریم میں تحریف کی تہمت عائد کرتے ہوئے یوں لکھا ہے:

لا تعجب من کثرة الاخبار الموضوعۃ فانہم بعد النبی قد غیرھا ویدلوا فی الدین ما هو اعظم من هذا کتغیرہم القرآن وتحریف کلماتہ وحذف ما فیہ مدائح آل الرسول والائمة الطاہرین وفضائح المنافقین واظہار مساویہم (الانوار النعمانیہ: 79/1)

”موضوع روایات کی کثرت و بہتات تجھے حیرت کا شکار نہ بنادیں، اس لیے کہ ان لوگوں (یعنی صحابہؓ) نے نبی ﷺ کے بعد ہی دین کو بدل ڈالا تھا بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ سنگین جرم کے مرتکب ہو گئے۔ قرآن کو بدل ڈالا، کلمات میں تحریف کردی اور قرآن میں مذکور آل رسول اور آئمہ کے فضائل و مدائح کو ساقط کر دیا اور منافقوں کے

عیوب و جرائم کو بھی قرآن سے نکال دیا۔“

اس ساری بحث سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ شیعوں اور ان کے یہودی آقاؤں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتب میں تحریف کے جرم میں کس قدر قوی مشابہت موجود ہے اور اس سے ہمارے اس موقف کو بھی تقویت ملتی ہے کہ شیعی عقائد و نظریات بنیادی طور پر بندروں اور خنزیریوں کی اولاد منضوب علیہ جماعت یہودیوں کے عقائد و نظریات سے اخذ شدہ ہیں۔



شیعیت اور یہودیت کا امامت کی وصیت پر ایک ہی نظریہ ہے

عقیدہ یہود میں وصی مقرر کرنے کا ثبوت:

پہلے ہم یہودیوں کے اس عقیدہ کی وضاحت کرتے ہیں کہ یہودی اس بات کے قائل ہیں کہ نبی موسیٰ علیہ السلام کے بعد لازماً ایک وصی ہونا چاہئے جو ان کا قائم مقام بن کر ان کے بعد لوگوں کی رہنمائی کرے، اس بارے میں تورات وغیرہ یہودیوں کی دیگر کتابوں میں متعدد قصوں موجود ہیں، جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان سے مطالبہ کیا تھا کہ یوشع بن نون کو اپنا وصی مقرر کریں تاکہ تمہارے بعد وہ بنو اسرائیل کی رہنمائی کرتے رہیں، جس کے الفاظ کا یہ ترجمہ ہے:

”رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا! یوشع بن نون ایسے آدمی ہیں جن میں روح ہے، انہیں ساتھ لو اور ان پر ہاتھ رکھو اور انہیں عازر کا بن اور بنو اسرائیل کی جماعت کے سامنے کھڑا کرو اور ان کے سامنے انہیں وصیت کرو، تو موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کیا تھا جس طرح ان کے رب نے حکم دیا تھا، یوشع کو ساتھ لیا ان کے سامنے کھڑا کیا اور جس طرح رب نے کلام کیا تھا، یوشع پر ہاتھ رکھا اور انہیں وصیت کی۔“ (سفر الاسحاح: 27)

چند وجوہ کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ عبارت دلالت کرتی ہے کہ یوشع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد وصی (جسے وصیت کی گئی ہو) مقرر کئے گئے تھے:

(۱)..... یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ اپنی موت سے پہلے وصیت کر جائیں۔

(۲)..... وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ وصی مقرر کرنے کا اختیار نہ تو موسیٰ علیہ السلام پر چھوڑا ہے، نہ ہی

بنو اسرائیل پر، بلکہ خود واضح حکم دیا ہے اور جسے وصی مقرر کیا ہے بقول ان کے وہ یوشع علیہ السلام ہیں۔

یہودیوں کے ان بیانات سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ یہودیوں کا یہ نظریہ ہے کہ

(۱) وصی کا تعین کرنا واجب ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ بذات خود وصی مقرر کرتا ہے۔

(3) یہودیوں کے نزدیک وحی کا مرتبہ اتنا بڑا ہے کہ نبی کے مرتبہ کے برابر ہے۔

(4) وحی کی طرف وحی اسی طرح ممکن ہے جس طرح نبی کی طرف ممکن ہے۔

امامت کے بارے میں شیعہ کا نظریہ:

عقیدہ وصیت کے بارے میں بات کرنے سے پہلے، ہم یہ وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ شیعوں کے نزدیک امامت کا کیا رتبہ ہے؟

شیعوں کے نزدیک امامت ایک بڑا رابطہ ہے ان کے نزدیک امامت ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے جو امامت نہیں مانتا اس کا ایمان ہی ناقص ہے۔ اصول کافی میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں:

بنی الاسلام علی خمس علی الصلاة والزكاة والصوم والحج

والولاية ولم یناد بشيء کما نودی بالولاية (اصول کافی: 2/18)

”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور ولایت پر اور کسی بھی چیز پر اتنا زور دیا انداز نہیں اپنایا گیا جتنا ولایت و امامت پر اختیار کیا گیا ہے۔“

بلکہ امامت تمام ارکان اسلام پر ان کے نزدیک مقدم ہے۔ کلینی نے ابو جعفر سے بیان کیا ہے اور اوپر مذکورہ ارکان کا ذکر کیا اور کہا ان میں سے سب سے زیادہ افضل، ولایت و امامت ہے

(حوالہ مذکورہ)

اس سے بڑھ کر یہاں تک شیعہ کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی تمام ارکان اسلام ادا کرتا ہے مگر ولایت و امامت کا حق ادا نہیں کرتا تو نہ تو اس سے کوئی عمل قبول ہوتا ہے۔ نہ اسے عذاب الہی سے نجات ملے گی اور شیعہ اس بارے میں یہاں تک مبالغہ کرتے ہیں کہ امامت بغیر روئے زمین باقی نہیں رہ سکتی، اگر دنیا ایک گھڑی بھی بغیر امام کے گزارے گی تو زمین میں جھنس جائے گی۔ صفار نے باقاعدہ باب باندھا ہے اور اس کے تحت روایات بیان کی ہیں۔ ایک روایت حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے بیان کرتا ہے:

لو ان الامام رفع من الارض ساعة لساخت باهلها كما يموج

البحر باهله (بصائر الدرجات: 558)

”اگر زمین سے امام کو ایک گھڑی کے لیے اٹھا دیا جائے تو یہ اس طرح اپنے باسیوں کو لے کر جھنس جائے گی جس طرح سمندر کی موجیں چیزوں کو لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔“

شیعہ کا عقیدہ وصیت:

درج ذیل نکات میں بیان ہوتا ہے:

- (۱)..... ان کا عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وصی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وصی کے طور پر پسند کیا ہے۔ انہیں نبی کریم ﷺ نے اس منصب پر نہیں بٹھایا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بن کر آئے ہیں۔ صفار نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو ایک سو بیس مرتبہ آسمان پر لے جایا گیا جب بھی اوپر لے جایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو یہ وصیت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ائمہ کی ولایت ہے۔ یہ حکم دیگر فرائض سے بڑھ کر دیا۔ (بصائر الدرجات)
- (۲)..... شیعہ امامیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی کی، ان کا شیخ مفید لکھتا ہے کہ حمران بن اعین نے کہا: میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا: اس بات کا مجھے پتہ چلا ہے کہ رب جبارک و تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی میں بات کی تھی، انہوں نے کہا: ہاں! اللہ تعالیٰ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان طائف میں سرگوشی ہوئی تھی، درمیان میں جبریل علیہ السلام اترے تھے۔

(کتاب الاختصاص: 328)

اور یہ بات انہوں نے خود نبی اکرم ﷺ سے بیان کی ہے کہ طائف عقبہ کے دن جہوک اور خیر کون اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی کی۔“ (کتاب الاختصاص: 328) یہ کتاب جھوٹ اور بہتان ہے نبی ﷺ پر!

(۳)..... شیعہ کا عقیدہ ہے کہ جو وصی ہوتا ہے اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ صفار لکھتا ہے: ”سامہ بن مہران کہتا ہے: میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا: وہ کہتے ہیں روح، یعنی وحی ایک ایسی مخلوق ہے جو جبریل اور میکائیل علیہ السلام سے بڑی ہے یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی جو آپ ﷺ کو درست رکھتی تھی اور رہنمائی کرتی تھی اور آپ ﷺ کے بعد یہ وصی کے ساتھ رہتی ہے۔“ (کتاب بصائر الدرجات: 476)

محمد باقر مجلسی بیان کرتا ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہا:

”ہم میں سے بعض ایسے ہیں جن کے کان میں بات کی جاتی ہے اور بعض ایسے ہیں جو اپنے خواب میں دیکھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو اس طرح کی آواز سنتے ہیں جس طرح زنجیر کو جب تھالی پر پھینکا جائے تو آواز سن جاتی ہے۔“ (بحار الانوار: 55/26)

یعنی جس طرح فرشتے آنے پر نبی ﷺ سنتے تھے۔

(۴)..... شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ائمہ رسول اکرم ﷺ کے مرتبہ کے برابر ہیں۔ محمد بن مسلم کہتا ہے، میں نے ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے:

الْأئِمَّةُ بِمَنْزِلَةِ الرُّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنَّهُمْ لَيْسُوا
بِأَنْبِيَاء..... الخ

”ائمہ رسول اکرم ﷺ کے مرتبہ پر ہیں مگر وہ انبیاء نہیں اور جس طرح نبی اکرم ﷺ کے لیے غور میں حلال تھیں۔ ان کے لیے اس طرح حلال نہیں اس کے علاوہ ہر چیز میں رسول اکرم ﷺ جیسا رتبہ رکھتے ہیں۔“ (کتاب الکافی: 1/275)

حاصل گفتگو یہی ہے کہ وصیت کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ ان کے مطابق اور ان کے معصوم اماموں کی زبانی اور ان کی اہم ترین معتبر کتابوں کے مطابق یہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کے بعد وصی تھے اور انہیں یہ منصب ساتوں آسمانوں کے اوپر سے اللہ نے دیا تھا اور ولایت و امامت بھی ان کی تھی اور ان کے بعد ائمہ کے لیے امامت تھی۔

درج ذیل نکات میں وصیت و امامت کے بارے میں جو شیعوں اور یہودیوں کے درمیان مشابہت ہے اس کا ذکر کرتے ہیں:

(۱)..... یہودیوں اور شیعوں کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد وصی کا ہونا لازمی ہے، یہودیوں کا نظریہ ہے کہ بغیر وصی کے امت ایسے ہے جیسے بکریاں بغیر چراہے کے ہوتی ہیں۔ اور شیعہ کہتے ہیں: اگر دنیا بغیر امام کے ہو تو زمین میں جہنم جائے۔

(۲)..... یہودیوں اور شیعوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وصی اللہ تعالیٰ خود متعین کرتا ہے، نبی کو بھی اس کے مقرر کرنے کا اختیار نہیں، جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ یوشع کو وصی بنائیں۔ یہی بات شیعہ روایات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصی بنائیں۔ ساتوں آسمانوں کے اوپر حکم دیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا اعلان کر دیں۔

(۳)..... یہودیوں اور شیعوں میں یہ چیز مشترک ہے کہ اللہ تعالیٰ وصی سے کلام کرتے ہیں اور اس کی طرف وحی کرتے ہیں۔ یہودی بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یوشع کو مخاطب کیا تھا۔ اور شیعہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کئی بار سرگوشی کی۔

(۴)..... یہودیوں اور شیعوں میں یہ چیز مشترک ہے کہ وصی، نبی کے مرتبہ پر ہوتا ہے۔

شیعہ اور یہودیوں کا مسیح اور مہدی کے نظریہ میں مشابہت

یہودیوں کے نزدیک مسیح کا ظہور:

یہودی منتظر ہیں کہ آل داود علیہ السلام سے ایک آدمی نمودار ہوگا جو دنیا پر حکمرانی کرے گا اور یہود کا عز و شرف دوبارہ بحال کرے گا۔ تمام قبائل کو غلام بنائے گا اور انہیں یہودیوں کی خدمت پر معمور کرے گا۔ ان کے بقول یہ آدمی جو آنے والا ہے یہ آخر زمانہ میں آئے گا اور اس کا نام مسیح منتظر ہے، بتلود میں ہے کہ مسیح ملک کی باگ ڈور دوبارہ بنی اسرائیل کے ہاتھ میں دیکھا، قبیلے اس کی خدمتگاری کریں گے، بادشاہ اس کے سامنے سرنگوں ہوں گے اس وقت ہر یہودی اٹھائیس 28 سوزلاموں کا مالک ہوگا اور تین سو دس 310 بہادر اس کی امارت کے تحت کھڑے ہوں گے۔ اس عقیدہ کی تاکید یہودیوں کے بہت بڑے امام سموئیل بن یحییٰ مغربی نے بھی کی ہے۔ انہیں اللہ نے اسلام کی طرف راغب کیا، انہوں نے یہودیوں کے رد میں ایک کتاب تالیف کی جس کا نام انہوں نے ”افہام الیہود“ رکھا۔ (یعنی یہودیوں کو مسکت جواب) اس میں بھی آتا ہے:

”یہودی منتظر ہیں کہ ان کے پاس آل داود سے ایک نبی آئے گا جب وہ دعا کے لیے لیوں کو حرکت دے گا تو تمام دیگر مائیں مرجائیں گی، صرف یہودی باقی رہ جائیں گے یہ جس کا انتظار ہو رہا ہے یہ وہی مسیح ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ جب یہ منتظر آئے گا تو ان سب یہودیوں کو بیت المقدس میں جمع کرے گا اور پھر حکومت و دولت یہودیوں کی ہوگی، دنیا میں صرف یہی ہوں گے اور کافی مدت یہ زندہ رہیں گے۔“

یہودیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ وہ مسیح منتظر جب نمودار ہوگا تو بکھرے ہوئے یہودیوں کو اکٹھا کرے گا، ہر گوشے سے یہ اکٹھے ہوں گے ان کا ایک لشکرِ جبار ہوگا، ان کا اجتماع بیت المقدس کے بڑے مہم کے پہاڑوں پر ہوگا۔ اس کے الفاظ ہیں:

ويعضرون كل اخوانكم من كل الامم مقدمة للرب على خيل

ویمركبات وبهوا دج وبغال وهجن الى جبل قدسى اور شليم

(سفر اشعيا الاصحاح)

”ہر امت سے اپنے بھائیوں کو حاضر کریں گے۔ تاکہ رب کے سامنے پیش کریں
گھوڑوں، سوار یوں، چھوٹا دیوانوں، فخریوں اور اونٹوں پر سوار ہوں گے اور پروردگار کے
مقدس پہاڑ کی طرف آئیں گے۔“

ان کا کہنا ہے یہ اجتماع صرف زندوں تک ہی محدود نہ ہوگا بلکہ فوت شدہ یہودیوں کو بھی اللہ تعالیٰ
زندہ کریں گے اور انہیں قبروں سے نکالیں گے تاکہ یہ بھی اس لشکر میں شامل ہو جائیں جس کی قیادت مسیح
خطر کر رہے ہیں، جب مسیح ہر گوشہ زمین سے یہودیوں کو جمع کر لیں گے تو پھر دوسری امتوں کو بھی اکٹھا
کریں گے، جنہوں نے یہودیوں پر ظلم کیا ہوگا۔ ان کے خلاف فیصلہ دیں گے اور انہوں نے جو طرز عمل
یہودیوں کے خلاف اختیار کیا تھا اس کا قصاص لیں گے۔ (سفر حزقیال۔ الاصحاح)

اس فیصلہ کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا کا دو تہائی حصہ یہودیوں کے مسیح خطر کے ہاتھوں اس دن قتل
ہوگا۔ (سفر زکریا الاصحاح)

یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ مسیح خطر کے عہد میں یہودیوں کے جسم بدل جائیں گے ان کی عمریں
طویل ہو جائیں گی کئی سینکڑوں سال تک ان کی عمریں دراز ہوں گی ان کے جسم کی لسانی دوسو ہاتھ تک پہنچ
جائے گی۔ تلمود میں آتا ہے:

”ان دنوں انسانوں کی زندگی صدیوں پر محیط ہوں گی۔ جو بچہ فوت ہوگا اس کی عروس
برس ہوگی اور آدی کا قد و قامت دوسو ہاتھ ہوگا۔“

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مسیح خطر کے عہد میں پہاڑوں سے دودھ اور شہد کے جشے پھوٹیں گے
اور زمین اون کے لباس اگلے گی۔

سفر یسایا (۳) میں الفاظ ہیں:

”اس دن پہاڑوں سے جوس ٹپکے گا اور ٹیلوں سے دودھ کی نہریں بہیں گی اور یہود مقام
کا ہر چشمہ پانی بہائے گا۔“

شیعہ کا عقیدہ منتظر مہدی کے بارے میں:

اٹھاسری شیعوں کا سب سے اہم عقیدہ ہے جس سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں مہدی خطر

کا عقیدہ ہے۔ مہدی مختصر سے ان کی مراد یہ ہے کہ اس کا نام محمد بن حسن عسکری ہے۔ یہ ان کے بارہویں امام ہیں۔ اسے حجت کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اسے قائم بھی کہتے ہیں۔ ان کے قول کے مطابق یہ 255ھ میں پیدا ہوئے اور ”شُرّ“ کے عار میں چھپ گئے ہیں، یہ 265ھ میں اس عار میں چھپے تھے۔ یہ لوگ ان کے نمودار ہونے کے مختصر ہیں کہ آخر زمانہ میں یہ آئیں گے اور دشمنوں سے انتقام لیں گے، شیعہ کی حمایت کریں گے۔ یہی وجہ ہے یہ اس وقت سے لے کر آج تک ”شُرّ“ عار کی زیارت کرتے ہیں اور انہیں پکارتے ہیں ”کہ اب نکل آؤ“

مجلسی لکھتا ہے کہ ابوالحسن کے ایک مولیٰ نے بیان کیا ہے میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے سوال کیا، کہ قرآن پاک میں آتا ہے ”تم جہاں بھی ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کرے گا“ اس کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ہمارا قائم، یعنی مہدی مختصر آئے گا تو تمام شیعہ کو اللہ تعالیٰ اس کے پاس جمع کر دے گا ہر شہر اور علاقہ سے یہ جمع ہو جائیں گے۔ (بہار الانوار: 52/291)

یہی عقیدہ یہودیوں کا ہے کہ تمام یہودی مسیح مختصر کے پاس جمع ہو جائیں گے، یہی عقیدہ شیعہ ہے کہ ہر گوشہ زمین کا شیعہ مکمل طور پر قائم مہدی مختصر کے پاس جمع ہوں گے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ شیعوں کا یہ مہدی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی قبروں سے نکال کر انہیں سزا دے گا، سب سے پہلے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو نکالے گا اور انہیں سزا دے کر چلائے گا۔ اور وہ پوچھے گا: لوگو! بتاؤ یہ کس کی قبر ہے؟ اور مہدی خود ہی کہے گا: یہ میرے نانا کی قبر ہے۔ پھر پوچھے گا: ان کیساتھ کس کی قبر ہے؟ وہ کہیں گے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لینے والے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں، حکم دے گا انہیں نکالو! یہ تروتازہ ہوں گے ان میں ذرہ برابر تبدیلی نہ ہوگی ہوگی نہ رنگت میں فرق پڑے گا ان کے کفن کھولے جائیں گے اور انہیں اٹھا کر ایک خشک، کھوکھلے درخت کے پاس لے جائے گا اور انہیں سولی دے گا (حوالہ مذکورہ)

ان شیعوں کے عقیدہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ مہدی مختصر سخت متعصب ہوگا۔ یہ عقیدہ دین کے لیے نہیں لڑے گا، اس کی جنگ کسی سے ہوگی، کسی سے نہ ہوگی، یہ خود ساختہ مہدی عرب لوگوں سے لڑے گا، خصوصاً قبیلہ قریش سے اس کی جنگ ہوگی۔ مجلسی کہتا ہے:

”ابو عبد اللہ نے کہا: جب ”قائم“ یعنی مختصر مہدی نمودار ہوگا تو پھر عرب اور قریش اور اس کے درمیان تلوار چلتی ہی رہے گی۔“ (بہار الانوار: 52/355)

”ابو جعفر سے روایت ہے کہ اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہو جائے کہ یہ قائم کیا کارنامے

سرا انجام دے گا تو ان میں سے اکثر کی یہ تمنا ہو کہ اس سے نہ ہی واسطہ پڑے، یہ لوگوں کو قتل کرے گا اور اس قتل عام کا آغاز وہ قریش سے کرے گا اور لیٹا دینا صرف تکوار ہوگی، تو یہ دیکھ کر لوگ کہیں گے کہ یہ کہتے ہیں کہ یہ مہدی آل محمد سے ہے اگر یہ آل محمد سے ہوتا تو اتنی بے دردی کا مظاہرہ نہ کرتا۔“ (بحار الانوار: 52/254)

اس مہدی سے فوت شدگان بھی نہیں بچ سکیں گے انہیں قبروں سے نکال نکال کر ان کی گردنیں اڑا دے گا، جیسا کہ شیخ مفید اور مجلسی نے بیان کیا ہے کہ
 ”ابو عبد اللہ کہتے ہیں: جب یہ مہدی منتظر آئے گا، پانچ سو قریش کے آدمیوں کو (قبروں) سے نکالے گا ان کی گردنیں اڑائے گا اسی طرح چھ مرتبہ کرے گا۔“

(ارشاد: 364۔ بحار الانوار: 52/338)

یہ شیعوں کا مہدی دنیا کے دو تہائی حصہ کو مار ڈالے گا، ایسا ہی یہودیوں کا مسیح کرے گا صرف تیسرا حصہ دنیا کا باقی رہے گا۔ احادیثی بیان کرتا ہے کہ

”ابو عبد اللہ علیہ السلام نے بیان کیا ہے: مہدی کا کام جب پورا ہوگا جب وہ لوگوں کا دو تہائی حصہ دنیا سے ملیا میٹ کر دے گا۔ کسی نے پوچھا: پھر باقی کیا رہے گا؟ کہا: وہ دو تہائی حصہ تم ہو گے جو باقی بچیں گے اب تم خوش ہو۔“ (کتاب الہد: 51)

شیعوں کا یہ مہدی منتظر جب آئے گا تو ہر مسجد کو منہدم کر دے گا اس کا رخیر کا آغاز کعبہ اور مسجد حرام اور مسجد نبوی سے کرے گا جو بھی روئے زمین پر مسجد ہوگی وہ اسے گرا دے گا۔ مفصل بن عمر سے روایت ہے کہ

”میں نے جعفر بن محمد صادق سے مہدی منتظر کے حالات کے متعلق چند سوال کیے، میں نے پوچھا: آقا یہ بتائیں، مہدی منتظر کعبہ سے کیسا سلوک کرے گا؟ انہوں نے کہا: وہ کعبہ پہلا گھر ہے مکہ میں آدم علیہ السلام کے عہد میں جس کی بنیاد رکھی گئی تھی اور اس کے بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اسے انہی بنیادوں سے اٹھایا تھا۔ اس کی صرف بنیادیں باقی چھوڑے گا دوسرا سارا گرا دے گا۔“ (کتاب الہد: 184)

امام مفید کہتا ہے:

”ابو جعفر علیہ السلام نے کہا: جب شیعوں کا مہدی منتظر اٹھے گا تو کوفہ جائے گا وہاں چار مساجد کا انہدام کرے گا اور روئے زمین پر کوئی بھی بلند مسجد ہوگی تو اسے گرا دے گا اور سب برابر

کردے گا۔“ (الارشاد: 365)

اور شیعوں کے اس مہدی خطر کے لیے پانی اور دودھ کے دو چشمے پھوٹیں گے اور یہ مہدی اپنے ساتھ موسیٰ علیہ السلام والا پتھر اٹھائے ہوگا جس سے بارہ چشمے نکلیں گے اور جب بھی کھانا پینا ہوگا اسے گاڑ لیں گے اور کھانے پینے کی چیزیں حاصل کر لیں گے کیونکہ مہدی اپنے شیعوں سے کہہ دے گا کوئی شخص اپنے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے کر نہ جائے، نہہر کو نہ کی طرف جانے والا جس منزل پر رہے گا اس پتھر سے بارہ چشمیں جاری ہو جائیں گے جو پیا سا ہوگا وہ سیراب ہو جائے گا جو بھوکا ہوگا وہ سیر ہو جائے گا۔ اور جب ”نجف مقدس“ میں پنچیں گے تو وہاں پانی اور دودھ کے ہمیشہ بہنے والے چشمے پھوٹ پڑیں گے۔ (بحار الانوار: 52/335)

اور ان شیعوں کا یہ نظریہ بھی ہے کہ مہدی کے عہد میں ان کے جسم خفیر ہو جائیں گے اور ان کی قوت سماعت تیز ہو جائے گی اور ان کی نظر دور بین بن جائے گی۔ ایک آدمی کے اندر چالیس آدمیوں کی قوت پیدا ہو جائے گی۔

کلینی لکھتا ہے کہ ابو ریح شامی بیان کرتا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا وہ کہتے ہیں:

ان قائمنا اذا قام مدالہ عزوجل لشيعتنا في اسماعهم وابصارهم حتى لا يكون بينهم وبين القائم برید يكلمهم فيسمعون وينظرون اليه وهو في مكانه (الكافي: 8/241)

”ہمارا قائم“ مہدی خطر جب ظاہر ہوگا تو اللہ عزوجل ہمارے شیعوں کے کانوں اور آنکھوں میں بڑی طاقت پیدا کر دیں گے، اس مہدی اور شیعہ کے درمیان ایک برید، یعنی چار میل کا فاصلہ ہوگا تو ہمارا شیعہ امام کو دیکھ بھی رہا ہوگا اور اس کی بات سن بھی رہا ہوگا۔“

امام منتظر کے متعلق یہودیوں اور شیعوں کی مطابقت:

درج ذیل نقاط میں ہم یہودیوں اور شیعوں کے عقیدہ امام خطر کے بارے میں جو مشابہت پائی جاتی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

(۱)..... یہودیوں کا مسیح موعود جب لوٹے گا تو ان کے منتشر یہودیوں کی شیرازہ بندی کرے گا اور یہودیوں کا اجتماع ان کے مقدس مقام بیت المقدس میں ہوگا جسے یہ پوروشلم کہتے ہیں۔ اور جب شیعوں کا مہدی خطر نکلے گا تو یہ بھی ہر جگہ کے شیعہ کو یکجا کرے گا اور ان کا اجتماع ان کے نزدیک مقدس

شہر کوفہ میں ہوگا۔

(۲)..... ان میں یہ مناسب ہے کہ یہودیوں کا مسیح جب نمودار ہوگا تو مردہ یہودیوں کو زندہ کرے گا یہ قبروں سے نکل کر اس کے لشکر میں شامل ہوں گے۔ اور جب شیعوں کا مہدی ظاہر ہوگا یہ بھی اپنے شیعہ پیروکاروں کو زندہ کرے گا اور یہ اٹھ کر مہدی کے لشکر میں مل جائیں گے۔

(۳)..... مسیح موعود جو یہودیوں کا ہے وہ نافرمانوں کے مردہ ہتھے نکال کر سزا دے گا تا کہ یہودی بنظر خود اس سزا کا مشاہدہ کر لیں۔ اور جب شیعوں کا امام منتظر آئے گا تو یہ بھی نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی قبروں سے نکال کر انہیں سزا دے گا۔ خصوصاً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سزا دے گا۔

(۴)..... یہودیوں کا مسیح موعود ان پر ظلم کرنے والوں سے بدلہ لے گا تو شیعوں کا مہدی بھی ان پر ظلم کرنے والوں سے قصاص لے گا۔

(۵)..... یہودیوں کا مسیح دنیا کے لوگوں کا دو تہائی حصہ فنا کر دے گا تو شیعوں کا مہدی بھی ایسا ہی کرے گا۔

(۶)..... یہودیوں کا مسیح نمودار ہوگا تو ان کی جسمانی حالت متغیر ہوگی دوسو ہاتھ تک ان کی قد درازی پہنچ جائے گی اور ان کی عمریں صدیوں پر محیط ہوں گی۔ شیعوں کے مہدی کے ظہور کے وقت بھی ان کی جسمانی ساخت بڑھ جائے گی ایک آدمی میں چالیس آدمیوں کی قوت پیدا ہو جائے گی لوگوں کو اپنے قدموں سے روندیں گے اور ان کی قوت سماعت و بصارت میلوں تک کام کرے گی۔

(۷)..... مسیح موعود کے عہد میں یہودیوں پر خیرات کی بارش ہوگی، پہاڑوں سے دودھ اور شہد چکیں گے، زمین لباس اُگلے گی۔ شیعوں کے مہدی کے دور میں بھی کوفہ کی سرزمین میں یہ سب کچھ ہوگا

☆☆☆☆☆

پانچویں بحث.....

ائمہ اور علماء کے بارے میں یہودیوں اور شیعوں کا نظریہ

یہودیوں کا اپنے علماء کے بارے میں غلو:

یہودیوں کا اپنے علماء کے بارے میں جو غلو ہے، ان کی کتابوں سے صراحت کے ساتھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کتاب میں لکھا ہے:

”اے بیٹو! علمائے یہود کی باتوں کی طرف توجہ دو، اس سے بھی بڑھ کر ان پر توجہ دو جو موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر توجہ دیتے ہو۔“ (تلمود: 45)

حاجت ہو ان کے نزدیک علمائے یہود کی بات تو رات سے بھی افضل ہے، حالانکہ تورات اللہ نے نازل کی ہے اور تلمود ان کی خود ساختہ کتاب ہے۔ تلمود ہی میں دوسری جگہ ہے کہ ”علمائے یہود کے اقوال انبیاء کرام علیہم السلام کے اقوال سے افضل ہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اقوال سے بھی زیادہ معتبر ہیں کیونکہ یہ اقوال اللہ زمرہ رہنے والے کی مانند ہیں، یہ کہتا ہے:

”یہودی عالم اگر تمہارے ہائیں ہاتھ کو دیاں اور دائیں ہاتھ کو بایاں کہیں تو اس کی تائید کرو۔ اختلاف نہ کرو جب یہ صحیح بتائیں تو یہ تو بالادلی مانتا ہوگا اور یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے علماء کے اقوال بعینہ اللہ تعالیٰ کے اقوال ہیں انہیں بغیر کسی حیل و حجت کے ماننا واجب ہے اگرچہ غلط بھی ہوں ان سے تکرار ممنوع ہے۔

تلمود ہی میں ہے کہ ”جو ہمارے ان علماء کے اقوال سے تکرار کرتا ہے گویا کہ وہ الہی عزت کے خلاف تکرار کرتا ہے۔“

بلکہ ان کا یہ خیال ہے کہ ”اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) ہمارے علماء سے مشورہ کرتا ہے۔“ اور تلمود ہی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی زمین پر مشکل پیدا ہوتی ہے جس کا آسمان پر حل نہیں ہوتا تو علمائے یہود سے مشورہ لیتا ہے۔ نیز یہودیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ علمائے یہود معصوم عن الخطا ہیں۔

شیعوں کا عقیدہ اپنے اماموں کے بارے میں:

اثنا عشری شیعہ بھی اپنے اماموں کے بارے میں غلو میں اجتہاد کر دیتے ہیں۔ انہیں انسان سے

اعلیٰ صفات سے متصف کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ والی صفات ان میں بیان کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے امام غیب دان ہیں۔ زمین و آسمان کی کوئی چیز ان پر مخفی نہیں۔ جو ہو چکا ہے وہ بھی اور جو قیامت تک ہونے والا ہے وہ بھی جانتے ہیں۔ (العیاذ باللہ) اللہ اس کفر سے بچائے۔ مجلسی لکھتا ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے کہا:

والله لقد اعطينا علم الاولين والآخرين (بحار الانوار: 27/26)

”واللہ! ہمیں پہلوں اور پچھلوں کا علم دیا گیا ہے۔“

ایک آدمی نے سوال کیا: حضرت میں قربان جاؤں۔ آپ کے پاس علم غیب ہے؟ جواب دیا: ”افسوس! تم یہ بات کرتے ہو، ہم مردوں کے نطفے اور عورتوں کے رحموں کا بھی علم رکھتے ہیں، آنکھیں کھول کر دیکھ لو اور دل کے دریچے کھول کر یہ بات محفوظ کر لو کہ ہم اللہ کی مخلوق پر جنت ہیں۔“ عبد اللہ بن بشر کے حوالے سے مجلسی اور کلینی لکھتا ہے کہ ابو عبد اللہ نے کہا:

انی لأعلم ما فی السموات وما فی الارض وأعلم ما فی الجنة وأعلم

ما فی النار وأعلم ما كان وما يكون (الكافي: 261/1، بحار الانوار: 26/28)

”میں جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ جنت اور دوزخ میں ہے اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے میں سب جانتا ہوں۔“ نفوذ باللہ

ائمہ کے بارے میں شیعوں کا یہ غلو بھی ہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ یہ معصوم ہیں اس بات پر تمام شیعوں کا اجماع ہے۔ شیخ مفید شیعہ لکھتا ہے کہ ”ائمہ کرام، احکام کے نفاذ میں اور حدود قائم کرنے میں انبیاء کرام علیہم السلام کے قائم مقام ہیں۔ شریعتوں کی حفاظت میں اور مخلوق کو ادب سکھانے میں یہ ائمہ انبیاء کی مانند معصوم ہیں۔ (اوائل المقالات: 71)

ان کے دور حاضر کا عظیم امام آیت اللہ مہدی کا خیال ہے کہ ائمہ شیعہ اتنے زیادہ معصوم ہیں کہ مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی ان کے پائے کے نہیں۔ وہ کہتا ہے:

”ہمارے امام مقام محمود پر فائز ہیں۔ ان کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ ان کی خلافت پوری

کائنات پر ہے، کائنات کا ہر ذرہ اس کی زیرِ ولایت ہے۔“

مزید کہتا ہے کہ

وان من ضروریات مذهبنا ان لا نؤمننا مقاما لا يبلغه ملك مقرب ولا

نبی مرسل (حکومت اسلامی: 52)

”یہ چیز ہمارے مذہب کا لازمہ ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ ہمارے امام ایسے بلند مقام پر فائز ہیں کہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ ہی کوئی مرسل نبی ان تک پہنچ سکتا ہے۔“

ائمہ اور علماء کے بارے میں شیعوں اور یہودیوں کے غلو میں ہمنوائی:

درج ذیل میں ہم نقطہ وار یہودیوں اور شیعوں نے جو ائمہ اور علماء کے بارے میں حد درجہ غلو کیا ہے، اسے بیان کرتے ہیں:

(1)..... یہودیوں کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ ان کے علماء غیب جانتے ہیں اسی طرح شیعوں کا بھی یہ اعلان ہے کہ ان کے امام غیب جانتے ہیں اور زمین آسمان کی ہر چیز کا انہیں علم ہے اور باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں کیا ہے.....؟ یہ بھی یہ جانتے ہیں اور یہ جنت اور دوزخ کا علم بھی رکھتے ہیں اور قیامت تک کے حالات سے بھی باخبر ہیں۔

(2)..... یہ مطابقت ہے کہ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا دین تین چیزوں سے کامل ہوتا ہے ① تورات کی تعلیم ② مثنیٰ کی تعلیم سے ③ غار کی تعلیم سے۔ ان تینوں پر یہودیوں کے مذہب کا دارومدار ہے۔

اسی طرح شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اسلام کی تکمیل نبی اکرم ﷺ کی رسالت اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تعلیمات اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی تعلیمات کے بغیر ممکن نہیں۔

(3)..... یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے علماء انبیاء سے افضل ہیں، شیعہ کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ ہمارے امام، انبیاء سے افضل ہیں۔

(4)..... یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے علماء معصوم عن الخطاء ہیں۔ شیعوں کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ ان امام معصوم ہیں، بھولتے ہیں نہ ہی غافل ہوتے ہیں اور نہ ہی خطا کرتے ہیں۔

(5)..... یہودیوں میں یہ غلو پایا جاتا ہے ان کے علماء کے اقوال عین شریعت کی مانند ہیں اور تورات کی طرح ہیں۔ شیعوں کا بھی عقیدہ ہے کہ ہمارے اماموں کی تعلیمات، قرآن کی تعلیمات کی مانند ہیں، انہیں جاری کرنا واجب ہے۔ یہودی کہتے ہیں: علماء سے تکرار کرنا عزت الہی سے تکرار کرنے کے مترادف ہے۔ شیعہ بھی کہتے ہیں: اماموں پر بات لوٹانے والا ایسے ہے جیسے اللہ پر بات لوٹانے والا ہے۔

(6)..... ایک بات یہودیوں اور شیعوں میں اور بھی مشترک ہے یہودی اپنے علماء کے بارے میں اتنا زیادہ غلو رکھنے کے باوجود مشکل حالات کے وقت انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیتے ہیں۔ حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو سخت ترین ضرورت ہے وہ یہودیوں سے کہہ رہے ہیں: ارض مقدس میں داخلہ کے لیے وہاں کے لوگوں سے لڑو یہ پھر بھی جواب دے دیتے ہیں، حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کی محنت سے ہی انہیں مصر میں فرعون کی غلامی سے آزادی دلوائی گئی تھی مگر یہود نے موسیٰ علیہ السلام کو شرمندہ کیا اور صاف کہہ دیا:

يَا مُوسَى اِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا اَبَدًا مَا دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا
اِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ (المائدہ: 24)

”اے موسیٰ! بے شک ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں پس تو اور تیرا رب جاؤ ان سے لڑو ہم تو یہاں بیٹھے رہیں گے۔“

اسی طرح شیعوں نے اپنے اماموں کو کئی مقامات پر اور مشکل ترین حالات میں بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ انہوں نے اپنے امام اول حضرت علی علیہ السلام کو کئی بار چھوڑا اور ان کے ساتھ مل کر لڑنے سے پست ہمت ہوئے، حالانکہ انہیں سخت ترین معرکہ پیش تھا، ان کے بعد ان کے بیٹوں سے دست تعاون اٹھایا۔ حضرت حسین علیہ السلام کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا، حالانکہ انہوں نے متعدد خطوط لکھے تھے کہ امام ہمارے پاس آئیں جب وہ آئے ان کے ساتھ اہل خانہ اور اعزہ و اقارب اور بیٹیاں اور ساتھی بھی تھے مگر شیعوں نے بے سہارا چھوڑ دیا اور ان کی نصرت و حمایت سے دستکش ہو گئے، مدد تو درکنار ہی یہ ان کے دشمن کے ساتھ مل گئے کوئی خوف و ہراس سے کوئی طمع و لالچ سے حضرت امام سے پیچھے ہٹ گئے اور ان کی شہادت کا باعث بنے علیہ السلام اور آپ کے اہل خانہ اور مصوم بچوں اور عزت آباء خواتین کی دردناک شہادت واقع ہوئی اللہ ان سب کو جنت میں جگہ دے۔ آمین!

انہوں نے حضرت زید بن علی بن حسین علیہ السلام کو بھی بے یار و مددگار چھوڑ دیا، حالانکہ شیعوں نے ان سے ان کی نصرت و حمایت کا معاہدہ بھی کیا گیا جب معاملہ گھمبیر ہو گیا اور لڑائی جو بن رہی تھی تو شیعوں نے ان کی امامت سے انکار کر دیا وجہ یہ بتائی کہ یہ حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ تینوں خلفاء (ابوبکر، عمر و عثمان علیہم السلام) کو اچھا کہتے ہیں ان سے بیزاری نہیں ہوتے۔

یہ بہانہ بنا کر انہوں نے حضرت زید علیہ السلام کو دشمنوں کے حوالے کر دیا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے۔

رحمہ اللہ!

یہودیوں اور شیعوں میں..... انبیاء علیہم السلام اور

صحابہ کرام علیہم السلام پر تنقید کرنے میں موافقت ہے

یہودیوں کی انبیاء پر تنقید:

انبیائے کرام علیہم السلام پر تنقید کرنا اور ان کی تنقیص کرنا یہودیوں کی نمایاں نشانی ہے۔ جو یہودیوں کی کتابوں کو پڑھے گا وہ ان میں پائے گا کہ یہودیوں نے انبیائے کرام علیہم السلام کی ذوات گرامی پر طعن و تشنیع کی ہے۔ یہیں تک ہی معاملہ بس نہیں نہایت ہی بدترین جرائم کی ان پاکیزہ ہستیوں پر الزام تراشی کی ہے، حالانکہ یہ عظیم لوگ ان الزامات سے بالکل بری ہیں۔ انہی تہمتوں میں سے ایک بدترین اور عالمادہ تہمت یہ ہے کہ یہ یہودی حضرت لوط علیہ السلام پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے اپنی دو بیٹیوں سے برائی کی تھی۔ (سفر کنین۔ صحاح: 19) (نور اللہ)

اور حضرت ہارون علیہ السلام پر یہ بہتان طرازی کرتے ہیں کہ انہوں نے بنو اسرائیل کے لیے سونے کا چھڑا بنایا تھا۔ تاکہ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد اس کی عبادت کریں۔ اور داؤد علیہ السلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ایک فوجی کی بیوی سے زنا کیا تھا اور حم کی بات ہے ساتھ یہ کہتے ہیں اس عورت کے خادمہ کو قتل کروادیا تھا اور اس سے زنا کیا۔ جس سے وہ حاملہ ہو گئی (نور اللہ)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ پر ہر جرم کا الزام لگادیا ہے اور ان کی افتراء پر دازیوں اور جرائم کی شبیوں میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زنا سے پیدا ہوئے تھے۔ (نور اللہ) بلکہ یہودیوں کو یہاں تک جرأت ہوئی ہے کہ انہوں نے تمام انبیائے کرام پر ہر نجاست کی تہمت لگائی ہے۔ ان کا کہنا ہے، رب کہتا ہے: تمام انبیاء اور کارکنوں نے نجاست اختیار کی ہے بلکہ ان کی شرمیرے گھر میں پائی گئی ہے۔ (سفر ارمیا۔ صحاح: 23)

شیعوں کا صحابہ کرام علیہم السلام پر تنقید کرنا:

شیعہ صحابہ کرام علیہم السلام پر تنقید کرتے ہیں اور عداوت و بغض رکھتے ہیں انہیں امہات

المؤمنین سے بھی شدید ترین بغض ہے اور ان کے متعلق شیعوں کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قرار مرتد ہیں بلکہ انہیں شیعہ گالیاں دینا، اللہ تعالیٰ کی قربت کا بہترین ذریعہ تصور کرتے ہیں۔ محمد بن باقر مجلسی لکھتا ہے کہ

”ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم چار بتوں، یعنی ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ رضی اللہ عنہم اور چار عورتوں، عائشہ، حفصہ، ہند اور ام حکم رضی اللہ عنہم سے اور ان کے تمام پیروکاروں اور گروہوں سے اعلان بیزاری کریں یہ تمام روئے زمین میں سے ساری مخلوق سے برے ہیں، ان سے بیزاری اختیار کیے بغیر نہ تو اللہ تعالیٰ پر اور نہ اس کے رسول پر اور نہ ہی ائمہ پر ایمان پورا ہوتا ہے۔“
(حسن الطہین: 519)

حقی نے بیان کیا ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہا:

”ہر نبی کے بعد اس کی امت میں شیطان ہوتا ہے۔ جو اذیت دیتا ہے اور لوگوں کو اس کے بعد گمراہ کرتا ہے۔ لوح کے بعد اس کے دوستاھی تھے ایک ”مطہطیوس“ اور خرام ہے۔ ابراہیم کے ساتھی، مکمل اور رزام ہیں۔ موسیٰ کے بعد ان کے ساتھی سامری اور مرعقیب، عیسیٰ کے ساتھی پولس اور مورینوں، محمد ﷺ کے ساتھی جبر اور زریق ہیں۔ جبر سے مراد عمر رضی اللہ عنہ اور زریق سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لیے ہیں۔“

شیعوں کا امام عیاشی اپنے دل میں چھپے بغض کے بادل یوں چھوڑتا ہے، جعفر بن محمد سے بیان کرتا

ہے:

يُؤْتِي بِجَهَنَّمَ لَهَا سَبْعَةُ ابْوَابٍ

”جہنم کو جب لایا جائے گا اس کے سات دروازے ہوں گے“ پہلا دروازہ ظالم زریق، یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے ہوگا اور دوسرا دروازہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے ہوگا اور تیسرا دروازہ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے اور چوتھا دروازہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے ہوگا اور پانچواں دروازہ عبدالملک کے لیے ہوگا اور چھٹا دروازہ عسکریں ہوسر کے لیے ہوگا اور ساتواں دروازہ ابوسلامہ کے لیے ہوگا۔ (تفسیر عیاشی: 2/243)

صدق، ابلی جارد سے بیان کرتا ہے کہ

میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے کہا: مجھے بتاؤ اور رخ میں سب سے پہلے کون داخل ہوگا؟ کہا: ابلیس، اور ایک آدمی اس کی دائیں جانب والا اور ایک آدمی اس کی بائیں جانب والا، ان

سے مراد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔“ (کتاب ذواب الاعمال: 255)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن پر طعن و تشنیع کے یہ چند نمونے ہم نے بیان کیے ہیں، مگر نہ اس امت کے بہترین افراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ان کی زبان و رازی اور ان کے بغض اور دلی کینہ کی بجز اس سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں جس میں یہ اپنے اماموں کی زبان کو ذریعہ بنا کر ان نیک مسیحیوں کی توہین کرتے ہیں۔

انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید میں مشابہت:

انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع میں جو یہودیوں اور شیعوں میں موافقت پائی جاتی ہے انہیں ہم درج ذیل میں نقل کرتے ہیں:

(۱)..... یہودیوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیروکار کافر اور مرتد ہیں، دین سے خارج ہیں۔ اور شیعہ بھی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کافر اور مرتد ہیں دین میں منافقت اور ریاکاری کے طور پر داخل ہوئے تھے۔

(۲)..... یہودیوں نے حضرت مریم علیہا السلام پر قاصحہ ہونے کی، الزام تراشی کی، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے پاک قرار دیا ہے۔ شیعوں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر یہ الزام لگایا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے بری قرار دیا ہے۔

(۳)..... یہودیوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوزخ کے درمیان میں عذاب دیا جائے گا اور شیعوں کا گمان بھی ہے کہ تنیوں خلفائے راشدین کو ایک تابوت میں رکھ کر دوزخ کی آگ میں سزا دی جائے گی۔ اس تابوت کی گری سے دوزخ والے بھی بچا چاہیں گے۔

(۴)..... یہودی رموز و اشارات کے ذریعہ اپنی کتابوں میں طعن و تشنیع کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے درمیان رسوائی ہو۔ اسی طرح شیعہ بھی اپنی کتابوں میں خلفائے راشدین اور امہات المؤمنین کے لیے بھی رموز و اشارات استعمال کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے لیے جنت اور طاغوت، فرعون و ہامان وغیرہ اشارات کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں بھی اشارات بنا رکھے ہیں، مثلاً حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اول اور ثانی کہتے ہیں اس امت کے اعراب، فلاح و غیرہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے نعل یا ثالث کا لفظ کہتے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے راج اور بنو امیہ کو ابوسلامہ کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ام شرور، صاحبہ الجمل اور عسکر ابن حوشر کہتے ہوئے اشارہ کرتے ہیں۔

ساتویں بحث.....

یہودیوں اور شیعوں میں یہ مساوات ہے کہ خود کو پاکیزہ قرار دیتے ہیں

یہودیوں کا خود کو پاکیزہ قرار دینا:

یہودیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دوسرے سب لوگوں سے زیادہ پسند کیا ہے اور برتری دی ہے زمین میں جتنے بھی قبائل ہیں ان میں سے ممتاز قبیلہ یہود کو ہی قرار دیا ہے۔ انکی کتاب میں اس پسندیدگی کی وجہ بیان ہوئی ہے:

لأنك انت شعب مقدس للرب الهك (سفر التثیہ)
”چونکہ یہودیوں کا قبیلہ اپنے رب کے ہاں جو کہ تیرا الہ ہے مقدس ہے۔“
دوسری کتاب میں ہے:

تتميز ارواح اليهود عن باقي الارواح بانها جزء من الله كما أن
الابن جزء من والده (التلمود)

”یہودیوں کی ارواح باقی لوگوں کی ارواح سے ممتاز حیثیت رکھتی ہیں، کیونکہ یہ اللہ کا اسی
طرح جزء ہیں جس طرح بیٹا اپنے باپ کا جزء ہوتا ہے۔“

اتنا ہی نہیں یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دوسرے لوگوں پر تمام احکام میں امتیاز
سے نوازا ہے خواہ وہ دنیوی احکام میں قانون سازی ہو یا اخروی معاملات میں قانون سازی ہو، ان کا یہ
عقیدہ بھی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ یہودیوں کو پیدا نہ کرتا تو اس کائنات کو ہی پیدا نہ کرتا۔ اور اس کائنات میں
جو کچھ بھی ہے وہ سارا کچھ یہودیوں کی ملکیت میں ہے اور ان کی خدمت پر مامور ہے جیسا کہ ان کی
کتاب میں واضح لکھا ہے

لو لم يخلق الله اليهود لانعمت البركة من الارض ولما خلقت
الامطار والشمس (تلمود)

”اگر اللہ تعالیٰ یہودیوں کو پیدا نہ کرتے تو زمین سے برکت اٹھ جاتی اور نہ آفتاب کا وجود

ہوتا نہ ہی بارشوں کا سلسلہ ہوتا۔“

یہودیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ یہودی آگ میں داخل نہ ہو گئے جیسا کہ ان کی کتاب میں ہے

کہ:

”بنو اسرائیل کے جو گنہگار ہیں، آگ میں طاقت ہی نہیں کہ انہیں جلا سکے اور نہ ہی آگ کے بس میں ہے کہ حکماء کے شاگردوں کو جلانے۔“

اور جنت کے متعلق ان کا دعویٰ ہے کہ اس میں داخل ہی صرف یہودیوں کا ہوگا:

وهذه الجنة اللذيذة لا يدخلها الا اليهود الصالحون اما الباقون
فيزجون بجهنم النار (التلمود)

”یہ لذتوں سے بھرپور جنت جو ہے اس میں صرف یہودی داخل ہو گئے کیونکہ یہی نیک ہیں جو باقی لوگ ہیں وہ آتش دوزخ کے حوالے ہو گئے۔“

ایک دوسری جگہ پر کہتے ہیں:

”نعمتیں لوٹنا صرف یہودیوں کی ارواح کا مقام ہے اور صرف یہودی ہی جنت میں جائیں گے، اور دوزخ کفار کا ٹھکانہ ہے۔“

اس سے مراد مسیحی اور مسلمان ہیں، ان کے نصیب میں تاریکی، بد بوی اور مٹی میں بیٹھ کر رونے کے

سوا چارہ کار نہ ہوگا

شیعہ کی خود ستائی:

جو آپ یہودیوں کے نظریات اپنی خود ستائی پڑھ چکے ہیں یہی چیز شیعوں میں موجود ملتی ہے یہ اپنی پاکیزگی کا دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ بھی اس زمین پر اللہ کے خاص بندے اور منتخب افراد ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں ممتاز بنایا ہے دیگر لوگوں پر انہیں زیادہ خوبیوں سے نوازا ہے، اور یہ امتیازات شروع سے اللہ تعالیٰ نے انہیں دے رکھے ہیں، یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ نے ان کی روحیں اپنے نورِ عظمت سے پیدا کی ہیں اور یہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو گئے، ان کی تخلیق کا خمیر جس مٹی سے بنایا گیا ہے وہ دوسرے انسانوں کی مٹی سے منفرد تھی جو کہ اللہ کے نور اور عرش کے نیچے والی مٹی سے یہ پیدا ہوئے ہیں، ایک شیعہ ابو عبد اللہ کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ

ان الله جعل لنا شيعة فجعلهم من نوره وصيغهم في رحمته

(بصائر الدرجات: 70)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں کو اپنے نور سے تیار کیا ہے اور انہیں اپنی رحمت کے رنگ سے رنگا ہے۔“

کلینی لکھتا ہے:

”اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نورِ عظمت سے پیدا کیا ہے ہم اس مٹی سے پیدا ہوئے ہیں جسے عرش کے نیچے خزانہ سے لیا گیا ہے۔“ (الکافی: 1/389)

ان کا امام مفید لکھتا ہے کہ امام صادق فرماتے ہیں کہ

”اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نورِ عظمت سے بنایا اور اپنی رحمت سے تیار کیا اور تمہیں پھر آگے شیعوں کے اماموں سے پیدا کیا۔“ (الاختصاص: ۲۶)

شیعوں کا امام عیاشی کہتا ہے کہ عبدالرحمن بن کثیر نے بیان کیا کہ ابو عبد اللہ نے کہا: اے ابو عبدالرحمن!

شیعتنا واللہ لا يتختم الذنوب والخطايا هم صفوة الله الذين

اختارهم لدينه (تفسیر عیاشی: 2/105)

”ہمارے شیعہ کے گناہوں اور خطاؤں کو لکھا نہیں جاتا یہ اللہ کے وہ چنے ہوئے لوگ ہیں جنہیں اللہ نے اپنے دین کے لئے پسند کر لیا ہے۔“

طوسی نے اپنی کتاب امالی میں جعفر بن محمد علیہ السلام سے بھی ایسے ہی تاثرات بیان کئے ہیں، گناہوں کے متعلق شیعوں کا یہ نظریہ ہے کہ ان کے گناہ کتنے ہی بڑے ہوں اور کتنے ہی زیادہ ہوں، اللہ کے فرشتے انہیں مٹا دیجے ہیں، یہ بات امالی کتاب میں ان کے امام نے لکھی ہے۔ اور ایسا ہی بہتان ”بحار الانوار“ میں مجلسی نے نبی اکرم ﷺ پر لگایا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے علی رضی اللہ عنہ! تمہارے شیعہ بخش دیئے گئے ہیں خواہ ان میں کتنے ہی زیادہ گناہ اور عیب ہوں، بلکہ شیعہ کا یہ خیال بھی ہے کہ آگ انہیں نہ تو دنیا میں جلانے کی نہ ہی آخرت میں جلانی گی، اگرچہ یہ کتنے ہی قبیح اور کبیرہ گناہ کریں آگ انہیں کچھ نہ کہے گی۔ ”عیون معجزات“ کا مؤلف لکھتا ہے:

”ایک شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: میں چاہتا ہوں دنیا سے جانے سے پہلے

پاکیزہ ہو جاؤں انہوں نے دریافت کیا، تو کیا گناہ کرتا ہے؟ کہا: میں لواطت کرتا ہوں، دو

مرتبہ اس نے یہ بات دہرائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، درے کھانے پسند کرتے ہو یا

دیوار گرانے کو پسند کرتا ہے یا آگ میں جلنا چاہتا ہے، اس جرم کی یہ سزائیں ہیں تم کو

اختیار ہے، اس نے کہا: آگ! آگ! آگ! میں جلا دو، اس پر ہزار گھنٹے ایندھن کے رکھ دیئے گئے اور اسے دیا سلائی سے آگ لگانے کا حکم دیا اور کہا: اگر تو شیطان علی سے ہوگا تو آگ نہ جلائے گی اگر تو مخالف ہوگا اور اس دعویٰ شیعیت میں جھوٹا ہوگا تو آگ تجھے توڑ کر رکھ دے گی آدمی نے اسی کے کپڑوں کا لباس پہنا تھا جسے آگ جلدی چھوٹی ہے، اس کے باوجود آگ تو درکنار دھواں تک نہ اس تک پہنچا تھا۔“

باقی رہی جنت کی بات تو شیعہ کا یہ اعلان ہے کہ جنت پیدا ہی ان کے لئے کی گئی ہے یہ بغیر حساب جنت میں داخل ہونگے، فرات کوئی کہتا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب ؑ نے کہا: ایک منادی رب العزت کے قریب سے صدا لگائے گا، اے علی ؑ!

”تم اور تمہارے شیعہ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہو جاؤ، یہ داخل ہو کر جنت میں داو عیش پائیں گے۔“

یہودیوں اور شیعوں کی مشابہت کا خلاصہ:

درج ذیل میں ہم خود کو پا کماز قرار دینے میں یہودیوں اور شیعوں کے درمیان جو ہموائی پائی جاتی ہے، ترتیب وار اسے بیان کرتے ہیں:

(۱)..... یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ ہم اللہ کے پسندیدہ ہیں اور بندگان خاص ہیں اور شیعوں کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ یہ بھی اللہ کا گروہ اور اس کے احوان و مددگار اور خاص و منتخب بندے ہیں۔

(۲)..... یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ اللہ کے محبوب ہیں یہی دعویٰ شیعوں کا ہے۔

(۳)..... یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پر ناراض ہوتا ہے صرف یہودیوں سے راضی ہے، شیعہ بھی یہی خیال کرتے ہیں کہ سوائے شیعوں کے اللہ کسی پر راضی نہیں۔

(۴)..... یہودیوں کا خیال ہے ہماری رو میں اللہ کا حصہ ہیں، یہ شرف کسی دوسرے کو حاصل نہیں، شیعہ کا وہم بھی یہی ہے کہ ان کی ارواح نور الہی سے پیدا شدہ ہیں۔

(۵)..... یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر یہودی پیدا نہ ہوتے تو کائنات ہی پیدا نہ ہوتی اور روئے زمین برکت سے محروم ہو جاتی، یہی شیعوں کا اعتقاد ہے کہ اگر شیعہ نہ ہوتے تو یہ کائنات ہوتی نہ ہی زمین پر نعمت برستی۔

(۶)..... یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ جنت میں صرف یہودی جائیں گے اور غیر یہودی آگ میں

جائیں گے، شیعوں کا بھی دعویٰ ہے کہ یہی جنت میں جائیں گے ان کے دشمن دوزخ میں جائیں گے۔
 قارئین کرام! اسی آخری نقطہ سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہودیوں اور شیعوں کے عقیدہ میں کتنی
 زیادہ ہموائی ہے، اس سے ہم یہ یقینی طور پر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ شیعہ مذہب کی اصل خالص یہودیت سے
 ہے، اسلام ایسے جاہلانہ عقائد سے بالکل بری ہے اور ہر آن اور مکان پر شیعہ کے نظریات سے اسلام کا
 دامن محفوظ ہے، اس میں ہرگز ان کی گنجائش نہیں۔



اسلحہ کے میدان میں شیعہ اور اسرائیلی تعاون کا ثبوت

حکومت ایران کے لئے اسلحہ فراہم کرنے کے لئے اسرائیلی تعاون پر دلائل موجود ہیں۔ حالانکہ عراق اور ایران کے درمیان جنگ بند ہو چکی ہے۔ اس کے باوجود اسرائیل کا اسلحہ سپلائی کرنے کا کام ہوتا رہتا ہے۔ یہ اسرائیل ایران کو اسلحہ دیتا رہتا ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ رومانیہ حکومت اسلحہ کی تجارت کرتی ہے جس کی قیمت کروڑوں اور اربوں ڈالر ہے۔ 1980ء سے لے کر آج تک کی طویل مدت کا راز اس تجارت نے آشکارا کیا ہے کہ حکومت ایران کو اسلحہ سپلائی ہو رہا ہے۔ اس کا ذریعہ وہ دلال اور اسرائیلی اسلحہ کے تاجر ہیں جو پوری دنیا سے رابطہ میں ہیں اور وہ ایران کو اسلحہ کی فراہم کرنے کے لئے میں حرکت میں رہتے ہیں۔ اسرائیل اس مرحلہ سے گزر چکا ہے اس نے ہتھیاروں کی خرید و فروخت کی شیعہ کے سامنے پیشکش کی تھی کہ وہ خفیہ طور پر عالمی منڈی سے اسے اسلحہ پہنچائے گا، اسرائیل کی جنگ کے دوران مجمل طور پر یہ بات بھی سامنے آئی تھی کہ اسرائیلی اسلحہ کی قسطیں حکومت ایران تک پہنچ چکی ہیں۔ یہ خبر فرانس کے اخبار (نو پرن) نے اور اخبار ”اسٹرائٹجک“ نے جولیان کا ماہنامہ ہے نے بھی ذکر کی تھی۔ اسرائیل سے، ایران کو اسلحہ کی یہ کھپ ملتا اور اس کی فوجی طاقت مضبوط کرنا اس چیز کے عوض ہے جو حکومت اسرائیل نے ایران میں اپنا اقتصادی تسلط جمایا ہے، مطلب یہ ہے کہ ایران کے یہودیوں نے جو اقتصادی معاملات پر غلبہ حاصل کر رکھا ہے ان کے ذریعے یا یہودی کمپنیوں کے ذریعے جو کہ شاہ ایران کے دور سے کام کر رہی ہیں پھر انہوں نے وقتی طور پر اپنا کام روک لیا تھا۔ اس کے بعد ٹینیسی کے حکم سے پھر پوری تندی سے کاروبار شروع کر دیا تھا۔ ان کے ذریعے یہ اسلحہ ایران کھل ہوتا ہے۔ یہ اسرائیل کا تسلط جو ایران کی اقتصادیات پر بڑا مضبوط جما ہوا ہے یہ ٹینیسی کے حکم سے ہی ہوا ہے۔ ایک کمپنی آرگو ہے اس نے اپنا کاروبار موقوف کیا ہوا تھا یہ بہت بڑی اسرائیلی کمپنی ہے۔ ٹینیسی نے باقاعدہ اسے جاری کیا اور اس سے شراکت کی، اسی طرح ”کوکاکولا“ کمپنی ہے، یہ بھی اسرائیلی ہے، حالانکہ یہ ایران میں ہے اس سے بھی ٹینیسی نے شراکت کر رکھی تھی۔

عجیب و غریب اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اسرائیل کی خواہش ہے کہ یہ ایرانی منڈی اور اس کی پیداوار کا بیڑا غرق کردے مگر اسے ایران میں واپس بلالیا گیا ہے۔ یہ اس کے مراکز سے اس بات

کا انکشاف ہوا ہے کہ وہ اسلحہ کے تاجر حکومت ایران کے لیے اسلحہ جمع کرنے کا کام کر رہے ہیں ان کے اور اسرائیلیوں کے درمیان ایک ہی مرکز ہے جس پر یہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ پہلے یہ شاہ ایران کا تھا اب یہ موجود ایرانی حکومت کے ہاتھ میں لوٹ آیا ہے۔ یہ مرکز ”بحیرہ چہیف“ کے راستے پر جو کہ فرانس کے قریب ”سان پول“ کی بستی کے قریب ہے۔ اس کی مسافت 28 ہزار مربع میٹر ہے۔ یہاں اس اسلحہ کو جمع کرتے ہیں جسے اسرائیلی خریدتے ہیں اور پھر وہ اس اسلحہ کو یورپ کے راستے سے ایران بھیجے کے لیے اسے لوڈ کرتے ہیں وہاں سے پھر تاجروں کے ذریعے یا پھر خود اسرائیلیوں کے ذریعے ان مراکز میں پہنچایا جاتا ہے، یہیں ایرانیوں کی جنگی مشینوں کا مرکز ہے اور فوجی ساز و سامان بھی یہاں ہی ہے۔ اور یہی ان فوجی ساز و سامان کی اور اسلحہ کی تجارتوں کی قیمتیں اسرائیل کے حوالے کی جاتی ہیں الصنف الکویتہ 30 ستمبر 1980۔

اسی 1980ء میں اکتوبر کے مہینہ کا واقعہ ہے۔ متحدہ امریکہ کی حکومتیں بھی اسرائیل کے طیاروں کو اپنے ایئر پورٹ استعمال کرنے کی اجازت دیتی ہیں کہ اسرائیلی فوج سامان، ایران ترسیل کر سکیں۔ اخبار لندن ”آبزور“ 10 نومبر 1980ء لکھتا ہے، اسرائیلی جہاز اور دیگر جنگی سامان بیڑوں پر لا کر ایرانی بندرگاہوں کی طرف بھیج دیتے ہیں ان میں سے خصوصاً بندر عباس ایرانی بندرگاہ پر سامان آتا ہے اور یہی بیڑے سلطنت ہائے متحدہ امریکہ سے گزر کر حکومت ایران تک سامان پہنچانے کے لیے اسرائیل کی تحویل میں دینے کے لیے لاتے ہیں۔ کانگرس کے حوالہ سے مارچ 1981ء میں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ اسرائیل اسلحہ اور دیگر سامان جنگ حکومت ایران میں بھجول کر رہا ہے۔ جب امریکہ کی وزارت خارجہ سے اس بارے میں سوال ہوا تو اس نے بھی اس کی تردید نہیں کی بلکہ اس کے امریکی صدر کارٹر اور اس کے سٹاف نے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ امریکہ سے اسرائیل نے رخصت مانگی ہے کہ اس نے ایران کے ساتھ اسلحہ کی خرید و فروخت کرنی ہے اس کی اجازت دی جائے۔ اور اس نے جنگی طیارے بھی اس کے ہاں فروخت کرنے ہیں اور دیگر فوجی سامان ایران کے ہاں فروخت کرنا ہے۔ اور اخبار یہ بھی لکھتا ہے کہ فرانس کا ایئر پورٹ بھی اس میں استعمال ہوتا ہے اور فرانس کا اسلحہ کا ڈیلر بھی طیاروں کو ابھدھن دینے میں مدد کرتا رہا جو اسرائیل کی ایران کے ساتھ اسلحہ کی خرید و فروخت میں شریک تھا۔ اس کے بعد ایران کو اسرائیل کی طرف سے قبرص کے جزیرہ سے اسلحہ بھیجا گیا جس میں طیارے تو ہیں اور دیگر جنگی سامان تھا جس کا وزن 360 ٹن تھا۔ اس کے بعد اسرائیل نے ایران کے ہاں 136 ملین ڈالر یعنی اربوں روپوں کا اسلحہ فروخت کیا۔

ایک اسرائیلی تاجر یقیناً غمزدی جو کہ اسرائیلی فوج کا ختم بھی ہے اس کے ذریعہ یہ سودا طے پایا تھا۔ ان تمام سودوں کا علم روس کے طیارے کے گرنے کے بعد ہوا یہ گرا تو پتہ چلا یہ قبرص کے راستہ سے اسرائیلی اسلحہ ایران منتقل کرتا تھا۔ یہ خبر اخبار ”الصاعدی“ نامی لندن نے نشر کی اور ایران کو اسرائیل کے اسلحہ فروخت کرنے کا یہ معاملہ 1986ء تک جاری رہا تھا۔

ماہ جنوری 1983ء میں ایران نے لاکھوں کی تعداد میں گولے، ہزار سے زائد وائرلیس سیٹ، اسرائیل سے خریدے تھے۔ یہ اطلاع پوسٹن اخبار نے دی تھی۔ اسی طرح ماہ جولائی 1983ء میں ایک تجارت کی خبر منظر عام پر آئی جو 136 ملین ڈالر کی تھی۔ یہ اسلحہ آہستہ آہستہ لوڈ کیا گیا تھا یہ سارے کا سارا امریکی فیکٹریوں میں تیار شدہ تھا اور اسے سوائے اسرائیل کے دوسروں کو سپلائی کرنے پر پابندی تھی، یہ پہلے اسرائیل نے حاصل کیا آگے ایران بھیج دیا اور مزید اسرائیل نے اپنی طرف سے طیارہ شکن میزائل اور جنگی جہازوں کا اضافہ کر کے ایران کو دیئے ہیں۔ یہ خبر ”الپھورن سمیون“ نے شائع کی ہے جو کہ فرانس کا دائیں بازو کا اخبار ہے اس کی تائید دو اسرائیلی اخبارات ”یلعوث اردوٹ“ اور ”ہا آرتس“ نے بھی کی ہے۔ جنوری 1983ء میں ایک سالانہ اخبار شائع ہوا ہے اس میں امور خارجہ اور دفاع سے متعلقہ معلومات بیان ہوئی ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ وہ میزائل جنہیں فروخت کرتا ممنوع ہے وہ اسرائیل نے ایران کو سپلائی کیے ہیں اور F-14 آٹو جیک طیارے ایران میں کم تھے اسرائیل نے پورے انتخابات کے ساتھ خفیہ طیاروں کے ذریعے ایران بھیجے ہیں۔

اخبار ”اٹھیرم“ نے جو کہ المانیہ سے شائع ہوتا ہے۔ مارچ 1984ء میں اس تجارت کی تفصیلات بیان کی تھیں کہ یہ اسلحہ اسرائیلی فضائی طیاروں کے اوپر رکھا گیا اور ”سوریہ“ کے راستہ سے اسے ایران پہنچایا گیا۔ وہ معاہدہ جو اسرائیلی فوج اور ایرانی فوج کے درمیان طے پایا تھا ان کے انکشاف سے یہ پتہ چلا ہے کہ اسرائیل اور ایران کے درمیان خفیہ تعاون ہے۔ 1977ء میں ایرانی وزیر دفاع جس طوفانیاں اور اسرائیل کے صباروخ کے درمیان میں معاہدہ طے ہوا تھا۔ اسرائیل کے وزیر خارجہ یہودی ڈیمنڈ لیفی نے واضح کہا تھا جسے ”ہا آرتس“ اخبار نے نقل کیا ہے جو کہ یہودی اخبار ہے 1-6-1977ء میں یہ وزیر کہتا ہے اسرائیل نے ایک دن بھی یہ بات نہیں کہی کہ ایران اس کا دشمن ہے۔ یہودی صحافی اردوٹی فحونی کہتا ہے:

”ایران ایک ایسی سلطنت ہے اس میں ہمارے بہت زیادہ مفادات ہیں اور یہ حادثات کے وقت بہت زیادہ مؤثر ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ ایران کو دھمکیاں ہماری طرف سے

نہیں آئیں بلکہ اس کے پڑوسی عرب ممالک اسے دھمکی دیتے ہیں، اسرائیل، ایران کا قطعاً دشمن نہیں اور نہ ہی آئندہ ہوگا۔" (معارف 23-9-1997)

حکومت اسرائیل نے ایک فیصلہ جاری کیا ہے جو اسرائیل اور ایران کے درمیان ہر قسم کا فوجی اور تجارتی اور زرعی تعاون بند کرنے کے متعلق ہے۔ یہ پابندی ایک راز کے کھل جانے کی وجہ سے لگائی گئی تھی ایک آدمی جو یہودی نمائندہ تھا کیمیائی سامان ایران بھیجتا تھا۔ یہ اسرائیل کے لیے بڑی رسوائی کا معاملہ تھا۔ اس کے خارجی تعلقات اس سے متاثر ہوئے تھے۔ حل ایسب کی عدالت نے بتایا کہ اس یہودی نمائندہ نے 50 ٹن سے زیادہ کیمیائی مواد ایران بھیجا تھا۔ ایک یہودی وکیل نے جس کا نام امنون زخرونی ہے نے پہلی غلطی جنگ میں بہت سارا اسلحہ ایران منتقل کیا تھا (اخبار شرق اوسط، شمارہ 7359) ایک بہت بڑی کمپنی جو مویشیہ رجیٹ کے تحت چلتی ہے یہ اسرائیلی فوجی قیادت کو اسلحہ کی ترسیل کا کام کرتا تھا۔ اسکی کمپنی نے 1992 اور 1994ء میں اسلحہ کے پڑے اور فوجی معلومات ایران تک پہنچانے کی ذمہ داری لی تھی۔ اس تعاون کا انکشاف ”موٹے“ جو کہ اس کمپنی کا بڑا ہے اور بیالوجی اور اسلحہ کے ایرانی وزیر دفاع ڈاکٹر ماجد عباس کے درمیان طے پانے والے معاہدوں سے ہوا ہے۔ جس کی اطلاع ”حا آرٹس“ یہودی اخبار نے شائع کی اور اخبار ”شرق اوسط“ نے بھی اپنے (۷۱۷۰) شمارے میں بیان کی تھیں۔

اسی طرح اخبار ”الحیاء“ شمارہ (۱۳۰۷۰) میں ذکر کرتا ہے کہ موساد جو کہ اسرائیلی تنظیم ہے یہ کیمیائی مواد ایران کو سپلائی کرتی ہے۔ اور ایک یہودی صحافی، ”یوسی مان“ کہتا ہے کہ یہ بات یقینی ہے کہ ایران نے اسرائیل سے بہت زیادہ اسلحہ لیا ہے۔ اسرائیل اس کے آلات جنگ پر حملہ نہیں کر سکتا، حالانکہ ایران اس کے باوجود زبانی طور پر اسرائیل کو اپنا دشمن باور کراتا ہے۔ یہ بات اخبار ”الاباء“ شمارہ (7931) میں کہتا ہے۔ اسی طرح وکیل ”رویٹے“ نے (۱-۷-۱۹۸۲) میں کہا تھا: جنوبی لبنان میں جب یہودی اور صیہونی طاقتیں اس کے زشمر ”الہیلہ“ میں داخل ہوئیں تو ان کا مقصد شیعہ مقامات اور اسلحہ کی حفاظت کرنا تھا۔

شیعی لیڈر حیدر راجخ خود اعتراف کرتا ہے:

”ہم تو اسرائیل سے پس سلام، دعا تک ہی تعلق میں رہنا چاہتے تھے لیکن اسرائیل نے ہمارے لیے اپنے دونوں بازو کھول دیے اور اس نے ہم سے بھرپور تعاون کرنا چاہا اور جنوبی لبنان سے فلسطینی خوددور کرنے میں اسرائیل نے ہماری بھرپور مدد کی ہے۔“

اسی صحافی رویٹر کی ملاقات اس شیعہ لیڈر حیدر سے (1983-10-24) میں ہوئی تھی۔ ہفتہ وار اخبار ”العربی“

ایک اسرائیلی وزیر زراعت نے کہا تھا لبنانی شیعوں اور اسرائیل کے درمیان علاقہ میں امن قائم رکھنے کے لیے شیعوں اور اسرائیل کے تعلقات غیر مشروط ہیں۔ اسی لیے فلسطینی لوگ جو تحریک جہاد اور حماس کے حمایتی ہیں ان کا اثر و رسوخ توڑنے کے لیے اسرائیل شیعہ عناصر کی مکمل زور عایت کرتا ہے اور ان شیعوں سے اس نے مفاہمت کر رکھی ہے۔ (یہودی اخبار معاریف 8-9-1997)



ان مظالم کے بیان میں جو شیعوں نے سنیوں پر ڈھائے

پہلی بحث: شیعوں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کو اکھاڑنے کی کوشش کی

دوسری بحث: انہوں نے امام آیت اللہ البرقی کو قتل کیا

تیسری بحث: علامہ احسان الہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے شہید کیا

چوتھی بحث: خمینی انقلاب کے بعد ایران میں اہل سنت علماء کو دھوکے سے

قتل کیا گیا

پانچویں بحث: ملک عبدالعزیز بن محمد بن سعود پر ناگہانی حملہ کیا

چھٹی بحث: حکومت سعودیہ کے بانی ملک عبدالعزیز آل سعود کو دھوکہ دہی

سے قتل کرنے کی کوشش ان شیعوں نے کی

ساتویں بحث: ابن علی شیعہ کے ہاتھوں جب بغداد قتل گاہ بن گیا

آٹھویں بحث: جب ان شیعوں کے ہاتھوں فلسطینی خیمہ بستیاں مقتل بنیں

نویں بحث: حرم مکہ کی ان کے ہاتھوں تحقیر ہوئی

دسویں بحث: اور ایران میں موجود ”فیض سنی“ مسجد کا انہدام شیعوں کے

ہاتھوں ہوا، ان شیعوں کے جرائم کی بھیئت بے شمار علماء، امراء،

قاضی صاحبان، واعظین، بادشاہ، خلفاء و وزراء چڑھ چکے ہیں،

جن پر تاریخ گواہ ہے۔ بلکہ جو بھی فقیہ، عالم و اعظم ان کے

عقائد باطلہ کی تردید کے لیے کھڑا ہوا اور ان کے افکار غلط کی

تردید کی تو انہوں نے اپنی تنظیم کے افراد کے ہاتھوں اس کا

وجود ختم کر دیا جیسا کہ آئندہ قارئین کرام کی خدمت میں ہم

پیش کرنے والے ہیں

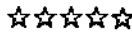
حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبر اکھاڑنے کی کوشش

حلب کے شیعوں کی ایک جماعت، مدینہ آئی اور اس وقت کے امیر مدینہ کو بے شمار مال کی پیشکش کی کہ وہ ان کے لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جسوں تک رسائی ممکن بنائے۔ تاکہ انہیں قبروں سے نکال کر لے جائیں اور انہیں جلادیں۔ امیر نے اس بات کو قبول کر لیا، وجہ یہ ہے کہ اس وقت علاقہ حجاز میں شیعوں کا اثر و نفوذ تھا۔

امیر مدینہ، مسجد نبوی کے خدام کے بڑے کے پاس گیا اس کا نام شمس الدین صواب تھا۔ یہ ایک نیک آدمی اور مال خرچ کرنے والا اچھا آدمی تھا، امیر نے ان سے کہا: اے صواب! رات مسجد نبوی کا دروازہ کچھ لوگ کھٹکھٹائیں گے، اسے کھول دینا اور جو یہ چاہتے ہیں انہیں کرنے دینا۔ شمس الدین صواب ان کے ارادہ بد کو جان چکا تھا سخت غمگین ہوا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا قریب تھا کہ اس کی عقل ماری جاتی۔ نماز عشاء کے بعد جب لوگ نماز سے فارغ ہو کر چلے گئے تو مسجد نبوی کے دروازے بند ہو گئے تو اچانک ”باب السلام“ پر دستک ہوئی اس وقت اس کا نام باب مروان تھا۔ اس دربان شمس الدین صواب نے دروازہ کھولا تو چالیس آدمی اندر آئے، انہوں نے کدال اور کسیاں اٹھا رکھی تھیں اور دیواریں گرانے والے اور زمین کھودنے والے جتھیا رہے تھے۔ یہ حجرہ نبوی رضی اللہ عنہ کی طرف گئے، منبر تک پہنچے سے پہلے ہی زمین کھل گئی اور اس نے انہیں نگل لیا اور ساتھ ہی سامان کو نگل لیا۔ یہ کچھ مسجد نبوی کے خدام کے شیخ شمس الدین صواب کے روبرو ہوا تھا یہ تو خوشی سے اڑنے لگے اور ہر جسم کا غم اور پریشانی دور ہوئی۔

جب کچھ دیر گزری تو امیر نے شیخ سے ان کے متعلق پوچھا تو شیخ نے کہا: آؤ! میں تمہیں دکھاتا ہوں، انہوں نے امیر کا ہاتھ پکڑا اور اسے مسجد کے اندر لے گیا، اس نے دیکھا کہ زمین میں گڑھا پڑا ہوا ہے یہ سب اس میں ڈھنس چکے ہیں یہ نیچے اترتے جا رہے ہیں آہستہ آہستہ زمین انہیں اپنے اندر دھنسا رہی ہے اور وہ چیخ و پکار کر رہے ہیں، فریادیں کی التجاء کر رہے ہیں۔

یہ منظر دیکھ کر امیر ڈر گیا اور واپس ہوا اور جاتے ہوئے عس الدین کو دھکی دی کہ اگر اس نے کسی کو بتایا اور اس واقعہ کی خبر دی تو میں تجھے قتل کر کے سولی پر لٹکا دوں گا۔ تاہم وہ سب ظالم زیر زمین چلے گئے تھے۔ (الدراٹمین)



امام آیت اللہ ابو الفضل البرقی کی شہادت

سید ابو الفضل بن رضا البرقی، ایک عالم و امام اور مجاہد انسان تھے۔ ایران کے مرکزی شہر قم کی یونیورسٹی سے علوم حاصل کیے اور اثنا عشری جعفری مذہب میں درجہ اجتہاد تک پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے سینکڑوں تالیفات کیں اور رسائل تصنیف کیے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنے کا موقع عطا فرمایا اور انہوں نے متعدد کتب شیعوں کے رو میں تالیف کیں، ان میں سے سب سے زیادہ نفیس ان کی کتاب ”کسر صنم“ ہے یعنی ”بت شکن“۔

شیعہ کے ایرانی انقلاب کے پاسانوں نے ان کے گھر میں حملہ آور ہو کر جبکہ وہ نماز میں مصروف تھے، آتشیں اسلحہ سے ان پر گولیاں برسائیں، جوان کے پائیں رخسار پر لگیں اور دائیں سے باہر نکل گئیں جس سے ان کی کان کی قوت متاثر ہوئی اور کان میں تکلیف بھی ہوئی جب کہ شیخ علیہ السلام کی عمر 80 برس سے تجاوز کر چکی تھی۔ جب انہیں علاج کے لیے ہسپتال میں منتقل کیا گیا تو حکام بالائے ڈاکٹروں کو انکا علاج کرنے سے روک دیا۔ اب ہسپتال سے گھر منتقل ہو گئے تاکہ گھر ہی پر علاج معالجہ کریں مگر کچھ دیر بعد انہیں جیل بھیج دیا گیا۔ اس مرتبہ انہیں ”ادین“ کی جیل میں بھیجا گیا۔ جو ایران میں سخت ترین جیل شمار ہوتی ہے، انہیں تقریباً ایک سال تک اس اذیت ناک کال کوٹھڑی میں سزائیں دی جاتی رہیں، پھر انہیں ”بزڈ“ شہر میں جلا وطن کر دیا گیا اس کے بعد دوبارہ پھر انہیں جیل بند کر دیا گیا۔

آخر کار 1992ء میں اسی قید کی حالت میں ان کی وفات کی اطلاع ملی علیہ السلام، یہ بھی ممکن ہے انہیں وہاں اچانک قید کے اندر شہید کر دیا گیا ہو۔ جس طرح علیہ السلام نے وصیت کی تھی مجھے شیعوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے، انہیں سنیوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا اللہ کی بارگاہ میں استجاء ہے اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس کی نہروں میں سے سیراب فرمائے۔ آمین! آمین!



علامہ احسان الہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کی شہادت

انہی شیعوں کے ہاتھوں ۱۴۰۷ھ میں علامہ صاحب رحمہ اللہ نے جام شہادت نوش کیا۔ جمعیت اہل حدیث لاہور کی طرف سے منعقد ہونے والی کانفرنس میں حضرت علامہ صاحب خطاب فرما رہے تھے کہ ایک بم دھماکہ ہوا جو کہ کانفرنس کے انعقاد والی جگہ کے قریب پھٹا تھا جس میں تقریباً 18 افراد تو اسی وقت فوت ہو گئے اور تقریباً 100۔ افراد زخمی ہوئے، کئی عمارتیں گریں اور کئی گھر متاثر ہوئے۔

علامہ صاحب رحمہ اللہ شدید زخمی ہوئے، ہائیں آنکھ، گردن، سینہ اور دونوں بازو سخت متاثر ہوئے۔ حضرت علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے خادمین شریفین سے التماس کی کہ انہیں پاکستان سے ریاض میں منتقل کیا جائے تاکہ علاج ہو سکے، انہوں نے حکم دیا کہ علامہ صاحب کو پاکستان سے ریاض لایا جائے آپ کو لایا گیا لیکن آپ علاج مکمل ہونے سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ وہیں انہیں غسل دیا گیا اور وہاں ریاض کے لوگوں کی بہت زیادہ تعداد نے ان کی نماز جنازہ پڑھی جن میں ان کے چاہنے والوں اور طلباء کی بہت زیادہ تعداد نے حصہ لیا، ان میں سے خاص الخاص امام عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ ہیں انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آہ و بکا اور آہوں اور سسکیوں میں لوگوں کا غم ڈھلا ہوا تھا۔ اس مجاہد کبیر پر دنیا غم سے غم حال تھی۔

ان کے پاکیزہ جسد خاکی کو بعد ازاں بذریعہ طیارہ مدینہ منورہ لایا گیا اور انہیں بقیع کے قبرستان میں ان بادشاہوں کے درمیان دفن کر دیا گیا۔ جن کے دفاع میں جان دی تھی، یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہات المؤمنین رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے اس جاثم کو ان کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ (اب علامہ احسان الہی ظہیر شہید اپنے محبوب ساتھیوں کے ساتھ آسودہ خاک ہیں رحمہ اللہ)



ان کے علاوہ بہت سارے مشائخ اور علماء کو جو کہ سنی علماء تھے انہوں نے شہید کیا جیسا کہ علامہ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، انہوں نے پھانسی کی رسی کو چوم لیا اور کہا: مجھے اس میں وہ کچھ نظر آ رہا ہے جو کچھ تمہیں نظر نہیں آ رہا، اس طرح انہوں نے علامہ شیخ عبدالوہاب صدیقی کو بھی شہید کر دیا اور سید عبدالباعث قتالی اور ڈاکٹر احمد میرین صیاد کو جو کہ جامعہ اسلامیہ مدنیہ یونیورسٹی سے فارغ تھے جو کہ علم حدیث میں یکٹے روزگار تھے، انہیں قید کر دیا گیا شیعوں نے ڈاکٹر صاحب کو پندرہ برس کے لئے قید کرنے کا فیصلہ دیا۔ اسی طرح شیخ حیدر علی قلم داران جو کہ ”قم“ شہر میں اقامت پذیر تھے، یہ درس دیتے تھے اور شیعہ کی آراء و قیاس آرائیوں پر تنقید کرتے تھے، جب جمعی انقلاب بنایا آیا تو شیعوں کے بقول ایک خود ساختہ آیت اللہ، شیخ حیدر کے گھر گیا اور ان کی بے خبری میں انہیں چھری سے ذبح کر دیا، شیخ بے ہوش ہو گئے، تو یہ آیت اللہ بھاگ گیا، اس کا خیال تھا یہ وفات پا چکے ہیں لیکن چھری نے ساری شریان نہ کاٹی تھی، اس کے بعد وہ کئی سالوں تک زندہ رہے اور شیعوں کے رد میں کتابیں تحریر کیں اور ان میں ان کی سخت ترین تردید کی۔



ملک عبدالعزیز بن محمد بن سعود پر قاتلانہ حملہ

ان شیعوں کے خالمانہ ہاتھوں 1218ھ میں رجب کے آخر میں زہد و تقویٰ کے پیکر امام عبدالعزیز بن محمد بن سعود ”درعیہ“ کی مشہور مسجد ”الطریف“ میں شہید ہوئے نماز عصر تھی اسی کے دوران حالت سجدہ میں حضرت شیخ کو شہید کیا گیا، قاتل نے تیسری صف سے کود کر حملہ کر دیا، لوگ سجدہ میں تھے اس خالمانہ نے پیٹ کے نیچے کوکھ میں خنجر کا وار کیا، اس نے خنجر چھپا رکھا تھا اور اسی مقصد کے لئے اس نے اسے تیار کیا تھا، مسجد والے سخت بے قرار تھے لیکن وہ حیران تھے کیا معاملہ ہوا؟ کوئی کھڑا تھا کوئی بیٹھا تھا اس مجرم نے امام عبدالعزیز کو زخمی کرنے کے بعد ان کے بھائی عبداللہ پر حملہ کی کوشش کی، جو کہ حضرت امام کی ایک جانب تھے، یہ گھٹنوں کے تل ہو کر ان پر حملہ آور ہوا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور آپس میں کھتم کھتا ہو گئے، تاہم عبدالعزیز شدید زخمی تھے اور عبداللہ نے اس قاتلانہ حملہ کرنے والے کو پچاڑا اور تلوار سے مارا اور دیگر لوگوں نے بھی اس پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔

اس کے بعد حضرت امام عبدالعزیز کو ان کے گھر لے جایا گیا، بے ہوش تھے، نزع کا عالم طاری تھا، کیونکہ زخم پیٹ تک گہرا تھا محل تک پہنچنے ہی شیخ رحمۃ اللہ علیہ وفات پا گئے مورخ علامہ ابن بشر اپنی کتاب (المجد فی تاریخ نجد) میں لکھتے ہیں کہ جس نے عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کیا رافضی شیعہ تھا۔

امام سعود بن ہزلولی نے اپنی کتاب (تاریخ ملوک آل سعود) میں لکھا ہے:

امام عبدالعزیز کو ایک رافضی شیعہ نے شہید کیا تھا جس کا نام عثمان تھا یہ عراق کے شہر نجف کا رہنے والا تھا، یہ ہمیں بدل کر ”درعیہ“ میں آیا تھا اور امام عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے عذر کرتے ہوئے دھوکہ سے انہیں شہید کر دیا، اللہ امام پر رحمت بے پایاں کرے، آمین۔



حکومت سعودیہ کے بانی ملک عبدالعزیز آل سعود پر قاتلانہ حملہ

یمن کے شیعوں نے بادشاہ عبدالعزیز آل سعود رحمۃ اللہ علیہ پر قاتلانہ حملہ کیا، حالانکہ یہ وہ عدل پرور بادشاہ ہیں جنہوں نے جزیرہ عرب کو وحدت کی لڑی میں پرویا اور کلمہ توحید کا پرچار کیا، اللہ تعالیٰ نے ان بدعت پروروں اور گمراہوں کی آرزو پوری نہ ہونے دی، ماہ ذوالحجہ کی دس تاریخ 1353ھ میں ”یوم النحر“ میں ملک عبدالعزیز نے اور ولی عہد امیر سعود بھی ساتھ تھے طواف افاضہ (جو کنگریاں مارنے کے بعد منی سے کیا جاتا ہے) کر رہے تھے، حاشیہ بردار اور باڈی گارڈ بھی ان کے ساتھ تھے اور پولیس کا دستہ بھی موجود تھا، جب چوتھا چکر ختم ہوا اور حجر اسود کا اسلام کرنے (چومنے کے بعد) شاہ عبدالعزیز جب پانچویں چکر میں چلنا شروع ہوئے اور ولی عہد اور دیگر اہلکار ان کے پیچھے چل رہے ہیں اچانک ایک آدمی مخفیہ لہراتے ہوئے ایسی آواز نکالتا ہے جس کا مفہوم سمجھ میں نہ آتا تھا، آگے بڑھتا ہے اور شاہ عبدالعزیز کو مخفیہ مارنا چاہتا ہے، ایک پولیس والا اس قاتل کے سامنے آ جاتا ہے۔ اس کا نام احمد بن موسیٰ عسیری تھا، وہ شیعہ اسے زخمی کرتا ہے، وہ شہید ہو جاتا ہے، پھر اسے دوسرا پکڑتا ہے جس کا نام مشوع بن شباب تھا، اسے بھی وہ قاتل مخفیہ لہراتا ہے، اس کے بعد بادشاہ عبدالعزیز کا خاص باڈی گارڈ کوڈ کر مجرم بوجھ لیتا ہے جس کا نام عبداللہ البرجاوی تھا، اس نے بددوق چلائی اور اس مجرم کو ہلاک کر دیا، بادشاہ تک اسے نہ پہنچنے دیا۔

اسی دوران لختہ بحر میں اس مجرم کا ایک اور ساتھی اسی کی مانند شاہ عبدالعزیز کی طرف پیچھے سے ہو لیا اور اس نے ولی عہد پر حملہ آور ہونا چاہا، یہ بھی حلیم سے ہو کر رکن یمانی کی طرف سے بیت اللہ میں آیا اور مخفیہ لہراتا ہوا مارنے کے لئے لپکا تو ولی عہد کے خصوصی باڈی گارڈ نے گولی سے اس کا خاتمہ کر دیا، جب تیسرے مجرم نے ان دونوں کا انجام دیکھا تو ایک اور مجرم کے ساتھ مل کر اس نے بھاگنے کی کوشش کی مگر پولیس والوں نے انہیں گولیوں سے ڈھیر کر دیا، کچھ دیر وہ زندہ رہا اس سے مرنے سے پہلے پوچھا گیا تیرا کیا نام ہے اس نے کہا: میں علی ہوں، اللہ عزوجل نے اس نیک عبدالعزیز آل سعود رحمۃ اللہ علیہ کو بچالیا اور ان بدعتیوں کے خبث باطن اور جرائم پیشہ ذہن کو شکست فاش دی۔

جب ابن علقمی کے ہاتھوں بغداد قتل گاہ بنا

656ھ میں ابن علقمی جو کہ شیعہ تھا اور یہ وزیر تھا۔ اس نے تاتاریوں کے ہلاکوخاں کو لکھا اور نہایت ہی خفیہ امداد میں تحریر کیا کہ اے ہلاکوخاں! اگر تو یہاں حملہ آور ہوگا تو میں یہ سلطنت حیرے حوالے کر دوں گا، ہلاکوخاں نے جواب میں لکھا: بغداد میں فوج بہت زیادہ تعداد میں ہے۔ اگر تو سچا ہے اور ہمارا وفادار ہے تو پھر بغداد کے لشکر میں تفریق ڈال دے میں بغداد آ جاؤں گا۔ اب اس نے کارروائی شروع کر دی۔ اس شیعہ وزیر نے عباسی خلیفہ مستعصم باللہ کو مشورہ دیا کہ وہ فوج کا حصہ جو خلافت بغداد کی سرحدوں پر بٹھا رکھا ہے اسے بانٹ دو۔ اس طرح حکومت کے میزانیہ میں مالی بوجھ کم ہو جائے گا۔ خلیفہ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ اس کے فوراً بعد اس شیعہ وزیر نے پندرہ ہزار فوجی بغداد سے دور کر دیئے اور ایک ماہ بعد بیس ہزار اور نکال دیئے۔ یہ غیبت وزیر اسی حساب سے بغداد کو فوج سے خالی کرتا رہا، حتیٰ کہ بغداد میں صرف دس ہزار فوجی رہ گئے اور اس نے خواہش یہ کی کہ جو فوجی سنی تھے انہیں باہر نکال رہا تھا جبکہ مستعصم سے پیشتر خلیفہ مستعصم کے زمانہ میں اہل سنت میں سے ایک لاکھ فوجی بغداد میں تھے۔ اب اہل سنت فوجیوں کو اس غیبت نے جن جن کر نکال دیا اور جو باقی تھے وہ اب صرف شیعہ و سنی مل کر دس ہزار تھے۔

جب دار الخلافہ بغداد میں فوجیوں کی تعداد کم ہوئی تو اس ابن علقمی نے ہلاکوخاں کو دعوت دی جب ہلاکوخاں بغداد کی مشرقی جانب سے، خشکی کے راستہ سے بغداد کے قریب آیا تو اس شیعہ وزیر ابن علقمی نے عباسی خلیفہ کو مشورہ دیا کہ اس ہلاکوخاں سے صلح کر لی جائے اور اس کے ساتھ شیعہ بھی تھے۔ اب واپس آتا ہے اور خلیفہ عباسی سے کہتا ہے: اے امیر المؤمنین! سلطان ہلاکوخاں اپنی بیٹی کا نکاح تمہارے بیٹے امیر ابو بکر سے کرنا چاہتا ہے اور منصب خلافت پر تمہیں ہی بٹھانا چاہتا ہے۔ عباسی خلیفہ اس کے دھوکے میں آ جاتا ہے اس کے ساتھ 700 سوار تھے۔ قاضی اور فقہا تھے اور افسران بالا تھے اور حکومت کے سربراہ و درہ لوگ اور اسلامی دار الخلافہ بغداد کے سنی تھے۔ جب یہ سفاک ہلاکوخاں کے قریب پہنچے تو ان سب کو اس نے پکڑ لیا، صرف سترہ افراد کا بوند آئے۔ جب عباسی خلیفہ ہلاکوخاں کے پاس پہنچا

تو اس نے خونی کھیل کھیل کر ان سب کو لوٹا اور سب اول و آخر قتل کر دیئے اس کے بعد خلیفہ کے بیٹوں کو حاضر کیا اور سرعام ان کی گردنیں مار دیں۔ اب خلیفہ عباس کو ہلاک کرنے رات کو طلب کیا اور اسے بھی قتل کرنے کا حکم دیا۔ لیکن ہلاک کے خاص افراد نے کہا: اگر اس کا خون بہایا گیا تو دنیا تاریک ہو جائے گی کیونکہ یہ رسول اکرم ﷺ کے چچا کی اولاد سے ہے یہ سن کر ہلاک خواں ڈر گیا مگر ایک خبیث شیعہ نصیر الدین طوسی نے کہا: اسے قتل بھی کیا جاسکتا ہے اور خون بھی نہ بہے گا۔ انہوں نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نے کہا: اسے چادر میں لپیٹ دو اور اس کا منہ اور سانس بند کر دو، حتیٰ کہ یہ مر جائے گا اور خون بھی نہ بہے گا انہوں نے یہی کیا ایک قول یہ بھی ہے اس کا گلا گھونٹ دیا تھا اور ایک یہ قول بھی ہے، خلیفہ رحمہ اللہ کو پانی میں غرق کر دیا تھا۔

اس کے بعد دار الخلافہ میں تاتاریوں نے خلافت اسلامی کی بنیاد ہلا کر رکھ دی۔ ان دو خبیث رافضیوں نصیر الدین طوسی اور ابن علقمی نے خلافت کا نام و نشان مٹا دیا، کیونکہ تاتاری ان دونوں خبیث انسانوں ابن علقمی اور طوسی کے تعاون سے دار الخلافہ میں داخل ہوئے تھے، سونا و چاندی، زیورات، جواہرات اور دیگر قیمتی اشیاء انہوں نے سب لوٹ لیں، پھر اس کے بعد بغداد کے سنی لوگوں کو چن چن کر قتل کیا۔ مرد ہوں یا خواتین ہوں، مشائخ ہوں یا بوڑھے ہوں یا نوجوان ان کے دستِ ستم کیش سے کوئی بھی نہ بچا، بہت سارے مسلمان کتوؤں میں یا قضائے حاجت کی جگہوں میں یا گندی جگہوں میں گھس گئے اور لوگ کسی گھر میں جمع ہو جاتے اور دروازے بند کر لیتے تھے تو تاتاری آتے ابن علقمی خبیث کی سرکردگی میں تاتاری یا تو دروازے کھول لیتے یا توڑ دیتے، یا آگ سے جلا دیتے اور ان مسلمانوں کو قتل کر دیتے، اتنی زیادہ خونریزی تھی کہ پر تالوں سے خون پانی کی طرح بہنے لگا اور مقتولوں کی تعداد تقریباً اٹھائیس لاکھ ہے اور یہ سب اہل سنت، مسلمان تھے۔ اس خبیث شیعہ نصیر الدین طوسی اور وزیر شیعہ ابن علقمی کے ہاتھوں ان محصوم سنیوں کا خون پانی کی طرح بہایا گیا۔

یعنی ان دونوں خبیث انتفس آدمیوں کے بارے میں کہتا ہے:

”آج اس چیز کی بہت کمی محسوس ہو رہی ہے کہ خواجہ نصیر الدین طوسی جیسے لوگ نہیں، جنہوں

نے اسلام کی خاطر بے شمار خدمات سر انجام دی ہیں۔ (الحکومت الاسلامیہ 128)“

دیکھیں جو دنیا کی بدترین سفاکی کا باعث ہیں۔ یہ دشمن اللہ انہیں خراجِ تحسین پیش کر رہا ہے۔



جب فلسطینی خیمہ بستیاں قتل گاہ میں بدل گئیں

”حزب ال“ شیعوں کی ایک تحریک ہے۔ جو لبنانی شیعوں پر مشتمل ہے اور یہ مسلح افراد پر مشتمل ہے، اشاعشری، امامیہ کا جو عقیدہ ہے وہی ان کا ہے۔ اس عظیم اور تحریک کی بنیاد لبنان میں 1975ء میں موسیٰ صدر نے رکھی تھی۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا شیعہ کے مفادات کا دفاع کرے۔ بعد میں اس کا نام ”لبنانی فوج“ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ شیعہ عظیم نے جو قتل و غارت گری کی ہے 19-5-1985ء اتوار کے دن پر اہل نوبے اس خونخوار شیعہ عظیم نے خیمہ بستیوں کو ”نجر خانہ“ بنا دیا تھا۔ یہ ایک نوجوان کو پکڑنا چاہتے تھے مگر یہ ناکام ہوئے وہ نوجوان ان کے ہاتھوں سے نکل کر بھاگ جاتا ہے۔ بس یہ واقعہ ایک خوریز لڑائی بن جاتا ہے جو ایک ماہ تک جاری رہتی ہے۔ اب دوسرے دن حزب ال شیعہ عظیم کے افراد فلسطینی خیموں میں آتے ہیں اور غزہ کے ہسپتال کے سارے عملہ کو باندھ لیتے ہیں اور ہاتھ کھڑے کروا دیتے ہیں اور انہیں ”حزب ال“ کے دفتر میں لے آتے ہیں اور جتنی بھی شیعہ تنظیمیں ہیں انہوں نے ہلال احمر جو دفاعی عظیم ہے اور جتنی طبی ساز و سامان کی گاڑیاں ہیں۔ انہوں نے انہیں فلسطینی خیموں میں آنے سے روک رکھا ہے اور فلسطینی ہسپتالوں کو بجلی اور پانی کی امداد بھی روک رکھی ہے۔ بعض عینی شاہدوں کے مطابق فلسطینی ہسپتالوں میں آگ بھی لگا دیتے ہیں اور یہ ”حزب ال“ والے شیعہ میزائل گرا کر لبنان میں مسلمانوں کو مارنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور سال تک یہ قتل و غارت جاری رکھتے ہیں اور یہ بات قابل ذکر ہے شیعہ کے تمام گروہ ال سنت کے خلاف کینہ رکھتے ہیں اور مغربی بیروت میں ال سنت کے خلاف انہوں نے کینہ پروری کی حد کر دی ہے کہ ال سنت سے علیحدگی کا برملا اظہار کرتے ہیں اور اس کے لیے بطور علامت انہوں نے جھنڈا بھی بنا رکھا ہے۔

منگل کے روز 21-5-1985ء میں سات بجے صبح اس شیعہ حزب ال نے لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ اناؤنس کیا کہ ان خیموں میں جوئی رہائش پذیر ہیں وہ ان خیمہ بستیوں کو خالی کر دیں۔ اب خاندانوں نے فوراً بھاگ دوڑ کی، مدارس میں، مساجد میں پناہ لی، حزب ال شیعہ عظیم نے ہنگامہ آرائی ایک بجے شروع

کردی ہے، توڑ پھوڑ کا آغاز کر دیا، ان زخمیوں کے بچوں میں سے ہر بچہ پانچ منٹ بعد مر رہا تھا مگر انہیں کوئی پردہ نہیں۔ دودھوں میں سوا افراد مقتول ہوئے اور پانچ سو کے قریب سنی زخمی ہوئے، اس شیعہ ”حزب اہل“ نے بچوں اور سنی عورتوں اور مردوں کو جو فلسطینی خیموں میں تھے، گاجر، سولی کی طرح کاٹا۔ اس پر بس نہیں ان خیموں کے علاوہ ان کے ظلم کے ہاتھ ہسپتالوں اور بے نواؤں کے اداروں تک بھی دراز ہوئے۔

اور المناک ترین بات یہ ہے کہ خیموں میں پر امن فلسطینی اگر حزب اہل شیعہ تنظیم کے سامنے ہاتھ جوڑ کر التجاء بھی کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہوتا تھا کہ اس مصوم کا جسم گولیوں سے چھلنی کر دیا جاتا تھا (اخبار ریپولیکا جو کہ اٹلی سے شائع ہوتا ہے) یہ اس نے لکھا ہے۔ ایک اخبار ”سنڈے ٹیلیگراف“ نے مراسلہ میں بتایا تھا کہ بیروت میں جو فلسطینی ہسپتالوں میں قتل ہوئے ان میں سے زیادہ تر افراد کو اس طرح ذبح کیا گیا تھا جس طرح بکرے ذبح کیے جاتے ہیں۔ ایک فلسطینی ترجمان نے اس راز سے پردہ اٹھایا ہے کہ 5-26-1985ء میں حزب اہل نے اتنے تشدد کا مظاہرہ کیا کہ اس کی کمیٹی بربریت کا شکار ہوڑھے، بچے اور عورتیں کثرت سے ہوئے تھے۔ ایک یمنی گواہ خاتون نے بتایا کہ میں نے خود یہ دیکھا ہے کہ ایک فلسطینی نرس کے ایک فلسطینی زخمی پر احتجاج کرنے پر حزب اہل شیعہ کی اس تنظیم کے ایک فرد نے اسے بندوق کی سنگین سے غزہ کے ہسپتال میں ذبح کر دیا تھا۔ اسی طرح اخباری نمائندوں نے بتایا کہ حزب اہل کے شیعہ افراد نے خیموں سے ان کے گھر والوں کے سامنے 25 فلسطینی نوجوان لڑکیوں کو چھین لیا تھا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ



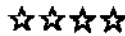
شیعوں کے ہاتھوں حرم مکہ کی بے حرمتی

1409ھ میں کویت کے شیعہ جوینی کے نقش قدم پر چلنے کے دعویدار ہیں اور حزب اللہ شیعوں کی تنظیم کی شاخ ہیں۔ منصور حسن محمد علی عبداللہ کاظم، عبدالعزیز حسین ثنی، عادل محمد خلیفہ، صالح عبدالرسول یاسین، یہ سب مکہ مکرمہ میں توہین حرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ انہوں نے 1409ھ ماہ ذوالحجہ میں بیت اللہ معظم و محترم کی حقیر کی۔ انہوں نے یہ توہین آمیز مواد کویت کے سفیر کے ذریعہ بیت اللہ میں پہنچایا جس سفیر نے یہ کام کیا اس کا نام ”محمد رضا غلون“ تھا۔ اس بیت اللہ میں تخریب کاری کا نتیجہ یہ نکلا کہ بیت اللہ کے حاجی صاحبان مارے بھی گئے، زخمی بھی ہوئے اور حجاج کرام کا نقصان بھی بہت زیادہ ہوا، جلاؤ گھیراؤ ہوا اور کئی قسم کے خطرات نے جنم لیا اور خوزری ہوئی اور ہتک عزت ہوئی اور اعصاب شکن داغی خرابی پیدا ہوئی اور قدم شل ہو گئے۔



ایران میں ”فیض“ سنی مسجد کا انہدام

1414ھ سوموار کی رات ماوشعبان کی انیس 19 تاریخ تھی جب ایران کے شیعہ مشہد میں سنیوں کی مسجد ”فیض“ کو منہدم کر دیا گیا اس کا انہدام شیعوں کے ہاتھوں ہوا، یہی تاریخ فیضی کے ایران میں پہنچنے کی ہے، اس مناسبت سے حکومت ایران محفلیں منعقد کرتی ہے کہ غرضی حکومت اس سال میں برسرِ اقتدار آئی تھی اس کی یاد منانی ہے۔ ایرانی کارندوں نے سنیوں کی مسجد ”فیض“ کے گرد سخت حصار قائم کر کے اسے گھیر لیا اس کے بعد 15 کرینیں استعمال کیں اور مسجد میں لوگوں کی آمد و رفت بالکل بند کر دی۔ یہ شیعوں کی کرینیں اپنا عمل شروع کرتی ہیں۔ مسجد کے باہر سے آغاز کیا رات کے ایک حصہ میں اس مسجد کی دیواریں گرا دیں اور دروازے گرائے اور اندر سے نہ تو قرآن پاک نکالے، نہ ہی جائے نماز اٹھائے اور لائبریری بھی تھی اس کی کتابیں بھی اندر ہی تھیں سب کچھ گرا دیا اور جو بھی مسجد میں تھا اسے قید میں ڈال دیا، کوئی کرین کی زد میں آکر مارا گیا، اہل سنت کا یہ حشر ہوا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ



ساتویں فصل.....

شیعوں کے بارے میں علمائے اہل سنت کے فتویٰ جات

پہلی بحث	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ
دوسری بحث	اہل فقہ کے فتاویٰ
تیسری بحث	اہل حدیث کے فتاویٰ
چوتھی بحث	علمائے نجد کے فتاویٰ
پانچویں بحث	فتاویٰ لجنہ دائرہ
چھٹی بحث	ایک شیعہ کی توبہ کا واقعہ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فتاویٰ

شیعہ کا امامیہ فرقہ گمراہ ہے۔ ہر شر اور انحراف ان کے عقائد میں موجود ہے۔ جمہور علما نے کرام نے ان کے کفر اور ان کی زندقہ و کفریت کا فیصلہ دیا ہے۔ سب سے پہلے سید الا ولین والآخرین، امام العلماء والمحققین، خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد بن عبد اللہ ﷺ ہیں۔ کہ آپ ﷺ نے ان امامیہ شیعوں کے شرک ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

✽ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس کی وصیت کی تھی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس تھا اور آپ ﷺ کے پاس حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي قَوْمٌ يَتَحَلَوْنَ حَبْنًا أَهْلَ الْبَيْتِ لَهُمْ نَبَذٌ
يَسْمُونَ الرَّاغِضَةَ فَاقتُلُوهُمْ فَاَنْهَمُ مُشْرِكُونَ (معجم الكبير
طبرانی: 12/232، رقم: 12998 واستادہ حسن)

”اے علی! عن قریب میری امت میں ایسی قوم ہوگی جو ہم اہل بیت ہیں ان کی عبت کا دعویٰ کرے گی، ان کا نام راغضی ہوگا، انہیں قتل کر دو یہ مشرک ہیں۔“

✽ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے بعد ایک قوم ہوگی جو ہماری دوستی کا دم بھرے گی، جھوٹ بولے گی، دین سے نکل جائے گی، اس کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دے گی۔ (یہ شیعہ امامیہ ہیں)

✽ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے عمرو بن غالب بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تنقید کی تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ایسا برا ہے کہ یہاں سے چلا جا کیا تو رسول اللہ ﷺ کی پیادری بیوی کو اذیت دیتا ہے۔ (ترمذی باسنادہ حسن)

✽ سعید کہتے ہیں میں نے اپنے والد محترم عبد الرحمن بن ابزی سے کہا: اس آدمی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گالی دیتا ہے؟ انہوں نے کہا:

اسے قتل کر دیا جائے، پھر میں نے کہا: جو آدمی حضرت عمر ؓ کو گالی دے؟ کہا: اسے بھی قتل کیا جائے۔

✽ سالم بن ابی حصہ جو کہ شیعہ ہے یہ کہتا ہے میں نے ابو جعفر اور اس کے بیٹے جعفر سے سنا، ان کا پورا نام ہے۔ جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ؓ ثابت ہوا۔ یہ اہل بیت کے امام فرما رہے ہیں اور سالم نے سوال کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور حضرت عمر ؓ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ انہوں نے فرمایا: اے سالم! ان دونوں سے دوستی رکھو، اور جو ان کا دشمن ہے۔ اس سے اظہارِ بیزاری کرو، یہ دونوں راہِ ہدایت کے پیشوا تھے۔ اور کہا: اے سالم! کیا کوئی آدمی اپنے دادا کو گالی دے سکتا ہے۔ ابو بکر ؓ میرے دادا ہیں۔ اگر میں ان دونوں سے دوستی نہ رکھتا ہوں تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی سفارش ہی حاصل نہ ہو، میں ان کے دشمنوں سے اعلانِ بیزاری کرتا ہوں اور جو ان دونوں سے بیزار ہے اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہے۔

☆☆☆☆☆

فقہاء کے فتاویٰ

- ①۔ حضرت علقمہ بن قیس نخعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:
 ”شیعہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اسی طرح غلو کیا ہے جس طرح عیسائیوں نے
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا ہے۔“
- ②۔ قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ”میں نہ تو رافضی شیعہ کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں نہ
 تقدیر کے منکر، نہ ہی جمیہ کے پیچھے۔“
- ③۔ امام ابو سعید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:
 ”رافضی شیعہ کا حصہ مال غنیمت میں سے کچھ بھی نہیں۔ اور مزید فرماتے ہیں: میں نے
 لوگوں سے میل جول رکھا ہے اور علم کلام والوں سے بھی بات چیت کی ہے۔ میں نے
 رافضیوں اور شیعوں سے بڑھ کر زیادہ گندی بکواس کرنے والا اور نفرت انگیز بات کرنے
 والا اور دلیل میں کمزور ترین اور احمق ترین کسی کو نہیں پایا۔“
- ④۔ حضرت امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور معاویہ بن خازن نے ان سے بیان کیا ہے کہ
 میں نے لوگوں کو یہی پایا ہے کہ وہ رافضیوں اور شیعوں کو جھوٹا ہی قرار دیتے ہیں۔
- ⑤۔ امام داراللمحزات امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
 کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دیتا ہے، اس کا اسلام میں کوئی نام و نصیب نہیں۔“
 ان سے شیعوں کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا:
 ”ان سے بات نہ کرو اور نہ ہی ان کی بات کا جواب دو، یہ جھوٹے ہیں۔“
- ⑥۔ حرمہ کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں:
 ”شیعوں سے بڑھ کر میں نے جھوٹی گواہی دینے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔“
- ⑦۔ خلال، ابو بکر سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: جو شخص
 حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دیتا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا:

”میری رائے کے مطابق وہ اسلام پر نہیں رہا۔ حریف کہا: جو رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دیتا ہے وہ دین سے خارج ہو جاتا ہے۔“

امام صاحب رحمہ اللہ کا ایک اور قول ہے:

”جو حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص کرتا ہے اور گالیاں دیتا ہے اور صرف چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عمار علی، مقداد اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کو مسلمان قرار دیتا ہے اس کا اسلام کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں۔“

ابن عبدالقوی کہتے ہیں امام احمد رحمہ اللہ:

”جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیزاری ظاہر کرتا ہے اور جس نے بھی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی، اسے کافر قرار دیتے تھے۔ اور قرآن کی تلاوت کرتے، سورہ نور کی ۱۷ نمبر آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے اس طرح کی حرکتیں کبھی نہ کرو اگر صاحب ایمان ہو۔“

اور امام احمد رحمہ اللہ سے یہ سوال ہوا کہ جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالی دے کیا اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟ فرمایا: نہ تو اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے نہ اس کی عزت کی جائے۔“

⑤۔ امام محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ یہ اہل حدیث کے ایک اہم امام ہوئے ہیں۔ انہوں نے شیعوں کے مذہب کی بدترین الفاظ میں مذمت کی ہے۔ اور ان سے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے اہل بیت جو کہ پاکیزہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے گندے نظریات سے بالاتر کیا ہے۔ امام آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”شیعہ رافضی بدترین لوگ ہیں یہ فاجر اور جھوٹے ہیں جو کچھ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کی طرف منسوب کر کے بیان کرتے ہیں، اللہ کے نزدیک یہ اہل بیت اس سے سب کچھ سے بری ہیں اور جو یہ گند اچھالتے ہیں، اہل بیت رضی اللہ عنہم اس سب سے پاک اور صاف ہیں۔“

⑥۔ امام احمد بن یونس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اگر ایک بکری یہودی ذبح کرتا ہے اور دوسری بکری رافضی شیعہ ذبح کرتا ہے تو میں یہودی کی ذبح کی ہوئی بکری کا گوشت کھاؤں گا، شیعہ کی ذبح کی ہوئی بکری کا گوشت نہیں کھاؤں گا کیونکہ یہ دین اسلام سے مرتد ہو چکے ہیں۔“

⑩۔ امام برہماری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”تمام بدعات مردود ہیں اور ان سے اختلاف کی تلوار چلتی ہے، ان بدعات میں سے سب سے زیادہ بدترین شیعوں کی بدعت ہے۔ جو بدترین کفر کرتے ہیں، ان میں سے سب سے زیادہ بڑھ کر رافضی، یعنی شیعہ، معتزلہ اور جمیہ ہیں یہ لوگوں کو بے دینی کی اور اللہ کی صفات سے خالی ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔“

⑪۔ عبدالقادر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

”بدعت پر فرقوں میں سے ایک جاوردی ہے، حاشیہ ہے جمیہ اور امامیہ فرتے ہیں، امامیہ شیعوں نے بہترین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دیا ہے، ہم ان شیعوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز جائز نہیں اور نہ ہی ان کے لئے دعا کرنا جائز ہے۔ حزیہ فرماتے ہیں: جو قسم بھی کفر کی ہم نے سنی ہے اسے ہم نے رافضی شیعوں کے مذہب میں موجود پایا ہے۔“

(12)۔ امام ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

”کہ عیسائیوں نے جو رافضیوں کا یہ دعویٰ پیش کیا ہے کہ قرآن پاک تبدیل ہو چکا ہے میں کہتا ہوں ان کی بات کی کیا حیثیت ہے، یہ رافضی شیعہ کا تو خود اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں یہ ایک ایسا فرقہ ہے اس کی ابتداء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے (25) برس بعد ہوئی، جھوٹ اور کفر میں یہ یہود و نصاریٰ ہی کے قائم مقام ہیں۔“

(13)۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

”کہ رافضیوں کا جو یہ عقیدہ ہے کہ امام نبیوں سے افضل ہیں، اس کی بناء پر ہم ان کے قطعی کفر کا فیصلہ دیتے ہیں، کہ یہ کافر ہیں۔“

(14)۔ سنت کے کوہ گراں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جس کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن پاک سے کچھ حصہ چھپا لیا گیا ہے بلکہ یہ کہے ایک آیت بھی چھپائی گئی ہے اور یہ بھی عقیدہ رکھے کہ اس کے شرعی اعمال کا باطنی حصہ بھی ہے۔ جس سے یہ ظاہری احکام قرآن ساقط ہو چکے ہیں تو یہ بلا اختلاف کافر ہیں۔“

اور جس کا یہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گئے تھے، پس چند افراد باقی رہ گئے تھے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فاسق قرار دے تو اس کے کفر میں کوئی شک نہیں بلکہ جو اس

کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ بلکہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ جس طرح خارجیوں کے خلاف لڑائی کرنے کا حکم ہے اس سے بڑھ کر شیعوں کے خلاف لڑنا ضروری ہے۔ ان کے پیشوا زندقہ ہیں، یہ بدعتیوں میں سے بدترین ہیں، یہ اسلام کے گرانے کا طریقہ اپناتے ہیں جس طرح ظہر بے دین پیشوا کرتے ہیں۔

مزید امام صاحب فرماتے ہیں:

”جو شیعوں کی تقریروں اور تحریروں کا تجربہ رکھتا ہے وہ جان جائے گا کہ یہ کائنات میں سے ساری مخلوق میں سے سب سے زیادہ جموٹے ہیں۔“

”مزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نے رفض ”شیعیت“ پیدا کی وہ یہودی تھا، اس نے پس بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھا تھا اندر سے منافق تھا (یعنی عبداللہ بن سہاء۔ لعنہ اللہ) اور اس نے جاہلوں کے سامنے ایسی ایسی دسیسہ کاری کی کہ دین کی جڑیں کھوکھلی کر دیں اور پتا نہ نکلیں چلنے دیا یہی وجہ ہے کہ شیعوں میں منافقت اور بے دینی بہت زیادہ ہے اور پھر ان شیعوں کے پیشوا اسماعیلی، نصیری، قرامطہ، باطنیہ وغیرہ زندقہ باغیوں اور نفاق کے سرغنوں کے ساتھ مل گئے ہیں اور ان کے ساتھ ساز باز کر لی۔“ (مجموع الفتاوی)

منہاج السنہ میں حضرت امام صاحب فرماتے ہیں کہ

”ہر صاحب دانش کو اپنے دور میں پیدا ہونے والے فتنوں اور شرانگیزیوں اور اسلام میں فساد ڈالنے والوں پر گہری نظر رکھنی چاہیے اور جب یہ اس پر غور کرے گا تو وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ یہ فتنے زیادہ تر ارفضیوں (شیعوں) کی طرف سے وجود میں آئے ہیں اور انہیں فتنہ پروری اور شرانگیزی میں بدترین عنصر بنائے گا۔“

(15)۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اگر آپ نے خنزیر پن کا نسخہ پڑھنا ہے اور ان کی شکل و شباهت دیکھنی ہے تو انبیاء علیہم السلام کے بعد اس روئے زمین کے بہترین لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کے چہروں سے پڑھ لو۔ یہ بالکل نمایاں تحریر ہوگی، یہ واقعی شیعہ دلی طور پر جتنی خنزیریت اور خباثت رکھتا ہوگا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے خلاف یہ شیعہ جو عداوت رکھتے ہیں اسے ہر مومن پڑھ سکتا ہے، خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا نہ پڑھا لکھا ہو۔ بہر حال اس خنزیر کی خباثت اس کے چہرے پر نمایاں ہوگی، خنزیر حیوانات میں سے بہت زیادہ خبیث

اور خیس ہے، اس کی خصوصیت ہے، یہ پاکیزہ چیزیں نہیں کھاتا اور انسان کا پاخانہ جلدی سے کھا جاتا ہے۔ یہی حال ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مخالف فخریوں کا ہے۔“

مزید فرماتے ہیں کہ ان رافضی شیعوں نے اہل بیت کی محبت کے رنگ میں اور انکی دوستی کے ڈھنگ اور تعصب کی امنگ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے گروہ کے خلاف الحاد، کفر اور تنقید کی آگ نکالی ہے۔

(16)۔ امام علی بن سلطان قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جو کسی بھی صحابی کو گالی دیتا ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے، اس پر اجماع ہے اور ساتھ یہ عقیدہ رکھے کہ صحابی رضی اللہ عنہ کو گالی دینا جائز ہے جیسا کہ شیعوں کا خیال ہے۔ یا سمجھے یہ کارِ ثواب ہے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل سنت کے کفر کا اعتقاد رکھتا ہے تو یہ بالا جماع کافر ہے۔“

(17)۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ہر رافضی شیعہ خبیث اور کافر ہے اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو کافر کہیں تو کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ جب سوائے چند کے سب کو کافر قرار دے تو اس کے کفر میں کیا شک ہے؟

(نشر الجواہر علی حدیث ابی ذر)

اپنی کتاب ”طلب العلم“ میں امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”رافضی شیعہ صرف اپنے مذہب میں امانت والا ہے، وگرنہ ان میں امانت داری کا نام و نشان نہیں بلکہ جو رافضی نہ ہو یہ اس کے مال و خون کو جائز قرار دیتے ہیں۔ یہ دائر لگانے کے لیے ”تقیہ“ کا سہارا لیتے ہیں۔ فرصت ملنے پر غیر شیعہ کو نقصان پہنچانے میں ذرہ برابر کسر نہیں چھوڑتے۔“

(18)۔ امام محمود شکاری آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”رافضیوں شیعوں کا عقیدہ ہے کہ سوائے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سب ظالم تھے (نعموذا اللہ) مجھے قسم ہے ان رافضیوں شیعوں کا کفر ابلیس سے بھی بڑا کفر ہے۔“

(ص ۱۷۱ علی من سب الاصحاب)



فتویٰ اہل حدیث

(۱).....امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الدين لاهل الحديث ، والكلام والحيل لاهل الرأي والكذب
للافضة

”دین اہل حدیث کے پاس ہے، تاویلات اور حیلہ سازیاں اہل رائے کا دتیرہ ہے
اور جھوٹ شیعوں کی عادت ہے۔“

(۲).....امیر المؤمنین فی الحدیث امام ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت ابراہیم بن مغیرہ فرماتے ہیں:

”میں نے امام ثوری رحمہ اللہ سے دریافت کیا: جو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں
دیتا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے؟ کہا: نہیں جائز!“

(۳).....امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”شیعوں میں یہود و نصاریٰ کی بہت زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے“

(۴).....جمہیہ، قدریہ اور مرجعہ فرقوں میں سے کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو اور نہ شیعوں کے پیچھے

نماز پڑھو“

(۵).....مؤمل بن احباب کہتے ہیں: ”میں نے امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ سے سنا فرماتے ہیں:

”ہر بدعتی سے حدیث لکھنا جائز ہے بشرطیکہ اپنی بدعت کی حمایت نہ کرے، شیعوں سے نہ
لکھی جائے یہ جھوٹے ہیں۔“

(۶).....امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”یہودی اور عیسائی کے پیچھے نماز پڑھو یا شیعہ یا جمہیہ فرقہ کے کسی امام کے پیچھے نماز پڑھو
ایک ہی بات ہے۔ شیعوں کی عیادت نہ کی جائے، نہ ان سے نکاح کیا جائے، نہ ہی ان
کے جنازوں میں حاضر ہو، کیونکہ یہ ملت اسلامیہ پر نہیں مرتے، نہ ہی ان کا ذبح کیا جائے اور

کھایا جائے۔“

(۷)..... حضرت طلحہ بن مصرف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”شیعوں رافضیوں سے نہ تو ان کی عورتوں سے نکاح کیا جائے نہ ہی ان کا ذبیحہ کھایا جائے کیونکہ یہ مرتد ہیں۔“

(۸)..... خلال بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ بن ہارون بن زیاد نے کہا، میں نے امام فریابی سے سنا،

”ان سے ایک آدمی نے پوچھا کہ آدمی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گالی دیتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ فریابی نے کہا: وہ کافر ہے، پھر سائل نے پوچھا: اس کی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں پڑھ سکتے، اس نے کہا: وہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے، کہا: تم کہتے ہو، وہ کلمہ پڑھتا ہے، میں کہتا ہوں: اپنے ہاتھ بھی اسے نہ لگائیں، بلکزی کے ساتھ اسے گڑھے میں پھینک دو یہ زندقہ ہے۔“

(۹)..... جرح و تعدیل کے امام ابو زرعدرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جو آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیض کرتا ہے وہ زندقہ ہے، اس نے قرآن و سنت کا ابطال کیا ہے۔“

(۱۰)..... امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”رافضیوں اور شیعوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کے لبادہ میں بہت ساری احادیث ان کے فضائل میں خود گھڑی ہیں، ان میں سے ان کی شان میں گستاخی ہوتی ہے اور ایسی بے دست و پا خرافات بیان کرتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں، شیطان نے ان کے لئے انہیں مزین کر دیا ہے انہوں نے تراش لی ہیں۔“

(۱۱)..... رافضیوں شیعوں کو کافر قرار دینے میں امت کا اجماع ہے وجہ یہ ہے کہ ان کا عقیدہ

ہے کہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گمراہ ہیں اور نامناسب باتیں ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔“

(۱۲)..... امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”کتاب الکبائر“ میں فرماتے ہیں:

”جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کرتا ہے وہ ملت اسلامی سے اور دین سے خارج ہے۔“

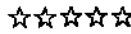
(۱۳)..... امام محمد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ہر صاحب بصیرت و دانش جانتا ہے کہ شیعوں کے عقائد جو ہم نے بیان کئے ہیں یہ مرتد

کفر ہیں بدترین جہالت اور عناد پر مبنی ہیں، ان کی روشنی میں ان کے کفر کا اور دین اسلام سے خارج ہونے کا فیصلہ دینا ہی پڑتا ہے۔“

(۱۴)..... نواب صدیق الحسن خان صاحب قنوجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بغیر کسی زور عایت کے یہ بات واضح دلائل کی روشنی میں کہی جاسکتی ہے کہ رافضی شیعہ اعلانیہ کافر ہیں ان پر کافروں والے معاملات جاری کئے جائیں، ان سے نکاح نہ کیا جائے، ان کی تردید میں زبانی، قلمی اور ہر قسم کا جہاد کیا جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے یہ مسلمان نہیں، یہ دنیا کے خبیث ترین گروہوں میں سے ہیں۔“ (الدین الخالص)



علمائے نجد کے فتاویٰ

(۱)..... مجدد دعوت سلفیہ، جزیرہ عرب کے مجدد، امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”بے شمار آیات قرآنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل میں اور بہت سی احادیث بھی ان کی خوبیوں کے بارے میں علی الاعلان ان کے کمال کا اظہار کر رہی ہیں۔ ان کے باوجود اگر کوئی ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق فسق اور ارتداد کا اعتقاد رکھتا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا ہے۔“

مزید فرماتے ہیں:

”ثابت ہوتا ہے کہ یہ رافضی شیعہ اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے اور اس کی حرام کردہ باتوں سے دور رہنے میں سخت نافرمان ہیں اور ان میں سے زیادہ تر کی پیدائش نکاحِ حہ سے ہے جو کہ نطفہ حرام سے پیدائش ہے یہی وجہ ہے یہ نطفہ بھی حرام اور حرام ہی رحم ٹھہرا۔ یہ شیعہ عملاً اور عقیدہ تا خبیث ہی ہوتے ہیں۔ صحیح مقولہ ہے: کل شیء مریح الی اصلہ ”ہر چیز اپنی اصل کی جانب لوٹتی ہے“

امام صاحب مزید فرماتے ہیں:

”یہ شیعہ رافضی سلت سے خارج ہیں اور ملتِ دین سے باہر ہیں اور نکاحِ حہ کے نام پر انہوں نے زنا کاری کے اڈے کھول رکھے ہیں اور قتل و دہر میں زنا کرتے ہیں یہ پیداواری زنا کی ہیں۔“

(۲)..... امام عبداللطیف بن حسن آل الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”شیعوں کے نزدیک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ (کر بلا) ہے۔ جسے انہوں نے ایک بت بنا رکھا ہے۔ بلکہ ایک مدیۃ و خالق، رب ہی بنا رکھا ہے، انہوں نے ایران میں پھر محمسی مذہب کی تجدید کر دی ہے۔ لات و منات کی عبادت کو دوبارہ زعمہ کر دیا ہے اور انہوں نے جاہلیت کے پیکڑے دوبارہ لوٹا دیے ہیں، حضرت

عمراس ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، رکوع اور سجدہ کرتے ہیں اور ان پر نذر و نیاز کی صورت میں اتنا زیادہ مال خرچ کرتے ہیں اور ان قبروں اور آستانوں پر اتنے زیادہ اخراجات اٹھاتے ہیں، رب کائنات کے لیے اس کا دسواں حصہ بھی خرچ نہیں کرتے، قطیف، بحرین وغیرہ علاقوں میں حد درجہ جہالت ہے۔ ان شیعوں نے بہت زیادہ بدعات جاری کر رکھی ہیں، اور ان آستانوں میں ایسی مجوسیت اور بت پرستی پھیلا رکھی ہے جو دین حنیف کے اصولوں کے بالکل خلاف ہے۔“ (مجموعہ الرسائل والمسائل النجدیہ)

(۳)..... محمد بن عبداللطیف فرماتے ہیں:

”شیعوں کو سلام کہنا، ان کے ساتھ بیٹھنا اور میل جول رکھنا، اس کے باوجود یہ عقیدہ بھی ہو کہ یہ کافر اور گمراہ ہیں تو یہ خود کو دھوکہ میں ڈالتا ہے۔ جو یہ کرتا ہے اس کے ساتھ بول چال نہ رکھا جائے اور اس بارے میں اس سے بحث نہ کی جائے کیونکہ یہ دعوتِ اسلامیہ کی تربیت سے نا آشنا ہے اور طریق محمدی ﷺ سے ناواقف ہے۔“

مزید فرماتے ہیں:

”یہ جو ہم نے کہا ہے، یہ پہلے شیعوں کے بارے میں ہے اب تو ان کی حالت اس سے بھی بدترین ہے۔ انہوں نے مزید اضافہ یہ کر دیا ہے کہ اہل بیت میں سے اولیاء اور نیک بندوں کے بارے میں غلو سے کام لیتے ہیں۔ اب جو شخص ان کے کفر میں شک کرتا ہے، دراصل وہ ان کی حقیقت سے نا آشنا ہے اور اس سے بے خبر ہے جو غیبر لے کر آئے ہیں اور کتابوں میں نازل ہوا ہے۔ ایسے آدمی کو چاہیے کہ لحد میں اترنے سے پہلے اپنے دین سے وابستہ ہو جائے۔“ (الدر السید فی الاجوبۃ النجدیہ)

(۴)..... امام عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”رائضی شیعہ، امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نمودار ہوئے۔ انہوں نے شرک ایجاد کیا اور امت کے شروع ہی کے دور میں قبروں پر عمارتیں بنائیں اور مصیبت پیدا کر دی ان کے بہت ہی برے عقائد ہیں“ (مجموعہ الرسائل والمسائل النجدیہ)

(۵)..... ابو یوسف عبداللہ بن عبدالرحمن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”معاذِ شیعہ رائضیوں کا حکم یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، جس کا مظاہرہ محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہ آستانوں میں کرتے ہیں۔ یہ ایسا شرک کرتے ہیں وہ شرک جن کی طرف رسول اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تھے انہوں نے بھی ایسا شرک نہ کیا تھا۔“

(مجموعۃ الرسائل والمسائل النجفیہ)

(۶)..... امام سلیمان بن بحمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”یہ جو شیعہ ہیں ان کے برے اقوال اور خطا کار عادات اور خود ساختہ نظریات ہم نے بیان کیے ہیں بلکہ ان کی جمہولی عادات جنہیں کان سننا برداشت نہیں کرتے، اس بناء پر ہم کہتے ہیں یہ مسلمان نہیں“

مزید فرماتے ہیں:

”ہمارے اس فتویٰ کے خلاف کسی نے رائے نہیں دی، جنہوں نے اختلاف کیا ہے ان کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ ان فضولیات کو ایک عناد پرور کافر ہی بیان کر سکتا ہے، مسلمان نہیں اپنا سکتا۔“ (کنج الواضح الاسلامیہ فی روشیات الرافضیہ والاماسیہ)

(۷)..... امام محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ جو کہ برصغیر ہندوستان کے عظیم محدث ہیں، فرماتے ہیں:

”ان رافضیوں کے عقائد کی روشنی میں ہم یہ کہتے ہیں: ان کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں اور یہ بیکے کافر ہیں۔“ (توضیحات وغیرہ)

(۸)..... امام محمد بن ابراہیم بن عبداللطیف آل الشیخ مفتی اعظم سعودیہ عربیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ان رافضی شیعوں نے متعدد بدترین جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ افاضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب و شتم کرتے ہیں اور لعن و طعن کرتے ہیں اس سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ان کی عداوت اور خباثت کا پتہ چلتا ہے۔“ غیر متند مسلمانوں کو چاہیے ان افاضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان دشمنوں کے خلاف مضبوطی اور باریک بینی سے فیصلہ کریں اور قاطع تلوار بن کر ان پر واقع ہوں۔ (فتاویٰ رسائل شیخ محمد بن ابراہیم 1/249)

شیخ رحمہ اللہ نے رافضیوں اور شیعوں کے ایک داعی کے قتل کا فتویٰ دیا تھا۔ اس خبیث قتل کرنا جائز ہے وجہ یہ ہے کہ اس نے فتنہ کا اظہار کیا ہے اس کا سرا بھی کچل دیا جائے تو یہ مجھ جائے گا اگر اس میں نرمی برتی گئی تو یہ خطرناک رخ اختیار کر سکتا ہے۔ امام وقت کو اختیار ہے ایسے فساد یوں کو روکیں اور بدعت کے اس مواد کو ابھی ختم کر دیں اور بدعت و فتنہ کا دروازہ بند کریں۔

امام صاحب رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

دائمی فتویٰ کمیٹی کی طرف سے ایک فتویٰ کا اجراء

یہ وہ کمیٹی ہے جو علامہ، محدث اور بقیۃ السلف افراد پر مشتمل ہے۔ اس کمیٹی کے ارکان علامہ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عبدالرزاق عسکری، علامہ عبداللہ بن عدیان، علامہ عبداللہ بن قعود رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو سب جنت کو سدھار چکے ہیں۔ ان سے سوال ہوا جعفریہ کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے.....؟ تو کمیٹی نے جواب دیا: بصورت صحت سوال کہ یہ جعفریہ والے، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور سادات کو پکارتے ہیں اگر یہی صورت ہے تو یہ مشرک اور مرتد ہیں ان کا ذبیحہ کھانا حلال نہیں، یہ مردار ہے اگرچہ اللہ کا نام لے کر بھی ذبح کیا ہو۔ یہی کمیٹی ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتی ہے: ایسا کرنے والے، یعنی ان بزرگوں کو پکارتے والے ملت اسلام سے خارج ہیں۔ مسلمان اپنی خواتین کا ان سے نکاح نہ کریں اور نہ ہی مسلمان ان کی عورتوں سے نکاح کریں اور نہ ہی ہمارے لیے ان کا ذبیحہ کھانا حلال ہے۔ یہی کمیٹی کہتی ہے: جو یہ کہتا ہے کہ قرآن میں تحریف واقع ہوئی ہے جیسا کہ شیعہ کا عقیدہ ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ قرآن غیر محفوظ ہے۔ یا اس میں نقص ہے تو یہ گمراہ ہیں۔ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اگر توبہ کر لیتا ہے تو درست ہے، وگرنہ حاکم وقت پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے یہ مرتد ہے۔ (فتاویٰ اللجنة الدائمة)

1408ھ ماورئ الحج الاول میں رابطہ عالم اسلامی کی میٹنگ نے یہ فیصلہ جاری کیا، اس کانفرنس میں شریک تمام افراد نے متفقہ فیصلہ دیا کہ ٹینی گمراہی کا داعی ہے اس نے مسلمانوں کو مصائب اور فتنوں سے دوچار کیا ہے۔ مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کیا ہے۔ اس کا منہج و طریقہ اسلامی تعلیمات سے باہر ہے۔ اس کا معاملہ امت مسلمہ کے لیے خطرناک صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس وجہ سے ہم اسلامی ممالک کے حکام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس سے ہر میدان میں قطع تعلق رکھیں اور اس کی اسلامی میدان کے خلاف جو سرگرمیاں ہیں انہیں روکا جائے۔

✽ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

بھیہ السلف، محدث اعظم، امام مفتی اعظم سعودی عرب رحمۃ اللہ علیہ، اثنا عشری شیعوں کے ہارے میں

کہتے ہیں:

”میں ایک مفید بات بتاتا ہوں کہ شیعوں کے بہت زیادہ فرقے ہیں اور ہر فرقہ کے پاس کئی اقسام کی بدعات ہیں، ان میں سے خطرناک ترین فرقہ شیعی ہے۔ ان کی زیادہ تر دعوت شرک کی دعوت ہے۔ یہ اہل بیت سے مدد طلب کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ اہل بیت غیب دان ہیں۔ خصوصاً بارہ امام غیب دان ہونے کے دعویدار ہیں۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے باطل نظریات سے سلامت رکھے۔“ (مجموع فتاویٰ: 439/4)

برادران اسلام! علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کی بات پر کان دھریں۔ یہ گمراہ فرقوں اور ادیانِ باطلہ سے خبردار کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک شیعہ امامیہ کو بھی گمراہ فرقہ قرار دیا ہے۔ اور مذاہبِ باطلہ کا انکشاف کرتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اپنے دین میں فحاشیت رکھنے والے اور اس میں غور و فکر کرنے والے کے سامنے ہر باطل اور قاجر واضح ہو جاتا ہے۔ یہ دین کی برکت ہے یہ فکر خواہ دین سے کلی طور پر باہر کی ہو، قومیت کی ہو، اس بارے میں یہ دین والا باطل کو پالتا ہے۔ یہ باطل قومیت میں ہو، یہودیت میں ہو، مہدیت میں ہو، شیعیت میں ہو، بوذیت میں ہو، نصرانیت میں ہو۔ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غلط مذاہب سے آگاہ کر دیا ہے کہ یہ سب چیزیں باطل ہیں۔ حق صرف اور صرف قرآن و سنت میں ہے۔

❖ امام البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیعی کے اقوال ظاہراً کفریہ ہیں۔ اور مرتعِ شرک ہیں، یہ قرآن پاک اور سنتِ مطہرہ اور اجماعِ امت سے ٹکراتے ہیں جو ان کے مطابق عقیدہ رکھتا ہے وہ شرک ہے۔ اگرچہ نماز، روزہ رکھتا ہو اور اسے گمان ہو کہ میں مسلمان ہوں۔“ (الشہادۃ فی میزان الاسلام)

برادرانِ گرامی! قدرِ امام و محدث البانی رحمۃ اللہ علیہ کی بات پر غور فرمائیں، جو نہایت ہی تاکید کے ساتھ یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل سنت اور شیعوں کے درمیان جو اختلاف ہے یہ اصولی اختلاف ہے کیونکہ ان کا اعتقاد ہے کہ قرآن پاک میں تحریف ہوئی ہے اور ان کا امام شیعی جو دعوت دیتا ہے وہ کفر کی دعوت ہے۔

البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں دمشق میں تھا میں نے شیعوں سے کہا: تم صحیح بخاری پر اعتقاد نہیں کرتے؟ تو ہم تمہاری کلمتی کی کتاب پر بھی اعتقاد نہیں کرتے۔“

آج یہ بات بہت ہی خطرہ سے بھرپور ہے عام تو عام رہے بہت سارے اسلام کے داعی بھی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ شیعوں اور اہل سنت کے درمیان اصولی اختلاف نہیں، یہی وجہ ہے غمینی نے جب حکومت کا اعلان کیا تو بہت سارے نوجوان اس بیعت ہوئے اور اس کے دست و بازو بن گئے۔ ان کا خیال یہی تھا کہ مسلمانوں اور شیعوں کے درمیان فروعی اختلاف ہے دراصل یہ شیعوں کے اصولی اختلاف سے بے خبر ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور اصولی اختلاف کیا ہوگا کہ شیعہ ہمارے قرآن کو ہی اپنے قرآن کا چوتھا حصہ مانتے ہیں اور غمینی نے اپنی کتاب ”الحکومت الاسلامیہ“ میں جو اپنا عقیدہ بیان کیا ہے وہ بھی کفریہ ہے۔

❖ شیخ فاضل امام و مجتہد عبداللہ بن عبدالرحمن جبرین فرماتے ہیں:

فالرافضة بلا شك كفار (اللؤلؤ والمکون)

”رافضی شیعہ بغیر کسی شک و شبہ کے کافر ہیں“

اس بارے میں مزید تحقیق کے لیے کتاب ”فقاری“ اور ”المخطوط العریضہ“ اور علامہ احسان الہی ظہیر رحمہ اللہ کی کتاب ملاحظہ فرمائیں۔

برادران اسلام! علامہ جبرین حکومت سعودیہ کی علماء کلمتی کے اہم رکن ہیں وہ شیعوں کے مشرک ہونے کا فتویٰ جاری کرتے ہیں۔ یہ شیعوں کے خلاف ایک حجت قائم ہوئی ہے اور ہمارے یہی امام جبرین وہ صورت حال بھی بیان کرتے ہیں جو ایران میں ہمارے اہل سنت بھائیوں کو درپیش ہے۔ وہ بہت مشقت اٹھا رہے ہیں اور شیعوں نے انہیں ہر سہولت سے محروم رکھا ہے اور یہ شیعہ جب بھی اہل سنت پر قابو پاتے ہیں ان کے ساتھ سخت براسلوک کرتے ہیں اور اگر ان کے اس مشرکانہ نظریہ پر تنقید کی جائے کہ ان بزرگوں کو پکارنا مشرک ہے تو یہ اس بات کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں اور یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں کہ تم ”وہابی“ ہو اور ہر آزمائش اور مصیبت میں غیر اللہ کو پکارنے پر اصرار کرتے ہیں۔ لہذا ہم ان کے اعمال بد کو دیکھتے ہوئے اصحاب بسط و کشادہ اور حکمرانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے ہاتھ رد کیں، انہیں اسلامی علاقوں میں بدعات نہ پھیلانے دیں، اگر انہوں نے یہ کام کرنا ہے تو اپنے علاقوں ایران اور عراق تک ہی محدود رہیں۔ جن علاقوں میں شریعت پر عمل ہو رہا ہے ان

میں ہم عقیدہ شرک پھیلانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ ایران میں لاکھوں کی تعداد نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں سنی لوگ ہیں مگر انتہائی درجہ ذلت و رسوائی کا شکار ہیں۔ وہ اپنے اسلام اور عبادات کا اظہار نہیں کر سکتے۔ ہر اہم عہدہ پر شیعہ ہیں۔ خطباء، مدرّس بھی شیعہ ہیں اور حکومتی عہدے پر صرف شیعوں کا قبضہ ہے۔ اور سنی اتنی زیادہ کمپرسی کی حالت میں ہیں کہ دسی روزی کما کر گزارہ کر رہے ہیں۔ ہر قسم کا عہدہ صرف شیعوں کے لیے ہے۔ اس کے برعکس ہماری حکومت اور دیگر اسلامی حکومتیں جہاں اللہ کے فضل سے اکثریت اہل سنت کی ہے وہاں شیعوں کو تدریس وغیرہ میں عہدوں تک رسائی حاصل ہے۔ اور صنعت میں بھی یہ دسترس رکھتے ہیں صرف اس وجہ سے یہ یہاں تک پہنچ جاتے ہیں کہ انکی سندیں انہیں اس کی اہل ثابت کرتی ہیں اور اس عہدہ کی شرائط اس میں پائی جاتی ہیں اور یہ سعودی باشندے ہیں لیکن ان کے معرعات پر نظر نہیں کی جاتی اور نہ ہی انہیں ان عہدوں پر بٹھانے والے سوچتے ہیں کہ یہ اہلیت تو تم نے دیکھی مگر جو یہ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف سازش کر سکتے ہیں اسے بھی نظر رکھیں مثلاً جب انہیں شعبہ تدریس میں ذمہ داری سونپی جائے گی تو ظاہر ہے یہ مسلمان بچوں کا عقیدہ خراب کریں گے انہیں ایسا مکھوک کر دیں گے وہ صحیح عقیدہ نہ پاسکیں گے۔ اسی طرح اگر انہیں ڈاکٹری پیشہ سے منسلک کر دیا جاتا ہے تو اس بات کی ضمانت نہیں یہ علاج کرنے کی بجائے سنی لوگوں کی بیماری میں اضافہ کر دیں۔ یہ اتنے متعصب ہوتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ بچوں کو پیدائش کے وقت ناکارہ کر دیں اور عورتوں کو بانجھ کر دیں، ان کی سنت دشمنی کی بنا پر سب کچھ ممکن ہے۔

لہذا ہماری گزارشات پر غور کریں.....!



ایک شیعہ کی توبہ کا واقعہ

ہمارے محترم بھائی! ایک شیعہ کا ایمان افروز واقعہ سماعت فرمائیں۔ اس کا نام حمزہ ہے۔ ایک سنی واعظ سے انٹرویو کے ذریعہ اس کی ملاقات ہوئی۔ اس نے راہ ہدایت قبول کر لی اور باقاعدہ کلمہ پڑھا اور جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے اس کا سینہ کھولا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اب وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے دفاع میں کمر بستہ ہے۔

آئیے! یہ فکر انگیز گفتگو ہم بھی پڑھتے ہیں!

حمزہ: اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں کہ اس اللہ نے مجھے ہدایت دی اور اس کی بارگاہ میں الحجا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اب ثابت قدم رکھے کیونکہ میں گمراہ کن مجالس میں رہا ہوں میرے پاس اس گمراہ کن چیز کا علم بھی ہے، میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں ابھی میں زعمہ ہوں اور اس نے مجھے ہدایت دی۔ میں اپنی زندگی میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں، اللہ وحدہ لا شریک ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

شیخ نے کہا: حمزہ خوش ہو جاؤ، اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نور اسلام غالب کرنا چاہتا ہے اور اسلام کو عزت دینا چاہتا ہے۔ حمزہ! اب تم ہمارے پیارے بھائی ہو، ہمیں اپنے بیٹوں سے زیادہ عزیز ہو اور یہ جو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ ان شاء اللہ یہ اللہ کے ڈر سے رونے والی آنکھ ہیں ان پر دوزخ کی آگ حرام ہو چکی ہے ہم تمہارے بارے میں اچھے جذبات رکھتے ہیں اور ہم تمہارے لیے اچھی امید رکھتے ہیں۔

حمزہ: اے میرے بھائی! جزاک اللہ، میرے پاس ایک چھوٹا سا جملہ ہے میں بار بار اسے دہراتا ہوں۔

اللهم العن کل من سب الصحابۃ او احادی امہات المؤمنین
 ”اے میرے اللہ! اس پر لعنت کر جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے یا امہات المؤمنین میں سے کسی کو کالی دیتا ہے۔“

یہ بات حمزہ نے تین بار دہرائی۔ حمزہ بات کو آگے چلاتے ہوئے کہتا ہے: یہ امہات المؤمنین

ہماری مائیں ہیں۔ ہم ان پر فدا ہوتے ہیں۔ یہ ہم سے اور ہماری بیویوں سے افضل ہیں، ہماری ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے بہتر ہیں۔ یہ بات میرے سینہ دہل میں کافی دیر سے موجود تھی لیکن ہمیں یہ بات کہنے کی ہمت نہ ہوئی، واللہ! اگر میرے پاس موت کا فرشتہ آئے گا تو مجھے جنت سے دور نہ کیا جائے گا۔ مجھے سرزمین شیعہ پر افسوس ہے میں تو وہاں دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھا، اللہ نے مجھے نجات دی۔

شیخ صاحب: حمزہ! میں آپ کے لیے اللہ سے ثابت قدمی کی التجا کرتا ہوں، تمام تعریفات اس اللہ کے لیے جس نے آپ کو دوزخ سے نجات دی۔ اے ہمارے پیارے بھائی! یہ ہم پر اللہ کا فضل ہے اور اس کے بعد ہمارے شیوخ کی مہربانی ہے کہ حقیقت آشکارا ہوئی ہے۔ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا اسے اللہ کے شکریہ کا بھی ڈھنگ نہیں آتا۔ بھائی! ہماری درخواست ہے اپنے عقیدہ کی وضاحت فرمادیں اور یہ کہ اس خیر تک رسائی کس چیز سے متاثر ہو کر ہوئی۔ اللہ آپ کی حفاظت فرمائے۔ وضاحت کریں!

حمزہ: میرے ایک بھائی کا نام سعد ہے دوسرے بھائی کا نام ابوعلی ہے اور شیخ ابو منصر سے میں متاثر تھا۔ میں ہر موقع پر ان کے ہاں حاضر ہوتا وہ شیعیت کے موضوع پر طویل گفتگو کرتے تھے۔ اللہ عزوجل نے مجھے حقیقت دکھا دی۔ اسی دوران میں نے اہل سنت کی کتاب، کتاب اللہ جس کا نام ہے، یعنی قرآن پاک کو میں نے دو تین مرتبہ پڑھا تو مجھے عجیب سا لگا کہ میں کہاں رہا ہوں۔ تاہم میں نے سید حسین کی تحریر پڑھی تو اس میں لکھا تھا (یہ شیعہ مذہب) دین نہیں، بلکہ امت پر ایک مصیبت ہے اور امت اسلام کے لیے خوفناک اور دردناک المیہ ہے۔ الحمد للہ! میں حق سمجھ گیا۔ ایک اور بات بتا دوں کہ شیعوں کے بارے میں اکیلا ہی نہیں جسے شک تھا بلکہ میرے جیسے ہزاروں اور لوگ بھی ہیں جو ان کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں صرف انہیں تحقیق کی ضرورت ہے، جب آپ ان پر دلیل پیش کر دے تو وہ اسے قبول کریں گے۔ کیونکہ وہاں نہ تو ہم بات کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی مسئلہ کے بارے میں بحث و تکرار کر سکتے ہیں، ہم کمزور تھے، وہاں اماموں کا چرچا تھا۔ تم دلیل دیتے ہوئے یہ کہتے ہو، اللہ کا فرمان ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے لیکن شیعہ یہ کہتے ہیں: حجۃ الاسلام نے کہا، حسین رضی اللہ عنہ نے کہا، فلاں امام نے کہا، وہاں کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

شیخ صاحب: بھائی! اللہ اکبر۔ میں اپنے بڑے اللہ سے آپ کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کرتا ہوں۔



آٹھویں فصل.....

اس بارے میں ہے کہ

قریب والے سنی لوگوں کو شیعہ بنانے کے خدو خال کیا
ہیں؟

پہلی بحث:

ایرانی تحریک کی مجلس ثقافت کی شوریٰ کے اعلیٰ ارکان کا پیغام۔

دوسری بحث:

جو خفیہ خاکوں کے ذریعے نکات سامنے آئے ہیں ان کی وضاحت۔

تیسری بحث:

علامہ احسان الہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے شہید کیا۔

چوتھی بحث:

شیعہ کے خفیہ خاکے کا خلاصہ۔

مجلس ثقافت کا پیغام

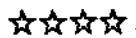
جو ہم بیان کرنے والے ہیں یہ ایک نہایت ہی اہم اور بہت ہی زیادہ خطرناک معاملہ ہے، شیعہ علماء اور ان کے آیات اللہ کہلوانے والوں نے حکومت ایران کے پڑوس ممالک میں اور علاقوں میں شیعیت پھیلانے کا خفیہ خاکہ تیار کر رکھا ہے۔ اس کا انکشاف مجلہ ”البریان“ شمار (۱۲۳) ماہ ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۹۹۸ء نے کیا۔ یہ ایک پیغام ہے جو اس مجلس ثقافت نے اپنے تمام محافظوں اور اپنے مذہب والوں کو ارسال کیا ہے۔ ایران کے مختلف شہروں میں اسے بھیجا ہے۔ اس پوشیدہ خاکہ کو تقریباً پچاس برس تک پورا کرنے کا ہدف دیا گیا ہے۔ ہدف یہ ہے کہ ایرانی علاقوں میں جن پر شیعوں کا تسلط ہے اس میں اہل سنت لوگوں کو شیعہ بنائیں اور سعودی عرب، عراق، کویت، بحرین، قطر، امارات، عمان وغیرہ ممالک جو ایران کے پڑوس میں ہیں ان میں بھی شیعیت کا جال پھیلانیں اور مزید یہ کریں کہ ان پر فوجی معاشرتی اور ثقافتی سطح پر غلبہ پائیں اور ان ملکوں کا سارا نظام تباہ کر دیا جائے اور شیعیت کا تسلط جمایا جائے۔ سو اب اس شیعہ مقصد سے سب کو آگاہ ہونا چاہیے اور ہر سطح پر اس کا سد باب کیا جائے، حکمران بھی، علماء بھی، مرد بھی، خواتین بھی سب اس کا دفاع کریں کیونکہ یہ بڑا گھمبیر مسئلہ ہے۔ ہم سب ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ اس کی حفاظت کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اور کہتے ہیں: ہم سب اسلام کی سرحد ہیں اور اسلام کی سرحد کو تمہاری طرف سے نقصان نہ ہو۔

اس خطرناک پوشیدہ منصوبہ کی تحریر:

ہم اپنی قریب دالی حکومتوں میں اپنی تحریک جاری کرنے سے قاصر ہیں، ان علاقوں کی ثقافت اور تہذیب مغرب سے ملی ہوئی ہے۔ وہ ہمارے اوپر حملہ کر سکتے ہیں اور غلبہ پا سکتے ہیں۔ اب اللہ کے فضل سے اور اس بہادر امام خمینی کی امت کی قربانیوں سے کئی صدیوں بعد اٹھارہ شیعوں کی حکومت ایران میں قائم ہو چکی ہے۔ اور شیعہ لیڈروں کے ارشادات کی روشنی میں ہمارے اوپر بہت ہی بھاری اور خطرناک ذمہ داری آن پڑی ہے، وہ ہے اس تحریک کو جاری رکھنا۔ لیکن عالمی حالات کے پیش نظر اور حکومتوں کے قوانین کو دیکھتے ہوئے اس تحریک کو جاری رکھنا ممکن نہیں بلکہ اسے جاری رکھنے کے لیے

تباہ کن بڑے بڑے خطرات درپیش ہیں۔ اس بنا پر ہم نے مختلف آراء کے مطابق اور تین مرتبہ کمیٹی بٹھانے کے بعد ان کے متفقہ مشورہ سے اس منصوبہ کی تکمیل کو پانچ مراحل میں طے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہر مرحلہ دس برس کا ہوگا، اس طرح پچاس برسوں میں ہم مرحلہ وار یہ تحریک قریب کے تمام ممالک پر برپا کر سکیں گے۔ جن خطرات کا ہمیں سامنا کرنا ہوگا وہ وحالی حکام ہیں اور سنیوں کی اکثریت ہے ان کا خطرہ یورپ سے بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ وہابی اور اہل سنت کی اکثریت ہماری تحریکوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ یہ ولایتِ فقیہ اور ائمہ معصومین کے دشمن ہیں حتیٰ کہ یہ شیعہ مذہب کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ یہ ولایتِ فقیہ اور ائمہ معصومین کے دشمن ہیں حتیٰ کہ یہ شیعہ مذہب کو مخالف شریعت و دستور قرار دیتے ہیں۔ اور انہوں نے شیعہ مذہب اور اسلام کو دوسرے کے متضاد قرار دیا ہے۔

اس بنا پر اب ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ایران کے اندر سنی علاقوں میں ہم اپنا اثر و نفوذ زیادہ کریں، خصوصاً سرحدی علاقوں میں اور ہم اپنی امام بارگاہیں زیادہ تعداد میں تعمیر کریں اور اپنی مذہبی مجالس پہلے سے زیادہ منعقد کریں اور ان شہروں میں جن میں 90 یا 100 فیصد آبادی سنیوں کی ہے وہاں ہم شریعت کے لیے فضا تیار کریں تاکہ اندرونی شیعوں کی تعداد میں مرحلہ وار اضافہ ہو اور یہ رہائش کے لیے کام کے لیے اور تجارت کے لیے یہاں ٹھہریں۔ اس کے بعد حکومت اور اداروں کی ذمہ داری ہے کہ ان سنی لوگوں سے ہمارے شیعہ مذہب کی طرف آنے والوں کو وطنی تسلیم کریں۔ یہ خاکہ جو ہم نے تیار کیا ہے کہ اس تحریک کو پھیلایا جائے زیادہ تر اہل نظر اسے مفید اور مناسب تصور نہیں کرتے اور اس سے بہت زیادہ خوزیری ہونے کا کہتے ہیں اور اس کے خلاف عالمی بڑی طاقتوں کے رد عمل ظاہر ہونے کا خیال بھی ظاہر کرتے ہیں اور اس پر اٹھنے والے اخراجات کو بے سود قرار دیتے ہیں اور اس کے باوجود ہم یہ کہتے ہیں کہ اہل رائے کا یہ فیصلہ بار آور ہوگا اور مفید ثابت ہوگا۔



ایرانی سلطنت کی مضبوطی کا طریقہ

کسی بھی حکومت یا جماعت یا شعبہ کے ارکان کی حفاظت یا مضبوطی تین بنیادوں پر ہوتی ہے:

① قوت حاکمہ ② علم و معرفت ③ اقتصادیات

جب بھی حکومتوں کی بنیاد کو متزلزل کرنا ہو تو حکام اور علماء کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا جائے اور اس شہر یا ملک کے صاحب مال لوگوں کو بکیر کر اپنے علاقہ میں لے آئیں یا دنیا کے دوسرے ممالک میں بھیج دیا جائے تو ہم نے یقینی کامیابی حاصل کر لی اور توجہ کے قابل ہو جائیں گے۔ بقیہ آبادی اس قوت اور حاکمیت کے تابع ہوتی ہے اور وہ اپنی معیشت میں گمن ہوتی ہے اور اپنی روٹی اور رہائش کے چکر میں ہوتی ہے یہ جس کی لاشی اس کی بھینس والے معاملے کے تحت قوت سے دہی رہتی ہے۔ ہمارے ہمسائے ممالک جو اہل سنت اور وہابی بھی ہیں مثلاً ترکی، عراق، افغانستان، پاکستان متحدہ عرب امارات، خلیج فارس وغیرہ یہ بظاہر متحد نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں مختلف ہیں۔ ان علاقوں کو ایک بہت بڑی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے جو گذشتہ اور موجودہ دور میں رہی ہے کہ یہ کرۂ ارض کی شاہ رگ ہیں، ان میں تیل کی دولت ہے یہ دنیا کے حساس ترین ممالک ہیں ان علاقوں کے حکام تیل کی تجارت کی وجہ سے زندگی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان علاقوں کے رہائشی تین طبقات میں تقسیم ہیں: (۱) بدو، صحرائین، جوسینکڑوں سال سے یہاں آباد ہیں (۲) وہ لوگ ہیں جو غجر علاقوں اور بندرگاہوں سے ہجرت کر کے ہماری اس سرزمین میں آباد ہوئے، انکی ہجرت کا آغاز شاہ اسماعیل صفوی، نادر شاہ، کریم خان تاجار بادشاہوں، پہلوی خاندان کے زمانہ میں ہوا تھا اور اس اسلامی تحریک، یعنی شیعوں کے انقلاب ایران کے دور میں بھی وقفہ وقفہ سے انہوں نے بھی ہجرت کی۔ (۳) وہ لوگ ہیں جو ادھر ادھر کی چھوٹی چھوٹی عربی حکومتیں ہیں اور وہ لوگ ہیں جو ایران کے اندرونی شہروں میں ہیں تجارت، اسپورٹ، انیکسپورٹ کمپنیاں اور عمارتیں وغیرہ پر ان لوگوں کا تسلط ہے ان علاقوں کی رہائشی عمارتوں کے کراپوں اور زمینوں کی خرید و فروخت پر گزارہ کرتے ہیں اور بااثر ہیں وہ تیل کی تجارت سے حاصل ہونے والی منجواہوں پر گزارا وقت کرتے ہیں۔

معاشرتی فساد، شفافیتی اور کاروباری خرابی اور اسلام کے خلاف طرز عمل یہ ان میں بالکل واضح ہے۔ ان علاقوں کے رہائشی زیادہ تر اپنی زندگی دنیاوی لذات اور فحش و فجور میں ڈوب کر گزار رہے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر نے یورپ اور امریکہ میں فلیٹ بنا رکھے ہیں اور وہاں کی صنعت میں حصہ ڈالا ہے اور اپنا روپیہ وہاں کے بینکوں میں رکھا ہوا ہے، خاص طور پر جاپان، انگلینڈ، سویڈن اور سوئس بینکوں میں کہ انہیں یہ خوف ہے کہ ان کے ملک کے حالات مستقبل کے لیے اچھی غمازی نہیں کر رہے یہاں وہ غیر محفوظ ہیں۔ جب ہم شیعہ ان عربی ممالک پر قبضہ جمائیں گے گویا کہ ہم نے آدمی دنیا فتح کر لی ہے۔

تیار شدہ خاکہ کے نفاذ کا طریقہ کار:

یہ پچاس سالہ خاکہ بروئے کار لانے کے لیے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے ارد گرد والی حکومتوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھیں بلکہ ہم صدام کے معزول ہونے کے بعد عراق کے ساتھ بھی ہم اپنے تعلقات اچھے رکھیں گے وجہ یہ ہے کہ ہزاروں دست کو زیر کرنا آسان ہے جب کہ ایک دشمن کو زیر کرنا مشکل ہے۔ ان سیاسی اور ثقافتی اور اقتصادی تعلقات کی آڑ میں بہت سارے ہمارے ایرانی لوگوں کی تعداد، ان حکومتوں کی طرف پہنچ جائے گی، اس سے ہم مہاجروں کے لبادہ میں اپنے کارندے بھیجیں گے جن کی ہم تنخواہیں دیں گے اور انہیں حق خدمت دیا جائے گا۔ اس بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں کہ پچاس سال ایک طویل عرصہ ہے ہماری تحریک میں سال بعد کامیابی سے ہمکنار ہوئی تھی۔ ہمارا مذہب بھی ایک دن میں نہیں پھیلا بلکہ ملکوں میں ہمارے وزراء اور وکیل اور حاکم نہ تھے بلکہ معمولی عہدار بھی نہ تھا حتیٰ کہ وہابی، شافعی، حنفی، مالکی، حنبلی تو ہمیں مرتد قرار دیتے ہیں اور بارہا شیعوں کا قتل عام بھی ہوا۔ یہ پہلے کی بات ہے مگر آج اس دور میں ہمارے آباء و اجداد کے نظریات اور ان کی آراء اور مساعی نتیجہ خیز ہیں اگرچہ ہم آئندہ خود نہ ہوں گے لیکن ہماری تحریک اور مذہب دونوں باقی رہیں گے۔ اس مذہبی فریضہ کی ادائیگی کے لیے قربانی کی ضرورت ہے۔ ہمارا پروگرام ہونا چاہیے اور خاکہ بندی تیار رکھی جائے، خواہ پچاس سال کی بجائے پانچ سو سال لگ جائیں، ہم لاکھوں شہداء کے درخشاں ہیں جو مسلم نماشیطانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ اور ان کے خون تاریخ کی راہ پر اب بھی بہہ رہے ہیں۔ یہ خون خشک نہیں ہوئے اور یہ بہتے ہی رہیں گے یہ لوگ جب تک اپنے بڑوں کی خطاؤں کا اعتراف نہ کر لیں گے اور شیعہ مذہب کو اسلام کی اصل قرار نہ دیں گے خون پیش کرتے رہیں گے۔

مرحلہ وار فہم:

① ہمارے لیے افغانستان، پاکستان، ترکی، عراق اور بحرین میں مذہبِ شیعہ کی ترویج و اشاعت میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ ہم نے جو دوسرے دس سال کا خاکہ تیار کیا ہے، ہم اسے ان ملکوں میں پہلا خاکہ بنا کر کام کر سکتے ہیں ہمارے کارندوں کو تین چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

① یہ ہمارے نمائندے، زمینوں، گھروں، فلیٹوں کی خریداری کریں اور کاروبار بنائیں اور زندگی کی سہولیات اور آسانیاں شیعہ مذہب والوں کو فراہم کریں تاکہ وہ ان گھروں میں رہیں اور تعداد بڑھے، یہی کام فلسطین میں یہودیوں نے کیا ہے۔

② تعلقات بڑھائیں اور بازار میں حکومتی اداروں میں اور بڑے بڑے رؤساء اور مشاہیر اور حکومتی محکموں میں اثر و رسوخ رکھنے والے لوگوں سے دوستی رکھیں۔

③ بعض ملکوں میں عمارتوں کی تعمیر جدا جدا ہے لیکن ان میں بستوں اور چھوٹے شہروں میں ٹاؤنرز تعمیر ہوتے ہیں۔ ہمارے ان کارندوں کو چاہیے وہ انہیں خریدیں اور مناسب قیمت پر بیچیں اور ان افراد کو دیں جنہوں نے اپنی جائیدادیں شہر کے مراکز میں فروخت کی ہیں۔ اس انداز پر شیعوں کی آبادی گھنی ہو سکتی ہے اور سنیوں کے ہاتھوں سے جائیداد نکالی جاسکتی ہے۔

④ دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ شیعہ پر لازم ہے کہ وہ قانون کا احترام کریں اور قانون نافذ کرنے والوں کی بات مانیں اور حکومت کے ملازموں کی بات بھی تسلیم کریں اور مذہبی مجلسوں کے انعقاد کے لیے رخصت طلب کریں۔ امام بارگاہیں بنوائیں کیونکہ مذہبی رسومات مستقبل کے لیے ہمارا اعتماد بحال رکھیں گی اور حساس مقامات پر بلند و بالا اور اعلیٰ رہائش تیار کریں اور ان دوسروں سے گزرنے کے لئے یہ ضروری ہے جہاں بھی ہمارے کارندے رہتے ہیں اس ملک کی شہرت حاصل کریں اس کا طریقہ یہ ہے کہ دوستوں کو تحائف دیئے جائیں اور نو جوانوں کو ترغیب دیں کہ حکومتی اداروں میں ملازمت اختیار کریں اور خاص طور پر فوج میں سلیکٹ ہوں اور اس نقشہ کے دس سالوں کے نصف چائی میں یہ خفیہ طریقہ اختیار کرنا لازمی ہے کہ علمائے اہل سنت کو آپس میں بھڑکایا جائے کسی علاقے میں معاشرہ کی خرابی یا اسلام مخالف اعمال کثرت سے ہوں تو کسی دینی تنظیم یا شخصیت کے حوالے سے پمفلٹ بانٹ دیئے جائیں جن میں تنقید کی گئی ہو۔ ظاہر ہے اس طرح مختلف شعبوں میں بھڑکاؤ پیدا ہوگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو دینی قیادت پر پابندی لگ جائے گی یا دینی شخصیت کی زبان بندی ہوگی یا یہ ہوگا وہ اس غلط نشریات کی

تردید کریں گے اور دین کی طرف منسوب ان نشریات کا دفاع کریں گے۔ بہر صورت شک کی فضا پیدا ہو جائے گی علماء اور دینی لوگ حکمرانوں سے بدظن ہوں گے اور حکمران علماء سے بدگمان ہوں گے اور دین پسند لوگوں کا تقدس اس علاقہ میں پامال ہوگا اور مساجد دینی ادارے اور دینی نشر و اشاعت کا کام رک جائے گا۔ تمام دینی خطابات اور مذہبی مجالس ان کے نظام میں خرابی کا باعث ہوں گی اس سے بڑھ کر یہ فائدہ ہوگا کہ علماء اور حکام کے مابین کینہ اور نفرت جنم لے گی جب ان وہابی اور اہل سنت کو ان کے اندرونی مراکز سے حمایت حاصل نہ ہوگی تو پھر باہر سے یہ کچھ حمایت حاصل نہ کر سکیں گے۔

(۱۳) اسی دس سالہ مرحلہ میں یہ بات حاصل ہوگی کہ ہمارے کارندوں کی دوستی مالدازوں اور حکومتی ملازموں کے ساتھ گہری ہوگی اور زیادہ تر فوج میں اور قوت نافذہ میں تعلق کی بنا پر یہ شیعہ پورے آرام و سکون سے کام کریں گے یہ دینی تحریکوں میں دخل اندازی نہ کریں اس سے حکام بالا ان سے پہلے سے بھی زیادہ مطمئن ہوں گے۔ اس مرحلہ میں جو دین والوں کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے ہوں گے تو اس صورت میں ہمارے اس علاقہ کے شیوخ پر یہ فرض ہے وہ حکام کی حمایت کریں اور ان کا دفاع کریں۔ خاص طور پر مذہبی رسومات میں حکمرانوں کا ساتھ دیں اور جب خطرہ نہ ہو تو اپنے شیعہ ہونے کا اظہار کریں اور حکام کی نظروں میں نہ ٹھکیں بلکہ ان کی رضا حاصل کریں اور ان کے حکومتی احکام کی بلا خوف و خطر بات مانیں اسی مرحلہ میں ہم بندرگاہوں، جزیروں اور شہروں میں جو ہمارے ملک میں دوسرے ملکوں کے جنگ ہیں ان سے رابطہ کریں گے تاکہ قریبی ملکوں کے ساتھ اقتصادی تبادلوں کر سکیں۔ یہ بات یقینی ہے مالدار اقتصادی مضبوطی کی خاطر اپنے وفد ہمارے ملک میں بھیجیں گے اور جب ہم انہیں تجارتی آزادی دیں گے تو وہ ہمارے وطن میں خوش ہوں گے اور ہم ان سے اقتصادی فوائد حاصل کریں گے۔

(۱۴) اور چوتھے مرحلے میں حکمرانوں اور علماء کے درمیان کینہ پیدا ہو چکا ہوگا اور تاجر پیشہ لوگ یا تو مفلس ہو جائیں گے یا روافر ارا اختیار کر جائیں گے اور لوگوں میں اضطراب پیدا ہوگا یہ اپنی جائیداد آدمی قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور ہوں گے تاکہ پر امن جگہ پر منتقل ہو جائیں اس پس و پیش کی صورت میں ہمارے نمائندے حکمرانوں کی حمایت حاصل کریں اسی کشمکش میں اگر ہمارے نمائندے بیدار مغزی سے کام لیں گے تو یہ شہر کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو سکتے ہیں اور عدالت اور حکام کے متعلقہ اداروں تک رسائی میں تھوڑی سی مسافت باقی رہ جائے گی۔ ہم اتنے اخلاص کا مظاہرہ کریں گے کہ یہ حکام یہ تصور کریں کہ پہلے ملازم تو خائن تھے اس سے وہ انہیں محکموں سے باہر نکال دیں گے یا پھر اس

سے ہمارے افراد شیعہ کو لیں گے۔ اس سے دونوں مذاہب کے درمیان اس سے ہمارے عناصر، حکام کا زیادہ اعتماد حاصل کر لیں گے۔ جب اہل سنت کسی فیصلہ پر تراض ہوں گے تو شیعہ کی قدر حکام کے نزدیک زیادہ ہوگی اور اہل سنت حکومت کے خلاف احتجاج کریں گے تو اس صورت میں ہمارے نمائندے حکام کا ساتھ دیں اور لوگوں کو صلح کی دعوت دیں اور جو جانا چاہتے ہیں ان کی جائیدادیں خرید لیں۔

{5} مرحلہ یہ ہے کہ جب کسی ملک میں فضا تحریک کے لیے تیار ہو چکی ہوگی اور یہ اس وجہ سے ہوگی ہم نے امن و سکون، راحت اور حکومتی فیصلہ کن حالت کر دی ہے۔ اب حکومت طوفان میں پھنسی کشتی کی مانند ہوگی جو غرق ہونے کے لیے چکڑے لے کھا رہی ہے اور ہر ایک اس کی نجات کا مطالبہ کر رہا ہوگا۔ اس وقت میں ہمارا مطالبہ ہوگا قابل اعتماد شخصیات کی کمیٹی بنائی جائے تاکہ وہ ہر در میں سکون پیدا کرے۔ ہم حکام سے حکومتی اداروں کی نگرانی پر تعاون کریں گے اور ملک کو کنٹرول کریں گے وہ یہ تعاون قبول کریں گے اور ہماری اکثریت کرسیوں پر ابرہماں ہوگی تو ہم اپنی اسلامی تحریک بغیر کسی جنگ اور خونریزی کے دوسرے ملکوں میں برپا کر سکیں گے۔ اگر بالفرض یہ مرحلہ جو آخری ہے حاصل نہیں ہوتا تو پھر ہم خاندانی تحریک برپا کر دیں گے اور حکام سے غلبہ چھین لیں گے اور ہمارے شیعہ عناصر ان ملکوں کے رہائشی تو ہوں گے اور ہم اللہ کے ہاں اور دین کے سامنے فریضہ کی ادائیگی میں سرخرو ہوں گے۔ ہمارا ہدف کسی معین شخص کو منتخب حکومت پر بٹھانا نہیں، ہمارا مقصد تو صرف تحریک برپا کرنا ہے اور اس دین الہی کا علم بلند رکھنا، ہم تو ہر ملک میں اپنا وجود منوانا چاہتے ہیں وہ ہم نے کر لیا ہے۔ ہم کفر کی دنیا کے سامنے اس بڑی قوت کے ساتھ ابھریں گے اور ہم نور اسلام سے دنیا کو روشن کر لیں گے۔ امام مہدی موعود کے ظہور تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔



شیعہ کے ان خفیہ خاکوں پر تبصرہ

ہم اس خاکہ کی بعض شقوں پر تبصرہ کرتے ہیں:

یہ خاکہ ایسا ہے جس میں جدید مفہوم کے موافق تحریک برپا کرنے کا اظہار کیا گیا ہے اور اس کے دودھف بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) ایک ہدف تبشری ہے۔

(۲) دوسرا ہدف اس میں بیان ہوا ہے کہ اہل سنت کی دعوت کو پھیلنے سے روکنا ہے، یہ خاکہ یہ بھی بتا رہا ہے یہ اثنا عشری شیعہ کے لیڈر مذہبی حکومت کی تحریک برپا کرنے کو اپنا اولین فریضہ تصور کرتے ہیں۔ تاہم موجودہ اور عالمی قوانین پر نظر رکھنا ہوگی، کیونکہ اس تحریک میں تباہ کن خطرات درپیش آسکتے ہیں۔ اصل میں یہ اس خاکہ کا خلاصہ اور نچوڑ ہے کہ وہ ایسی منظم حکومت کا قیام چاہتے ہیں جو اس مذہبی خاکہ کی حفاظت کرے اور مال سے نوازے۔ مگر اس سے پہلے بقول ان کے دعوت اسلام کو عام کیا جائے۔ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ عقیدہ امامت پھیلا یا جائے جو اس کا قائل نہ ہو اسے کافر قرار دیا جائے۔ اس خطہ اور خاکہ کے مطابق ان کی حکومت مذہبی ہے اور پڑوسیوں کے ساتھ اس تحریک کو برپا کرنے کا طریقہ مذہب اور عقیدہ کے اختلاف کے مطابق اپنایا جائیگا۔ یہ شیعہ کی عدم تمیز ہے مگر نہ عرب لوگوں نے عراق اور فارس کے علاقوں کو جب فتح کیا ہے تو ایران میں دین اسلام ان فاتح عربوں کے ذریعے ہی پہنچا تھا۔ اور اس خطہ اور خاکہ میں جو پچاس برسوں میں مرحلہ وار منصوبہ بتایا گیا ہے وہ یہ بھی ہے کہ اس میں اہل سنت اور وہابیوں کو شرق و غرب جو کہ یورپین وغیرہ ہیں سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیا گیا ہے کہ یہ لوگ شیعہ کی اس تحریک کے خلاف انھیں گے اور انہیں ولایت فقیہ اور ائمہ معصومین کا اصلی دشمن قرار دیا گیا ہے۔

ولایت فقیہ کا مطلب:

شمینی اور اس کے پیروکاروں کے مطابق ولایت فقیہ سے مراد یہ ہے کہ ”امام مہدی“ کا نیابت کرنا ہے۔ یہ فقیہ محمد بن حسن عسکری جو کہ شیعوں کے بارہویں نائب امام ہیں کا نائب ہوتا ہے اسے اتنی

طاقت حاصل ہے کہ ان کے آنے تک یہ جس حکم کو چاہے معطل کر سکتا ہے۔ اس خاکہ میں بیان کردہ ان کا اسلوب و بیان جو خطرناک ترین ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے اہل سنت سے عداوت اور مشرق و مغرب کے غیر مسلموں سے دوستی کا ہاتھ بڑھانے کا عزم ظاہر کیا ہے۔ اور آج یہ عملاً ظاہر ہو رہا ہے موجودہ ایرانی سیاست والے دوسرے شہریوں اور قوموں کے ساتھ مذاکرات کی بات کرتے ہیں حکومت ایران کا صدر کاشانی پوپ یوحنا پولس کی ملاقات کے لیے گیا تھا اور اس نے جو بیانات جاری کیے وہ ان کی اس اندرونی سیاست کی تمہید ہے پوپ کے ساتھ ان کا یہ طرز عمل ہے مگر اسلامی ملکوں کے ساتھ ان کا رویہ اس سے مختلف ہے۔ یہ اسلامی سنی ملکوں میں ہمیشہ اپنے شرک کے کاموں اور بدعات پر بضد ہوتے ہیں اور اپنی پرانی تاریخ پر اصرار کرتے ہیں اور پوپ سے مل کر کہتے ہیں: ہمیں رواداری سے کام لینا چاہیے کہ یہ حرکت ان کے خاکہ میں بیان کردہ عبارت پر واضح دلیل ہے تاکہ وہ کفار سے دوستی اور مسلمانوں سے عداوت رکھتے ہیں جن کا نام انہوں نے وہابی اور سنی رکھا ہوا ہے اور وجہ اس عداوت کی یہ بتاتے ہیں کہ یہ سنی ولایت فقیہ کے نظریہ کے مخالف ہیں، حالانکہ نجف شہر میں شیعہ نے اس بدعت کو ایجاد کیا ہے یہ وہابیوں اور سنیوں کو اپنے لیے سب سے بڑا خطرہ تصور کرتے ہیں اس کی تائید ان مذاکرات سے بھی ہوتی ہے جو ایرانی نمائندوں اور علامہ شیخ محمد بن صالح ضیائی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان ہوئے تھے یہ ان کی زندگی کی بات ہے اور بعد میں تو خالوں نے انہیں کٹوے کٹوے بنا کر شہید کر دیا تھا۔

ایرانیوں نے ان سے کہا تھا:

”تم جو جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی میں پڑھائی کے لیے طلباء بھیج رہے ہو وہ صدام کی توپوں سے بھی زیادہ ہمارے لیے خطرناک ہیں۔“

اسی بنا پر یہ شیعہ ایران کے سرحدی علاقوں اور خصوصاً جہاں سنیوں کی اکثریت ہے اس خاکہ کو پیش نظر رکھ کر اپنا اثر و رسوخ بڑھاتے ہیں اور حسینی ماتم امام بارگاہیں اور اپنی مذہبی مجلسیں زیادہ قائم کرتے ہیں یہ ان کے خاکہ میں بیان کردہ بات کے مطابق سنیوں کے علاقوں میں فضا تیار کرنے والی جو یوز پر عمل کر رہے ہیں اور جو انہوں نے کہا ہے: تحریک شیعہ برپا کرنے میں جو ہم روپیہ لگا رہے ہیں وہ ضائع نہ جائے گا۔“ یہ بات بھی روئے عمل لائی جا رہی ہے یہ کروڑوں ڈالر جو لگا رہے ہیں عنقریب واضح اور جلدی فوائد حاصل کر سکتے ہیں کہ ہر شہر میں شیعیت پھیل جائے گی یہ آج ہم دیکھ رہے ہیں سعودی حکومت کے مشرق میں کویت اور بحرین میں امارت اور یمن میں یہ کام ہو رہا ہے، علاوہ ازیں سوریا، عراق، پاکستان، افغانستان میں بھی یہ کام ہو رہا ہے۔

اگر سابقہ تاریخ دیکھیں تو خود ایران میں سنیوں کی بھاری اکثریت موجود رہی ہے۔ جب شاہ اسماعیل صفوی آیا تو اس سے پہلے یہاں سنی بہت زیادہ تعداد میں تھے۔ لیکن تھوڑی ہی مدت بعد قتل و غارت کی گئی، انہیں منتشر کر دیا گیا اور ان کا جسمانی خاتمہ کر دیا گیا۔ تا آخر اب ایران کی جو حالت ہے یہاں تک نوبت پہنچی کہ اب ایران شیعیت کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کی پناہ گاہ بن گیا ہے۔ وہ اس خطہ کے ماحول کو تقسیم کرتے ہیں جہاں شیعہ آبادی زیادہ ہے وہاں ان کا سیاسی طریقہ اور ہے، جہاں کم ہے سنی زیادہ ہیں، وہاں طریقہ اور ہے اب ایران میں سنی تقریباً تیسرا حصہ ہیں، دودھے شیعہ ہیں وجہ یہ ہے کہ ان کا حسیقی قائم قائم کرنا اس علاقہ پر ان شیعوں کا مذہبی رنگ اثر ڈال رہا ہے۔

حسینیات کی تعریف:

”حسینیات“ وہ جگہیں ہیں جن میں شیعہ جمع ہوتے ہیں خاص طور پر ماحرم میں وہاں رخسار پیٹے جاتے ہیں۔ گریبان چاک کرتے ہیں، زنجیر زنی کرتے ہیں اس سے حضرت حسین علیہ السلام کی شہادت کی یاد مانتے ہیں اور اس میں صحابہ کرام علیہم السلام کو گالیاں دیتے ہیں، ان حسینی مراکز کا یہ بہت اہتمام کرتے ہیں اتنا یہ امام بارگاہوں کا بھی اہتمام نہیں کرتے۔ جو ایران سے باہر حسینی مراکز ہیں یہ اصل میں ایران کے جاسوسی مرکز ہیں۔ اخبار ”انقلاب اسلامی“ میں ابو حسن بنی صدر نے خود اس کی تفصیل بتائی ہے۔ جیسا کہ اخبار نے فلج کی ریاستوں میں جاسوسی مراکز کا ذکر کیا ہے ان میں سے ان حسینی مراکز کو بھی جاسوسی کا مرکز قرار دیا ہے۔ ایرانی کاروباری لوگ حکومت امارات میں رہنے والے ایرانی تاجروں سے مال جمع کرتے ہیں تاکہ ان مراکز کو مضبوط کریں۔ اور یہ خاکہ ان علاقوں میں خاص طور پر ردعمل لایا جاتا ہے جہاں اہل سنت کی اکثریت ہے یہ شیعہ نقشہ کے مطابق ہی ہو رہا ہے کہ اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ شہر دوں سے ہجرت کر کے آنے والوں کو کام اور تجارت کی سہولتیں دی جائیں تاکہ وہ دلجمعی سے یہ عمل جاری رکھیں۔ عراق میں انہوں نے اس کا تجربہ کیا ہے جو انہوں نے مرحلہ وار پچاس سالہ منصوبہ دیا ہے۔ وہاں (۱۰) فیصد شیعہ آبادی تھی اب اس مرحلہ کے بعد تقریباً (۵۰) فیصد ہو چکی ہے۔ جو شیعیت کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ شیعہ اکثر ذرائع ابلاغ پر مالی حیثیت میں، ثقافت پر، تجارت پر اور ادب پر قابض ہیں۔ یہ اپنے نقشہ کے مطابق عراق کے کئی علاقوں میں چھا رہے ہیں، موصل شہر کے ساتھ دیہات شیعہ ہوئے ہیں اور بہت سارے خاندان سنی عقیدہ چھوڑ کر شیعہ عقیدہ اپنا رہے ہیں، سعدون، ولیم، بنو خالد، جتانی، جبور وغیرہ قبائل شیعہ ہو چکے ہیں حتیٰ کہ سنیوں کے مرکزی

شہر بھی ان کے زیر اثر آچکے ہیں۔ اپنا میں بھی یہ داخل ہو چکے ہیں اور بعض شہر تو ان کا مرکز قتل بنے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے یہ صنعتی اداروں پر غلبہ پا چکے ہیں۔ اور جوان کے اس مرحلہ وار خاکہ میں یہ بات درج ہے کہ ارکان سلطنت کو مضبوط کرو یہ بات نہایت خطرناک ہے۔ یہ ان کا سیاسی جوہر ہے جس کی وجہ سے یہ ایک سلطنت بناتے ہیں، دوسری سلطنت گراتے ہیں اور یہ اپنے شیعہ مذہب کی روشنی میں کرتے ہیں۔ اس کے مطابق نہ ہو سکے تو اپنے تیار کردہ طریقہ کے مطابق یہ غلبہ حاصل کرتے ہیں اور قرار اور اثر و نفوذ غلبہ سے ہی حاصل ہوتا ہے اور علماء ہی یہ طاقت رکھتے ہیں کہ احکام کی وضاحت کریں اور بعض شیعہ عہدہ قضا پر غالب ہوتے ہیں اور اقتصادیات، معاشرہ کو متحرک رکھنے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور اسی سے زندگی طاقت پکڑتی ہے جب یہ تین اہداف اقتصادی غلبہ، علم و معرفت کا غلبہ اور قوت قضا کا غلبہ پالیتے ہیں تو پھر یہ بالداروں کو منتشر کر دیتے ہیں اور خود مالی مضبوطی حاصل کر لیتے ہیں اگر چنانچہ اقلیت بھی ہے یہ فتنہ انگیزی کرنے علماء اور حکام کے درمیان تصادم کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا یہ پچاس سالہ مرحلہ وار تسلط حاصل کرنے کا عملی آغاز ہو جاتا ہے جسے یہ اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی تعلقات کہتے ہیں اور جنہیں یہ اپنے نمائندے اور کارندے کہتے ہیں یہ اصل میں ان کی چالبازیاں ہوتی ہیں اور ان کے جاسوس ہوتے ہیں تو ان فساد زدہ علاقوں میں مختلف مقامات پر منقسم ہو جاتے ہیں۔ فوجیوں کی صورت میں، تاجروں کے روپ میں، اساتذہ کی صورت میں طلباء کی صورت میں، تمبرہ نگاروں کے روپ میں آتے ہیں مگر یہ حقیقت میں جاسوس ہوتے ہیں۔

ہمارے اصحاب بست اختیار اس خطرناک سازش سے آگاہ ہو کر بیدار ہو جائیں یہ بڑا ہولناک خاکہ ہے جو شیعیت کی سیڑھی بن رہا ہے۔ آئندہ اسی سیڑھی کے ذریعہ یہ سارا نظام شیعیت میں بدل جائے گا جیسا کہ ایران میں اس وقت عراق میں کر رہا ہے۔ اور سعودی عرب، کویت، بحرین، قطر، امارات، عمان، ترکی، عراق، افغانستان، پاکستان وغیرہ کے ساتھ جو ایران مضبوط راستہ استوار کرنے کا کہتا ہے یہ اس کی سیاست ہے اسے علاقائی امن و تعاون کی کوئی ضرورت نہیں، یہ اس کا ظاہری اعلان ہے، اندرون خانہ یہ ان حکومتوں کو شیعیت کے زیر اثر لانا چاہتا ہے۔ اور اس پچاس سالہ خاکہ میں جو ثقافتی، سیاسی اور اقتصادی تعلقات مضبوط رکھنے کی شق بیان ہوئی ہے یہ علوم کے تبادلہ اور علمی تعاون کی صورت میں پوری کرتے ہیں۔ حکومت ایران کی یونیورسٹیاں اور ان کے پڑوسی ممالک کی یونیورسٹیوں کے درمیان علوم کا تبادلہ کر کے یہ ہدف حاصل کیا جاتا ہے۔ اور کبھی مفکرین اور ثقافتی و فوڈ کو میدان میں لا کر شیعیت کا پرچار کرتے ہیں اور کبھی علمی ملاقاتوں اور اہل سنت کی یونیورسٹیوں کے طلباء کے سامنے

لیکچرز کے نام پر شیعیت کا زہریلا پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے اور یہ ہدف کبھی فوجی میدان میں مشترکہ مصلحتوں اور علاقہ میں امن مستقل قائم رکھنے کے بہانے، فوجی مجبّر آتے جاتے ہیں، ایران کے خبر دوسرے ممالک میں آتے ہیں اور دوسرے ان کے ملک میں آتے ہیں اور بہانہ یہ ہوتا ہے کہ فوجی حساس معاملات پر مشورہ کرنا ہے اسی دوران یہ شیعہ اہم حساس معاملات کے راز مسلمان فوج سے حاصل کر لیتے ہیں۔ اقتصادی تعلقات کے روپ میں یہ شیعہ اپنا ہدف اس طرح حاصل کرتے ہیں کہ تجارت میں وسعت پیدا کرتے ہیں اور ہر عام و خاص سطح پر چھوٹی یا بڑی کمپنیاں قائم کرتے ہیں جو صرف شیعہ کے مال سے قائم ہوتی ہیں یا شیعہ اور سنی کے مال سے ملا کر قائم کرتے ہیں اور پھر رسمی طور پر تجارتی تبادلہ کرتے ہیں وزارت صنعت و تجارت ایران اسے ترتیب دیتی ہے اور یہ پچاس سالہ مرحلہ دار شیعہ کا ہدف جو ہے اس کے خاکہ میں یہ درج ہے کہ اس کے پچاس سال کو طویل مدت نہ سمجھو۔ الخ

اور مسلمانوں کو اور اہل سنت کو یہ شیطان نما مسلمان کہتے ہیں۔ اس پر تبصرہ کی ضرورت نہیں، فرقہ واریت کی دعوت دینا اور علیحدگی پسندی اور دھمکی دینا یہ شیعہ مذہب کی روح ہے ان کی دعوت وطنی، ملکی بھی ہو تو فرقہ واریت کی ہے یہ تو عقیدہ اور دین کا معاملہ ہے اس میں ان کی علیحدگی تو ان کی فطرت میں داخل ہے۔ اس خاکہ میں اس شیعہ نے کہا ہے: ہماری قربانیوں کے خون خشک نہیں ہوئے اور اس نے اپنے آباؤ اجداد کی خطاؤں کا بھی اعتراف کیا ہے۔ اس سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ ہم سنیوں کا ان شیعوں کے ساتھ رہنا ممکن نہیں، وہ صرف اپنا مذہب ہی قبول کرتے ہیں جو خرافات اور خونیاں پر مبنی ہے۔ ان سے عہد دیکھنا لینا اور ان سے حسن سلوک کرنا فضول ہے اس کے بعد اس مرحلہ دار خاکہ میں یہ درج ہے کہ شیعہ کامیابی کے لیے مذہبی مجالس قائم کریں۔ ہم اس خطرناک اعلان سے خبردار ہو جائیں انہیں اعلانیہ مذہبی شعائر ادا کرنے کی گنجائش نہ دیں کیونکہ ان کے ذریعے یہ اپنی سیاست کھیل رہے ہیں، جیسا کہ محاورہ ہے ”ایک پکڑ دوسرے کا مطالبہ نہ کرو“ کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں، اس لیے پہلے ہی انہیں مجلسی چھوٹ نہ دی جائے ورنہ اس سیلاب کا بند باندھنا مشکل ہو جائے گا اور جب یہ رسمیں شیعہ جاری کر لیں گے تو پھر اسے حکومتیں بھی نہ روک سکیں گی اور پھر یہ خاکہ بتا رہا ہے، حکام اور علماء کے درمیان کینہ اور نفرت پیدا کریں گے جس سے حکومتوں کی اندرونی اور بیرونی معاونت بند ہو جائے گی۔ اس اختلاف سے خبردار رہیں! علمائے کرام اپنی صفوں میں اتحاد رکھیں اور حکمران بغیر واضح دلیل کے علماء کا موقف قبول نہ کریں۔ علماء کی یہ ذمہ داری ہے کہ خوشی ناخوشی میں آسانی میں جھگی میں امراء کی خیر خواہی کریں اور ان کی اطاعت کریں اس سے آپ اس خاکہ والی تیار کردہ سازش سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور شیعوں کی

غیبت آرزوں اور کینہ پروریوں کو مات دے سکتے ہیں۔

دگر نہ یہ دشمن اپنی گندی آرزوں کو پورا کر لیں گے۔ نفوذِ باللہ! وہ ہماری دنیا اور آخرت اور دین برباد کرنے کی ذرہ برابر پرواہ نہ کریں گے۔ اس کے بعد یہ خاکہ بتاتا ہے کہ ہمارے شیعہ مشائخ اپنے دفاع میں لگ جائیں اور ولایتِ فقیہہ کا دفاع کریں۔ اس کا آغاز ان کے شیوخ کر چکے ہیں اور ان کے شیوخ کی سرگرمیاں ظاہر ہونا شروع ہو چکی ہیں۔ سیارہ ڈائجسٹ میں جو کہ سنی اخبار ہے۔ شیعہ کے ایک شیخ کا انٹرویو شائع ہوا ہے۔ جس میں اس نے بظاہر ملک کے امن و امان اور اس کی حفاظت کرنے پر زور دیا ہے اور اندرونی اختلافات دور کرنے پر زور دیا ہے مگر مکر و دغا کا انداز اختیار کیا تھا۔

اب ہم دیکھ رہے ہیں ان کی تحریک کی کتابوں کو اہل سنت کے حکام میں بانٹا جا رہا ہے۔ ان کی لندن سے نشر و اشاعت ہوتی ہے۔ اور جب کوئی امیر یا حکمران وہاں کے دورہ پر جاتا ہے اسے مناسب طریقہ سے یہ شیعہ کی کتابیں دی جاتی ہیں یہ سب کچھ ان کے خاکہ میں رنگ بھرنے کے لیے ہی ہے۔ شیعہ عقلی طور پر یہ ایک بہت ہی خطرناک مشق کر رہے ہیں یہ اسی اصول پر عمل کر رہے ہیں، پہلے ڈراؤ، پھر قابو پاؤ، جب مال ہو تو دشمن کو خرید لو۔ اس پر ہم یہی کہتے ہیں:

بھڑیا، بھڑیا ہی ہے اگرچہ اس نے بکریوں میں پرورش پائی ہے۔ کوئی ہے جو ہماری پکار

پر کان دھرے.....؟

خاکہ کے عملی نفاذ کا طریقہ:

اس خاکہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے شیعوں نے یہ طے کر رکھا ہے کہ دوسرے ملکوں میں جانے والے جاسوسوں کو چاہیے خصوصاً جوان کا ہدف ہیں۔ افغانستان، پاکستان، ترکی، عراق، کویت، بحرین وغیرہ میں یہ قین کام کریں ① زمینی، گھر اور فلیٹ خریدیں، جس میں زندگی کی تمام سہولیات ہوں۔ ② یہ کریں کہ صاحب مال لوگوں اور اثر و نفوذ والے عہدیداروں سے دوستانہ تعلقات پیدا کریں۔ ③ شہر کے مرکز میں نئے گھر خریدیں۔ دراصل یہ وہی طریقہ کار ہے جو یہودیوں نے اپنایا ہے۔ انبیاء کرام علیہ السلام کی سرزمینِ فلسطین میں انہوں نے وسیع پیمانے پر بیت المقدس کے ارد گرد یہودی آباد کاری کر رکھی ہے۔ اور انہوں نے اس زمین کو اپنی شرعی ملکیت گردان رکھا ہے اب انہیں وہاں سے نکالنا بہت ہی مشکل ہے۔ اسی خطرہ کو بھانپ کر ہم سنی لوگوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کی یہ لازمی ذمہ داری ہے کہ یہ شیعوں کو زمینی، گھر اور فلیٹ نہ فروخت کریں تاکہ یہ مسلمانوں پر غلبہ کا جو خواب دیکھتے ہیں اس

میں ناکام ہوں۔ یہ سنی عوام کا بھی فرض ہے اور ان ملکوں کا بھی فرض ہے جنہیں انہوں نے اپنا ہدف بنا رکھا ہے۔ اور اصحاب مال اور جائیداد کا بھی فرض ہے کہ ان سے تعاون کریں۔ اور ان کے اس خاکہ میں جو یہ کہا گیا ہے کہ شیعہ جس ملک میں یہ مرحلہ وار کام کریں وہ اس کی قوت نافذہ اور قانون کا احترام کریں اور حساس اداروں میں اثر و رسوخ پیدا کریں۔

اس بارے میں گزارش ہے کہ یہ شیعہ، امراء کے ساتھ تجارتی رابطے پیدا کرتے ہیں، خصوصاً جو حکومتی خاندان کے افراد ہوتے ہیں ان سے تعلقات بڑھاتے ہیں اور ایسا چال بازی کا طریقہ اپناتے ہیں کہ سنیوں کو ان کے منافقانہ اندرونی خطوط کا پتہ تک نہیں لگتا اور یہ تحائف کی صورت میں اس مرحلہ وار تیار شدہ منصوبہ کو رشوت سے آگے چلاتے ہیں اور دوستوں کو مال دیتے ہیں۔ اصل میں وہ اس مال کے ذریعے عہدے خریدتے ہیں جن کے ذریعے یہ اپنا دین اور عقیدہ کو ان ملکوں میں ہر عہد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پھیلاتے ہیں۔ یہ لوگ فارسی خواتین کو جو کہ عربی زبان بولنے کی دسترس رکھتی ہیں اور فہم و ذکاوت میں اور پرکشش شخصیت ہونے میں نمایاں ہوتی ہیں ان کو بھی ہدیہ کے طور پر پیش کرتے ہیں جو کہ جمال میں بے مثال تو ہوتی ہی ہیں اس کے ساتھ ساتھ انتہاء درجہ کی خباثت اور چالاک کی کا پلندہ بھی ہوتی ہیں جس کی بنا پر یہ اپنے شکار کو جال میں پھنسا لیتی ہیں یہ سب کچھ یہ بے حیائی کا بدترین انداز اور طور طریقہ نکاح حقد کے پردہ میں اختیار کرتے ہیں۔ اور اس خاکہ کے مطابق اس کی یہ شق کہ نوجوانوں کو ترغیب دیں یہ حکومتی ملازمت اختیار کریں اور خصوصاً فوج میں سلیکٹ ہوں۔ اس شق کو بھی انہوں نے عملاً شروع کر دیا ہے۔ یہ فوجی کالجوں میں نام بدل کر سنیوں کے ناموں پر نام رکھ کر داخلہ لیتے ہیں تاکہ ان کے مقاصد سے کوئی آگاہ نہ ہو، اس طرح یہ شیعہ اس ملک کی مسلح افواج کی صفوں میں گھس جاتے ہیں اور اب تو ان کی تعداد بعض ممالک میں ان کی فوج میں (۳۰) فیصد تک پہنچ چکی ہے اور بڑھ رہی ہے۔ قریبی ممالک کی ایئر فورس میں تو ان کی تعداد تقریباً (۴۰) فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ اور اب یہ ایئر پورٹ پر اپنے ہم مذہب شیعوں کے ساتھ مل کر جو چاہیں کریں انہیں امرا کی طرف سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا یہ بات ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے اس کا سدباب کریں وگرنہ عباسی دور میں سقوط بغداد والی قتل و غارت کا انتظار کریں۔

یہ شیعہ تعلیم کے اداروں میں معلم بن کر اور صحت کے اداروں میں ڈاکٹر بن کر پھیل رہے ہیں اور اہم حساس مناصب پر فائز ہو رہے ہیں۔ تعلیمی سلسلہ تمام ان کے ہاتھ میں آ رہا ہے۔ پرائمری، مڈل اور میٹرک حتیٰ کہ یونیورسٹی تک میں ان کی اتنی زیادہ مداخلت ہے کہ اہل سنت بچوں کو متاثر کر رہے ہیں

اور اہل سنت کے ہسپتالوں میں ہر شعبہ کے اہم اور حساس عہدہ پر یہ چھائے ہوئے ہیں حتیٰ کہ طبی طور پر مشترکہ تعاون کے نام پر کھلے عام شیعہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ایران سے زرعیں اور ڈاکٹر سنی ملکوں میں آکر پھیل رہے ہیں جب کہ حالت ہے تو دنیا اور دین کی بربادی بیان سے باہر ہے۔ اس خاکہ کے آخر میں انہوں نے مرحلہ وار یہ شق پیش کی ہے کہ سنی ملکوں کے حالات بگاڑ کر ہم دین الہی کا جھنڈا لہرائیں گے اور مہدی موعود کے آنے سے پہلے نور اسلام سے دنیا کو روشن کریں گے اور شیعیت کو عام کریں گے۔ یہ اس مرحلہ وار خاکہ کی آخری شق ہے اس سے یہ بات پختہ ہو جاتی ہے کہ ان شیعوں کے ساتھ کسی قسم کے مذاکرات بے فائدہ ہیں اور ملکی سطح پر اس کی صفوں میں اندرونی وحدت اور یکجہتی پر بات چیت کرنا بے معنی ہے۔ اس کا سبب کھلا کھلا یہ ہے کہ یہ شیعہ مہدی موعود کا انتظار کرتا ہے کہ وہ غار سے باہر آنے والا ہے اور وہ آکر عربوں، حرمین شریفین کے خدمتگاروں حتیٰ کہ کعبہ کے خادموں کو قتل کریں گے اور ان کے ہاتھ کاٹیں گے جیسا کہ ان کے ثقہ اماموں کی کتابوں میں لکھا ہے۔



شیعہ کے اس خفیہ خاکہ کا خلاصہ

یہ خفیہ منصوبہ جو شیعہ کی خاص میٹنگ میں تیار ہوا ہے اور جسے ان کی کمیٹی نے تین نشستوں میں طے کیا ہے۔ یوں سمجھیں یہ ان کی اجماعی آراء ہیں جو اس منصوبہ بندی کو کارگر بنانے کے لیے اس میں بیان کی گئی ہیں۔ اس میں انہوں نے جس چیز کو حکومت کے لیے ہر شعبہ میں خطرناک قرار دیا ہے۔ وہ سنی لوگ ہیں جسے یہ دہائیوں یا مشرکوں کے نام سے یاد کرتے ہیں، خواہ بظاہر یہ سنی لوگ اپنی دینداری میں خود کوتاہ نظر ہوں اور فسق فجور کرتے ہیں یہ سب ان کی نگاہوں میں خطرہ ہیں۔ یہ منصوبہ بندی اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ ایران کے داخلی حصہ میں اور خصوصاً ان ملکوں کے ساتھ والی سرحدوں میں جو ان کے ہدف پر ہیں ان میں شیعہ پھیل جائیں، امام بارگاہیں حسین مراکز وغیرہ ان علاقوں میں زیادہ سے زیادہ بنائیں اور مذہبی مجالس مثلاً عاشورہ کے دن کی مجالس، مولود کعبہ کے نام سے، تعویذ کے علم کی صورت میں ان ملکوں میں جو ان کا ہدف ہیں، کثرت سے برپا کریں اور لبنان کی حزب اللہ نام کی شیعہ تنظیم اسے بہت سپورٹ کر رہی ہے اور تین ہدف، قوت حاکمہ، علم و معرفت اور اصحاب مال سے روابط، یہ شیعہ اپنے ملک ایران میں اور پڑوسی ملکوں میں حاصل کرنے پر کاربند ہیں۔ اس خاکہ اور منصوبہ بندی میں یہ بات بھی ہے کہ حکام اور علماء کے درمیان انتشار کو ہوا دی جائے۔ خصوصاً پڑوسی ملکوں میں جو ان کے اس خطرناک منصوبے کا خاص ہدف ہیں۔ ان شیعوں کا اہم ہدف یہ بھی ہے کہ خلیج کی ریاستیں ان کے زیر اثر آئیں جب ان پر غلبہ ہوگا تو گویا آدمی دنیا پر غلبہ ہوگا، وجہ یہ ہے کہ یہ ریاستیں دنیا کی شررگ ہیں، اس میں تیل کی دولت ہے، ہماری اس بات کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ خلیج عرب میں جتنی بھی پٹرول کی کمپنیاں ہیں ان میں یہ انتشار اور بے چینی پیدا کرتے رہتے ہیں۔ سعودی تیل کی ”اراکو“ کمپنی میں ان کا انتشار اس کی زندہ مثال ہے اور اسی منصوبہ بندی کا یہ حصہ ہے کہ شیعہ اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ خصوصاً سعودی عرب سے اور خلیجی ریاستوں سے اچھے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں یہ دراصل ان شیعوں کے عقیدہ و فکر کی ترویج کی تمہید ہے اس سے یہ اپنا مذہبی مقصد پورا کرنا چاہتے ہیں۔ ثقافتی، سیاسی، اقتصادی لحاظ سے ان ممالک سے ان کے رابطے ہیں جو ان کا ہدف ہیں اور ان ممالک میں اپنے جاسوس پھیلا

رہے ہیں، جو زمینیں گھر، فلیٹ وغیرہ خرید رہے ہیں اور اہل سنت سے ان کے جاسوس گہرے تعلقات اور مضبوط دوستی پیدا کرتے ہیں۔ خصوصاً اصحاب مال اور ملازمت پیشہ افراد وغیرہ بہت زیادہ رابطہ میں ہیں اور اپنے ہدف زدہ ممالک کا قانونی احترام کرتے ہیں اور ان تعلقات کی آڑ میں ان سے مذہبی مجالس حسینی مراکز اور امام بارگاہوں کی تعمیر کی اجازت لیتے ہیں اور ریاض اور دہلی میں اسی ہدف کے تحت زیادہ آبادی والے علاقوں میں اپنا مرکز قائم کر رہے ہیں اور نہایت ہی تیزی سے یہ اپنے ہدف زدہ ملکوں میں شہریت حاصل کر رہے ہیں۔ اسی منصوبہ بندی کے تحت یہ اپنے سنی دوست جو ان کے دھوکہ میں آجاتے ہیں انہیں قیمتی تحائف دیتے ہیں۔ یہ تحائف نہیں بلکہ یہ رشوت ہے اس چیز کی کہ جو انہوں نے ان شیعوں کے ہاں اپنا دین فروخت کیا ہے اور اپنے ملک اور امراء سے جو غداری کی ہے۔ اسی منصوبہ بندی کے ساتھ یہ اپنے ہدف زدہ ملکوں میں بہت تیزی کے ساتھ فوجی حکومتوں اور حکومتی ملازمتوں سے منسلک ہو رہے ہیں۔ مقصد صرف یہی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی اہم سرحدوں پر غلبہ پائیں۔ اس بات کی تائید میں ہم یہ واقعہ پیش کرتے ہیں کہ شیعوں کے ہدف میں جو ملک ہیں ”حزب اللہ“ کی لبنانی تنظیم نے ان کے فوجی مقامات کا دورہ کیا ہے اور فٹون جنگ کی مشق لی ہے یہ اسی خاکہ میں رنگ بھرنے کی بات ہے جو دوسرے ملکوں میں شیعہ پھیلانے کے خطر ہیں۔ اس منصوبہ بندی میں یہ شق بھی ہے کہ یہ شیعہ اپنے ہدف زدہ ملکوں میں معاشرتی اخلاقی اور سیاسی بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔ دین کے نام پر کوئی پمفلٹ شائع کر دیا یا معروف شخصیت کے حوالہ سے کوئی شوشہ چھوڑ دیا جو امراء اور حکام کے درمیان عداوت اور نفرت میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ اور یہ اپنے شیعہ مذہب کے پھیلانے اور شیعہ مراکز بنانے کے فوائد اٹھاتے ہیں اور حکمران اپنے سنی علماء سے متنفر اور شیعوں سے متاثر ہوتے ہیں، حالانکہ یہ صریح دھوکہ بازی کرتے ہیں اور یہ شیعہ حکام اور امراء کے خود کو دوست ثابت کرتے ہیں اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ شیعیت میں کوئی خطرہ نہیں اس طرح انہیں شیعہ مذہب پھیلانے میں امراء کی اور ان کے کارندوں کی خوشنودی حاصل ہو جاتی ہے۔

اسی پر بس نہیں، یہ سنی امراء سے اتنا زیادہ اعتماد حاصل کر لیتے ہیں کہ یہ اپنے ہدف زدہ ملکوں سے سرمایہ ایران منتقل کرتے ہیں تاکہ ایران اقتصادی طور پر مضبوط ہو اور یہ ملک کمزور ہو جائیں اور ان شیعوں کی یہ چال بازی بھی اس منصوبہ کا حصہ ہے کہ بڑے بڑے حکومتی اور شہری اداروں میں پوری بیداری اور آہستہ رفتاری سے ان کے حساس مقامات تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور حکام کے قلعے کارندوں کے متعلق یہ چغلی کرتے ہیں کہ یہ دھوکہ دے رہے ہیں اور یہ اتحاد میں رخنہ ڈال رہے ہیں

اور ملکی وحدت پارا پارا کر رہے ہیں، یعنی اپنی فریب کاری دوسروں پر ڈال دیتے ہیں۔ یہ وہ مختصر سا خلاصہ ہے جو ہم نے شیعوں کی پچاس سالہ منصوبہ بندی جو انہوں نے ہر دس سال میں مرحلہ وار رد و عمل لانی ہے اور لارہے ہیں ہم نے حسب توفیق پیش کیا ہے۔

میں علمائے کرام اور حکام کرام کے لیے اللہ تعالیٰ سے بہتری کی توفیق کا سوال کرتا ہوں کہ وہ انہیں ہر خیر اور تقویٰ کے کاموں میں مدد دے اور انہیں اور مسلمانوں کو اور مسلمانوں کے ملکوں کو ہر برائی اور ناپسندیدہ چیز سے بچائے۔ اور میں دعا گو ہوں جو بھی اہل سنت کو رسوا کرنے کا آرزو مند ہے، اللہ تعالیٰ اسے ہر شر اور برائی سے شرمندہ کرے اور مسلمانوں کو اس سے بچائے۔ اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سنت کو ہر جگہ پر عزت افزا کرے اور اس کی نصرت فرمائے۔ اور یہ خصوصی دعا ہے کہ حرمین کے علاقے کے ملکوں کے امراء اور علماء کو اللہ غلبہ دے اور طاقتور بنائے۔ اللہ جانتا ہے کہ ہماری اس تحریر کا مقصد اور اس موضوع پر گفتگو صرف بھائیوں کی خیر خواہی کے لیے ہے کہ انہیں ان مکروہ منصوبہ بندیوں سے محفوظ رکھا جاسکے۔ میری یہ آرزو ہے میری یہ خفیف سی آواز اس مسلمانوں کی ہچکولے کھاتی ہوئی ناؤ کے سواروں تک پہنچ جائے کیونکہ ہم سب اس پر سوار ہیں یہ عالم اسلام کی کشتی فریق ہونے سے محفوظ رہے گی تو اس میں ہم سب کی سلامتی ہے۔ علماء امر اچھی رعیت کے امور کے ذمہ داران ہیں ان تک یہ صدا پہنچ جائے۔ شاید کوئی سلامتی کی راہ نکل آئے۔

اللہ کی بارگاہ میں میری التجا ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے۔ ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائیوں سے بچائے۔ اور دنیا سے رخصتی کے وقت ”لا الہ الا اللہ“ کا کلمہ ہماری زبانوں پر سے جاری فرمادے اور ہماری قبروں کو جنت کا باغیچہ بنائے اور روز قیامت صحیب کبریا حضرت محمد ﷺ کے چھندے تلے ہمارا حشر کرے۔

www.KitaboSunnat.com

وصلی اللہ علی نبینا وحبیبنا محمد وعلی آلہ وصحبہ

☆☆☆☆☆

نویں فصل.....

نصیریہ شیعہ کا بیان

اس کے عنوان درج ذیل ہیں:

پہلی بحث..... نصیریہ شیعہ کا تعارف

دوسری بحث..... ان کی نسبت کی وجہ تسمیہ

تیسری بحث..... یہ اپنا عقیدہ چھپاتے ہیں

چوتھی بحث..... نصیریہ کے گروہ

پانچویں بحث..... نصیریہ شیعہ کے اہم داعیوں کا ذکر

چھٹی بحث..... عقیدہ نصیریہ میں داخل ہونے کا طریقہ

ساتویں بحث..... نصیریہ شیعہ کا عقیدہ

آٹھویں بحث..... نصیریہ کی عیدیں

نویں بحث..... ان کے ان علاقوں کا ذکر جہاں یہ موجود ہیں

دسویں بحث..... اہل سنت کی جو انہوں نے خوزیری کی اس کا ذکر

گیارہویں بحث..... موجودہ دور میں امت اسلامیہ سے ان کی خیانتوں کا ذکر

بارہویں بحث..... حماۃ کی قتل گاہ

نصیریہ شیعوں کا تعارف

نصیریہ ایک باطنی فرقہ کی تحریک ہے، یہ تیسری صدی ہجری میں نمودار ہوئی۔ اس فرقہ کے لوگ عالی شیعہ ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی بن ابی طالب ؑ میں اتر آئے ہیں۔ ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کو مٹایا جائے اور اس کا مضبوط کڑا توڑ دیا جائے۔ نصیریہ فرقہ کلی طور پر مسلمانوں کی سر زمین پر حد سے زیادہ زیادتی کرنے والے ہیں۔ فرانس کی استعماری قوتوں نے انہیں علویوں کے نام سے پکارا ہے، یہ ان کی سازش ہے اور اس غبیث رافضی اور باطنی شیعہ فرقہ کی حقیقت چھپانے کی کوشش ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسری بحث.....

ان کی اس نسبت کا بیان

نصیریہ فرقے کی نسبت محمد بن نصیر نصیری کی طرف ہے۔ یہ تیسری صدی ہجری میں پیدا ہوا ہے۔ یہ عالی شیعہ تھا، نصیریہ فرقے نے حضرت علی بن ابی طالب ؑ کے بارے میں بہت غلو کیا ہے۔ یہ انہیں اللہ کہتے ہیں، معریدان کا نظریہ تھا کہ روح جون بدل کر آتی ہے، یعنی تناخ کے قائل ہیں اور باطنی تاویل کرتے تھے، ان کے مذہب میں آسویہ فرقہ، مجوسیہ، یہودیوں اور عیسائیوں کی بت پرستی کی آمیزش تھی۔ خصوصاً یہ حلول کے قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ بدن انسانی میں اتر آتا ہے۔ نصیریہ فرقہ عبدالرحمن بن ملجم جو حضرت علی بن ابی طالب ؑ کا قاتل تھا اس سے محبت رکھتا ہے بلکہ اسے بہت پسند کرتا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ ابن ملجم نے لاہوت کو ناسوت سے علیحدہ کیا ہے، لہذا جو اسے لعنت کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

☆☆☆☆☆

نصیریہ اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کرتے

نصیریہ فرقہ اپنے اعتقادات کو چھپانے میں بہت زیادہ پابند ہیں، ان کے ہاں گہرے رازوں کو چھپا کر رکھنا اہم ترین مذہبی دیانتداری ہے۔ اسے غیروں کے سامنے ظاہر کرنا جائز نہیں، انکے عقیدے کو جو ظاہر کرے اس کی سزا قتل ہے، خواہ وہ نصیریہ فرقے سے ہو یا نصیریہ سے نہ ہو، سلیمان افندی نصیری نے جب عقیدہ ظاہر کیا یہ اصل میں نصیریہ کے بڑے لوگوں میں سے تھا، یہ عیسائی مذہب میں داخل ہوا، اس نے اپنے عقائد ظاہر کیے، یہ امریکیوں کے پادریوں سے متاثر ہو کر عیسائی ہوا تھا یہ لازقیہ میں پیدا آیا اس نے بڑی اہم کتاب لکھی جس کا نام ”الباکوراۃ المسلمانیہ“ تھا، اس میں اس نے عقیدہ نصیریہ کے راز کھولے، امریکہ کے پادریوں نے 1863ء میں بیروت سے اسے طبع کروایا، یہ لازقیہ میں ایک مدت تک رہا اور عیسائیت پر ہی قائم تھا، اس کے قریبی رشتے دار اس سے خط و کتابت کرتے اور اسے واپسی پر آمادہ کرتے رہے، اسے یقینی دہانی کروائی، اسے دوستی، حسن سلوک اور محبت سے رکھیں گے اور وہ ان کے ہاں مکمل امن میں رہے گا۔ آخر ان کی یقین دہانیوں کی وجہ سے وہ وطن واپس لوٹ آیا اور اپنے نصیری رشتے داروں کے پاس رہنے لگا۔ انہوں نے اسے وہاں بدترین انداز میں قتل کیا حتیٰ کہ اسے میدان میں سرعام آگ میں جلا کر راکھ کر دیا۔ اسے جلانے کے بعد شیعہ نصیریہ نے پوری کوشش کی اور مکمل عزم و ہمت سے کام لیا کہ وہ کتاب جس میں ان کی رسوائیوں سے پردہ اٹھایا ہے اسے قبضے میں لیں، اور وہ کامیاب ہوئے، اسے آہستہ آہستہ چھپا دیا اب اس کا ایک نسخہ بھی موجود نہیں۔ یہ ہمیشہ اس شخص کا خیال رکھتے ہیں اور اس کی کھوج میں رہتے ہیں جو ان کے حوالہ سے کچھ بیان کرتا یا ان کے خبیث باطنی عقائد کی طرف اشارہ کرتا ہے جو کہ بت پرستی اور واضح شرک پر مبنی ہے۔ تو یہ صرف اس کا دفاع صرف اسی طریقے سے کرتے ہیں کہ اس بزدلانہ طرز عمل سے اس کا جسمانی طور پر خاتمہ کر دیتے ہیں۔



شیعہ فرقہ نصیریہ کے اہم گروہ

①..... فرقہ جرائد: ان کا یہ نام اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ یہ ان کی بہتی ہے مگر 1011ھ میں یہ کلانزیہ کے نام سے پکارے جانے لگے، انہیں قمریہ بھی کہتے ہیں، کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب ؑ چاند میں اتر گئے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں انسان جب صافی شراب پیتا ہے تو چاند کے قریب ہو جاتا ہے۔

②..... فرقہ غیبیہ: یہ اپنے مقدر پر راضی رہتے ہیں جو غیب سے ان کے لیے قضا و قدر فیصلہ کرے اسے پسند کرتے ہیں، حیلہ و وسیلہ کے قائل نہیں، تاہم ۹ ویں صدی ہجری میں ان میں ایک علی حیدر نامی آدمی نمودار ہوا اس کے ماننے والے کثرت تعداد میں ہو گئے تو اس کے بعد اس کا نام ”حیدر یہ“ فرقہ رکھا گیا۔

③..... فرقہ ماخوسیہ: یہ ان کے لیڈر ماخوس کی طرف نسبت ہے۔ اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے انہیں ماخوسیہ کہا گیا، اسے فرقے کی دوسری قسم سلیمان مرشد کے پیروکار ہیں۔

④..... فرقہ نیا صفیہ: ان کی نسبت ان کے لیڈر ناصر حاصوری کی طرف ہے جو لبنان کے شہر ”نیصاف“ سے تعلق رکھتا ہے۔

⑤..... فرقہ ظہورانیہ: یہ ان کے بڑے شیخ یوسف ابراہیمی عبیدی کی طرف نسبت رکھتے ہیں

⑥..... فرقہ بتاویہ: یہ سلیمان مرشد اور اس کے بیٹے حبیب کی طرف منسوب ہیں۔

ان میں بعض فرقے آفتاب اور بعض چاند اور بعض ہوا کی عبادت اور تقدیس کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے ان میں حضرت علی ؑ موجود ہیں اور ہوا کو تو یہ اللہ کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اس کی خرافات اور باطلات ہیں جو اس شیعہ کے نصیریہ باطنی فرقہ میں پائی جاتی ہیں۔ یہ دعویٰ خرافات اور داستانیں ہیں جو پرانے یونانی لوگوں میں پائی جاتی تھیں۔

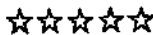
نصیریہ کے شیعہ فرقے کے مشہور اشخاص:

اس گمراہ فرقہ نصیریہ کا بانی ابو شعیب محمد بن نصیر بصری نمیری ہے۔ اس کی وفات 270ھ میں

ہوئی۔ یہ شیعہ کے تین آئمہ کا معاصر ہے، ایک جوان کے ہاں دسواں امام ہے۔ علی ہادی اور دوسرا گیارہواں امام حسن عسکری اور تیسرا امام جو تمام شیعوں کے نزدیک محمد بن حسن عسکری ہے۔ جسے یہ مہدی مختصر کہتے ہیں یا غائب حجت کا لقب دیتے ہیں۔ یہ نصیری ان کا اہم عصر ہے۔ اس نصیری نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں مختصر امام کے علم کا وارث ہوں اور میں ہی حجت ہوں۔ امام مہدی کے غائب ہونے کے بعد میں شیعوں کا مرکز ہوں۔ حتیٰ کہ اس غیبت نے نبوت و رسالت کا بھی دعویٰ کر دیا تھا اور اپنے آئمہ کے بارے میں اتنا زیادہ حد سے گزر گیا تھا کہ انہیں الوہیت ”معبود“ کے مقام تک لے گیا۔ یہ تو ہر شیعہ کے فرقہ کا نظریہ ہے۔ (نعوذ باللہ) اس کے بعد اس گروہ کا جو سربراہ بنا اس کا نام محمد بن جندب ہے۔ اس کے بعد ابو محمد عبداللہ بن محمد جنان جہلمانی ہوا ہے۔ یہ فارس کے علاقہ جہلم سے تھا، اس کی کنیت عابد، زاہد اور قاری بیان کی جاتی ہے۔ اس نے مصر کا سفر کیا وہاں اس نے اپنی دعوت پیش کی، جس پر یہ دعوت پیش کی، اس کا نام نصیحی تھا۔ مکمل اس کا نام و نسبت یہ ہے، حسین بن علی بن حسین بن حمدان نصیحی، یہ 206ھ میں پیدا ہوا تھا۔ یہ اصل میں مصر کا رہنے والا تھا اپنے شیخ کے ساتھ جو کہ عبداللہ بن محمد جہلمانی ہے، اس نے مصر سے جہلم کا سفر کیا، اور اس کے بعد اس گروہ کا بڑا بیٹا۔ حلب بن حمدانیہ حکومت کے زیر سایہ رہا، جہاں اس نے نصیریہ فرقے کے دوسرے بیٹے۔ ایک حلب کے شہر ”سوریہ“ میں بنایا، اس کا سربراہ محمد علی جیلی تھا، دوسرا مرکز بغداد میں ”العراقیہ“ میں تھا اس کا بڑا اعلیٰ جبری تھا۔ یہ نصیحی حلب میں مرا۔ وہاں اس کی قبر معروف ہے، اس نے اپنے مذہب نصیریہ کے بارے میں تالیفات بھی کیں ہیں اور اہل بیت کی مدح میں اشعار بھی کہے ہیں، یہ غیبت آدمی روحوں کے تباہی، یعنی شکل بدل کر دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھتا تھا اور یہ مخلوقات میں اللہ کے حلول ”اتر جانے کا“ قائل تھا۔ یہی نصیریہ کا بنیادی عقیدہ ہے۔

جب ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا تو اس نے بغداد والا مرکز بند کر دیا اور اسے حلب میں لاؤ تہ ختم کر دیا وہاں اس کا سربراہ ابوسعید المکون سرور بن قاسم طبرانی بنا۔ اہل سنت کے فردوں نے اور ترکوں نے جب نصیریہ فرقہ پر حملے کیے، یہ اس وقت کی بات ہے جب امیر حسن مکدون سجاری نے اس مذہب کو برباد کرنے کے لیے ترکوں اور کردوں سے مدد مانگی، تب انہوں نے حملے کیے اور اس نصیریہ مذہب کو بنیادوں سے اکھاڑ کر لاؤ تہ کے پہاڑوں میں دفن کر دیا تھا، اس کے بعد وقفہ سے نصیریہ کے فرقہ کے معمولی اکٹھے ہوتے رہے لیکن جماعتی صورت نہ رہی تھی۔ اسے شاعر قمری محمد بن یونس کلازی نے اٹھا کیہ کے قریب ختم کیا اور علی ماخوس ناصر نصیری، اور یوسف عبید نے ختم کیا۔ ان کے بعد سلیمان افندی انصاری

ہوا ہے۔ جو 1250ء میں اٹھایا گیا تھا۔ اس کے بعد نصیریہ مذہب پر ”الباکورة السليمانية“ لکھی۔ پھر ایک مشنری کے ہاتھوں عیسائی ہوا اور انہوں نے اسے دھوکے سے بلا کر سرعام جلادیا تھا۔ اس کے بعد محمد امین غالب طویل ہوا ہے، یہ ان دنوں اس نصیریہ فرقے کا سربراہ تھا جب سوریه میں فرانس نے قبضہ کیا تھا اس امن نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ”تاریخ علویین“ ہے اس میں اس نے اس باطنی گمراہ فرقہ نصیریہ کی بنیادی باتیں بیان کی ہیں۔ 1920ء میں ایک سلیمان احمد ہوا ہے جو علویوں کی حکومت میں ان کے دین و منصب پر فائز رہا ہے۔ اس گمراہ فرقے کا ایک اہم آدمی سلیمان مرشد ہوا، یہ ایک چرواہا تھا۔ فرانسیسی استعماریوں نے اور ایجنڈوں نے جو سوریه پر قابض ہوئے تھے اور اس کی پرورش کی اور اسے ربوبیت کا دعویٰ کرنے پر ابھارا اور اس ایک رسول بھی تیار کیا، جس کا نام سلیمان میدہ تھا۔ یہ بھی بکریوں کا چرواہا تھا۔ 1946ء میں حکومت نے مطلب نکلوا کر قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عجیب آیا، اس نے الوہیت کا دعویٰ کر دیا، یہ 1951ء میں سوریه میں وزیر زراعت کے ہاتھوں مارا گیا، ان میں سے نصیریہ کا فرقہ ماخوسہ اپنے جانور ذبح کرتے وقت اب تک بھی یہ اسی مرشد نامی آدمی کا نام پکارتے ہیں۔ (نحوذ باللہ) سلیمان مرشد کا دوسرا بیٹا مغیث تھا اس نے اپنے باپ کے بعد رب ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ سوریه میں نصیریہ فرقے کے علوی خفیہ طور پر اجتماعات کرتے ہیں اور سوریه کی حکومت نے 1965ء میں ان کا اثر و رسوخ اچھا ہو چکا تھا، ان کے ساتھ قومیت پرست اور بے دین بحث پارٹی نے 12 مارچ 1971ء میں فوج کشی کر کے ان نصیریوں کا ساتھ دیا جس کی وجہ سے یہ نصیریہ فرقہ والے شیعہ سنی کے پردے میں اپنی خباثت پھیلاتے رہے اور آخر کار جمہوریہ سوریه کے والی بن گئے۔



عقیدہ نصیریہ میں داخل ہونے کی رسومات

عقیدہ نصیریہ میں داخل ہونے کا بہت ہی عجیب و غریب طریقہ ہے کہ شان آدمیت پانی پانی ہو جاتی ہے اور شان انسانیت شرمندہ ہو جاتی ہے اور کرامت و عزت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ اس میں داخل ہونے والے شاگرد کو لایا جاتا ہے، وہاں ان کے بہت زیادہ شیوخ موجود ہوتے ہیں، جنہیں یہ روحانی والد کہتے ہیں۔ اس کے بعد شاگرد کے دل میں شیخ کا تقدس بٹھایا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے مطلق طور پر تم نے اس کے سامنے سرگوں رہنا ہے اور صوفیوں کے طریقے کی مانند اسے کہتا جاتا ہے:

کُن بَيْنَ يَدَي شَيْخِكَ كَالْمَيِّتِ بَيْنَ يَدَي الْغَائِلِ

”اپنے شیخ کے سامنے تمہاری یہ کیفیت ہو جیسے میت کی غسل دینے والے کے سامنے ہے“

جب وہ آتا ہے تو اسے دروازے کی ایک جانب کھڑا کیا جاتا ہے۔ وہ بالکل خاموش کھڑا ہوتا ہے اور شیخ کے جوتے اس نے سر پر اٹھائے ہوتے ہیں۔ پھر اس کا شیخ دوسرے شیوخ سے کہتا ہے کہ اس سامنے کھڑے انسان کا بوسہ لیں تاکہ وہ ان کے گروہ میں شامل ہو جائے۔ اس کے بعد اس کے سر سے جوتے اٹھالے جاتے ہیں اور وہ سب موجود شیوخ کے ہاتھ اور پاؤں چومتا ہے۔ پھر اپنی اس جگہ پر کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کے بعد سر پر ایک سفید گودڑی سی رکھی جاتی ہے، اس کے بعد اس کا شیخ وہ عہد و بیان پڑھتا ہے جو شیخ اور شاگرد کے درمیان طے ہوتا ہے یہ بھی بالکل نکاح کے پڑھنے کی مانند ہے۔ اسی سے یہ خطبہ نکاح کے قائم مقام قرار دیتے ہیں اور جو کلام یہ سنتا ہے اسے نکاح کا درجہ دیتا ہے اور جو یہ علم اٹھاتا ہے اسے حمل کا درجہ دیا جاتا ہے اور جب اسے علم حاصل ہوتا ہے یہ وضع حمل کے قائم مقام ہے۔ اس مرحلے سے گزرنے کے بعد شاگرد سے کہا جاتا ہے کہ پانچ سو مرتبہ کلمہ توحید کو دہرائے، ان کا کلمہ توحید یہ ہے ””بحق ع، م، س، ع سے مراد ”علی“ اور ”م“ مراد ”محمد“ اور ”س“ مراد مسلمان ان کا بڑا مرشد ہے۔ اب اس شاگرد کی تعلیم مکمل ہوئی، شیعہ کے نصیریہ فرقہ میں شامل ہو جاتا ہے، ان سخت آزمائش کے مرحلوں سے گزر کر ان کا شاگرد بن چکا ہے اب یہ ان کی ہر چیز کو پسند کرے گا اگرچہ اسے کتنا ہی زیادہ ذلیل کریں اور اس کی عزت پامال کر دیں۔

مذہب نصیریہ میں شامل ہونے کی چند اہم شرائط:

(۱) ان کے نزدیک اس مذہب کی تعلیم لینے والا انہیں برس سے اوپر ہونا چاہیے، اس سے کم عمر

نہ ہو

(۲) ان درج ذیل مراحل سے گزرا ہو۔

(۱) مرحلہ جہل ہے اس میں اس نصیریہ مذہب والوں کو راز میں رکھنے کا کہا جاتا ہے اور اس نشست میں شراب نوشی اور خواتین پرستی ہوتی ہے اور سحری تک خواب شیریں کے مزے ہوتے ہیں۔

(۲) تعلیق کا مرحلہ ہے، اس میں یہ کرتے ہیں کہ اسے مذہب نصیریہ کی تعلیمات دی جاتی ہیں۔ سال یا دو سال تک اس علاقے کے شیخ کی نگرانی میں دیا جاتا ہے، وہ اسے آہستہ آہستہ مذہب کے رازوں سے آگاہ کرتا ہے، جب یہ جان لیتے ہیں کہ اس میں قبولیت کا جذبہ پیدا ہو چکا ہے تو اسے تیسرے مرحلے تک منتقل کرتے ہیں وگرنہ اسے اپنے حلقے سے باہر نکال دیتے ہیں۔

(۳) مرحلہ ”سماع“ کا ہے یہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ شیعہ کے مذہب نصیریہ کے اصول سے اسے مطلع کرتے ہیں اس کے بعد اس کے روحانی پیشوا مذہب نصیریہ کے دیگر خاص اسرار و رموز سے آگاہ کرتے ہیں، تب اسے شیخ کے درجے پر منتقل کرتے ہیں اور گواہوں اور اس کے کفیلوں کی موجودگی میں اس آدمی کی رازداری اور مذہب کی حفاظت کی مکمل استعداد کی گواہی ہوتی ہے۔ پھر ان کے نزدیک جو پختہ قسمیں ہیں کہ یہ مذہب کا راز رکھے گا اس سے وہ حلف لیا جاتا ہے کہ اس کا خون بہا دیا جائے بھی تو وہ مذہب کے سر بستہ راز نہیں بتائے گا۔ یہ حلف لینے کے بعد اسے نصیریہ شیعہ مذہب کے شیخ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

نصیریہ فرقہ کے شیعوں کا عقیدہ

نصیریہ فرقے کے شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ ہیں۔ ان کا روحانی ظہور انسانی جسم میں ہوا ہے، جس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام بعض آدمیوں کی صورت ڈھال لیتے تھے، یہ ناسوت میں، یعنی انسانی صورت میں مخلوق سے ناموس ہونے کے لیے آئے ہیں، اصل میں یہی اللہ ہیں۔ یہ نصیریہ فرقہ کے شیعہ عبدالرحمن بن ملجم جو حضرت علی علیہ السلام کا قاتل ہے اس کی بہت زیادہ تعظیم کرتے ہیں اور اسے بہت پسند کرتے ہیں کہ اس نے ناسوت سے، یعنی انسانی صورت سے لاہوت کو، یعنی الہی صورت کو علیحدہ کر دیا ہے۔ نصیریہ شیعہ کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام بادلوں میں سکونت پزیر ہیں۔ جب سے ان کی اس انسانی جسم سے رہائی ہوئی ہے وہ بادلوں میں رہنے لگے ہیں۔ جب بادل ان کے قریب سے گزرتے ہیں تو یہ پکارتے ہیں ”اے الٰہ حسن! تم پر سلام ہو“ اور ان کا کہنا ہے کہ بادل کی گرج حضرت علی علیہ السلام کی آواز ہے۔ شیعہ کے اس نصیریہ فرقہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اور حضرت سلمان فارسی علیہ السلام نے پانچ یتیم پیدا کیے ہیں۔

✽..... یتیم حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے متعلق کا عقیدہ ہے کہ یہ لوگوں کے رب اور ان کے خالق ہیں اور بادلوں کی گرج وغیرہ ان کے سپرد ہیں۔

✽..... یتیم ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ ستاروں کو گردش میں رکھے ہوئے ہیں۔

✽..... یتیم عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو انسانی روحوں کو قبض کرتے ہیں اور ہوائیں ان کے

سپرد ہیں۔

✽..... یتیم عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ انسان کے امراض اور جسمانی حرارت اور معدہ

پر قدرت رکھتے ہیں۔

✽..... یتیم قمر بن کادان ہیں۔ ان کے سپرد انسانی جسموں میں روح پھونکنا ہے۔

نصیر یہ شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ایک انہوں نے رات رکھی ہوئی ہے کہ جسے یہ باطنی فرقے والے یہ کہہ کر مانتے ہیں کہ اس میں حامل اور نائل آپس میں ملیں گے، یہ فرقہ شراب کی بہت تعظیم کرتا ہے اور اسے کارِ ثواب تصور کرتا ہے۔ اور یہ انگور کے درخت کو بھی بہت محترم گردانتے ہیں اور اسے اکھاڑا یا کاٹنا بہت ہی برا قرار دیتے ہیں اور شراب کا نام ”نور“ رکھتے ہیں۔ مگر قرآن پاک اسے حرام قرار دے رہا ہے یہ اسے نور قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجَسٌ
مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوا لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ۝ إِنَّمَا يَرِيدُ الشَّيْطَانُ
أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ
عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مِّنْتهُونَ ۝ (مائتہ: 91-90)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو اے شک شراب اور ميسر اور استھان اور حیروں سے تقسیم پلید ہے۔ یہ شیطانی عمل ہے اس سے اجتناب کرو تا کہ تم کا مایاب قرار پاؤ۔ بیشک شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کی وجہ سے تمہارے درمیان عداوت اور نفرت پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کے ذکر سے روکے، کیا تم باز آتے ہو؟“
مگر یہ غیث جب شراب نوشی کرتے ہیں تو کہتے ہیں:

”تو نے اس نور (شراب) کو حلال قرار دیا ہے اور اپنے عارف دوستوں کے لیے مطلق طور پر حلال قرار دے کر اسے بہت فضیلت دی۔ اور اسے تو اپنے منکروں اور دشمنوں (مسلمانوں) کے لیے حرام قرار دیا ہے۔ اے ہمارے مولا! (مراد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) جس طرح تو نے اس شراب کو ہمارے لیے حلال قرار دیا ہے اسی طرح ہمیں امن و امان بھی دے اور پیاریوں سے صحت دے اور ہم سے غم اور پریشانیوں دور کر دے۔“

نصیریوں کی نماز:

نصیر یہ فرقہ کے شیخے ایک دن میں پانچ نمازیں ہی پڑھتے ہیں مگر ان کا طریقہ مختلف ہے ان کی نماز میں سجدہ نہیں، کبھی معمولی قسم کا رکوع کر لیتے ہیں۔ ان کی پہلی نماز ظہر ہے اس کی آٹھ رکعات ہیں، اس کے بعد نماز عصر ہے اس کی چار رکعات ہیں، پھر نماز مغرب ہے اس کی پانچ رکعات ہیں، اس

کے بعد نماز عشاء ہے اس کی چار رکعات ہیں، پھر نماز فجر ہے اس کی دو رکعات ہیں۔ ان کی کتاب ”الباکورة السليمانية“ میں لکھا ہے: نماز ظہر محمد ﷺ کے لیے، نماز عصر حضرت فاطمہ ؑ کے لیے، نماز مغرب حضرت حسن ؑ کے لیے اور نماز عشاء حضرت حسین ؑ کے لیے اور نماز صبح محسن خفی کے لیے۔ یہ نماز جمعہ نہیں پڑھتے، نہ ہی وضو کرتے ہیں نہ ہی نماز سے پہلے لکھا جاتا ہے کو دور کرتے ہیں، نہ ہی ان کی مسجدیں ہیں یہ اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں، ان کی نماز خرافات کی تلاوت ہے۔

نصیریوں شیعہوں کے خاص اذکار:

عیسائیوں کی مانند ان کے بھی خاص اذکار ہیں۔ ایک ذکر ہے: ① پاکیزہ بھائی اچھا رہے ② خوشی اور مسرت پر کہتے ہیں: اللھو ربی روح مایہ دور ③ ان کی اذان کا ذکر یہ ہے واللھ المستعان۔ یہ نصیریہ فرقہ حج کو نہیں مانتا، یہ کہتے ہیں کہ بیت اللہ کاج کفر اور بتوں کی عبادت کرنا ہے، نہ ہی یہ شرعی اذکار کے قائل ہیں۔ یہ اپنے مشائخ کو ٹیکس اور نذرانہ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں: ہم نے اپنے مال کاٹس (پانچواں حصہ) نکال دیا ہے۔

نصیریوں کا روزہ:

ان کا روزہ بس یہی ہے کہ رمضان المبارک کا پورا مہینہ بیویوں سے جماع سے رک جانا ہے۔

نصیریوں کا صحابہ کرام ؓ سے بغض:

یہ صحابہ کرام ؓ سے شدید بغض رکھتے ہیں اور حضرت ابو بکر، عمر اور حضرت عثمان ؓ پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ کام سارے شیعہ بھی کرتے ہیں۔ نصیریہ شیعہ کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ شریعت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے، ان کا دعویٰ ہے کہ تمام پوشیدہ راز صرف ہم جانتے ہیں اور ان کا یہ بھی نظریہ ہے کہ جو باطنی علم کے مخالف ہے، ان سے دوستی رکھنا جاتا ہے اور طہارت یہ ہے کہ علم باطنی کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائے۔ ان کا روزہ یہ ہے کہ تیس آدمیوں کے راز محفوظ رکھنا اور اتنی تعداد کی عورتوں کے راز محفوظ رکھنا۔ ان کی زکوٰۃ یہ ہے کہ سلمان فارسی ؓ کو پانچ قیموں کا خالق ماننا۔ ان کا جہاد یہ ہے کہ ان کے راز کھولنے والوں اور دشمنوں پر لعنت کرنا، ان کی ولایت یہ ہے کہ نصیریہ شیعہوں کے خاندان کے ساتھ اخلاص پیدا کیا جائے اور ان کے دشمنوں کو ناپسند کیا جائے۔

نصیریوں کا قرآن:

نصیریہ فرقے کے شیعوں کا قرآن یہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اخلاص برتا جائے۔ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد ﷺ کو جبریل علیہ السلام کے روپ میں قرآن سکھایا ہے۔ ان کی نماز پانچ ناموں کا ورد کرتا ہے۔ ”حضرت علی، حسن، حسین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور محسن، محسن کو یہ نصیریہ شیعہ سرخنی (پوشیدہ راز) کہتے ہیں، ان کے عقیدے کے مطابق یہ ولادت کی عمر سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں پھینک دیا تھا۔ یہی پانچ بزرگوں کے نام لیں تو وضو ہو جاتا ہے اور جنابت کا غسل بھی ان کا نام لینا ہی ہے۔ عورتوں کے بارے میں شیعوں کا نظریہ ہے کہ یہ دین اور اس کے واجبات حاصل کرنے کی اہل نہیں ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ عورت روح پر اختیار نہیں رکھتی۔ جس طرح دوسرے حیوانات ہیں یہ عورت بھی ایک حیوان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ عورتوں کے مرنے کے ساتھ ہی ان کی روح مرجاتی ہے اور اسی وجہ سے یہ ایک دوسرے کی بیویوں سے زنا کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ان کا ایمان کامل ہی تب ہے جب ان کی عصمتوں کو ایک دوسرے مومن کے لیے حلال کریں۔ یہی وہ عصمتوں کی ضیافت طبع ہے جس نے انہیں اپنا نصیری مذہب چھپانے پر مجبور کیا ہے۔

نصیری شیعوں کے نزدیک قیامت کا مفہوم:

ان شیعوں کے نزدیک قیامت کا تصور یہ ہے کہ یہ چھپے ہوئے امام علی بن ابی طالب کا ظہور ہے، یہ اپنے پیروکاروں کے درمیان فیصلہ کریں گے اور ان کی سیادت کو ثابت کریں گے۔ اور یہ کہتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا آفتاب سے ظہور ہوگا، ہر جان ان کے قبضے میں ہوگی، شیر پر سوار ہوں گے اور ذوالفقار نکو اران کے ہاتھ میں ہوگی، فرشتے ان کے پیچھے ہوں گے اور سید سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان کے آگے ہوں گے اور ان کے قدموں سے پانی پھوٹے گا اور حضرت محمد ﷺ آواز دیں گے: یہ تمہارے مولیٰ علی بن ابی طالب ہیں انہیں پہنچا لو! ان کی تسبیح بیان کرو، ان کی تعظیم کرو، ان کی کبریائی بیان کرو، یہی تمہارے رازق ہیں، یہی تمہارے خالق ہیں، ان کا انکار نہ کرو۔

نصیریہ شیعوں کا عقیدہ تناسخ:

نصیریہ فرقہ کے شیعہ تناسخ کے قائل ہیں، تناسخ کی تعریف یہ ہے کہ ایک روح ایک حالت سے

دوسری حالت میں نخل ہو جائے یا ایک جسم سے دوسرے جسم میں چلی جائے۔ تناخ کی چار اقسام بیان کرتے ہیں۔

① پہلی قسم رخ ہے، وہ یہ ہے کہ روح ایک آدمی کے جسم سے دوسرے آدمی کے جسم میں نخل ہو جائے۔

② دوسری قسم سخ ہے، آدمی کی روح حیوان کے جسم میں نخل ہو جاتی ہے۔

③ تیسری تناخ کی قسم رخ ہے، روح آدمی کے جسم سے نکل کر زمین کے کیڑوں مکوڑوں میں نخل ہو جاتی ہے۔

④ چوتھی قسم رخ ہے، اس سے مراد یہ تناخ ہے کہ روح آدمی کے جسم سے نکل کر درخت، پودے یا جمادات میں نخل ہو جائے۔

نصیری فرقہ کے شیعوں کے عقائد اور ان کی تعلیمات ایک چھوٹے سے کتابچے میں موجود ہے اس کا نام ہے، ”کتاب تعلیم الدیالۃ النصیریہ“ اس کا مخطوطہ بیروت کے مکتبہ میں موجود ہے۔ یہ سوال و جواب کے انداز میں ہے۔ ایک سو ایک سوال جواب ہیں، چند ایک سوالوں کے جواب ہم درج کئے دیتے ہیں:

سوال: ہمارا خالق کون ہے.....؟

جواب: امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہمارے خالق ہیں۔

سوال: ہمیں یہ کیسے پہنچا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے الہ ہیں.....؟

جواب: انہوں نے خود کہا ہے جب کہ منبر پر خطبہ فرما رہے تھے ”میں ایک گہرا بھید ہوں، میں انوارِ نادرِ رحمت ہوں، میں ہی اول ہوں، میں ہی آخر ہوں، میں ہی باطن ہوں، میں ہی ظاہر ہوں وغیرہ جھوٹ بیان کرتے ہیں۔

سوال: مختلف لغات میں امیر المومنین ہمارے مولیٰ کے کیا کیا نام ہیں.....؟

جواب: عرب نے ان کا نام علی رکھا، خود انہوں نے اپنا نام ارسطور رکھا ہے، انجیل میں ان کا نام الیاس ہے معنی اس کا بھی علی ہی ہے۔ ہندوان کا نام ابنِ کنکر رکھتے ہیں۔

سوال: جو شہد کی کھیلوں کا امیر ہے ہم اسے مولانا کیوں کہتے ہیں.....؟

جواب: وجہ یہ ہے کہ سچے مومن شہد کی کھیلوں کی مانند ہیں جو کد جیسے پھولوں پر بیٹھتی ہیں، اس لیے ان کے امیر کو امیرِ نخل کہا جاتا ہے۔

سوال: قرآن کیا ہے.....؟

جواب: یہ ہمارے مولیٰ علی کا بصورت بشر ظہور ہے۔

سوال: ہمارے سچے بھائی مومنوں کی علامت کیا ہے.....؟

جواب: ع، م، س، علی، محمد، سلمان کی گواہی دیتے ہیں۔

سوال: نیروزی دعا کیا ہے.....؟

جواب: پیالوں میں شراب بھرنا۔

سوال: جو شراب مقدس مومن پیتے ہیں اس کا نام کیا ہے.....؟

جواب: عبدالنور ہے۔

سوال: یہ کیونکر شراب مقدس ہے.....؟

جواب: کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ظہور ہے۔

سوال: مومن نماز میں آفتاب سے پہلے اپنا چہرہ کیوں پھیر لیتا ہے.....؟

جواب: یہ جان رکھو سورج نور الانوار ہے۔



نصیر یہ شیعوں کی عیدیں

(1)..... نصیر یہ فرقوں کے شیعوں کی عید کا نام ”عید غدیر“ ہے۔ اسے اٹھارہ ذوالحجہ کو مناتے ہیں، اس عید کی رات نماز پڑھتے ہیں اور اس کی صبح کو ذوال سے پہلے دو رکعات پڑھتے ہیں۔ اس میں ان کی اہم علامت ہے کہ یہ نیا لباس پہنتے ہیں، غلاموں کو آزاد کرتے ہیں، بکریاں ذبح کرتے ہیں اور شعراء ان کے بڑوں کو اس عید کی مبارک دیتے ہیں۔

(2)..... عید الفطر ہے، عام مسلمانوں کی طرح شوال کے شروع میں یہ محفل منعقد کرتے ہیں لیکن نصیر یہ فرقہ کے شیعہ اسے رمضان المبارک کے روزوں کے بعد نہیں مناتے، یہ اپنے عقیدہ کے مطابق جو روزے ہیں ان کے بعد مناتے ہیں۔

(3)..... ان کی عید عاشورا ہے، عام شیعوں کی مانند یہ اسے دس محرم کو مناتے ہیں، اس میں حضرت حسین علیہ السلام کی شہادت کی یاد مناتے ہیں، مگر نصیر یہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت حسین علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند پردہ فرما گئے ہیں۔

(4)..... ان کی عید نیروز ہے، یعنی نیا دن۔ یہ ربیع کے موسم کے آغاز میں مناتے ہیں، یہ اصل میں فارسی عید ہے، سب سے پہلے یہ جس نے ایجاد کی وہ فارس والوں کا بادشاہ جمشید تھا۔

(5)..... عید مہر جان ہے۔ یہ موسم خریف کے شروع میں مناتے ہیں یہ بھی فارسی لوگوں کی عید ہے اسے نوروز کے ایک سو سو سٹھ دن کے بعد مناتے ہیں۔

(6)..... عید صلیب ہے۔ اسے نصیر یہ والے مناتے ہیں، اسے زراعت کے آغاز کرنے اور پھلوں کے اتارنے کی تاریخ قرار دیتے ہیں اور اپنے معاملات کی تاریخ بھی اسی سے شروع کرتے ہیں۔ مثلاً مزدور کی مزدوری دینے، گھروں کا کرایہ دینے اور گوداموں وغیرہ کی اجرت دینے کا آغاز اسی سے کرتے ہیں۔ اس عید میں یہ منڈیوں میں جاتے ہیں اپنے لوازمات اور ضروریات خریدتے ہیں۔

(7)..... ان کے علاوہ بھی نصیریوں کی عیدیں ہیں جو عیسائیوں کی مانند ہیں۔ عید غطاس ہے، عید صحت ہے، عید غفرہ ہے، عید قدسیہ بار بارا ہے۔ یہ عید جو ہے کیتھولک اور آرتھوڈکس بھی مناتے ہیں۔ ایک اور عید یہ نصیری مناتے ہیں جو ماہ شعبان کی چہرہ تاریخ پر ہوتی ہے یہ اسے حضرت سلمان فارسی علیہ السلام کی وفات کی یاد میں مناتے ہیں جو ان کے نزدیک پانچ تہیہوں کے خالق ہیں۔

نصیر یہ فرقہ زیادہ تر کہاں پایا جاتا ہے.....؟

یہ دین سے خارج فرقہ پہاڑی اور میدانی علاقوں میں رہائش پذیر ہے۔ خصوصاً سوریا کے ساحل سمندر پر اور بحر ابيض کی مشرقی جانب اور لاذقیہ جو کہ سوریا کا ضلع ہے اس کے پہاڑی علاقوں میں یہ بستیوں اور سرحدوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان شہروں میں یہ بہت زیادہ آبادی کی شکل اختیار کر رہے ہیں۔ تاہم پرانے زمانہ سے جوان کا مقام آ رہا ہے، نصیر یہ پہاڑ ہیں۔ بعد میں یہ سوریا کے پڑوس میں جو شہر ہیں ان میں پھیل گئے جیسا کہ حمص کا علاقہ ہے۔ یہاں تو انہوں نے اپنے فوجی اور اقتصادی ٹھکے بھی قائم کر رکھے ہیں۔ انہوں نے آزادی کے گمان میں اسے اپنی چھوٹی سی حکومت کا دار الخلافہ قرار دے رکھا ہے۔ حلب میں بھی ان کی تھوڑی سی تعداد ہے۔ بعض جولان کی بستیوں میں رہتے ہیں مگر ان کی زیادہ تر تعداد حمص اور ^{حما}حما میں ہے۔ یہ علاقہ بھی حمص کے ہی زیر اثر ہے۔ یہ آپس میں اکٹھے رہنے کا میلان رکھتے ہیں اور دوسروں سے الگ رہتے ہیں اگرچہ یہ اس دور میں لوگوں سے مل کر رہ رہے ہیں اور خصوصاً صلیبی عیسائیوں کے ساتھ زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ اس نصیر یہ فرقہ نے جب سوریا میں تسلط جمالیا تو پھر انہوں نے اپنا رہائشی منصوبہ تبدیل کر دیا۔ ان کی زیادہ تر سیاسی اور فوجی قیادت اپنے خاندان لے کر دمشق اور بڑے بڑے شہروں میں منتقل ہو چکی ہے اور یہ دمر، بڑہ، قدیم، خیمہ، یرموک اور ست زنب جو دمشق کے قریب علاقہ ہے یہاں آباد کاری کر رہے ہیں اور اب تو بعض نصیر یہ فرقہ کے شیعہوں نے سنی بچوں اور بچیوں سے انہیں بے خبر رکھ کر کھانوں کا مبادلہ بھی کر رکھا ہے، ان کی اس سے بھی کوشش ہے کہ اس طرح قوت حاکمہ کا قرب حاصل کیا جائے۔

ان کی ہجرت سوریا کے محفوظ علاقوں میں بھی ہوئی ہے لیکن یہ بہت کم ہے، صنعت اور اقتصادیات سے مالا مال علاقوں میں بھی پہنچ چکے ہیں، اس کے باوجود انہوں نے اصلی وطن اور اپنی دولت، اقتصادی اور تعمیری معاملات نصیری پہاڑ میں ہی رکھے ہوئے ہیں، نصیر یہ فرقہ کی تعداد سوریا میں تقریباً دس فیصد ہے جو سترہ لاکھ قریب کے ہے۔ شمالی لبنان میں عکار کے میدانی علاقوں میں نصیر یہ فرقہ کے شیعہ موجود ہیں طرابلس کے گرد بھی موجود ہیں، ان کی زیادہ تعداد سوریا کے شہر تارح میں ہے۔ ان کا

مقصد صرف لبنان کی حد تک ہی نہیں بلکہ یہ شیعیت پورے طور پر پھیلاتا چاہتے ہیں، لبنان کی سلطنت میں تقریباً ان کی تعداد (40000) ہزار ہے، لبنانی جنگ میں ان نصیریوں نے اپنے جاسوس بھیجے تھے جو مسلمان اور سنی شہر طرابلس کو توڑنے کیلئے سواریا کے لشکر کی حمایت کرتے رہے ہیں اور بڑے بڑے جرائم کا انہوں نے وہاں ارتکاب کیا ہے، بلوٹ، مار اور ڈاکہ زنی کرتے رہے ہیں اور انہیں ہراساں کر کے بھگاتے رہے ہیں اور منشیات کو فروغ دیتے رہے ہیں ”غرب اناضول“ جو اسکندریہ کے زیر اثر ہے، وہاں بھی ان کی تعداد کافی پائی جاتی ہے تنجیہ یا حطابی کے نام سے معروف ہیں، اناضول کے مشرق میں انہیں قزول پاشا کہا جاتا ہے، ترکی میں اندازاً بیس لاکھ کے قریب ان کی تعداد پائی جاتی ہے، سواریا میں ان کے ہمواروں کی قوت بڑھنے کی وجہ سے ان کے رعب میں اضافہ ہوا ہے اور سواریا میں یہ نصیری نظام کیلئے کام کر رہے ہیں، یہ سواریا میں باقاعدہ اسلحہ، قوت اور ٹریننگ وغیرہ لے رہے ہیں تاکہ ترکی میں بڑتالیں اور عدم استحکام پیدا کریں، کچھ نصیری شیعہ، فارس میں، ترکستان میں روس میں کرستان میں بھی ہیں وہاں یہ فرقہ ”علی الہیہ“ کے نام سے معروف ہے، فلسطین میں تقریباً دو ہزار نصیری جلیل کے علاقہ میں رہتے ہیں، عراق کے علاقہ میں یہ کم تعداد میں ہیں، عانہ، میں یہ معمولی تعداد میں پائے جاتے ہیں یہ بھی اس وجہ سے کہ یہ سواریا کی سرحد کے قریب ہے، ایک وقت تھا، یہ علاقہ نصیریہ مارقہ کے شیوخ کی اہم پناہ گاہ تھا مگر اب یہ وہاں بہت ہی کم تعداد میں ہیں۔



نصیریوں کی خونریزیاں

قرآن پاک میں ہے:

ان الذين فتنوا المؤمنين والمؤمنات ثم لم يتوبوا فلهم عذاب جهنم ولهم عذاب الحريق
(البروج: 10)

”بے شک جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ستایا پھر توبہ بھی نہ کی تو ان کیلئے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کا عذاب ہے۔“

نصیریہ شیعوں نے اس کی زد میں آنے کی ذرہ کسر نہیں اٹھا رکھی ایسا ہی ظلم یہ کرتے رہے ہیں، پرانے وقت میں اور نئے دور میں انہوں نے سنی مسلمانوں پر ستم کرنے کو کارِ ثواب سمجھا ہے حالانکہ ان کے ظلموں کے سامنے انسانیت کی پیشانی شرمندگی سے پسینہ پسینہ ہو جاتی ہے، طرابلس، لبنان، تل العزتر کے واقعات اور عیسائیوں کے پہلو پہ پہلو کھڑے ہو کر ان کی مدد کرنا کوئی دیر کی بات نہیں، بلکہ یہ تو ابھی کل کی بات ہے، پرانے زمانہ سے ہی یہ مسلمانوں کو مشق ستم بتاتے رہے ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”یہ نصیریہ فرقہ والے اسی طرح قرامطہ باطنیہ کا فرقہ باطل ہیں یہ یہود و نصاریٰ سے اور تمام مشرکوں سے بڑھ کر کافر ہیں اور جو نقصان انہوں نے امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا ہے، وہ جنگجو کافروں نے بھی نہیں پہنچایا، نہ ہی تاتاریوں اور فرنگیوں نے پہنچایا ہے۔“

یہ نادانف لوگوں کے سامنے ”اہل بیت“ سے دوستی کا اظہار کرتے ہیں، حقیقت میں ان کا اللہ پر اور نہ اس کے رسول پر، نہ ہی اس کی کتاب پر، نہ امرِ دینی پر اور نہ ہی ثواب و عذاب پر اور نہ ہی جنت و دوزخ پر ان کا ایمان ہے، ان کے راز بتانے کیلئے اور ان کی پردہ دری کیلئے مسلمانوں نے کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں ان کی زندقہ، الحاد اور بے دینی بے ایمانی کی ہے اور انہیں یہود و نصاریٰ اور ہندو برہمنوں سے بھی جو کہ بتوں کے پجاری ہیں سے زیادہ کافر قرار دیا ہے، شام کے مسلمان ساحلی علاقے پر عیسائیوں کا غلبہ ان کی نصیریہ شیعوں سے ہی ممکن ہوا تھا اور ہمیشہ انہوں نے مسلمانوں کے دشمنوں کا ہی ساتھ دیا ہے اور ان نصیریہ شیعوں کیلئے یہ سب سے بڑی تکلیف وہ بات ساحلی علاقوں کو فتح کر رہے ہیں اور عیسائی حکومت کھارہے ہیں، ان نصیریہ شیعوں کے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ ہوئی تھی کہ انہوں

نے مسلمانوں کے خلاف تاتاریوں سے تعاون کیا تھا، جب عیسائیوں نے مسلمانوں کی سرحدوں پر قبضہ کیا تھا تو ان نصیریہ شیعہوں نے بہت زیادہ اظہار مسرت کیا تھا، حالانکہ ان عیسائیوں جیسے لوگوں کی خدمت کرنا اور ان کی سرحدوں، قلعوں اور فوجوں کی مدد کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح بھیڑ کو بکریوں کی حفاظت پر مقرر کر دیا جائے۔ یہ نصیریہ سب لوگوں سے بڑھ کر مسلمانوں سے اور ان کے امراء سے دھوکہ کرتے ہیں، یہ بہت زیادہ حریص ہیں کہ سنی حکومت میں فساد ہو، ان لوگوں کے خلاف جہاد کرنا اور ان پر حدود قائم کرنا سب سے بڑی نیکی ہے اور بہت ہی ضروری کام ہے۔ ان نصیریوں کے خلاف جہاد کرنا مشرکوں اور اہل کتاب سے جہاد کرنے سے بھی افضل ہے۔ نصیریہ سے جہاد کرنا مرتدوں سے جہاد کرنے کی مانند ہے۔ حضرت صدیق اکبر ؓ اور دیگر صحابہ کرام ؓ نے اہل کتاب یا دیگر کافروں سے پہلے مرتدوں سے جہاد کیا تھا۔ ان مرتدوں سے جہاد کرنا دراصل مسلمانوں کے ملک کو تحفظ بخشنا ہے، لہذا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ اس جہاد کو حسب طاقت ادا کرنے کے لیے کمر بستہ ہو۔ کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں کہ ان حالات کو چھپائے، بلکہ ان کو کھولے اور ظاہر کرے تاکہ مسلمانوں کو ان کی حقیقت حال کا علم ہو سکے۔ (حوالہ مجموعہ فتویٰ - ج 35)

نصیریہ شیعہوں کے جرائم:

غیبت تیمور لنگ جو کہ نصیریہ فرقہ سے تھا اس نے بہت سارے جرائم کا ارتکاب کیا تھا کہ بغداد، حلب اور شام پر 822ھ میں غالب آیا اور اس نے قتل و غارت لوٹ مار اور طویل سزاؤں کا سلسلہ جاری کیا اور سنی لوگوں سے ایک جماعت اپنے ساتھ ملائی۔ اس نے سنی شہروں کا دفاع کرنے والی قوتوں کو ختم کیا، یہ غیبت نصیری تیمور لنگ شام کا رخ کرتا ہے وہاں شدید ترین مسائل پیدا کرتا ہے جن کی مثال نہیں ملتی۔ شام میں اس کینہ پرور نصیری بادشاہ کے ظلم سے صرف عیسائی خاندان بچتا تھا، مسلمانوں کو نہ چھوڑا تھا۔ اس تیمور لنگ نے بے قصور لوگوں کو تہ تیغ کیا صرف نصیریوں کو بچاتا تھا، یہ ظالم اس کے بعد بغداد گیا اور وہاں 90 ہزار سنی لوگ قتل کیے۔ یہ تاتاریوں سے جنگ کے دور کی بات ہے مگر جب صلیبی عیسائیوں کے کینہ پرور حملے ہوئے تو مسلمان ملکوں میں عیسائیوں کا داخلہ، ان کی خونریزی اور عزت دہری نصیریہ شیعہوں کے ذریعے ہی ہوئی تھی۔ طرطوس، اطاکیہ وغیرہ جہاں نصیریہ فرقہ کے شیعہ تھے اسی علاقے سے ہی عیسائی سنی شہر میں داخل ہوئے تھے۔ بلکہ اطاکیہ شہر کی عیسائی صلیبیوں کے ہاتھ میں جانے کی وجہ ہی یہ تھی کہ نصیری شیعہ لیڈر فیروز اور صلیبیوں کا سپہ سالار بہمنند کے درمیان گٹھ جوڑ ہوا تھا۔

موجودہ دور میں نصیری شیعوں کی خیانتوں کا ذکر

ہمارے موجودہ دور میں نصیری شیعوں نے سنی بے قصور لوگوں کی متعدد بار خونریزی کی، جس کی وجہ سے تاریخ انسانی کی پیشانی عرقِ شرمندگی سے شرابور ہے۔

(۱)..... ان قتل گاہوں میں سے ایک خونریزی لبنان کے شہر ”طرابلس“ میں نصیریہ کے شیعوں کے ہاتھ 1985ء میں برپا ہوئی۔ نظام نصیری جو کہ سوریا کا شیعہ تھا، اس کو اندیشہ تھا کہ شام کے علاقے میں سنی لوگ بیدار نہ ہو جائیں اور لبنان کے شہر طرابلس میں اکٹھے نہ ہو جائیں۔ اس سوریا کے نصیریہ شیعہ حافظ الاسد نے اپنے کارندوں اور رافضیوں شیعوں میں سے بھی اور عیسائیوں کو جو کہ اس کے معاون تھے اور محلہ بعل حسن کے نصیریوں کو جن کے بدترین تعلقات اسرائیل کے تاجروں کے ساتھ معروف و مشہور تھے اور قوی لبنانی کردہ کو جو عیسائیوں کے ”آرتھوڈکس“ فرقہ اور ”بعث“ پارٹی کو متعصب شیعوں عامم کا حصول اور عبدالامیر کی قیادت میں شہر طرابلس پر حملہ کرنے کی تحریک دی۔ محلہ بعل حسن کے نصیری اپنی قیادت کے احکام نافذ کرنے لگے۔ اپنے سے چند میٹر دور اور تیانہ محلے پر انہوں نے آتش اسلحے کے گولے برسائے، اس شہر کو قح صرف سوریا کے راستے سے آ کر ہی کیا جاسکتا تھا۔ نصیری شیعوں نے اپنی فوجی طاقت کے ذریعے طرابلس کا سخت محاصرہ کر لیا اور نصیری شیعوں کی فوج نے جو کہ تقریباً 4 ہزار کی نفرت تھی اس طرح پیش قدمی کی کہ طرابلس کو ہر جانب سے گھیر لیا اور جنگی طیاروں نے طرابلس کی بندرگاہ کا بحری راستہ بھی اپنے حصار میں لے لیا اور نصیری شیعوں نے ٹینکوں پر توپیں باندھ رکھی تھیں اور ”الکوردہ“، ”تریل“ اور ”تجان“ کے علاقے کی حد بندی کر کے طرابلس کے سنی شہر کو قح کر لیا اور نصیری شیعوں نے اس سنی شہر سے انہیں بے دخل کر کے میں دن تک اسے اپنا مرکز بنائے رکھا اور میزائل اور توپیں اس پر نصب کر دیں، جس سے طرابلس کی تقریباً آدھی عمارتیں تباہ کر دی گئیں اور اس کی اہم شاہراہوں کو برباد کر دیا گیا۔ شہر کے بری اور بحری مقام پر آگ کے شعلے اٹھنے لگے اور اس کا پوری دنیا سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ طرابلس کے مسلمانوں نے لکھا تھا کہ طرابلس پر دن کے وقت سیاہ دھوئیں کے بادل چھائے رہتے ہیں یا پھر میزائلوں اور توپوں کی گرج سے گونج رہا ہے اور رات کو اس کا آسمان آگ

برساتی توہوں کے آتش گولوں کی سرخی سے رنگین ہے۔

(2)..... قتل گاہ ”حل دعتہ“ کی خیمہ بستیوں میں 1976ء میں ہوئی۔ سوریا کہ نصیری شیعوں نے عیسائی مسیحیوں کے تعاون سے ایک لشکر تیار کیا جس نے ”حل دعتہ“ کی فلسطینی خیمہ بستیوں کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تقریباً سترہ ہزار فلسطینی رہائش پذیر تھے جو کہ سنی تھے۔ ان نصیری شیعوں کی توہیں خیموں پر گولے برسانے لگیں اور اسرائیلی بحریہ نے سمندر سے ان کا محاصرہ کر لیا اور روشنی والے گولے برسائے اس طرح یہ صلیبی فوجیں ان سنی خیمہ بستیوں میں داخل ہوئی اور نصیری شیعہ نظام سوری لمحہ کے تعاون سے یہ خوفناک خونریزی برپا ہوئی، جس کے نتیجے میں 6 ہزار سنی فرزند قتل ہوئے اور کئی ہزار زخمی ہوئے۔ خیمہ بستیوں کو مکمل طور پر برباد کر دیا گیا۔

(3)..... قتل گاہ ”تدمر“ کا قید خانہ تھا۔ جوان نصیری شیعوں کے ہاتھوں (اللہ انہیں تباہ و برباد کرے) 1980ء میں قتل گاہ بنا۔ حافظ الاسد جو نصیری شیعوں کا سربراہ بھی تھا، اسے اپنے ایک باڈی گارڈ کی طرف سے جو کہ خصوصی سکیورٹی گارڈ تھا اپنے اوپر قاتلانہ حملے کی کوشش کا معاملہ پیش آیا۔ اس نے یہ ساری ذمہ داری سنیوں پر ڈال دی اور اپنے بھائی ”رفعت الاسد“ سے کہا: اور جو اس وقت وزیر دفاع تھا اسے بھی کہا: اس مجرم پر انتقامی کارروائی کریں اس کی صورت یہ ہے کہ تدمر کی جیل جو کہ محرم میں ہے اور شام کی علاقے میں سوریہ کی مشرقی جانب ہے اور وہاں زیادہ تر قیدی اہل خیر اور اہل اصلاح تھے، مجرم نہ تھے بلکہ استقامت کا پیکر تھے، انہیں نشانہ بنایا جائے، ان کا قصور یہی تھا جو قرآن پاک نے کہا ہے:

وما نقموا منهم الا ان يؤمنوا بالله العزيز الحميد الذي له ملك

السموات والارض والله على كل شئ شهيد (البروج: 8-9)

”وہ ان پر صرف یہی عیب لگاتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو کہ غالب اور تعریف کیا

گیا ہے، اس پر ایمان لائے ہیں اور وہی ہے جس کے لیے آسمانوں اور زمینوں کی

بادشاہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔“

یہی نیک لوگوں کا قصور تھا، جنوری کی 27 تاریخ اور 1980ء کی صبح دفاعی فوج کے تقریباً 2 دوسو افراد نصیری شیعہ شیطان رفعت الاسد کی سرکردگی میں بلی کا پٹروں میں بیٹھ کر تدمر جیل کے قریب اپنے مرکز میں آگئے، وہاں سے انہوں نے سنی قیدیوں پر آتش گولے برسائے اور آتش اسلحے کے فائر ان پر کھول دیے۔ وہ اپنے ذکر وادکار میں مصروف تھے، آدھے گھنٹے میں وہ موت کے منہ میں چلے گئے۔

اس کے بعد ان کی نعشوں کو بڑی بڑی کریںوں سے اٹھا کر گڑھوں میں پھینک دیا گیا جو پہلے ہی تذمرجیل کی مشرقی جانب منصوبہ بندی کے تحت تیار کر لیے گئے تھے۔ اس کے بعد نصیری شیعہ دمشق میں اپنے لٹکانوں کی طرف آرہے تھے اور ان کے لباس سنیوں کے معصوم خون سے رنگین تھے اور اس پر انہیں اس ظلم کرنے کی وجہ سے مالی انعام کی صورت میں اس کا صلہ دیا گیا۔ اس قتل گاہ میں 7 سو مسلمان نوجوانوں کو قتل کیا گیا جو بہت بڑی اعلیٰ ڈگریوں کے حامل تھے۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

حقوق انسانی کی کمیٹی جو کہ اقوام متحدہ کے ماتحت ہے اس نے اس ہیئت ناک خوریزی پر ”جذیف“ شہر میں اپنے 37 ویں دورہ پر سخت تنقید کی تھی اور اس کمیٹی نے 1981-3-4 میں یہ دستاویز کمیٹی کے دیگر ارکان کے درمیان یہ دستاویز تقسیم کی۔

(14)..... ایک ”ہنانو“ کی قتل گاہ ہے حلب شہر میں نصیری شیعہوں کے ہاتھوں 1985ء میں برپا ہوئی۔ عید الفطر کی مبارک صبح تھی۔ نصیری شیعہوں نے مشرقی علاقہ کے رہائشیوں کو ایک جگہ پر جمع ہونے پر مجبور کر دیا کوئی اپنے گھروں سے نکل رہا تھا کوئی دکان سے آرہا تھا انہوں نے نمازیوں کو مسجدوں میں نہ جانے دیا انہوں نے ”ہنانو“ کے قبرستان میں جمع کر کے آتشیں اسلحہ کے فائر کھول دیے اور زخمیوں کو اسی حالت میں چھوڑ دیا اس قتل گاہ میں قربان ہونے والوں کی تعداد تقریباً (83) تھی۔

(15)..... قتل گاہ ”مغفور“ کا پل ہے 1980ء میں نصیری شیعہوں کی خاص قوتوں نے اس کا محاصرہ کر لیا (16) ٹینکوں نے اس پل پر حملہ کیا۔ یہ پل ”ادلب“ کے شمال میں ہے اور اپنی قوتوں کے منہ انہوں نے سنیوں کے گھروں کی طرف موڑ لیے جس میں (20) گھر (50) دکانیں جاہ ہوئیں اور سوانفراؤ شہید کر دیئے اور سینکڑوں سنی لوگوں کو قید کر لیا۔ اس قتل گاہ میں تین دن تک خوریزی جاری رکھی گئی جس میں بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو بے دردی سے کاٹا گیا۔ اس جانناک حادثہ سے بچنے والوں نے بتایا کہ ایک چھوٹا سا بچہ جس کی عمر چھ ماہ سے زیادہ نہ ہوگی اس کی ماں کیسا منے اس معصوم کو دو لخت کر دیا گیا ماں یہ صدمہ برداشت نہ کر سکی فوراً اس صدمہ سے فوت ہو گئی۔

(16)..... 1980ء میں نصیری شیعہوں کی فوج کے زیر اثر عسکری عورتوں نے باپروہ سنی خواتین پر یہ ظلم ڈھایا کہ ان کے نقاب سر عام سڑکوں پر ان کے سروں سے اتار لیے۔ اخبار ”سویسر یہ لویرم رونویر“ اپنے 1989-10-17 کے شمارے میں لکھتا ہے کہ

”سوریا میں پردہ نشین خواتین کے سر سے نقاب نوچنے کا عمل اتنا بڑا ظلم ہے کہ حافظ الاسد نے یہ اسلام کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے“

بارہویں بحث.....

حماۃ کی قتل گاہ

اس خوفناک قتل گاہ نے اس وقت سارے مسلمانوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ 1982ء میں رفعت اسد نے احکامات جاری کیے کہ نصیری شیعہ اپنی تمام فوجیں سبجا کر لیں اور خاص تربیت یافتہ افراد بھی اکٹھے ہوں اور جو بھی لبنان اور جولان کے علاقہ میں نصیری شیعہ ہیں وہ سب آجائیں۔ اس کے بعد ”حماۃ“ جو سنی مسلمانوں کا شہر تھا اپنے فوجیوں کو لے کر اس نے اس کا محاصرہ کیا۔ مختلف یونٹوں سے یہ لشکر ترتیب پایا تھا۔ اور جدید اسلحہ سے لیس تھا اور ٹینک، ٹرک، جدید ترین توپیں بھی ان کے پاس تھیں ان یونٹوں کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچی تھی جو کہ شیعوں کے تعداد کا 95 فیصد حصہ تھا اس لشکر کو سواری کی فوج کا مکمل تعاون حاصل تھا۔ ”حماۃ“ شہر کا محاصرہ ہوا، سواری کی شیعہ کی تربیت یافتہ فوج نے اس سنی شہر کے گرد رکاوٹیں کھڑی کرویں اور ساتھ ہی پیدل فوج توپیں اور اسلحہ اٹھائے ہوئے تھے، جس کی وجہ سے اس شہر کا سواریا کے دوسرے شہروں سے رابطہ منقطع ہو گیا اس تک پہنچنے والے تمام راستے بند کر دیے۔ پانی اور بجلی کی سپلائی معطل کر دی اور فرسٹ ایڈ اور غذائی ضروریات بھی روک لیں۔ اس کے بعد فروری 1982ء میں اس نے اشارہ دے دیا کہ نصیری شیعہ اس شہر کو جو ہر دوسرے شہروں سے تیارہ گیا ہے اس میں تباہ کن اسلحہ سے توڑ کر رکھ دو اور واقعات انہوں نے اس مرکزی شہر کو ایسا برباد کیا کہ آج تک درست نہیں ہو سکا۔ انہوں نے اس شہر کی آبادی میں داخل ہو کر عمارتوں کو گرا دیا اور باسیوں کو قتل کیا، عمارتوں کو مہدم کر دیا اس کاروائی میں وزیر نصیری شیعہ شفیق فیاض کی رجسٹر نے اور دس ہزار افراد نے رفعت اسد کے تحت اور تین ہزار سلیمان حسن کی قیادت میں افراد شریک تھے۔ اور علاوہ ازیں علی دیب شیعہ اور عدنان اسد کے ماتحت افراد نے بھی اس اکھاڑ پچھاڑ میں حصہ لیا۔

اس شہر حماۃ میں بھاری توپ خانے اور بکتر بند گاڑیوں نے حصہ لیا اور کندھے پر رکھ کر چلائی جانے والی مشین گنیں، آر۔ پی۔ جی اور جنگی ڈرون جہاز اور ہیلی کاپٹر، روشنی کے گولے اور آتشیں گولیاں استعمال کیے تھے۔ اس کی 88 مساجد مکمل طور پر گرا دی گئیں 21 بازار برباد ہوئے۔ سینکڑوں تجارتی مراکز اور دکانیں تباہ کر دی گئیں۔ سات قبرستان مہدم کر دیے گئے۔ اور تیرہ محلوں کو مکمل طور

پر ملیا میٹ کر دیا گیا اور ستائیس خاندانوں کے افراد کا کلی طور پر صفایا کر دیا گیا۔ ایک بھی فرد باقی نہ چھوڑا، گیلانی خاندان کے (دوسوا سی) افراد تہہ تیغ کیے گئے۔ اور گیارہ قید خانے کھولے گئے جہاں مسلمانوں کو پایہ زنجیر کیا گیا اس طرح سنی جوانوں کا صفایا کر دیا گیا۔

یہ ایک بہت ہی گھناؤنا جرم ہے۔ نصیری شیعہ نے اس میں چالیس ہزار سے اوپر سنی مسلمان قتل کیے اور پندرہ ہزار افراد قید کیے۔ جن میں بعض ابھی تک لاپتہ ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں سوریا کے دوسرے شہروں اور قریبی عرب ملکوں میں نقل مکانی کر گئے۔ اندازہ یہ ہے کہ اس شہر کا تہائی حصہ مکمل طور پر برباد کر دیا گیا ہے اور مالی خسارے کا اندازہ 550 ملین ڈالر جو کہ اربوں روپے ہے لگایا گیا ہے۔ اس قیامت خیز تباہی میں نصیری شیعوں کا بنیادی کردار ہے۔



دروز شیعہ

☆..... اس بحث میں ہم درج ذیل نکات پر بات کریں گے:

پہلی بحث..... ان کی تعریف۔ کہ دروز کیا ہیں؟

دوسری بحث..... شیعہ دروز کے اہم اشخاص

تیسری بحث..... دروزی معاشرہ کیا ہے؟

چوتھی بحث..... دروزی معاشرہ کی خواتین

پانچویں بحث..... دروز کی کتابیں

چھٹی بحث..... ان کی عبادت و اذکار

ساتویں بحث..... ان کے عقائد

آٹھویں بحث..... دروزیوں اور اسرائیلیوں کے درمیان روابط کا تذکرہ

نویں بحث..... یہ کہاں کہاں پائے جاتے ہیں؟

دسویں بحث..... شیعہ دروز کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فتویٰ

دروزی شیعہ کا تعارف

دروزیوں کا ایک باطنی فرقہ ہے۔ یہ فاطمی خلیفہ حاکم بامر اللہ کو الہ قرار دیتے ہیں، انہیں مصلحین دروزی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

یہ فرقہ مصر میں وجود پذیر ہوا تھا کچھ وقت بعد یہ شام منتقل ہو گئے ان کا عقیدہ متعدد ادیان اور مختلف افکار کا آمیزہ ہے یہ بھی اپنے افکار پوشیدہ رکھتے ہیں، اسے لوگوں کے درمیان نہیں پھیلاتے حتیٰ کہ یہ اپنے بیٹوں کو بھی نہیں بتاتے صرف اس وقت بتاتے ہیں جب ان کے بیٹے چالیس برس کے ہو جاتے ہیں۔

دوسری بحث.....

دروزیوں کے اہم اشخاص

①..... دروزی شخص فاطمی خلیفہ ہے اس کا پورا نام ابو منصور امین عزیز باللہ بن العزیز بن اللہ الفاطمی۔ اس کا لقب حاکم بامر اللہ تھا۔ یہ دروزی عقیدہ کا مرکز و محور ہے۔ 375ھ میں پیدا ہوا تھا۔ اور 411ھ میں قتل ہوا۔ دروزی شیعوں کا اس کے بارے میں عقیدہ ہے کہ اللہ نے اس کے جسم کا روپ دھارا ہے۔ یہ منفرد سوچ کا مالک تھا اور اس کے افکار اور چلن بھی علیحدہ ہی تھے۔ یہ نہایت ہی سنگدل تھا اور تافض و تضاد کا مجموعہ تھا۔ لوگوں سے بہت کینہ رکھتا تھا بغیر وجہ ہی سزائیں دیتا اور مروا دیتا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے متعلق کہا ہے:

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَىٰ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا آهْلَهُا شَيْعًا يَسْتَضَعِفُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ (قصص: 4)

”بے شک فرعون نے زمین میں سرکشی کی ہے اور اس کے رہنے والوں کو گروہوں میں بانٹ دیا ان میں سے ایک گروہ کو گروہ تصور کیا، ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا ہے اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑتا ہے چونکہ وہ فساد کرنے والوں میں سے تھا۔“

اس کے کام بتاتے ہیں کہ یہ نفسیاتی مریض تھا یہ مرض اس کی زندگی پر حاوی رہا ہے۔ اس نے

395ھ میں یہ حکم جاری کیا کہ جامعات اور مساجد میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہما پر سب و شتم کریں۔ پھر 397ھ میں اس حکم کو ختم کر دیا اس نے کتوں کو مارنے کا بھی حکم دیا تھا اور انگوڑی خرید و فروخت روک دی تھی اور جو اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتا تھا اسے قتل کر دیتا تھا۔

بعض مؤرخین لکھتے ہیں: ان میں امام سیوطی بھی ہیں کہ حاکم بامر اللہ نے رعیت کو حکم دیا کہ جب خطیب خطبہ میں میرا ذکر کرے تو میرے نام کے ذکر کی وجہ سے حاضرین اس کی تعظیم کے لیے اور احترام میں مصفیٰ ہاندھ کر گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر بیٹھ جائیں۔ یہ اس کی ساری سلطنت میں کیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ حرم شریف میں بھی ایسا ہوتا تھا۔ اہل معر تو سجدہ میں پڑ جاتے تھے بازاروں میں سجدہ ہوتا تھا۔ یہ حاکم بامر اللہ بذاتہی عتاد پرور اور سرکش تھا اور سرکش شیطان تھا اپنے اقوال و افعال میں حلوں حرائج تھا۔ اس کی حالت قرآن میں یہ تھی:

واذ يتحاجون في النار فيقول الضعفاء للذين استكبروا انا كنا لكم

تبعاً فهل انتم مغنون عنا نصيباً من النار۔ قال الذين استكبروا انا

كل فيها ان الله قد حكم بين العباد۔ (غافر: 47-48)

”اور جب یہ دوزخ میں جھگڑیں گے کمزور ان لوگوں سے کہیں گے جنہوں نے تکبر کیا بیشک ہم تمہارے تابع تھے کیا تم ہمیں آگ کے حصہ سے کفایت کرو گے۔ جن لوگوں نے تکبر کیا وہ کہیں گے: بیشک ہم سب اس میں رہیں گے اور اللہ نے اپنے بندوں کے بارے میں فیصلہ کر دیا ہے۔“

یہ ایک سیاہ گدھے پر بازاروں میں چکر لگاتا تھا جسے پاتا اس نے معیشت میں دھوکا کیا ہے تو ایک سیاہ حبشی غلام کو اس کے پاس بھیجتا، اسے مسعود کہا جاتا تھا وہ مزا کے طور پر اس کے ساتھ بد فعلی کرتا۔ اس نے دس سال تک نماز تراویح سے روک رکھا۔ پھر اس کی اجازت دے دی۔ یہ بات نہایت ہی عجیب و غریب ہے کہ یہ دروزی شیعہ جو بھی اس حاکم سے جاری ہوا ہے یہ اس کی صحت پر اعتماد رکھتے ہیں اور اس کے الہ ہونے کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں کہ اس سے جو بھی سرزد ہوا ہے وہ رمز و اشارہ ہے اس کے پوشیدہ مقاصد ہیں، عوام کی سمجھ سے یہ بالاتر ہیں۔ ہم یہی کہیں گے:

هانتم هؤلاء جادلتم عنهم في الحياة الدنيا فمن يجادل الله عنهم

يوم القيامة ام من يكون عليهم وكيلا (النساء: 109)

”خبردار! تم وہی ہوتے ہو ان کے بارے میں دنیا کی زندگی بارے جھگڑتے ہو۔ پس روزِ محکمہ کلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قیامت ان کے ہارے میں اللہ کے ہاں کون جھگڑے گا یا کون وکیل ہوگا؟“

اس ظالم حاکم کی زندگی کی انتہا، نہایت درجہ پوشیدہ رہی ہے یہ اچانک رعایا سے چھپ گیا۔ ایک قول ہے کہ مصر میں بادشاہ جبل معظم کی چوٹی پر چکر لگایا کرتا تھا اس کی بہن نے دھکا دے کر اسے قتل کر دیا۔

②..... شخص، دروزی شیعوں کا حمزہ بن علی زوزنی ہے اس گمراہ عقیدہ کا یہ بانی شمار ہوتا ہے۔ اس نے 408ھ میں اعلان کیا تھا کہ حاکم ہمارا اللہ میں اللہ کی روح اتر آئی ہے۔ اس نے لوگوں کو اس عقیدے کی دعوت دی اور اس دروزی خبیث عقیدے کی تائید میں کتابیں لکھی تھیں۔

③..... اس دروزی افراد میں سے محمد بن اسماعیل دروزی ہے۔ یہ ”تکلیفین“ کے نام سے معروف ہے، اس عقیدے کی بنیاد رکھتے وقت یہ بھی حمزہ بن علی کیساتھ تھا کہ حاکم میں اللہ اتر آیا ہے۔ مگر اس نے اس نظریے کا اعلان 407ھ میں جلدی کر دیا۔ جس کی وجہ سے حمزہ اس پر غضبناک ہوا اور لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکا دیا یہ شام کی طرف بھاگا اور وہاں اپنے گمراہ کن نظریات کا پرچار کرنے لگا۔

④..... ”حسین بن حیدر فرغانی“ ہے یہ آخر میں اجذع کے نام سے مشہور تھا۔ یہ حمزہ کے نظریے کی لوگوں کے درمیان بشارت دیتا رہا تھا۔

⑤..... بہاد الدین ابو حسن علی بن احمد سموقی ”جو“ الضیف“ کے نام سے مشہور ہے اس نے نہایت مؤثر انداز پر عقیدہ دروزیہ پھیلایا ہے اس نے اس کی نشر و اشاعت کے لیے رسالے بھی لکھے، ان میں ”التبیین والانیب والتوبخ“ ہے اور ایک رسالہ ”تجہین اور“ تعینت“ ہے۔ اس نے دروزی شیعہ مذہب کے اجتہاد کا دروزہ بند کر دیا ہے اسے یہ طمع تھا کہ اس نے اور حمزہ زوزنی جو اصول وضع کیے ہیں بس وہی باقی رہیں گے۔

⑥..... شخص ”کمال جہلاط“ ہے۔ یہ اس زمانے کے لیڈروں میں سے ہے۔ یہ لبنان کا سیاسی لیڈر تھا اس نے ”ضرب اشتراکی“ تنظیم بنائی۔ 1977ء میں مارا گیا۔

⑦..... ”ولید جہلاط“ یہ کمال کا بیٹا ہے یہ دروزی فرقہ کا موجودہ سربراہ ہے۔ یہ ”ضرب اشتراکی“ کا قائد بھی ہے اور دروزی عوام پر اپنے باپ کا خلیفہ ہے۔

⑧..... اس دور میں ڈاکٹر نجیب عمرادی بھی ہے۔ یہ لبنان میں دروزیہ فرقہ کا سیکرٹری جنرل ہے، عدنان بشیر رشید بھی ان کا لیڈر ہے یہ آسٹریلیا میں ان کا جنرل سیکرٹری ہے اور سامی مکارم بھی ان کا موجود لیڈر ہے۔ اس نے کمال جہلاط کے ساتھ مل کر دروزیہ عقیدہ کی تائید میں کتابیں تالیف کی ہیں۔

دروزی معاشرہ کی اقسام

دروزی معاشرہ کی دو قسمیں ہیں۔ ❶ روحانی۔ یہ دین کے عارف کہلاتے ہیں اور دروزی مذہب کے اصول سے واقف ہوتے ہیں۔ یہ تین قسموں میں ہیں:

❶ رؤسا: ان کے ہاتھ میں دینی راز ہیں۔ ❷ عقال: ان کے پاس وہ اسرار و رموز ہیں جو اندرونی تنظیم کے متعلقہ ہیں، یعنی دروزی شیعہ مذہب کے عقیدے کی باریکیوں کو جانتے ہیں۔ ❸ آجاوید: ان کے پاس بیرونی راز ہوتے ہیں جو دوسرے مذاہب اور دروزی مذہب کے عقائد سے وابستہ ہیں، یہ انہیں جانتے ہیں۔ عقیدہ دروزی میں بعض لوگ سلوک کے قواعد پر بھی کاربند ہیں۔ جو کہ نہ تو سرگیت نوشی کرتے ہیں نہ ہی شراب پیتے ہیں اور اپنے کھانے پینے میں زہد سے کام لیتے ہیں۔ ان کا خاص لباس ہے جو ان کو دوسرے دروزی عقیدہ والوں سے ممتاز کرتا ہے۔ پگڑی پہنتے ہیں، گہرے نیلے رنگ کی قبازیب تن کرتے ہیں اور داڑھیاں پوری رکھتے ہیں۔ ان کی خاص عبادت گاہیں ہیں جنہیں یہ (خلوت خانے) کہتے ہیں ان میں یہ اپنی بنائی مقدس کتاب کو سنتے ہیں اور خاص انداز میں ذکر کرتے ہیں۔

❹ جم: ”جسمانی دروزی“ ہے، یہ امور دینی کا اہتمام کرتے ہیں ان کی دو اقسام ہیں۔ ❶ اسراء یعنی وطنی لیڈر ❷ جامل، دروزی شیعوں کی عوام ہے۔ انہیں دروزی پیغامات کا پتہ نہیں ہوتا یہ بس ان رسالوں شروحات ہی کو جانتے ہیں جو ان کی کتابوں میں بیان ہوئی ہیں اور ”عقال“ انہیں بیان کرتے ہیں۔ انہیں قرآن پاک کے مطالعہ کی اجازت نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کا یہ حق ہوتا ہے کہ یہ دروزی عبادت کی مجالس میں آئیں۔ لمبی آزمائشوں سے گزر کر اور مضبوط صبر و ایمان کے بعد ہی ان مجالس میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ انہیں ہر جائز و ناجائز چیز سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہوتی ہے۔ یہ سرگیت نوشی، شراب اور خوشحال زندگی گزارنے کے مجاز ہوتے ہیں۔ نہ ہی ان کا خاص لباس ہوتا ہے جس سے ان کی پہچان ہو سکے۔ دروزی کسی بھی حکومت کو نہیں مانتے۔ ان عقال کی حکومت ہوتی یا جو دروزی شیعہ دینی نظام کا نائب ہو یہ اس کا فیصلہ تسلیم کرتے ہیں۔



دروزی معاشرہ میں خواتین کی حالت

دروزی معاشرے میں بھی عورتیں عاقلات اور جاہلات میں تقسیم ہیں۔ عاقلات عورتیں کی علامت ہے کہ وہ نقاب پہنتی ہیں اور لباس پہنتی ہیں انہیں ”مسایہ“ کہتے ہیں۔ جب بھی بیوی عاقلات کے طبقے سے ہو اور اس کا خاوند جاہلوں کے طبقے سے ہو تو اس کے لیے جائز نہیں ہوتا کہ وہ اپنی بیوی کو دروزی دین کے معاملات بتائے۔ اس عورت پر واجب ہوتا ہے وہ اس سے شیعہ عقیدہ کی کتابیں چھپا کر رکھے، اسے دیکھنے بھی نہ دے۔ دروزیوں کا ایک شیخ ہے اسے ”شیخ العقل“ کہتے ہیں۔ اس منصب کا باقاعدہ انتخاب ہوتا ہے۔ اس مذہب کے بڑے اس کا انتخاب کرتے ہیں۔ شیخ العقل کے ہر شہر اور بستی میں اس کے معاون ہوتے ہیں۔ لبنان میں دروزی، امراء اور مشائخ میں تقسیم ہیں۔ جو امراء ہیں یہ ارسلان خاندان سے ہیں اور جو مشائخ ہیں وہ ”جملاط اور یوزکیہ“ خاندانوں سے ہیں۔



دروزی کتابوں کا تذکرہ

دروزی شیعوں کا ایک مصحف ہے جس کا نام ”المحرر بذاتہ“ ہے اس مصحف میں انہوں نے اسلامی احکام کا مذاق اڑایا ہے۔ ان کے نزدیک ”عرف“ قرآنی سورت کی طرح ہے۔ عرف ”صلوات الشرائع“ میں کہتے ہیں:

”اے توحید پرستو! اپنا بچاؤ اختیار کرو، جو ظالم اپنے بتوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کی خواہش ہے کہ وہ تمہیں اپنے عقائد باطلہ اور دین کی طرف لوٹائیں اور ان کی آرزو ہے جو خیر اور حق ہے اسے ادنیٰ چیز کے ساتھ بدل دیں۔“

ان کی نماز میں رکوع اور سجود ہوتا ہے جو جسم کا ہے اور ظاہری سجدہ ہے۔ انہوں نے کتاب کو ریاضی کا نام دیا ہے، اس کیساتھ یہ مؤحدین کے نیک و کار حاکم کو جو اللہ ہے دھوکہ دیتے ہیں ”نہیں وہ دھوکہ دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں اس کا علم بھی ہے“ اشارہ مسلمان سنیوں کی طرف ہے۔ یہ اپنے مصحف میں مسجد حرام کا بھی مذاق اڑاتے ہیں اپنے عرف ”حقیقۃ الصلوٰۃ والايمان“ میں بیان کرتے ہیں:

”ان سے کہو! ایمان صرف یہی نہیں کہ اپنے چہرے مسجد حرام کی طرف کرو جو کہ بتوں کا گھر ہے یا مشرق یا مغرب کی طرف کرو یا میدان کی طرف کرو جو کہ گناہوں کا پہاڑ ہے اور بتوں کا پہاڑ ہے یا جہالت کے رستے کی اتباع ہے، ایمان اور توحید اس میں ہے جو ہمارے مولیٰ حاکم کے ساتھ ایمان لایا ہو جو کہ رب والہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں“

دروزی شیعوں کے مصحف میں لکھا ہے: ”روز قیامت حاکم بامر اللہ قاضی لوٹ کر آئے گا“ یہ ”الامر واقعہ“ عرف میں بیان کرتے ہیں:

”تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو انہیں اونٹ مارا گیا جائے گا جس دن تمہارا مولیٰ حاکم تمہیں دور سے پکارے گا یہ دعویٰ دن ہے جس کا تم وعدہ دیے گئے ہو، اسی عذاب کے دن میں پڑو تم یہاں ہمیشہ رہو، کوئی راہ فرار نہیں، اے گمراہو! اعتاد رکھنے والو! بتاؤ کیا تمہارے پاس حاکم بامر اللہ آئے گا اس کے سوا اور کوئی رب نہیں اگر تم سچے تو مجھے بتاؤ۔“

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فویل للذين يكتبون الكتاب بأيديهم ثم يقولون هذا من عند الله
ليشتروا به ثمنا قليلا فویل لهم مما كتب ايديهم وویل لهم مما
يكسبون

(البقرہ: 70)

”ہنس ویل ہے ان لوگوں کیلئے جو کتاب اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے
پاس سے ہے تاکہ وہ اس کے ساتھ تھوڑی قیمت خریدیں، ہنس ویل ہے ان کیلئے جو ان
کے ہاتھوں نے لکھا اور ویل ہے ان کیلئے جو وہ کماتے ہیں۔“
بہی حال شیعوں کے مصنف کا ہے:

”یہ ان لوگوں کو وعید دیتے ہیں جو حاکم بامر اللہ کو جانتے تک نہیں اور نہ ہی اس کی اطاعت
سے مطلع ہیں مگر یہ انہیں سخت عذاب کی ڈانٹ پلا رہے ہیں۔“
ان کے اسی مصنف میں لکھا ہے:

”تم میں سے کوئی ایک آگ کے جوتے پہن لے جن سے اس کا دماغ جوش مارے گا یہ
اس کے عذاب سے آسان تر ہے، جو مولا حاکم کی دعوت کو قبول نہ کرنے والے کو ہوگا
ہدایت واضح ہونے کے باوجود اگر اسے قبول نہ کر لے تو اگر روئے زمین کے سارے
لوگ بھی اس کیلئے استغفار کریں، ان کا مولیٰ حاکم صمد واحد ان کی خطاؤں کو کبھی معاف نہ
کرے گا اور زمین بھر کر فدیہ دے تو اسے نجات نہ دلانے گا۔“

دروزی شیعوں کے رسائل مقدمہ بھی ہیں، جنہیں یہ رسائل حکمت کا نام دیتے ہیں، ان کی تعداد
111 ہے یہ ان کے امام ثانی حمزہ بن علی زوزنی اور ان کے امام بہاء الدین اور حمی کی تالیف ہیں، ان کی
کتاب کا نام ”یثاق ولی الزمان“ ہے، جسے حمزہ زوزنی نے لکھا ہے، یہی وہ کتاب ہے جسے دروزی فرقہ
میں داخل ہونے والے سے خفیہ عقیدہ کا عہد لیا جاتا ہے، ان کی ایک کتاب کا نام ”انقص الحق“ ہے یہ وہ
کتاب ہے جس میں ان کے امام حمزہ نے تمام احکام شریعت کو توڑ کر رکھ دیا ہے، خصوصاً اسلام کے ارکان
عقائد کثرت سے بیان ہوئے ہیں، یہ برازیل سے 1920ء میں منیر البایدی کی مگرانی میں طبع ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆

دروزیوں کی عبادت اور ان کے اذکار

اپنی ہر ہستی میں یہ مجلس ذکر قائم کرتے ہیں، یہ نہایت ہی خلوت میں ہوتی ہیں اور ہستی والوں کی بہت زیادہ تعداد یہاں حاضر ہوتی ہے، جس عمارت میں یہ مجلس منعقد ہوتی ہے، اسے مجلس حمزہ کہتے ہیں، یہ بہت بڑے کمرے میں ہوتی ہے، اس کے درمیان میں ایک میز ہوتی ہے، جس کی اونچائی تقریباً 70 انچ ہوتی ہے، اس پر موٹی سی چادر ڈالتے ہیں، جو ڈیڑھ میٹر ہوتی ہے، اس طرح یہ کمرہ کودو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں، ایک حصہ میں مرد ہوتے ہیں اور دوسرے حصہ میں خواتین ہوتی ہیں اور ہر حصے کا الگ دروازہ اور کھڑکی ہوتی ہے، ان کا امام بیٹھتا ہے جسے یہ ہستی کا ”شیخ عقل“ کہتے ہیں یہ صدر مجلس ہوتا ہے اور یہ اپنی کمراس میز کی طرف کر لیتا ہے، دیگر شیوخ اس کے دائیں بائیں غیر مرتب طریقہ سے بیٹھ جاتے ہیں، یہ وعظ شروع کرتا ہے، قصے، کہانیاں اور صوفیانہ واقعات سناتا ہے، اس کے بعد شیخ العقل بیٹھ جاتا ہے، یہ سب مرد و خواتین کھڑے رہتے ہیں اور بیک آواز کہتے ہیں ”یا سمیع یا سمیع“ اسے سننے والے۔ اس طرح کہہ کر سید امیر عبداللہ توفی کا احترام کیا جاتا ہے، یہ اسے پکارتے ہیں، اس کے بعد بیٹھ جاتے ہیں اور دروزی جہاں تو لکھ بھر میں چلے جاتے ہیں عقاب درجہ کے مرد اور خواتین باقی رہ جاتے ہیں، اس کے بعد دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے شیخ پڑھتا ہے یا وہ کسی دوسرے شیخ کو پڑھنے کا حکم دیتا ہے یہ دروزی رسالہ پڑھتا ہے، قراءت کے ختم ہونے پر اکٹھے کھڑے ہو کر پھر پکارتے ہیں ”یا سمیع یا سمیع“ اس کے بعد شیخ العقل دوسرے شیوخ کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے ”تھٹھلوا“ تشریف رکھیں، پھر اجتماعی قراءت کرتے ہیں اور ”بیات ولی الزمان“ کتاب سے ابتدا کرتے ہیں، پھر دیگر دروزی رسائل پڑھتے ہیں، وہاں یہ جملہ ہے:

هو الحاكم المولى بناسوته يرى

”حاکم ہی مولیٰ ہے اپنے ناسوت (انسانی جسم میں) نظر آ رہا ہے۔“

اس کی تلاوت کے وقت اپنے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اور نہایت ہی گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں ان دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے واپس لوٹ جاتے ہیں۔

دروزی عقائد

دروزی شیعوں کا فرقہ حاکم بامر اللہ فاطمی کے الہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے، جب وہ مرا تو انہوں نے کہا وہ مرا نہیں غائب ہوا ہے وہ آخر زمانہ میں لوٹے گا۔ یہ تمام انبیائے کرام علیہ السلام کے منکر ہیں (نعوذ باللہ) انہیں شیطان اور ابلیس کا لقب دیتے ہیں، انکا اعتقاد ہے کہ مسیح ان کا امام حمزہ بن علی زوزنی ہے۔ یہ دوسرے تمام دین والوں سے نفرت رکھتے ہیں اور قدرت ہو تو ان کا خون اور مال جائز قرار دیتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے مذہب نے تمام دین منسوخ کر دیئے ہیں اور یہ تمام عبادات اور احکام اسلامی کے منکر ہیں، روحوں کے تناسخ کے قائل ہیں۔ ان کا نظریہ ہے، جنت، دوزخ، ثواب و عذاب کوئی چیز نہیں، یہ قرآن پاک کے بھی منکر ہیں اور کہتے ہیں یہ قرآن حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے تیار کیا تھا، اپنے قرآن کا نام ”منفرد لذاتہ“ بتاتے ہیں، یہ پرانے فرعونوں کے ساتھ نسبت رکھنے میں بڑا فخر محسوس کرتے ہیں اور ہندوستانی پرانے حکماء سے میل ملاقات سے بہت خوش ہوتے ہیں، ان کے پیشوا بعض اوقات اسی نسبت، اسی محبت اور اسی قربت کی وجہ سے ہندوستانی حکماء کی زیارت کو آتے ہیں، ان کی تاریخ کا آغاز 408ھ سے ہوتا ہے، یہ وہ سال ہے جس میں ان کے امام حمزہ بن علی زوزنی نے حاکم بامر اللہ فاطمی کے الہ ہونے کا اعلان کیا تھا، ان کا عقیدہ ہے ان کے الہ فاطمی کا لوشاعی قیامت ہے وہ آئے گا، ان کی قیادت کرے گا، کعبہ کو گرائے گا، مسلمانوں اور روئے زمین کے اہل کتاب کو ہانک دے گا، سب بھاگ جائیں گے، اس کے بعد ان کی حکومت ہوگی اور یہ جزیرہ مقرر کریں گے اور مسلمانوں کو ذلیل کریں گے، ان کا عقیدہ ہے حاکم بامر اللہ فاطمی نے پانچ انبیاء بھیجے ہیں۔

① حمزہ بن علی زوزنی ② اسماعیل ③ محمد کلمہ ④ ابوالخیر ⑤ بہاؤ الدین سموتی

یہ دوسروں سے شادی کرنا حرام قرار دیتے ہیں اور ایک سے زیادہ چار تک بیویوں کے بھی قائل نہیں، نہ طلاق یافتہ کے عدت کے اندر رجوع کے قائل ہیں عورت کو درایت سے محروم رکھتے ہیں، رضائی بہن بھائی کی حرمت کو تسلیم نہیں کرتے، اور یہ نہ تو کسی کو اپنے سوا اپنے دین میں داخل کرتے ہیں اور نہ پھر اس سے نکلنے کی اجازت دیتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف بڑی بدتمیز زبان استعمال کرتے

ہیں، ان کے نزدیک حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کو بے حیائی اور برائی قرار دیتے ہیں، دروزی شیعوں کے علاقوں میں مساجد نہیں ہوتیں ان کے خلوت خانے ہیں، جن میں یہ جمع ہوتے ہیں، وہاں یہ کسی اور کو داخلے کی اجازت نہیں دیتے، نہ یہ روزے رکھتے ہیں، نہ یہ بیت اللہ کا حج کرتے ہیں، یہ ملک لبنان میں حاصبیہ شہر میں خلوت پناہ میں ہی جانے کو حج قرار دیتے ہیں، یہ مسجد نبوی ﷺ کی زیارت نہیں کرتے۔ دمشق کے زیر نگین ”معلولہ“ بستی میں ایک مریدہ گرجا ہے اس کی زیارت کو جاتے ہیں، یہ اپنے عقیدہ کو ظاہر نہیں کرتے، یہ اس کی تعلیم اپنوں کو بھی چالیس برس کی عمر میں دیتے ہیں دروزی شیعوں کے نزدیک تکلیف اور مذہداری کی عمر چالیس برس ہے، دروزی شیعوں کے عقائد کا مرکز یہی ہے کہ ”حاکم بامر اللہ“ اللہ ہے، یہ اللہ کی انسانی صورت ہے یہ اسے فرد، احد، صمد، بے مثل اور جنس سے بلند و بالا قرار دیتے ہیں، یہ دروزی اپنے مذہب میں داخلہ کا عہد و میثاق درج ذیل الفاظ میں لیتے ہیں، اسے یہ ”میثاق ولی الزمان“ کہتے ہیں:

”میں اپنے مولا، حاکم، فرد و صمد اور احد پر بھروسہ کرتا ہوں جو شادی اور تعداد از دواج سے

منزہ ہے

کہتے ہیں: کہو: فلاں ابن فلاں کا یہ قرار ہے۔“

یعنی چالیس سال کی عمر میں جو بھی ان کے دین میں داخل ہوتا ہے وہ یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ چیز میں اپنے اوپر واجب کرتا ہوں اور میں اپنی روح کی بیداری سے اپنی عقل و بدن کی صحت سے گواہی دیتا ہوں کہ میں دروزی مذہب کے علاوہ تمام مذاہب اور مقالات سے اور دیگر ادیان و اعتقادات سے بری ہوں، میں اپنے مولا حاکم جل ذکرہ کے علاوہ کسی کو نہیں جانتا، صرف اسی کی اطاعت کا پابند ہوں اور میں اس کی عبادت میں کسی کو شریک قرار نہیں دیتا، خواہ وہ گزر چکا ہو یا حاضر ہو یا غائب ہو، میں نے اپنا چہرہ، جسم، بال، اولاد اور اپنی تمام ملکیتی جائیداد اپنے مولا حاکم کیلئے مطیع کر دی ہے، یعنی حاکم بامر اللہ جو ان کا بادشاہ گزرا ہے، ان کے نزدیک روز قیامت یہ ہے کہ حاکم بامر اللہ انسانی صورت میں رکن یمانی سے نمودار ہوگا، چین کے ملک سے آئیگا اور اس کے ارد گرد یا جوج ماجوج جیسی معزز قوم ہوگی، دوسرے دن صبح یہ لوگوں کو بذریعہ سنہری تلواریں ملکی لگائیگا اور اس وقت یہ کعبہ کو گرا دیں گے، مسلمانوں اور عیسائیوں کو ہر طرف سے منتشر کر کے ان پر ہمیشہ غالب آئیں گے، اور اسی طرح دروزی شیعہ کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ”رسالۃ فی معرفۃ سر دیاتہ الدروز“ ہے۔ اس میں ان کے گمراہ کن عقائد کی مکمل تفصیل موجود ہے، جس میں وہ اپنے آپ کو برحق سمجھتے ہیں اور اپنے سوا تمام گروہوں پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں اور دین

اسلام کی تمام بنیادی ایمانیات کے مقابلہ میں اپنے خود ساختہ عقائد رکھتے ہیں، اور انبیاء و رسل کا انکار کرتے ہوئے اپنے مخالفین کو شیاطین لکھتے ہیں جیسا کہ ان کے سوال و جواب سے یہ بات واضح ہے اسی طرح، ان کا عقیدہ ہے کہ یہ حاکم امر اللہ جب رکن یمانی سے نمودار ہوگا تو یہ ایک تلوار خمرہ زوزنی کو دیگا یہ دو آدمیوں کو قتل کرے گا، ایک محمد بن عبداللہ ﷺ کو جو کہ صاحب دین اسلام ہے، دوسرا آدمی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا، پھر کعبہ پر بجلی گرائے گا اسے ریزہ ریزہ کر دے گا، اور یہ بھی ان کا عقیدہ ہے ساتویں پارہ سورت انعام میں دوسرے رکوع میں جو شراب جوا، استہمان اور تیروں سے تقسیم چار چیزوں کو شیطان پلیدی قرار دیا گیا ہے، اس سے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم مراد ہیں، ان کے نزدیک رجسی، بدعی وغیرہ طلاق کا کوئی تصور نہیں، ان کا عقیدہ ہے جب طلاق دے دیں دوبارہ اس عورت سے اس کا نکاح جائز نہیں۔



اسرائیلی یہودیوں اور دروزیوں کے روابط

دروزی شیعوں اور صیہونی اسرائیلیوں کے درمیان روابط موجود ہیں، خصوصاً ان دروزیوں کے جو اسرائیل میں رہتے ہیں، یہ تو صیہونی اسرائیل کا ایک حصہ ہیں، ان کی تعداد تقریباً پچاس ہزار ہے، ان میں سے بعض اسرائیل کی فوج میں ملازم ہیں، 1967ء کی جنگ میں دروزی شیعوں کے نوجوانوں نے بلا معاوضہ کام کیا ہے، اسی طرح انہوں نے 1973ء میں بھی یہودیوں سے تعاون کیا تھا، لبنان میں 1982ء دروزی شیعوں کے فوجیوں نے جنگ میں اسرائیلی فوجوں سے باقاعدہ تعاون کیا تھا، یہ اسرائیلی سیاسی زندگی میں کافی اثر و رسوخ رکھتے ہیں ”لیکوز“ تنظیم جو کہ اسرائیل کی ہے، اس میں نائب کے عہدہ پر ایک دروزی شیعہ ہے۔ اسرائیل میں دروزیوں کا شیخ ہے اس کا نام امین طریف ہے۔ دروزی شیعوں اور اسرائیلیوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور رشتہ ہے، دروزیوں کے بڑے نے کہا تھا کہ ہمارا انجام اسرائیل کے انجام کے ساتھ وابستہ ہو گیا ہے یہودی گروہ اس تعلق اور رابطہ میں اور مضبوطی پیدا کرے گا اور ہمارا اخلاص اور دوستی اسرائیلی حکومت کے لیے جاری رہے گی۔ لبنان میں رہنے والے دروزی شیعوں کے شیخ اگرچہ دور ہیں اور اسرائیل سے باہر ہیں مگر ان کے آپس میں روابط اور میل ملاپ مضبوط طور پر ہیں۔ اسرائیل کے دروزی شیعہ اپنے لبنانی شیعہ بھائیوں کی مدد کرتے ہیں اور معاونی اور مادی سہارا دیتے ہیں۔ لبنان میں پیدا ہونے والے بعض واقعات ان گہرے اور قوی تعلقات کی نقاب کشائی کرتے ہیں جو دروزیوں اور یہودیوں کے درمیان ہیں۔ تمام دروزیوں کی کوشش ہے کہ جولان میں حوران میں شوف میں اور مد مر میں اردن اور عراق کے درمیان پھیلے ہوئے صحرا میں ان کی حکومت قائم ہو جائے۔

دروزی شیعوں اور حکومت اسرائیل کی آپس میں گفتگو:

اسرائیلی حکومت نے گفتگو کے درمیان بتایا ہم اسرائیلی اور دروزی شیعوں کے سربراہ اور درہ ارکان کے درمیان جو ایک روحانی فرقہ ہے، نشست ہوئی ہے۔ قاضی شریعت سلیمان طریف ”کنیسہ“ کا اہم رکن جبری معذی اور دروزی فرقہ کے سربراہ اور اس گروہ کے معزز حضرات اور ہر علاقہ کے دروزی

نوجوان بھی اسرائیل میں موجود تھے، یہ سب 1967-5-27ء میں مقدس مقام پر حضرت خضر علیہ السلام کی قبر کے قریب جمع ہوئے ہیں۔ اسرائیلی کہتا ہے: ہم نے اپنے علاقے کے مختلف معاملات پر بحث کی ہے اور ہماری مشترکہ، یعنی اسرائیلی اور دروزی فرقہ کی حکومت کے خلاف جو دھمکیاں مل رہی ہیں، انہیں زیر بحث لاتے ہیں۔ بحث کے بعد ہم یہ بیان جاری کر رہے ہیں۔

(1)..... دروزی فرقہ ہمارا جزو لاینفک ہے اس نے حکومت اسرائیل کی بے لوث خدمت کی ہے۔ اس کا تحفظ کیا ہے اور اس کی فوج کا بھی اور ہر شعبہ میں اس نے تعاون کیا ہے۔

(2)..... اس دروزی فرقہ کے افراد نے اپنے استعداد کے مطابق ہماری حکومت کی سلامتی اور فوجی اور شہری میدانوں میں بھی ہماری سلامتی کا دفاع کیا ہے۔

(3)..... اس کینسہ کے اہم رکن کے بیان کی تائید جبر معدی دروزی نے اس سے بھی بڑھ کر کی ہے۔ یہ کہتا ہے ہم نے جہاں تک ممکن ہو سکا ہے اسرائیلی فوج کی خدمت کی ہے۔

(4)..... ہم حکومت اسرائیل کے سربراہ، وزیر دفاع ارکان پارلیمنٹ کے سربراہ اور اسرائیلی کی بہادر فوج کے چیف آف سٹاف کے کارناموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے ملک اور علاقے کی حدود کا پوری مستعدی سے دفاع کیا ہے اور ہم ان دروزی شیعوں کے فرزندوں کو خصوصی مبارکباد دیتے ہیں جو اسرائیلی فوجوں کے لیے کام کر رہے ہیں اور سرحدوں کی حفاظت کر رہے ہیں اور جنگ میں اسرائیلی فوج کے شانہ بشانہ شریک رہے ہیں۔ آخر میں ہم دروزی فرقہ والے اللہ سے دعا کرتے ہیں وہ ہمارے علاقے میں سلامتی کو برتری دے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ عالم اسلام کے لیڈر بھی اپنی استطاعت کے مطابق عالمی سلامتی کے لیے کوشاں رہیں گے۔

اسرائیلی فوج اور دروزی شیوخ کے خوفناک خبیث خفیہ رابطے:

(1)..... دروزی شیعوں کا خفیہ رابطہ یہودیوں کے ساتھ تھا۔ ان میں سے ایک ان کا شیخ لیبب البورکن ہے۔ یہ یہودی ہم وطنوں کے ساتھ گہرے روابط اور ملاپ رکھتا تھا۔ فلسطینیوں کا مخالف تھا۔ 1948ء میں جنگ سے پہلے یا دوران جنگ اس نے یہودیوں کی حمایت کی تھی، اس نے یہودیوں کی بہبود و صلاح کے لیے اراضی خریدنے میں نمایاں کردار ادا کیا تھا، اس نے دروزی فوجیوں کی رجمنٹ ملا کر یہودیوں کی ”حافانا“ فوجی قوت میں اضافہ کیا تھا۔ یہ ”موسفیا“ بہتی کارہنہ والا تھا اس کی عمر 74 سال تھی۔ یہ خبیث اسرائیلی فوجوں تک ہتھیار سپلائی کرنے میں اور اناج ذخیرہ کر کے ان کی طاقت

میں مضبوطی پیدا کرتا رہا۔ یہی وہ خبیث تھا جس نے بیت المقدس تک جانے کے لیے راستہ بنانے میں تعاون کیا۔ علاوہ ازیں اس نے خفیہ راز بھی اس تک پہنچائے اور اسرائیلیوں کے خلاف عرب تحریکوں کے اہم راز بھی اس خبیث نے ان تک پہنچائے۔

②..... شیخ صالح خنیس ہے۔ یہ ”شفار عان“ بستی کا رہنے والا تھا۔ یہ بستی یہودیوں کی خدمات میں بدنام ترین تھی یہ دوسرے دروزی لیڈروں کی مانند ہی سرگرم عمل ہوا۔ اس نے دروزی شیعوں اور یہودیوں کے درمیان تعلقات مضبوط طور پر استوار کرائے۔ پھر یہ اپنی سرگرمیوں میں اور تیز ہو گیا اس نے جلیل کے مغرب میں واقع دو فلسطینی بستیوں ”عربہ اور خنثین“ کے گرانے پر اسرائیل کو پورا تعاون پیش کیا۔ یہ شیخ ایک مصیبت تھا اس نے یہودی منصوبہ بندی کو کامیاب کرانے کی خاطر آزاد فلسطینیوں کو غلام بنادیا ان کی زمینیں فروخت کر دی انہیں پتہ بھی نہ چلنے دیا۔

③..... شیخ جبر معدی ہے۔ اس نے 1937ء سے لے کر 1948ء تک دروزیوں کا اکٹھا کیا اور اس نے اپنی پوری کوشش سے دروزیوں کو اسرائیلی فوج میں شامل کروایا، دروزیوں کے نزدیک اس کا اہم ترین کارنامہ یہ ہے کہ خبیث یہودیوں کے محاصرہ میں آنے کی صورت میں جب وہ یحییٰ عام کے علاقے میں محصور ہو گئے تھے یہ خوراک پہنچاتا تھا یہ خبیث اسرائیلی کا بیٹہ کا اہم رکن تھا اور اٹھائیس برس تک رہا ہے۔ اس کے ”رائی اور ترشچا“ کے علاقے میں فوجی تنظیموں کے ساتھ قوی رابطے تھے جو عربوں کو نجات دلانے کے لیے بنائی گئی تھی۔ ان عرب لوگوں کو علم نہ تھا کہ اس دروزی شیعہ شیخ کا اسرائیلی تنظیم ”الھافانا“ سے رابطہ ہے۔ اس وجہ سے اسے مکمل آزادی سے کام کرنے کا اور سازش کرنے کا موقع ملا اور اسے وہ اہم ترین معلومات تک رسائی حاصل رہی جن کی مدد سے جلیل مغرب کو گرانے کا آسان طریقہ یہودیوں کے ہاتھ آ گیا اور عرب قوتوں اور تنظیموں کو بہت سخت نقصان اٹھانا پڑا۔

④..... شیخ حرید عباس ہیں، یہ جلیل علاقہ کے شہر ”حات“ کا رہنا والا ہے۔ یہ دس سال کی عمر میں ہی اسرائیلیوں کے ساتھ تعاون کرنے کی مہارت رکھتا ہے۔ اس کا باپ اسے اکثر یہودیوں کی منصوبہ بندی پوری کرنے کیلئے اسے بھجواتا رہا ہے۔ یہ ان یہودیوں کیلئے جو یحییٰ عام کے علاقہ میں محصور ہو گئے تھے ان کو کھانا دے کر بھیجا کرتا تھا۔ حرید عباس نے یہودی فوج میں 29 برس کام کیا ہے یہاں تک کہ یہ کلیدی عہدوں تک رسائی پا گیا۔ اسرائیل کے بہت اہم عہدوں پر فائز رہا ہے۔ اس نے کچھ عرصہ فلسطین میں دروزیوں کے معمولات کی وزارت عظمیٰ کے نائب کی حیثیت سے بھی کام کیا ہے۔ یہ شخص فلسطینی سنی مسلمانوں کے خلاف سخت کین رکھتا ہے۔ اللہ اس سے اس کے ظلم کے مطابق فیصلہ کرے۔

ان کے مقامات

آج کل یہ دروزی شیعہ سوریا، لبنان اور فلسطین میں پائے جاتے ہیں، ان کی زیادہ اکثریت لبنان اور سوریا میں ہے اور مقبوضہ فلسطین میں بھی یہ کافی تعداد میں ہیں۔ انہوں نے اسرائیلی شہریت اختیار کر رکھی ہے۔ اسرائیلی فوج میں رضا کارانہ کام کر رہے ہیں۔ برائیل آسٹریلیا سے بھی ان کا رابطہ ہے۔ ولید جملاط کی وجہ سے لبنان میں ان کا اثر و رسوخ بہت زیادہ ہے۔ لبنانی جنگ میں ان کا بہت زیادہ کردار رہا ہے۔ مسلمان سنیوں سے بے حد عداوت رکھتے ہیں۔ ان کی تعداد تقریباً 250 ملین ہے۔ سوریا میں تقریباً ایک سو بیس ہزار نفوس ہیں۔ قریہ میں تقریباً تہتر ہزار نفوس ہیں اور لبنان میں تقریباً نوے ہزار نفوس ہیں۔ باقی مقبوضہ فلسطین اور ”مجر“ کے علاقوں میں ہے۔ سوریا کے بالائی جنوبی علاقوں میں جولان وغیرہ میں بھی رہتے ہیں۔ لبنان میں ایک پہاڑ کا نام ہی دروزی ہے۔ ان کے مشہور ترین شہر درج آیل ہیں۔ ”عبہ، شویفات، بعقلین، شمار، جرد، عرقوب، ہاروک، مقبوضہ فلسطین میں جبل ”کرل“ عکا، طبریہ، صفد، میں بھی یہ پائے جاتے ہیں۔ اسرائیل میں تقریباً تیس ہزار دروزی شیعہ ہیں جو کہ اس کا معاشرتی جزو بن چکے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے، دروزی شیعہ اسرائیل کی فوج سیاست، وزارت ہر شعبہ میں با اثر ہو چکے ہیں۔ مغرب کے شہروں میں ”تلمسان“ کے قریب ایک قبیلہ ہے یہ ”بنو محس“ کے نام سے مشہور ہے یہ بھی دروزی عقیدہ رکھتا ہے۔

(مزید معلومات کے لیے عقیدہ دروز، عرج و نقد محمد احمد الخطیب کی اور اشواء علی العقیدہ الدرزیہ، احمد فوزان کی، اصل الموحدين الدروز، امین طلیح کی، اور کتاب الدروز والشورہ السوریہ، امین ناشد کی اور طائفہ الدروز، محمد کامل حسن کی المحرکات فی لبنان الی محمد الحصرہ یوسف ابو شقر کی کتاب الدروز مؤامرات و تاریخ و حقائق فؤاد اطرش کی ملاحظہ فرمائیں)



دروزی شیعوں کے بارے میں شیخ الاسلام کا فتویٰ

دروزی فرقہ جو کہ تھکنیس درزی کے پیروکار ہیں، یہ حاکم کے دوستوں میں سے تھا، اسے اس نے تیم اللہ بن ثعلبہ کی وادی میں بھیجا تھا، اس نے انہیں حاکم کے الہ ہونے کی دعوت دی، یہ اسے باری اور علام بھی کہتے ہیں، اور اس کے نام کی قسمیں بھی کھاتے ہیں، یہ اسامیلی فرقہ میں سے ہیں، ان کا کہنا ہے محمد بن اسماعیل نے حضرت محمد بن عبد اللہ ﷺ کی شریعت کو منسوخ کر دیا ہے، یہ عالیہ فرقہ سے بھی زیادہ بڑے کافر ہیں، جو کہ کہتے ہیں کہ یہ عالم (دنیا) قدیم ہے، یعنی بعد میں نہیں بنی، پہلے سے ہی یہ آرتی اور آخرت کے بھی منکر ہیں۔ اسلام کے واجبات کا اور محرمات کا بھی انکار کرتے ہیں۔ قرامطہ باطنیہ میں سے ہے جو کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سے بھی زیادہ بڑے کافر ہیں۔ یہ ارسطو وغیرہ فلاسفہ میں سے یا مجوسیوں میں سے ہیں۔ ان کا نظریہ فلاسفہ اور مجوسیوں سے مرکب ہے۔ یہ منافقانہ طور پر خود کو شیعہ ظاہر کرتے ہیں مگر یہ سبہ دین ہیں۔ مزید فرماتے ہیں: شیعہ دروزی کافر ہیں، اس میں کوئی شک نہیں بلکہ ان کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ یہ تو نہ اہل کتاب کے درجے پر ہیں نہ مشرکین۔ بلکہ یہ گمراہ کافر ہیں اور ان کیساتھ کھانا حرام ہے ان کی عورتوں کو قید کر لیا جائے، ان کے مال لوٹ لیں، یہ زندیق اور مرتد ہیں۔ ان کی توبہ قبول نہیں، بلکہ یہ جہاں بھی پائے جائیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان پر لعنت کی جائے۔ انہیں چوکیداری، درہبانی اور حفاظت کے لیے ملازم رکھنا جائز نہیں۔ ان کے علماء، صلحاء وغیرہ سب ماردے جائیں تاکہ یہ دوسروں کو گمراہ نہ کریں۔ ان کے گھروں میں سونا منع ہیں، انکے ساتھ قافلے میں شامل ہونا اور ان کے ساتھ چلنا اور ان کے جنازے میں شریک ہونا جائز نہیں، اور امرہ کو چاہیے کہ وہ ان پر حدیں قائم کریں۔ اس میں سستی کا مظاہرہ نہ کریں۔



گیارہویں فصل.....

اسماعیلی شیعوں کے بارے میں

پہلی بحث:

ان کا تعارف

دوسری بحث:

اسماعیلی شیعوں کے فرقے

تیسری بحث:

ان کے عقائد کے بارے میں

چوتھی بحث:

اسماعیلی شیعوں کے رسوم و رواج

پانچویں بحث:

اسماعیلی شیعوں کی خوزریاں، قتل گریاں اور تحریکیں

چھٹی بحث:

یہ کن مقامات پر پائے جاتے ہیں

اسماعیلیوں کا تعارف

اسماعیلی ایک باطنی فرقہ ہے۔ یہ امام اسماعیل بن جعفر صادق کی طرف منسوب ہے۔ یہ ظاہر میں تو آل بیت کے شیعہ نظر آتے ہیں درحقیقت یہ اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں، صدیاں بیت گئیں اس کے باوجود یہ ہمارے زمانے تک پائے جاتے ہیں۔ اسماعیلیوں سے ہی اثنا عشری امامیوں کے شیعے نکلے ہیں۔ 148ھ میں امام جعفر کی وفات کے بعد اسماعیلیوں نے امام موسیٰ کاظم جو کہ شیعوں کے نزدیک ساتواں امام ہے۔ ان اسماعیلیوں نے اسے تسلیم نہ کیا تھا اور امامت اسماعیل بن جعفر کی طرف منتقل کر دی۔ علماء کرام نے اسماعیلیوں کی حالت و لفظوں میں یہ بیان کی ہے:

دعائهم زنادقة و عوامهم رافضة

”ان کے داعی زندقہ دہے دین ہیں اور ان کی عوام رافضی شیعہ ہیں۔“



اسماعیلی شیعوں کے فرقے

①..... قرامطہ اسماعیلی: یہ شام اور بحرین میں ظاہر ہوئے تھے انہوں نے امام اسماعیل کی اطاعت سے انکار کر دیا تھا اس کے مال لوٹ لیے، سامان لوٹ لیا، یہ امام اسماعیلی وہاں سے بھاگ اٹھا، سلیمہ سے سو ریا چلا گیا۔ ان کی پکڑ سے بچنے کے لیے ”ماوراء النہر“ کے شہروں میں چلا گیا، اسماعیلی قرامطہ کی شخصیات میں سے عبداللہ بن میمون قدح ہیں۔ جو جنوب فارس میں 260ھ میں نمودار ہوا اور ایک فرج بن عثمان قاشانی جو ”ذکر دیہ“ کے نام سے معروف ہے۔ یہ عراق میں نمودار ہوا تھا۔ اس نے چھپے ہوئے عائب امام کی دعوت دی اور ایک حمدان فرمط ابن الاصف اور ایک احمد بن قاسم ہے جو تاجروں اور سنی حاجیوں کے قافلے لوٹ لیا کرتا تھا۔ ایک حسن بن بہرام ہے جو کہ ابوسعید جنابی کے نام سے معروف تھا، جو بحرین میں نمودار ہوا یہ حکومت قرامطہ کا بانی تصور کیا جاتا ہے اس کے بعد اس کا بیٹا خبیث سلیمان بن حسن بن بہرام ہے۔ اس خبیث نے تیس برس تک حکومت تھی اسی کے عہد میں کعبہ مشرقہ پر حملہ ہوا۔ بہت سارے حاجی لوگ مارے گئے۔ حجر اسود کو چالیا گیا اور اسے تیس برس تک اپنے پاس رکھا۔

اسماعیلیوں کے انوکھے کام:

قرامطہ اسماعیلی ایک خطرناک کھیل کھیلتے ہیں وہ یہ ہے کہ مال اور شرم گاہیں سب جائز ہیں۔ سب سے پہلے یہ کام حمدان قرامطی نے کیا۔ اس نے اپنے عہد کاروں سے کہا: الفت پیدا کرو۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ اپنے مال ایک جگہ جمع کریں اور اس میں سب برابر ہیں۔ حمدان جب قابض ہوا تو اس نے اپنے عہد کاروں سے کہا کہ فلاں رات عورتوں کو جمع کرو، مردوزن کا اختلاط ہو۔ اور ایک دوسرے پر سواری کریں۔ ابوسعید جنابی نے بھی بحرین کی حکومت میں اپنے عہد کاروں کو جمع کیا اور اس رات کا نام ”افاضہ“ رکھا اور چراغ بجھا دیئے۔ آگے عورت حلال ہے یا اس پر حرام ہے یہ نیز کون کرتا تھا یہ ساری رات جنسیت کا بازار گرم رہا۔ بلکہ اسماعیلیوں کے نزدیک ایمان کامل اس طرح ہوتا ہے۔ جب کوئی تشریق کرے۔ تشریق یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کے پاس دوسرے آدمی کو بھیجے وہ اس سے ہمبستری کرے اور اس کا خاندان موجود ہو اور دیکھ رہا ہو۔ پھر جب وہ باہر نکلے تو اس کے چہرے پر تھو کے اور اس کی

گدی تھپ تھپا کر یہ زنا کرنے والا اس عورت کے خاوند سے کہے: ”مبرکرا“..... ”جب یہ مبرک کرے گا تو اب یہ کامل ایمان والا ہے اور اس عورت کا نام صابرو رکھتے ہیں۔“

تاریخ نویس بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید جتابی نے اپنی بیوی کو بیچا مہدی پر داخل کیا اور بیوی سے کہا: جب یہ تجھ سے بدکاری کرنا چاہے تو اسے مت روکنا۔ اس کے بعد معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ اس نے اپنے بیروکاروں کے لیے قوم کو طے کا عمل جائز قرار دے دیا۔ اور اس لڑکے کو واجب القتل قرار دیا جو اس بد فعلی سے روکے۔ علی بن فضل نے اپنے اس اسماعیلی بیروکاروں کے لیے ”اقاضہ“ کی رات جاری کی تھی۔ اپنے قرامطہ بیروکاروں مردوں اور عورتوں کو رات ایک وسیع گھر میں جمع کرنا پھر روشنی بجھانے کا حکم دیا اور جس کے ہاتھ جو عورت لگ جاتی وہ اس پر واقع ہو جاتا۔ (نور باللہ من ہذہ الخرافات)

(۲)..... فاطمی اسماعیل: یہ اسماعیلی تحریک تھی جو متعدد ادوار سے گزری تھی۔ ایک دور رازداری کا تھا۔ یہ اسماعیل بن جعفر کی موت کے بعد ہی شروع ہوئی تھی۔ اس کی موت 143ھ میں ہوئی تھی۔ اور عبید اللہ مہدی کے دور تک اسی طرح رہی۔ اس وقفہ کے دوران جو ان کے امام ہیں ان کے ناموں کے بارے میں اختلاف کی یہ وجہ ہے کہ یہ پوشیدہ رہے ہیں۔ اس کے بعد ان کے ظہور کا دور ہے۔ یہ عبید اللہ مہدی کے وقت ظاہر ہوئی۔ یہ سلمیہ میں مقیم تھا۔ وہاں سے بھاگ کر شمالی افریقہ میں گیا اور وہاں اپنے کئی حامیین پر اس نے احباد کیا۔ وہاں افریقہ میں ”تونس“ شہر میں اس نے اسماعیلی فاطمیوں کی حکومت کی بنیاد رکھی اور رقادہ پر 297ھ میں غلبہ حاصل کیا اور اس کے بعد پھر پے درپے فاطمی وجود میں آتے رہے ہیں منصور باللہ۔ ابو طاهر اسماعیل۔ معز الدین باللہ۔ ابو تمیم معد۔ مصر اسی کے عہد میں فتح ہوا تھا۔ 361ھ میں ہی معز رمضان میں اس کی طرف نکل ہوا تھا۔ عزیز باللہ۔ ابو منصور نزار۔ حاکم ہامر باللہ۔ ابو علی منصور۔ ظاہر ابو حسن علی۔ مستنصر باللہ۔ ابو تمیم اسماعیلی فاطمیوں کی حکومت چلتی رہی۔ مصر، حجاز، یمن میں انہوں نے حکمرانی کی یہاں تک کہ ان کی سلطنت کا زوال بطل حریت۔ مجاہد اعظم صلاح الدین ابو بکرؒ کے ہاتھوں ہوا۔

(۳)..... اسماعیلی حشاشی فرقہ: یہ نزاری اسماعیلی ہیں۔ شام، فارس وغیرہ میں پائے جاتے ہیں ان کے ہاں نامور شخص حسن بن صلاح ہے۔ جو اصل میں فارسی تھا یہ ولایت کا دین رکھتا تھا کہ امام مستنصر علی ولایت کا حقدار ہے۔ یہ ”نکج“ کے قلعہ پر قابض ہوا اور اس نے نزاری اسماعیلیوں کی بنیاد رکھی۔ جو بعد میں حشاشین کے نام سے مشہور ہوئے۔ کیونکہ یہ ہیر و تن کے سرکریٹ چینے میں بہت آگے بڑھ گئے تھے۔ اس لیے انہیں حشاشین کا لقب دیا گیا۔ ان میں نمایاں آدمی کیا بزرگ امیت، بھی ہے محمد بن کیا بزرگ بھی

ہے۔ حسن ثانی بن محمد بھی ہے اور محمد بن ثانی ہیں حسن بھی، حسن ثالث بن محمد ثانی، محمد ثالث بن حسن ثالث رکن الدین خورشید وغیرہ مشہور لوگ ہیں جو حاشین اسماعیلی گروہ میں ہوئے ہیں۔ ہلاکو خان نے ان کی سلطنت ختم کر دی اور ان کے قلعے مسمار کر دیے۔ رکن الدین قتل ہوا، یہ حاشین اسماعیلی مختلف علاقوں میں بکھر گئے ہیں تاہم ان کے پیروکار اب تک ہیں۔

(۴)..... اسماعیلی فرقہ بہرہ: یہ ہندوستان اور یمن کے اسماعیلی ہیں انہوں نے سیاست بالکل چھوڑ رکھی ہے۔ تجارت کرتے ہیں یہ ان ہندوستانیوں سے مل کر رہتے ہیں جو مسلمان ہوئے ہیں۔ بہرہ ہندی زبان کا قدیم لفظ ہے اس کا معنی تاج ہے۔ بہرہ فرقہ والے دو ناموں میں تقسیم ہیں بہرہ سلیمانی ہے ان کی نسبت سلیمان بن حسن کی طرف ہے ان کا مرکز یمن میں ہے۔ بہرہ اسماعیلیوں کا موجودہ بڑا لیڈر جس کا نام ڈاکٹر محمد بن رحمان الدین ہے، جسے یہ بہت مقدس گردانتے ہیں اور اسے سجدہ کرتے ہیں اور اس کے قدم چومتے ہیں اس کی بات کو حرف آخر سمجھتے ہیں وہ آجکل بادشاہوں اور رئیسوں کی زندگی گزار رہا ہے۔ اور اس کا شمار دنیا کے امیر ترین افراد میں ہوتا ہے اور اس کے فرقہ کے ماننے والے تنگدستی، مجرودی اور فکری زندگی گزارتے ہیں۔ یہ لیڈر اپنے پیروکاروں کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کرتا اور ان سے ایسے پیش آتے ہیں جیسے ایک آقا اپنے غلام سے پیش آتا ہے اس کے فرقہ کا ہر چہ دوس کا لڑکا اس کا مطیع اور خادم بن جاتا ہے۔ قریب زمانہ کا ایک حادثہ ہوا ہے جس سے بہریوں کے لیڈر کی سنگدلی نمایاں ہوتی ہے اور انہیں حقوق انسانی سے کتنا دور لے کر مشقت میں ڈال رکھا ہے۔ 1977ء میں ایک اسماعیلی فرقہ کی صورت فوت ہوئی اس کی عمر 65 برس تھی۔ اسے سرکارابی کہتے تھے، یہ چمن آؤر شہر میں تھی جو گجرات اٹلیا کے علاقہ میں واقع ہے۔ اسماعیلی امام نے اسے دفن کرنے سے روک دیا وہ یہ تھی کہ اس کے خاوند نے جس کی عمر 73 برس تھی اپنے امام کی بات نہ مانی تھی۔ اب مرکزی پارلیمنٹ کے ارکان دہلی میں جمع ہوئے انہوں نے اجازت لے کر دفن کرنے کی اجازت دی۔ اب اس کا جسم بدبو دار رہا تھا۔ وہ بھی مشروط اجازت دی کہ صرف اس کا خاوند اولاد قرعہ ہی اس میں شامل ہوں گے اور بغیر نماز جنازہ اور بغیر کفن اسے دفن کریں گے۔ اس ظلم پر بھی کسی کی جرأت نہیں کہ احتجاج کر سکے یا کچھ سکے۔

ایک دفعہ اسماعیلی بہریوں کا لیڈر خلیج کی ریاستوں میں گیا، وہاں اجتماعات کیے پکھر دیے اور لمبا چڑا مال جمع کیا اور انہیں برکات اور مہفرتوں کی نوید سنائی۔ یہی اسماعیلی بہرہ کا لیڈر محمد برہان الدین جو ہے اسے خالص چاندی سے تیار شدہ محل ہدیہ دیا گیا۔ جس میں خالص سونے سے آیات نقش تھیں یہ اس قبر کی طرف لے کر جاتا تھا جو سیدہ نعت بنت علیؑ کی طرف مصر میں منسوب ہے۔ یہ محل

ہر طرح کے نقش و نگار کا نمونہ تھا اور یہ میدان سیدہ میں لایا گیا جو کہ قاہرہ میں ہے۔ تین لوڈروں پر اسے لا کر لایا گیا۔

(۱۵)..... اسماعیلی فرقہ آغا خانی ہے: یہ فرقہ ایران میں 1900ء میں نمودار ہوا۔ ان کا پہلا سربراہ حسن علی شاہ ہوا ہے۔ اس کے بعد آغا خانی علی شاہ ہوا ہے۔ یہ آغا خان ثانی تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹا محمد حسینی ہے۔ یہ آغا خان ثالث ہے۔ یہ یورپ میں رادیش میں رہتا رہا ہے۔ اس کے بعد کریم خان آیا جو کہ آغا خاں رابع ہے۔ اب تک یہی ان کا سربراہ چل آ رہا ہے اور یہ امریکی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر چکا ہے۔

اسماعیلیوں کی دعوت کا انداز:

اسماعیلی مذہب والوں نے حیلے کھڑے ہوئے ہیں اور عوام کو اپنے مکارانہ جال میں پھنسانے کے لیے اور اپنے عقائد کا سدھ میں لانے کے لیے دام ہر گز زمین بھجار کھا ہے ان کی دعوت کے متعدد مراحل ہیں۔

(۱۶)..... مرحلہ تفرس ہے۔ اس میں اسماعیلی مذہب کی دعوت دینے والا نہایت ہی ذکی و فطین ہوتا ہے اسکی بات پر گہری نظر ہوتی ہے کہ کہاں ڈھیل کرنا ہے اور کہاں نہیں کرنا اور اسے نصوص کی تاویل پر مکمل عبور حاصل ہوتا ہے اور یہ عوام کو اس بجمارت میں ڈالنے کی صلاحیت رکھتا ہے کہ یہ باطن ہے یہ ظاہر ہے، اسے یہ بھی قوت حاصل ہوتی ہے کہ وہ مزاج، میلان طبع، مذہب اور عقیدہ کے مطابق دعوت پیش کرتا ہے، اہل علم کا ان کے بارے میں تجزیہ ہے:

ان الاسما عیلیۃ یہود مع الیہود و مجوس مع المجوس و نصاری
مع النصاری و سنة مع اهل السنة

”اسماعیلی یہودیوں کے ساتھ یہودی اور مجوسیوں کے ساتھ مجوسی اور عیسائیوں کے ساتھ عیسائی اور اہل سنت کے ساتھ سنی بن کر نمودار ہوتے ہیں۔“

چلو تم ادھر کو..... ہوا ہو جدھر کی

(۱۷)..... مرحلہ ”نمائش“ ہے، یہ انیس و اطمینان سے ماخوذ ہے جس میں اسماعیلی مذہب کا داعی جسے قربانی کا بکرا بنانا چاہتا ہے اس کے دل کی کھیتی میں اطمینان کا بیج پوتا ہے اس کے تقرب میں رہتا ہے اور دینداری، عبادت گزاری اور نرم گفتاری کے پردہ میں اسے قابو کرتا ہے۔

③.....مرحلہ ”تھیک“ ہے، تھیک کا مطلب ہے شک میں جلا کرنا، اس مرحلہ میں داعی چونکہ جسے یہ قربانی کا بکرا بنانا چاہتا ہے اسے ذہنی ٹھوک و شبہات میں جلا کر دیتا ہے، شریعت میں ثابت شدہ چیزیں، پیچیدہ مسائل اور قشابہ آیات پوشیدہ عدد و غیرہ کے بارے میں ذہنی الجھاؤ پیدا کرتا ہے، اللہ کا فرمان ہے:

خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ
”اس نے سات آسمان پیدا کئے“

اللہ کا فرمان ہے:

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ
”اس دن تیرے رب کا عرش آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔“

اور فرمان الہی ہے:

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ

”اس دوزخ پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔“

چونکہ ان آیات کے بارے میں عوام کا علم سطحی ہوتا ہے یہ گہرے نکات ہیں یہ داعی اس میں ٹھوک پیدا کر کے دین سے دور کرتا ہے، آخر کار وہ آدمی اس میں الجھ کر دین سے باہر ہو جاتا ہے، اسماعیلی شیعوں کا یہ مرحلہ نہایت ہی خطرناک ہے۔

④.....”تطیق“ کا مرحلہ ہے، یہ اسماعیلی دعوت کا علمبردار ایسے پریشان خیال مسلمانوں کو اپنے اعتقادات کا ہموار بنانے کے لیے کوشاں ہوتا ہے تو اسے یہ بتاتا ہے کہ ان پیچیدہ سوالات کے جوابات ہمارے پاس ہیں۔ لیکن ہم ہر ایک کے سامنے نمایاں کرنا درست نہیں سمجھتے۔ اور نہ ہی ہر وقت انہیں آشکار کیا جاسکتا ہے۔ جو انہیں حاصل کرنا چاہتا ہو وہ اور جو ان کے معرفت سے آشنا ہونے کا ارادہ رکھتا ہو وہ انہیں صیغہ راز میں رکھنے کا پہلے پختہ عہد و پیمان باندھے یہ راز پھرتا نہیں گے۔ اس فریب کاری کی وجہ سے یہ عام مسکین آدمی یہ دھوکا کی رسی پر لٹک جاتا ہے اس وجہ سے اسے تطیق کہتے ہیں۔

⑤.....اس کے بعد ایک مرحلہ آتا ہے اسے ”ربط“ کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ سخت قسموں اور پختہ خیالوں کے ساتھ زبان بندی کر دی جاتی ہے کہ اس فرقہ میں داخل ہونے والا اس داعی اسماعیلی نے جو اسے ذکر کیا وہ اسے راز میں رکھے گا، افشا نہ کرے گا۔

⑥.....اس کے بعد ایک اور مرحلہ آتا ہے وہ ”تدلیس“ کا مرحلہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ

اسامیلی عقائد کے اسرار و رموز کو بتدریج آشکار کرنا ہے۔ کیونکہ اسامیلی داعی خدا کار سے مربوط عہد و بیان لیتا ہے کہ میں مذہب کے قواعد آہستہ آہستہ بتاؤں گا، انہیں آگے بیان نہیں کرنا اور یہ داعی اسے یہ تاثر دیتا ہے کہ اس کے پیروکار کثیر تعداد میں ہیں لیکن یہ ان سے ناواقف ہے اسے ان کی مکمل تعداد کا علم نہیں ہوتا۔

(7)..... اس کے بعد ”خلع و سلع“ کا آخری مرحلہ آتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسامیلی مذہب قبول کرنے والے نے اپنے عقائد اور ارکان دین سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور اسامیلی خبیث مذہب میں اس کے اعتقادات میں شمولیت اختیار کر لی ہے اسے یہ ”بلاغ اکبر“ کہتے ہیں۔

آغا خانی اسامیلیوں نے ”ہونزا“ کے علاقہ میں جو کہ پاکستان کے شمال میں علاقہ بڑے وسیع پیمانے پر سرگرمیاں تیز کر رکھی ہیں یہ وہاں اپنی دعوت مدارس اور طبی مراکز کی صورت میں پھیلا رہے ہیں وہاں تو اب یہ حالت ہے کہ ہر ہستی میں پرائمری اور تین سکول تو میٹرک تک بھی ہیں جو انہوں نے تیار کر رکھے ہیں اور چند بستوں کے اہم مقام پر طبی مرکز ہیں جن کی تعداد پانچ ہو چکی ہے۔ یہ ادارے آغا خانی اسامیلیوں کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔ یہ آغا خانی اپنی دعوت کو بھی وسیع پیمانے پر پھیلا رہے ہیں اقتصادی ترقی کے پردے میں آغا خانی دعوت کو عام کر رہے ہیں۔ 1988ء میں پاکستان کی وزارت زراعت نے مزارعین میں کھاد تقسیم کی، ایک سال بعد 1989ء میں آغا خانی فرقہ کا سربراہ ساری کھاد خرید لیتا ہے اور اسے ذخیرہ کر لیتا ہے اور مزارعوں سے روک لیتا ہے تاکہ یہ کھاد کی ضرورت کے وقت اس سے رجوع کریں اور اس کے خبیث مطالبات کے سامنے سرگوں ہو جائیں اور یہ انہیں اپنی دعوت قبول کرنے پر مجبور کر سکے۔

”فرقہ بھریہ“ بھی علمی اور ثقافتی میدان میں بہت زیادہ سرگرم عمل اور تنظیم سازی میں بھی بہت چاق و چوبند ہے۔ بھریہ کا امام سیف الدین 1937ء میں قاہرہ کا دورہ کرنے گیا تھا یہ پہلا اسامیلی لیڈر تھا جو آٹھ صدیوں بعد مصر گیا تھا۔ وہاں سلطان بھری نے مصر کے جمال عبدالناصر کی خدمت میں ”عیون الاخبار“ جو ادریس عماد الدین کی تالیف ہے اس نے اس کتاب کی فوٹو کاپی پیش کی اور مصری حکومت نے اس کے عوض سلطان اسامیلی کو قیمتی کپڑے دیے جو اسامیلی فرقہ کے پرانے مصری دور کے آثار و علامات سے حیرین تھے۔ یہ قیمتی ہدیہ 39 قطعات پر مشتمل تھا۔ ہر ایک کٹڑے پر شیشے کا غلاف چڑھا ہوا تھا جواب بھی ہندوستان کے اسامیلیوں کے ممیٰ والے دفتر میں موجود ہے۔ اس کے بعد یہ سلطان اسامیلی متحدہ بارہندوستان میں اور اس سے باہر اپنے فرقہ بھریہ کی دعوت کو منظم کرنے کے لیے

سفر کرتا رہا ہے۔ اس کی سربراہی کے دور میں ان کی 350 مساجد، تقریباً 300 مدارس تعمیر ہوئے تھے اور بڑے بڑے علمی ادارے اور ”سورت“ شہر میں جو کہ گجرات اٹھریا میں واقع ہے وہاں ایک ”سہیفہ“ یونیورسٹی بھی اس نے اپنے پیروکاروں کے لیے تعمیر کی تھی۔ جس میں اسماعیلی فرقہ کے طلبہ افریقہ، یورپ اور عرب ممالک سے یہاں آتے ہیں اور زیور تعلیم سے آراستہ ہوتے ہیں۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔
غم و لنگار:

اسماعیلی بہرہ فرقہ کے امام محمد بن برہان الدین کو جامع ازہر کی یونیورسٹی نے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دی ہے۔ یہ 1966ء کی بات ہے یہ اس کی اور اس کے والد کی خدمات کا صلہ تھا۔ اور اس فرقہ بہرہ کی خدمات کا صلہ تھا جو انہوں نے تعلیمی اور ثقافتی میدان میں سرانجام دیں تھی۔ یہ بہرہ فرقہ کا امام وہ چاندی کا مقبرہ دیکھنے معر گیا تھا۔ جو اس کے والد نے ہدیہ میں دیا تھا۔ اس اسماعیلی امام نے اس دورہ کے دوران حکومت مصر سے تین مطالبات کیے۔ ان میں سے ایک تو قبول ہوا، دوسرا قبول نہ کیا گیا اور تیسرا مؤخر کر دیا گیا۔ جو قبول ہوا وہ یہ کہ حاکم بامر اللہ خاتمی کے نام کی یادگار میں یونیورسٹی بنانے دیں۔ اس کی حکومت مصر نے اجازت دے دی اور دوسرا مطالبہ کیا کہ ہمیں جامع خانہ جو ان کا عبادت خانہ ہے بنانے کی اجازت دیں۔ یہ حکومت مصر نے قبول نہ کیا اور یہ شرط لگا دی کہ یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ وہ ہماری نگرانی میں ہوگا اور ہمارے ماتحت ہوگا۔ لیکن یہ نہ مانے تھے تاہم یہ بہرہ فرقہ والے اس علاقے کے ارد گرد پھیلنے جارہے ہیں یہ ان کا عملی قدم ہے جو اس مطالبہ کے حصول کے لیے بہریوں نے اٹھایا ہے اور قبا امام حسین اور سیدہ زینب کے اصطلاحات کے مطالبات لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تاکہ آہستہ آہستہ جامع خانہ منوائیں۔ تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ ازہر یونیورسٹی کی طرز پر ہمیں بھی یونیورسٹی تعمیر کرنے کی اجازت دی جائے لیکن حکومت مصر نے یہ مطالبہ مؤخر کر دیا کہ اس پر ہم غور و فکر کریں گے۔ اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے بہرہ فرقہ کے طلبہ ازہر یونیورسٹی کی طرف آرہے ہیں اور اس سے الحاق کر رہے ہیں تاکہ یہ مطالبہ بھی پورا ہو۔

☆☆☆☆☆

اسماعیلیوں کے عقائد

اسماعیلی شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امام معصوم کا وجود ضرور ہے جو محمد بن اسماعیل کی نسل سے ہو اور اس امام کی ایسی صفات بیان کرتے ہیں جو اسے الوہیت سے بھی برتر بنا دیتی ہے اور اس کے پاس علم باطن ہوتا ہے اور اپنی کمائی کا پانچواں حصہ اس امام کے نام کرتے ہیں اور تنازع کے قائل ہیں کہ روح جون بدل کر آتی ہے اور امام انبیاء کا وارث ہوتا ہے اور اس کے جو شتر و جتنے ائمہ ہیں ان کا بھی وارث ہے۔ یہ صفات الہیہ کے منکر ہیں کیونکہ ان کی نظر عقل سے بھی اوپر مقام پر لگی ہے اور یہ کہتے ہیں وہ موجود نہیں، نہ ہی غیر موجود ہے نہ عالم ہے نہ جاہل ہے نہ قادر ہے نہ عاجز ہے۔ یہ مسلمانوں کی مساجد میں نماز نہیں پڑھتے۔ ان کا عقیدہ بظاہر مسلمانوں کے مطابق نظر آتا ہے لیکن باطن میں کچھ اور ہے، یہ نماز تو پڑھتے ہیں لیکن یہ نماز معصوم اسماعیلی امام کے لیے ہوتی ہے یہ مکہ حج کے لیے جاتے ہیں جیسا کہ دوسرے مسلمان جاتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ کعبہ معصوم امام کے لیے ایک رمز و اشارہ ہے۔ اسماعیلی شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہان کو خود پیدا نہیں کیا بلکہ یہ عقل کل کے طریقہ سے پیدا ہوا ہے۔ یہ صفات الہیہ کا عقل ہے اسے پردہ کہتے ہیں اور یہی عقل جب انسان میں اترتی ہے تو اس سے نبی اور امام بن جاتے ہیں۔ اسماعیلی اپنے ائمہ کی حدود پر تعظیم کرتے ہیں اور مقام ربوبیت تک پہنچا دیتے ہیں، یہ کہتے ہیں:

ان الأئمة بشر كسائر الناس في الظاهر فهم ياكلون وينامون
ويموتون

”بے شک ائمہ ظاہر میں عام لوگوں کی مانند بشر ہیں، کھاتے ہیں، سوتے ہیں اور مرتے ہیں۔“

آگے باطنی تاویل کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں:

ان الأئمة هم وجهُ الله ويدُالله وجنبُ الله وانهم هم اللّٰين
يحسابون الناس يوم القيامة

”لیکن حقیقت میں یہ ائمہ علی اللہ کا چہرہ ہیں، اللہ کا ہاتھ ہیں، اللہ کا پہلو ہیں، یہ ائمہ علی روز قیامت لوگوں کا حساب لیں گے۔“

اور ائمہ علی صراط مستقیم ہیں اور یہی ذکر حکیم ہیں اور یہی قرآن کریم ہیں:

ام خلقوا السماوات والارض بل لا یوقنون - ام عندهم خزائن ربك ام هم المصيطرون (طور: 36-37)

”کیا انہوں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں یا وہ ان پر دروغے ہیں۔“

ان آیات میں ائمہ معصوم مراد ہیں، یعنی یہ سارے کام انہوں نے کیے ہیں۔ یہ بھی اسماعیلی شیعوں کا عقیدہ ہے کہ محمد بن اسماعیل زندہ ہے مرا نہیں، وہ بلاد روم میں رہتا ہے، یہی قائم مہدی ہے نئی رسالت دے کر دوبارہ اسے بھیجا جائے گا اس کے ذریعے محمد ﷺ کی شریعت منسوخ ہو جائے گی اور یہ شیخین حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے اٹھارہ بیزار کی کرتے ہیں اور انہیں بہت سی فتنی صفات سے متصف کرتے ہیں۔ ابلیس، فرعون، ہامان، طاغوت اور بھل و غیرہ ناموں سے تعبیر کرتے ہیں۔ (نمود باللہ)

اسماعیلیوں کا حج:

اسماعیلی بہرہ فرقہ والے اسے عام مسلمانوں کے برعکس ایک دو دن پہلے حج کر لیتے ہیں جیسا کہ ان کا ایک حاجی خود بیان کرتا ہے کہ ہم نے مناسک حج کیسے ادا کیے اور بتاتا ہے کہ ہمارے ساتھ یمن کے اسماعیلی بھی تھے کہتا ہے:

وقد ادى جميعنا مراسم الحج قبل الناس بيومين وحين تجمعنا في عرفات تحت قيادة عالم اسماعيلي يعني احاط بنا جمع من اهل السنة وسألونا ماذا نفعل قبل الوقفة فاجبناهم بقراء ادعية مأثورة فانصرفوا اى اهل السنة بعد سماع هذا الجواب الساذج (سلك الجورم)

”ہم نے لوگوں سے دو دن پہلے ہی مراسم حج ادا کیے، جب ہم ایک یمنی اسماعیلی عالم کی قیادت میں عرفات میں جمع ہوئے تو اہل سنت کی ایک جماعت نے ہمیں گھیر لیا اور پوچھا

وقوف عرفات سے پہلے ہی تم نے یہ کیا کیا ہے تو ہم نے انہیں مقبول دعائیں پڑھ کر سنائیں
تو وہ یہ سادہ سا جواب سن کر چلے گئے۔“

اس کے بعد ہم حرقہ میں آئے وہاں ہم نے طائف جانے والے راستے کے قریب رات
گزاری۔ اسی راستے سے طائف والے حج کے لیے آتے ہیں۔ تو یہاں بھی ایک جماعت نے ہم سے
سوال کیا، ہم تو عرفات جا رہے ہیں اور تم واپس آ چکے ہو، یہ کیا ماجرا ہے؟ تو ہم نے کہا ہم طائف سے
آ رہے ہیں اور ہم جلد ہی مکہ میں آئیں گے پھر ہم عرفات جائیں گے۔ اس طرح ہم نے یہ رات گزاری
، ہم عرفات کی طرف لوٹے اور عام حاجیوں کے ساتھ شریک ہو گئے، یعنی یہ اسماعیلی ارکاران حج غلط بیانی
کر کے اپنی مرضی سے ایک دو دن پہلے ہی کر لیتے ہیں اور دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے عوام کے حج میں
شریک ہو جاتے ہیں۔ بہری اسماعیلی قاطبیوں کے قبرستان اور مساجد کو از سر نو تعمیر کرنے پر تلے ہوئے
ہیں۔ وہ ان کی قبروں اور مسجدوں پر خطیر رقم صرف کر رہے ہیں۔ ان کے کارناموں میں سیاہ ترین
کارنامہ یہ ہے کہ کربلا نجف اور مقبرہ حسین اور مقبرہ سیدہ زینب جو کہ قاہرہ میں ہے ان کی اصلاح و درستی
پر انہوں نے بہت محنت کی ہے۔ اور قاہرہ میں ان کی خود ساختہ قبر حسین پر سونے کا قبہ بنایا ہے۔ یہ اسماعیلی
بہرہ فرقہ والے یہودیوں کی مانند اس وقت تک اپنے مذہب میں کسی کوشاں نہیں کرتے، جب تک وہ
ان کے اعدا و ولادت نہ پائے۔ بہریوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے ائمہ امام علی بن ابی طالب علیہ السلام کی نسل
سے ہیں اور یہ مصوم عن اخطاء ہیں۔ یہ بہری اسماعیلی ظاہر طور پر قرآن پاک کا احترام کرتے ہیں مگر تفسیر
اپنے باطنی نظریات اور شیطانی اہواز پر ہی کرتے ہیں۔ ان کی نماز کا قبلہ ان کے داعی ظاہر الدین
جو ہندوستان کے شہر ممبئی میں مدفون ہے کی قبر ہے۔ اسے یہ ”روضہ طاہرہ“ کہتے ہیں۔ یہ روضہ ان کا قبلہ
ہے، مسلمانوں کا قبلہ نہیں۔ یہ مہاجر کے پہلے دس دن نماز پڑھتے ہیں اور صرف اپنے خاص مقام عبادت
جسے یہ جامع خانہ کہتے ہیں اسی میں نماز پڑھتے ہیں اور کسی جگہ نہیں پڑھتے۔ اگر ان میں سے ان دس دنوں
میں کوئی نماز کے لیے نہیں جاتا تو اسے اس فرقہ سے باہر نکال دیا جاتا ہے اور اسماعیلی کی فرقہ میں اس
کا داخلہ حرام ہو جاتا ہے۔ اسماعیلی آغا خانی عاشق حسین جو کہ کریم آغا خان کے فیڈرل دینی امور
کا سربراہ ہے، وہ کہتا ہے: یہ دینی امور کی کمیٹی جو کہ آغا خانی جماعت و مذہب پر مشتمل ہے پاکستان کے
شہر کراچی میں آغا خانی تعلیمات پھیلانے کے لیے انعقاد پذیر ہوئی ہے۔ یہ اپنے موجودہ امیر سے التماس
کرتی ہے کہ ہمارے مولا شاہ کریم حسینی

”ہمارے حال پر رحم کرو، ہمیں بخش دو، اے حقیقی مومنوں کے وارث ہماری مدد کرو۔“

آگے کہتا ہے: ہم اسامی علی آغا خانی دینی مطومات عوام تک پہنچاتے ہیں، ہمیں دینی مطومات کی عالم کی زیر نگرانی حاصل ہو رہی ہیں۔ اسی وجہ سے تو ہم ان تعلیمات کے مطابق عبادت گزاری کے لیے جماعت خانہ میں جاتے ہیں۔ کسی دوسری جگہ انہیں ادا نہیں کرتے۔ ان کی تعلیمات درج ذیل ہیں، کہتا ہے:

تحیتنا یا علی مدد ھے وجوابنا مولانا علی مدد شہادتنا ھی اشہد
ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ واشہد ان علیا اللہ
”ہمارا سلام یا علی مدد ہے اس کا جواب مولانا علی مدد ہے ہمارا کلمہ اشہد لا الہ الا اللہ واشہد
ان محمد رسول اللہ اور میں گواہی دیتا ہوں علی اللہ ہے۔“

ہمیں وضو کی ضرورت نہیں، یہ فقط دل کی طہارت ہے۔ کھانے پینے سے ہمارا روزہ قاسد نہیں ہوتا، اور ہمارا روزہ صرف تین گھنٹے کا ہوتا ہے صبح رکھ کر دس بجے اظہار کر لیتے ہیں یہ ہمارا نقلی روزہ ہے۔ ہر جمعہ کو ہمارا روزہ ہوتا ہے کیونکہ یہ مہینے کے شروع کا دن ہے اور یہ ہم پر فرض ہے کہ ہم نے اپنی کمائی میں سے ساڑھے بارہ فیصد زکوٰۃ نکالتا ہے۔ ان کا حج یہ ہے کہ اپنے موجودہ امام کی زیارت کرنا۔ یہ کہتے ہیں: مسلمانوں کا قرآن کتاب میں ہے۔ ہمارا قرآن ہمارا امام ہے۔ اور ان کا عقیدہ ہے سارے دن میں جو بھی ہم نے معاصی کا ارتکاب کیا ہے وہ ہمارا عالم مٹا دیتا ہے۔ وہ اس طرح کہ ہمارے اوپر پانی ڈال دیتا ہے تو سب گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی یہ بہت کرے جامع خانے میں ہر جمعہ کو جائے اور عالم سے استغفار کا مطالبہ کرے تو اس کے جانے سے ہی گناہ مٹ جاتے ہیں۔ کہیہ میں جیسائیں کا بھی یہی نظریہ ہے۔ یہ آغا خانی مزید کہتا ہے: ہمارا موجودہ امام ہمیں اسم اعظم سکھاتا ہے اس کی قیمت 75 روپے ہے۔ ہم رات کے آخر میں اس کا ورد کرتے ہیں، پانچ برس کی عبادت کی معافی کے لیے اور بارہ برس کی عبادت سے دستبردار ہونے کیلئے 1200 روپے اور زندگی بھر کی عبادت معاف کروانے کے لیے 5000 روپے دیتے ہیں اور یہ گناہوں کی معافی کی اجرت ہم جماعت خانہ میں جمع کرواتے ہیں اور اپنے دور حاضر کے امام کے نور سے شرف یاب ہونے کے لیے 7000 روپے اجرت دیتے ہیں۔ اور غراب آخرت سے نجات کی اجرت 25000 روپے دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں عمدہ کھانے اور قیمتی لباس بھی جماعت خانہ کے نام کرتے ہیں جنہیں فروخت کر کے ان کی قیمت جماعت خانہ کی نظر کر دی جاتی ہے۔ یہاں ہم ایک وضاحت کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ آغا خانی ہمارا مذہب

صدیوں پر محیط ہے، اسے آج تک کسی نے مانتا نہیں کیا۔ آج اگر ان مسلمان علماء کو اس کے باطل ہونے کی اطلاع ملی ہے اور انہیں اس کی صداقت پر اعتراض ہے تو یہ ہماری اسی دینی امور کی کمیٹی سے رابطہ کریں اور اس کی وضاحت طلب کریں۔ اگر یہ ایسا نہیں کر رہے ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے علماء سے مرعوب ہیں اور ہمارے حاضر امام کا سامنا کرنے کی تاب نہیں رکھتے اور نہ ہی ان میں اتنی جرأت ہے کہ یہ ہمارے مذہب کا ابطال کر سکیں۔ ہم ہر حکومت کی مادی اور مالی اعانت کرتے ہیں یہ بھی ہمارے مذہب کے صحیح ہونے کی قطعی دلیل ہے۔

”اے ہمارے مومنو! تم اپنے صحیح دین پر ڈٹ جاؤ یہ مسلمان فقہن و مصائب کی بھی میں ڈالیں تو مت ڈرنا۔ ہم اپنے امام کے دیدار سے بہرہ ور ہو جائیں تو سارے غموں کا بھی مداوا ہے۔“

آخر میں ہم کہتے ہیں:

”اے شاہ کریم حسینی! آپ ہی ہمارے موجود امام ہیں، اللھم لک مجھ کو دی و طاعتی“ اے میرے اللہ! یعنی شاہ کریم حسینی! میری اطاعت و سجدہ و ریزی فقط تیرے لیے ہے۔“

از عاشق حسین رئیس دینی امور فیملرل کمیٹی پاکستان

اسماعیلیوں کی عبادات:

اسماعیلیوں بہرہ فرقتہ جیسا کہ ہم نے اوپر بتایا ہے کہ یہ صرف اپنے جامع خانہ میں ہی عبادت کرتا ہے اور اپنے اماموں کی تعلیمات اور اپنے داعیوں کی توجیحات پر ہی کاربند رہتے ہیں۔ دیگر مسلمانوں کے ساتھ چلنا گوارہ نہیں کرتے، اور جب بھی یہ عبادات اور دینی شعائر پر چلنا چاہتے ہیں تو اس سے پہلے یہ اپنے امام یا داعی سے اس کی اجازت لیتے ہیں۔ بہرہ فرقتہ والوں کے عبادت کے خاص طریقے اور خاص لباس ہیں جس سے یہ دوسروں سے الگ نظر آتے ہیں اور اوپر ایک سنہری اور زرد رنگ کا پٹا سا گلے میں ڈالتے ہیں اور یہ دن میں تین مرتبہ نماز پڑھتے ہیں، ان کے امام کی قبر ہی ان کا قبلہ ہوتا ہے۔ اسماعیلی بہروں کی کئی عادات و عبادات ہندوؤں سے ملتی جلتی ہیں۔ شادی کے دنوں میں یہ دلہا پر زعفران چھڑکتے ہیں اور دلہا کے استقبال کے وقت بت پرستوں والی رسومات ادا کرتے ہیں۔ چراغ جلاتے ہیں، دلہا کے راستے میں اس کے پاؤں کے نیچے نہایت ہی قیمتی قالین بچاتے ہیں اور جب وہ مرتا ہے تو ولیمہ اس کے بعد کرتے ہیں۔ تیسرے، نویں اور چالیسویں دن میں ولیمہ کرتے ہیں اور چالیس دنوں

کاسوگ مٹاتے ہیں۔ ہر قسم کی خوشی منانے سے ان دلوں میں رک جاتے ہیں اور یہ بہری اسماعیلی جب جنازہ ان کے آگے سے گزر جائے تو اسے بدھگوئی لیتے ہیں اور تلخ بید سے بچاؤ کے لیے تعویذ کرواتے ہیں اور ہر کام نجوی اور کافروں کے مشورے کے بعد شروع کرتے ہیں اور سفر بھی ان سے پوچھ کر کرتے ہیں۔ طلباء جب امتحان دینے جاتے ہیں تو وہ بھی اپنے داعی سے شیطانی وظائف سیکھ کر جاتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

له دعوة الحق والذين يدعون من دونه لا يستجيبون لهم بشئ الا
كباسط كفيه الى الماء ليبلغ فاه وما هو ببالغه وما دعاء الكافرين الا في
ضلال (رعد: 14)

”اسی کے لیے دعوت حق ہے اور جو لوگ اس کے علاوہ کسی کو پکارتے ہیں یہ ان کی بات کا جواب نہیں دیتے، ان کی مثال ہاتھ پھیلانے والوں کی سی ہے۔ کہ جو پانی کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے مگر وہ اس کے منہ تک نہ پہنچے گا جب تک یہ ہاتھ نہ ڈالے گا، کافروں کی پکار گمراہی میں گم ہو جاتی ہے۔“

اسماعیلی شیعوں کے مزارات اور عیدیں:

لفکرنا تو آغا خانوں کے اسلاف کی اصل فکر ہے۔ اس پر تاریخ گواہ ہے انہوں نے اپنے ائمہ کی قبروں اور اپنے داعیوں کے مزاروں کو سجدہ گاہ بنا رکھا ہے اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی سفارش کا دھیرہ بنا رکھا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

قل ارثيثم ما تدعون من دون الله اروني ماذا خلقوا من الارض ام
لهم شرك في السماوات اتتوني بكتاب من قبل هذا او اثارة من
علم ان كنتم صدقين

”کہہ دو! بتاؤ، جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ دکھائیں انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمان میں ان کا کوئی حصہ ہے، کوئی اس سے پہلے والی کتاب لاؤ یا علمی دستاویز لاؤ اگر تم سچے ہو۔“

ومن اضل ممن يدعوا من دون الله من لا يستجيب له يوم القيامة
وهم عن دعائهم غافلون - واذا حشر الناس كانوا لهم اعداء وكانوا

بعبادتهم کافرین (احقاف: 3-5)

”اس سے بڑا کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا اس کو پکارتا ہے جو اس کی پکار کا قیامت تک

جواب نہ دے سکے گا وہ اور ان کی دعا سے بے خبر ہے۔“

عراق کے علاقے میں آغا خانوں کے حسینی مراکز موجود ہیں جن میں عبادت کرتے ہیں۔ 1890ء میں بغداد کے محلہ ”باب السعفی“ میں ان کے حسینی مرکز کی بنیاد رکھی گئی، اس طرح بصرہ میں 1894ء میں کربلا میں 1895ء میں اور نجف میں 1896ء میں حسینی مراکز کی بنیاد رکھی گئی۔ ایک جماعت فیضی حسینی نے یہ مراکز قائم کیے۔ مغربی ہندوستان میں احمد آباد میں ان کے حزار ہیں۔ ان کے بہت بڑے داعی داد بن عجب شاہ اور داد بن قطب شاہ کی قبریں بھی لیگی ہیں۔ آغا خانوں کی ایک جماعت کا نام ہونزا ہے۔ یہ پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں ہے۔ ان کی تعداد وہاں تیس ملین ہے۔ یہاں یہ آغا خانی محفلیں برپا کرتے ہیں، ان کے ہاں آٹھ عیدیں منائی جاتی ہیں:

① عید الفطر ② عید بقر۔ ان دو عیدوں کا اتنا زیادہ اہتمام نہیں کرتے بلکہ خود ساختہ عیدوں کو زیادہ مقدس تصور کرتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں: ① عید معظمہ ② عید الفدیر ③ عید نیروز ④ عید یوم الامام۔ یہ امام علیؑ کے تحت خلافت پر براجمان ہونے کی خوشی میں مناتے ہیں۔ ⑤ عید آغا خان۔ ⑥ امام آغا خان کی پہلی زیارت کی خوشی میں۔ ⑦ عید ہونزا ⑧ عید بلقیع۔ یہ ماہ اکتوبر 1960ء میں ایجاد ہوئی۔

☆☆☆☆☆

اسماعیلیوں کے ذرائع آمدن

اسماعیلیوں کے روحانی پیشوا اور ان میں خصوصی قابل ذکر آغا خانی پیشوا ہیں، یہ مادی اور دنیاوی لذات میں غرق ہیں، آغا خان تو عظمت اور شہرت کے جنون میں مبتلا ہے، یہ رقص و سرود کا بہت زیادہ دلدادہ تھا، یہ گھوڑے پالنے اور انہیں شرطیں لگا کر دوڑانے کا شوقین تھا، یہ یورپین ممالک میں اکثر آمد و رفت رکھتا تھا جہاں یہ اپنے ان دوستوں سے میل ملاقات رکھتا تھا جو بادشاہوں میں سے اور امراء میں سے ہوتے تھے اور آغا خان ان کی محبت میں حد سے گزر گیا تھا اس کی واضح مثال یہ ہے کہ یہ ایک رقصہ کے عشق میں وارفتہ ہو گیا اس کا نام ”مونتکارلو“ تھا یہ ماڈل گریٹر کے نام سے مشہور تھی۔ اس آغا خانی رئیس نے اپنے عقیدہ کے مطابق اس سے شادی کر لی اور اس سے ہی اس کا بیٹا امیر علی خان ہوا تھا۔ ان کے مالی پہلو کا اندازہ اس سے لگائیں 1937ء میں ان کا لیڈر ممبئی میں خالص سونے کے ساتھ وزن کیا گیا تھا اسی سال نیروبی میں بھی سونے سے تولایا گیا اور 1946 میں ان کا آغا خانی روحانی پیشوا ممبئی میں ہی ہیروں سے وزن کیا گیا اور 1954 میں پاکستان کے شہر کراچی میں سونے کی اینٹوں سے اس کا وزن کیا گیا۔ یہ صورت حال ظاہر کرتی ہے کہ یہ معاملہ طبعاً یہاں تک پہنچ گیا کہ آغا خانی پیشوا اور اس کا خاندان پورپی ممالک میں شاندار محلات تیار کروانے لگا اور دنیا بھر میں عیاشی کرنے لگے اور خوشحال زندگی بسر کرنے لگے ہیں اور نوبت بایں جا رسید کہ یہ آغا خانی پیشوا اور خاندان دنیا کے دولت مند ترین افراد میں شامل ہو چکا ہے۔ محمد برہان الدین جو کہ بہرہ فرقتہ کا رئیس ہے، بہریوں کی جتنی بھی جائیداد ہے یہ اس میں حصہ دار ہوتا ہے خواہ یہ جائیداد مادی ہو، نقدی ہو یا سونے چاندی کی صورت میں ہو اس نے اپنے ماننے والوں پر زبردستی ٹیکس لگا رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک ٹیکس ”① زکاة کے نام سے وصول کرتا ہے ② صلہ کے نام سے وصول کرتا ہے ③ فطرۃ کے نام سے وصول کرتا ہے ④ نذر کے نام سے ⑤ حق نفس کے نام سے ⑥ خنس کے نام سے ⑦ تسلیم کے نام سے ⑧ نذر مقام کے نام سے وصول کرتا ہے“۔ جنہیں یہ رئیس اپنے ذاتی اخراجات میں صرف کرتا ہے یا اپنے خاندان اور اپنے مقرب لوگوں کے مفاد میں خرچ کرتا ہے اس کی سالانہ آمدنی 120 ملین روپے ہے اور اس کے خاندان کا ہر

فرد ماہانہ 8000 روپیہ لینے کا تقاضا کرتا ہے جن کی تعداد 188 ہے، اس پر مزید یہ ہے کہ گاڑیوں، رہائش گاہوں جن میں اسے سی کا خرچہ اور جدید سامان سے آراستہ کرنے کا خرچہ ہے یہ سارے اخراجات بھی ان پیروکاروں کے ذمہ ہیں۔ اور افریقہ اور جزیرہ سیلون سے یہ رئیس اور اس کا خاندان جو سونا، قیمتی ہیرے جواہرات کروڑوں روپے کی مالیت کے لے کر آتے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ اس نے ایک ہوٹل خریدا ہے اس کی ادائیگی بھی ماننے والوں نے کی ہے۔ ممبئی میں کوکا کولا کمپنی اس نے خریدی ہوئی ہے۔ اس برہان الدین نے اپنے معتقدین پر جب عورت حاملہ ہوتی ہے اس پر بھی ٹیکس لگا رکھا ہے ایک ٹیکس بچے کی ولادت سے پہلے ہے ایک ٹیکس اس کی ولادت کے بعد ہے اور ایک بچہ جب نشو و نما پانے لگتا ہے اس وقت لگاتا ہے اور ایک ٹیکس اسکی جوانی پر ہے ایک ٹیکس میت پر ہے، یہ اس گروہ کے لوگ اس لئے ادا کرتے ہیں کہ رئیس اس کے لئے مغفرت کا سرٹیفکیٹ لکھ کر دیتا ہے یہ پر دانہ میت کے سینہ پر لٹکا دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی دفن کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ جنت میں داخل ہو سکے، یہ پر دانہ جتنا قیمتی ہوگا جنت میں بلندی درجات کا باعث ہوگا۔

بہری فرقہ کے رئیس نے نماز عید کے لئے خاص ٹکٹ جاری کرنا ہوتا ہے جسے اس کے دفتر سے حاصل کیا جاتا ہے اور اسے خریدنا ہر اسماعیلی بہری پر لازمی ہوتا ہے اس کی قیمت حسب حالت ہے جس نے پہلی صف میں کھڑا ہوتا ہے اس کے ٹکٹ کی قیمت ایک ہزار ہے، دوسری صف والی قیمت 800 ہے تیسری صف والے سے 600 روپیہ لیا جاتا ہے۔ رئیس سے جتنا دور ہوتا جائے گا اس کی جیب کا بوجھ کم ہوتا جائے گا آخری صف والوں سے پانچ دس روپے بھی وصول کر لیتے ہیں، غلجی ریاستوں کے مراکز ہیں وہاں یہ مناسب مواقع پر مجالس برپا کرتے ہیں اور غلج کی ہر ریاست میں بہری فرقہ کے رئیس کا فوٹو ہے جو کہ ڈاکٹر محمد برہان الدین ہے۔ اس کے نمائندے ہر اس ملک یا شہر میں موجود ہیں جہاں بہری رہتے ہیں، یہ نمائندہ باقاعدہ ان کے دین کا عالم ہوتا ہے اور جامعہ سیفیہ سے سند یافتہ ہوتا ہے اگر کوئی اس کی ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے تو اسے اس گروہ سے خارج کر دیا جاتا ہے ہندوستان کا ایک بہری جو کہ کویت میں اسماعیلیوں کے لئے کام کرتا ہے وہ اپنے ہموطنوں ہندوستانی بہریوں کو ایک خط لکھتا ہے وہ اس میں یہ ٹیکس لگانے والوں سے حمایت کا طلبگار ہے یہ خط انگلش میں تھا، عربی میں اس کا ترجمہ ہوا ہے جس میں یہ تحریر ہے:

”کویت ایک اچھا ملک ہے“ ”عارضیہ“ کے علاقہ کے حسینی مرکز سے ہندوستانی بہری

آتے ہیں، تاکہ مال وصول کریں، ان کا ”بڑا“ ہر آدمی سے دود بیٹا لینے کا تقاضا کرتا ہے

، جو رقم حاصل کی جاتی ہے یہ تقریباً ستر ہزار سے لے کر ایک لاکھ کویتی دینار تک پہنچ جاتی ہے اور اسے ڈاک کے ذریعے ہندوستان بھیجا جاتا ہے جس سے اس کے اعزاء و اقارب مستفید ہوتے ہیں۔ کویت میں بہریوں کے مراسم، عبادت کی ادائیگی اور مجالس کا انعقاد خاص انداز میں ہوتا ہے اور یہاں ہمارا ریکس ملا ہے جو جمیع تعاونیہ کے قریب ”دسمیہ“ میں رہتا ہے۔ اور جو وہ اپنی رہائش کا کرایہ دیتا ہے وہ اندازاً سات سو پچاس کویتی دینار ہیں۔ آپ کو معاملہ کی تحقیق کی اور پولیس تک پہنچنے کی کھلی چھٹی ہے۔ شکریہ۔

اس سے ان کے ٹیکسوں کی بھرمار اور شاہ فرحیوں کا پتہ چلتا ہے، بیرون ملک ان کے عامل کام کر رہے ہیں۔



اسماعیلی شیعوں کی خونریزیاں

(۱) رسول اللہ ﷺ کا جسم اطہر چرانے کی کوشش:

حاکم بامر اللہ فاطمی کے دور حکومت کی بات ہے، یہ وہی حکمران ہے جس کی عقل چلی گئی تھی اور یہ زعمیق تھا۔ اس نے ان حملہ آوروں کے سالار سے کہا تھا جنہیں اس نے مدینہ منورہ میں بھیجا تھا کہ انہیں اعزاز دے دیں اور رسول اکرم ﷺ کی قبر مبارک اکھاڑنے دیں تاکہ وہ آپ ﷺ کا جسم اطہر اٹھا کر وہ اپنے ملک لے جائیں اور لوگوں کی نظروں کا مرکز بن جائیں اور فاطمی شیعہ مسلمانوں کے نزدیک بلند رتبہ ہو جائیں۔ یہ فاطمی قائد رسول اکرم ﷺ کے شہر میں داخل ہوا، لوگ کپکپانے لگے اور اس کو سنگین جرم قرار دیا۔ اسے نصیحت کی کہ رسول اکرم ﷺ کی قبر اطہر سے وہ تعرض نہ کرے۔ لیکن یہ فاطمی سالار خبیث اپنے خلیفہ کے حکم کی برآری کے لیے مصر تھا۔ رات کے وقت اس نے اپنے آدمی حرم نبوی میں داخل کروا دیے۔ یہ حجرہ شریفہ کی طرف آئے کہ قبر اطہر کو اکھاڑیں، اچانک تمدوتیز آمدی اٹھتی ہے جس سے فضا تاریکی میں ڈوب گئی، ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے عمارت بنیادوں سے ہل جائے گی اور خوف زدہ ہوئے اور اپنے اس فعل بد سے رک گئے۔ یہ لعنتی مسجد نبوی سے لرز ابر اندام ہو کر بھاگ گئے۔ کینہ پرور فاطمی خلیفہ 524ھ سے لے کر 540ھ تک تخت خلافت پر مستکن رہا تھا۔ اس خبیث نے رسول اکرم ﷺ کے جسم اطہر کو قابرہ خنقل کرنے کی دوبارہ کوشش کی۔ اس نے چالیس مضبوط آدمی بھیجے۔ مدینہ میں ایک مدت تک ٹھہرے رہے اور دور سے ایک سرنگ کھودی۔ لیکن اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کے جسد مبارک کو ان کافروں اور زعمیقوں کے دست و پست سے محفوظ رکھا۔ وہی سرنگ ان کے اوپر گر گئی یہ سارے کے سارے لٹے بھر میں ہلاک ہو کر لقمہ دوزخ بن گئے۔

(۲) اسماعیلیوں نے ابو بکر نابلسیؒ کی کھال اتار دی:

اس امام زاہد و عابد اور سراپائے وقار ابو بکر نابلسیؒ کو معز لدین اللہ فاطمی کے سامنے کھڑا کیا جاتا ہے اور یہ معزان سے کہتا ہے: میں نے سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ میرے پاس اگر دس تیر ہوں تو میں ۹ تیر دمیوں

عیسائیوں کو ماروں گا اور ایک تیر سے فاطمی شیعوں کو ماروں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا: میں نے یہ نہیں کہا۔ اس فاطمی بادشاہ نے کہا: پھر تم نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے کہا ہے:

یَنْبَغِي أَنْ نَرْمِيَكُمْ بِتِسْعَةِ ثَمَرِ مِيْهِم بِالْعَاشِرِ
 ”کہ میں تم فاطمیوں کو ۹ تیر ماروں گا اور دسواں تیر رومیوں کو ماروں گا“

اس نے کہا: یہ تاثرات تم کیوں بیان کر رہے ہو؟ امام صاحبؑ نے فرمایا:

لَا نَكُم غَيْرَ تَم دِينَ اللّٰه وَ قَتَلْتُم الصّٰلِحِيْنَ وَ اَحْفَاطْتُم نُوْرَ اللّٰه الْاِلَهِيَّةِ
 وَ اَدْعَيْتُم مَّالِيسَ لَكُمْ

”وجہ یہ ہے کہ تم نے اللہ کے دین کو بدل ڈالا، نیکو کاروں کو مارا اور نور الہی کو بجھایا اور نامناسب دعوے زبان پر لائے“

اس کے جواب میں یہ رافضی خبیث کہنے لگا: امام صاحب کو چٹا جائے۔ ایک دن اور دوسرے دن بھی مارا شدید کوڑے مارے تیسرے دن ان کا چڑا اتارنے کا حکم دیا۔ ایک یہودی کو اس روح فرسا سزا دینے کے لیے لایا گیا۔ وہ چڑا اتار رہا تھا۔ امام نابلسیؒ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے۔ یہ یہودی جلا دیکار اٹھا اور اس بھجانہ ظلم سے اس کا دل رقت کے آنسو بن جاتا ہے اور کہتا ہے: جب میں شیخ کے دل تک پہنچا تو یہ داشت نہ ہو سکا تو میں نے چھری مار کر انہیں فوراً شہید کر دیا۔ تڑپا نہ دیکھ سکا اور حضرت امام قرآن پاک کی اس بشارت کے مستحق قرار پائے۔ فرمان الہی ہے:

وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهْمْ
 يَرْزُقُوْنَهُمْ فَرِحِيْنَ بِمَا اَتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ
 يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ اِلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ اَلْهَمٌ يَّحْزَنُوْنَ (نساء: 160)
 ”تو ہرگز نہ گمان کر ان لوگوں کو اللہ کی راہ میں جو قتل کیے گئے ہیں کہ یہ مردہ ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں خوش ہونے والے ہیں ان کے ساتھ جو ان کے رب نے انہیں اپنے فضل سے نوازا ہے اور جو ابھی ان سے ملے نہیں، انہیں یہ بشارت دینا چاہتے ہیں کہ ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ ہی یہ غم کھائیں گے۔“
 (البدایہ والنہایہ)

یہ بات قابل غور ہے کہ ایک یہودی پر ظلم سے رقت طاری ہوئی، یہ اسماعیلی شیعہ بے رحم، ظاہر ذرا متاثر نہ ہوا۔

اسماعیلیوں کے قاتلانہ حملے

① نظام الملک سلجوقی کا قتل:

ماورِ بچ الاول 485ھ میں نظام الملک سلجوقی فارس کے حکومتی علاقہ کے دورے پر نکلا۔ اس کے ساتھ عباسی خلیفہ کا بیٹا ابو فضل جعفر بھی تھا۔ جب سلجوقی دورے سے واپس لوٹا تو ماہ رمضان میں دار الخلافہ بغداد کا دورہ کیا۔ ابھی یہ راستے میں ہی تھا کہ ”دیلیم“ کا رہنے والا بچہ جو کہ اسماعیلی شیعہ تھا ایک فریادی کے روپ میں آگے بڑھا اور نظام الملک پر خنجر سے وار کر دیا جس سے وہ موقع پر ہی شہید ہو گیا۔ نظام الملک کے فوجیوں نے اس دیلمی لڑکے کو پکڑ کر مار دیا۔ یہ وزیر جو کہ سنی تھا یہ اسماعیلی باطنی فرقہ کا پہلا شکار ہوا۔ اسماعیلی فرقہ کی جانب سے جب قاتلانہ حملوں میں اضافہ ہوا تو مسلمان قائدین نے زیریں زیب تن کرنا شروع کیں، ان کے غدار خنجروں سے بچانے والے لباس زیب تن کرنے لگے اور یہ ان سے سخت احتیاط برتنے لگے اس کے باوجود ان کی دھوکہ بازیاں نئے اسلوب میں سامنے آتی رہیں اور انہیں عملی جامہ پہنانے کے لیے وہ ایک لمحہ ضائع نہ ہونے دیتے تھے۔

② امیر بلکا بک بن سرمد کا قتل:

493ھ ماہ رمضان میں اصبہان کی پولیس کے سربراہ امیر بلکا بک بن سرمد پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، حالانکہ امیران سے بہت محتاط رہتا تھا۔ ہمیشہ لوہے کی زرہ پہنتا تھا۔ لیکن اس رات وہ زرہ نہ پہن سکا۔ اسماعیلیوں نے اسے غیبت جانا اور دھوکہ باز چھریوں کی بوچھاڑ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اور یاد رہے اسماعیلیوں نے بڑے بڑے عظیم فقہاء، واعظین اور علمائے اہل سنت کو ناحق شہید کیا ہے ان کا جرم صرف یہی تھا کہ وہ حق کا اعلان کرتے تھے اور انکے فاسد اور گمراہ کن عقائد کی تردید کرتے تھے۔

③ ابو مظفر خجندی کا قتل:

اسماعیلیوں کا دست و خون ریز صرف حکام، سلاطین مسلمانوں تک ہی نہیں بڑھا بلکہ ان کے یہ جفاکش ہاتھ فقہاء، واعظین اور علماء تک بڑھ گئے تھے۔ انہوں نے ہر اس شخص کو قتل کیا جو بھی اسماعیلیوں کے افکار فاسدہ اور ان کے عقائد ضالہ اور خبیثہ کی نقاب کشائی کرتا تھا۔ 496ھ میں ایک اسماعیلی نے واعظ ابو مظفر بن خجندی رحمۃ اللہ علیہ کو ”رے“ شہر میں شہید کر دیا۔ ابو مظفر جامع مسجد میں لوگوں کو وعظ کر رہے

تھے جب یہ اپنے درس سے فارغ ہوئے اور اپنی کرسی سے نیچے اترے تو وہ خبیث اسماعیلی حملہ آور ہوا اور انہیں شہید کر دیا۔ اسماعیلی کو بھی اسی وقت مار دیا گیا۔ ابو مظفر ایک عالم، فاضل اور شافعی فقیہ تھے۔ وزیر نظام الملک مرحوم ان کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا کرتا تھا اور ان کی بہت تعظیم کیا کرتا تھا۔

④ ابو جعفر بن مشاط کا قتل:

ابو جعفر بن مشاط شافعیوں کے فقیح ہیں، یہ بھی اسماعیلیوں کی ہیبت کا شکار ہوئے تھے۔ انہیں بھی ایک اسماعیلی خبیث نے ان کے استاد امام محمدی کی طرح شہید کر دیا۔

⑤ عبید اللہ خطیبی کا قتل:

ماہ صفر 502ھ میں اسمہان کے قاضی عبید اللہ بن علی خطیبی رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا گیا۔ انہوں نے اسماعیلیوں کے بہت سارے باطل افکار کی پر وہ کشائی کی تھی۔ یہ ان غداروں سے محتاط تو بہت رہتے تھے لیکن احتیاط نقد پر نہیں ٹال سکتی۔ ایک اسماعیلی جمعہ کے دن قاضی صاحب کے پاس آنے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے ان کے اور ساتھیوں کے درمیان سے اندر آتا ہے اور اچانک حملہ کر دیتا ہے اور انہیں شہید کر دیتا ہے۔

⑥ قاضی صاعد بن محمد کا قتل:

جن قاضیوں کو اسماعیلیوں نے تہ تیغ کیا تھا ان میں سے قاضی صاعد محمد بن عبد الرحمن ہیں۔ یہ غیشاپور کے قاضی تھے۔ جامع اسمہان میں عید کے دن انہیں ایک اسماعیلی نے ایک چھری کے ساتھ شہید کر دیا۔

⑦ جناح الدولہ کا قتل:

495ھ میں مسلمانوں کے سپہ سالار جناح الدولہ حسین جو حص والے تھے۔ انہوں نے صلیبی جنگ میں عیسائیوں کے خلاف زبردست کارنامے انجام دیے۔ یہ اپنے قلعہ سے جامع مسجد کبیر میں اترے تاکہ نماز جمعہ ادا کریں۔ ارد گرد رخسار موجود تھے اسماعیلیوں کے تین آدمی زائدانہ لباس میں آگے بڑھے، انہوں نے کچھ مطالبات کیے، انہوں نے اس سے وعدہ کیا کہ بہتری ہوگی۔ پھر ان خبیث گندے لوگوں نے یکبارگی حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا اور ساتھ ہی کچھ ساتھی بھی شہید ہوئے۔ یہ امیر نہایت ہی بہادر اور مجاہد تھے اور بنفس نفیس جنگوں میں شرکت کیا کرتے تھے۔

⑧ امام عبدالواحد بن اسماعیل کا قتل:

امام عبدالواحد بن اسماعیل، یہ شافعی فقہائیں سے ہیں۔ ابو حسان ان کی کنیت تھی، روایاتی نسبت تھی، بلاد عجم کے بھی شافعی مسلک کے شیخ تھے۔ انہیں جامع طبرستان میں جمعہ کے دن شہید کر دیا گیا۔ انہوں نے دور دور آفاق کی طرف طلب علم کے لیے سفر کیا اور بہت سارے علوم حاصل کیے اور بہت ساری احادیث سنی تھیں اور شافعی مذہب کی حمایت میں کتابیں بھی تصنیف کی تھیں۔ یہ فرمایا کرتے تھے:

لو احترقت كتب الشافعي لأمليتها من حفظي
 ”اگر امام شافعی رحمہ اللہ کی کتابیں جل جائیں تو میں اپنے حافظہ سے دوبارہ لکھ سکتا ہوں۔“

⑨ صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ:

صلیبیوں کے خلاف جہاد اسلامی کے عظیم سپہ سالار بطل حریت صلاح الدین ایوبی پر بھی کینہ پرور اسماعیلیوں نے قاتلانہ حملہ کی جرأت کی۔ حطیم کے مقام پر ایک مشہور جنگ ہوئی۔ اس میں بھی صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ نے دشمن کو شکست فاش سے دو چار کیا۔ اور مصر و شام میں ایسے فاتحانہ کارنامے انجام دیے جو اسلام کی پیشانی کا جھومر ہیں۔ اور غلام جنگجوؤں کے مقابلوں میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ اس مسلمان سپہ سالار کو اس کی محنت و کاوش کا صلہ یہ دیا گیا کہ ان کینہ پرور اسماعیلیوں نے دودفعہ ان پر قاتلانہ حملہ کیا۔ پہلی دفعہ 570ھ میں ان کے قتل کی کوشش کی گئی، اس وقت سلطان صلاح الدین نے حلب شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اسماعیلیوں کے چند افراد آئے کہ دھوکہ سے بے خبری میں قتل کر دیں گے مگر ایک امیر لشکر نے دیکھ لیا اور پہچان لیا۔ ان سے کہا: تم یہاں کیا لینے آئے ہو اور کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے اسی وقت اس پر حملہ کر دیا اور شدید زخمی کر دیا، ان میں سے ایک نے صلاح الدین پر حملہ کر دیا۔ مگر وہ خود قتل کر دیا اور دوسرے اسماعیلی صلاح الدین کے ساتھیوں سے نبرد آزما ہوئے اور اس تک پہنچنے کی پوری کوشش کی لیکن وہ ناکام ہوئے اور سب مارے گئے۔ دوسری کوشش اس پیکر خیر و فلاح پر اس وقت ہوئی جب یہ اپنی عادت کے مطابق قلعہ اعزاز کے محاصرہ کے دوران آلات لڑائی کا مشاہدہ کر رہے تھے اور مردان مجاہدین حق کو ترغیب دلا رہے تھے۔ یہ اپنے امراء لشکر کے خیمہ میں داخل ہوئے تو اسماعیلی فوجی وردی میں جو کہ مجاہدین کی وردی تھی ان کے سامنے آئے اور ایک نے اچانک جست لگائی اور صلاح الدین پر چھری سے وار کر دیا۔ جس سے ان کا سر زخمی ہوا۔ صلاح الدین نے اسماعیلی کو ہاتھ

سے روکا مگر وہ مکمل طور پر نہ رک سکا وہ کمزور نہیں لگا تا رہا مگر سر پر خود ہونے کی وجہ سے زیادہ نقصان نہ ہوا۔ اتنی دیر میں ایک غلام اندر آیا اس نے اسماعیلی کے ہاتھ سے چھری قبضہ میں لے کر اس حملہ آور کو زخمی کر دیا۔ اس کے بعد دوسرا اسماعیلی صلاح الدین پر حملہ آور ہوا، فوجیوں نے اس کا پیچھا کیا اور اسے مار ڈالا۔ اس کے بعد تیسرے اسماعیلی نے حملہ کیا تو انہوں نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ چوتھا گلست خوردہ ہو کر خیمہ سے باہر نکلا اسے بھی پکڑ کر انہوں نے قتل کر دیا۔ اللہ اس سپہ سالارِ اعظم پر اپنی رحمتوں کی برکھا برمائے۔

❁ حجاج کرام:

498ھ میں پرامن حجاج کرام بھی ان کی پکڑ سے نہ بچ سکے، حجاج کے قافلے ماوراء النہر سے، خراسان سے ہندوستان کے علاقوں سے بیت اللہ میں جمع ہو رہے ہیں کہ سحری کے وقت اسماعیلیوں نے بغاوت کر دی، اللہ کے گھر میں اس کے مہمانوں کے اندر قتل و غارت برپا کر دی، ایک بھی نہ چھوڑا اور ان کے اموال مال قیمت کے طور پر لوٹ لئے جانور بھی قبضہ میں لے لئے۔ 522ھ کی بات ہے کہ حجاج کرام جو کہ خراسان کے تھے وہ اپنے راستہ کے ذریعہ بیت اللہ کی طرف رواں دواں تھے، اسماعیلی ان پر اچانک حملہ آور ہوتے ہیں حجاج کرام نے لڑائی میں سخت مقابلہ کیا اور عظیم صبر کا مظاہرہ کیا ان کا امیر حج شہید ہو گیا تو وہ پس پا ہو گئے اور امان طلب کی اور حجاج کرام نے اپنا اسلحہ پھینک دیا کہ اسن مل جائے ان اسماعیلیوں نے انہیں پکڑ کر قتل کرنا شروع کر دیا، تھوڑی تعداد باقی رہ گئی دوسرے سب قتل ہو گئے ان میں امام بھی تھے، علماء بھی تھے، زاہد و صالح بھی تھے جو سب مارے گئے۔ اللہ کا فرمان ہے:

ان الذین یکفرون بآیت اللہ ویقتلون النبیین بغیر حق ویقتلون
الذین یأمرون بالقسط من الناس فبشرهم بعذاب الیم۔ اولئک
الذین حطبت اعمالهم فی الدنیا والاخرۃ ومالهم من نصرین

(آل عمران: 21-22)

”بے شک وہ لوگ جو اللہ کی آیات کا کفر کرتے ہیں اور ناحق انبیاء کو قتل کرتے ہیں اور ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو انصاف کا حکم دیتے ہیں پس انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔ یہی لوگ ہیں جن کے دنیا اور آخرت کے اعمال خالص ہو گئے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔“

صبح ہوئی تو ان مقتولوں اورخمیوں کے پاس کھڑا ہو کر ایک خبیث اسماعیلی شیخ آواز دیتا ہے:

یا مسلمین ذہبت الملاحدة ومن اراد الماء سقیته

”اے مسلمانوں! تلخ چلے گئے جو پانی چاہتا ہے مجھے بتائے میں اسے پانی پلاؤں گا۔“

جس نے بھی سر اٹھایا یا بات کی اس خبیث اسماعیلی نے تیزی سے اسے ختم کر دیا۔

⑩ خلافت اسلامیہ کی فوجوں کا سامنا کرنے کے باوجود یہ اسماعیلی اکثر مواقع پر قتل و غارت، لوٹ مار چھینا چھنی سے مسلمانوں پر ظلم ڈھاتے رہے اور خصوصاً حج کے ایام میں بھی انہیں شرم نہیں آئی، یہ حاجیوں کے قافلوں پر حملے کرتے رہے ہیں اور انہیں قتل کرتے رہے ہیں۔ 317ھ میں ان کی یہ شرمناک سرگرمیاں انہما کو پہنچ گئی تھیں یہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے تھے ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید جنابی لعنہ علیہ ان کا امیر تھا انہوں نے حجاج کرام کا قتل عام کیا اور ان کی لاشیں آب زم زم کے کنوئیں میں پھینک دیں۔ مکہ کی کھلی آبادی اور گھائیوں میں حرم میں اور کعبہ کے اندر ہر جگہ پر انہوں نے حجاج کرام کے قتل عام میں کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ ان کا امیر ابو طاہر (اللہ اس پر بے شمار لعنتیں کرے) کعبہ کے دروازے پر بیٹھ گیا حجاج کرام اس کے گرد قتل کیے جا رہے ہیں اور ان کی لاشیں گر رہی ہیں اور یہ مسجد حرام میں ماہ محرم میں اور ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ جسے تردیہ کا دن کہتے ہیں اس مبارک دن میں یہ خبیث بدبودار یہ دعویٰ کرتا ہے:

انا الله وبالله انا اخلق الخلق و افضيهم انا

”میں ہی اللہ ہوں اور میں خود اللہ اپنے قسم اٹھا کر کہتا ہوں میں ہی مخلوق کو پیدا کرتا ہوں

اور میں ہی اسے فنا کے گھاٹ اتارتا ہوں۔“

حجاج کرام اس اسماعیلی شیعہ سے جانیں بچانے کے لیے بھاگتے ہیں غلاف کعبہ پکڑتے ہیں مگر یہ سب بے سود تھا یہ ظالم قتل کی اندھیر گری برد پا کیے ہوئے ہے دوران طواف بھی خون ریزی کر رہے ہیں۔ اس کے بعد یہ ظالم اور لعنتی امیر چاہے زم زم میں لاشوں کو دفن کرنے کا حکم دیتا ہے اور کئی مقتولین مسجد حرام کی مختلف جگہوں میں دفن کر دیے جاتے ہیں نہ انہیں غسل دیا گیا نہ ہی انہیں کفن نصیب ہوا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اس قدر فضا خوف زدہ تھی کہ اس قدر اس مصیبت نے ہولناکی میں ڈال رکھا تھا۔ انا للہ

⑪ یہ اسماعیلی شیعہ زم زم کی عمارت کو گرا دیتے ہیں اور باب کعبہ اکھاڑ دیتے ہیں اور ایک تو میزاب کعبہ (پر نالہ) اکھاڑنے کی کوشش کرتا ہے مگر وہ لعنتی سر کے تل گرنا ہے اور آتش دوزخ کا ایندھن

بننا ہے۔ دوسرا کھڑا ہوا اس نے حجر اسود پر ایک بھاری آلہ سے ضرب لگائی اور ساتھ ہی ازراہ مذاق اور فطیحا کہتا ہے: کہاں ہے بابا بیل؟ کہاں ہیں برسنے والے پتھر؟ (نعوذ باللہ) مگر یہ ظالم اللہ کے اس فرمان کی حکمت نہیں سمجھ سکا:

ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظلمون انما يؤخرهم ليوم
تشخص فيه

الابصار۔ مہطعین مقنعی رؤسہم لا یرتد الیہم طرفہم وافئدتہم
ہوا۔

(ابراہیم: 42-43)

”جو یہ ظالم کردار ادا کر رہے ہیں یہ ہرگز تصور نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر ہے۔ وہ تو صرف انہیں اس دن تک مہلت دے رہا ہے جس میں آنکھیں اٹھی رہ جائیں گی یہ اپنے سر اٹھائے بھاگ رہے ہوں گے ان کی آنکھیں مارے خوف کے حرکت نہ کرے گی اور ان کے دل صبر سے خالی ہوں گے۔“

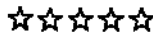
اس ظالم اسماعیلی نے حجر اسود کو اکھاڑ لیا اور ساتھ لے گیا تقریباً بیس برس حجر اسود ان کے پاس

۲۰-

☆☆☆☆☆

اسماعیلیوں کے پائے جانے والے مقامات

یہ بھری اسماعیلی ہندوستان میں موجود ہیں۔ یہاں تو اس کے بمبئی شہر میں ان کا سب سے بڑا مرکز ہے یہ گروہ انڈیا کے تقریباً پانچ سو شہروں اور دیہاتوں میں بکھرا ہوا ہے ان کی موجودہ تعداد تقریباً بیس لاکھ ہے۔ یمن میں یہ گروہ حراز میں پائے جاتے ہیں، تنزانیہ، مڈغاسکر، کینیا میں یہ گروہ موجود ہے، ان کی تھوڑی سی تعداد کویت، دہلی، بحرین اور عدن میں بھی پائی جاتی ہے، آغا خانی اسماعیلی بھی بڑے اہم علاقوں میں پائے جاتے ہیں، پاکستان میں ان کا بڑا مرکز کراچی میں ہے علاوہ ازیں یہ سوریا کے شہر سلمیہ میں باکثرت ہیں شامی لوگ انہیں سمعانی کے نام سے بولتے ہیں علاوہ ازیں یہ قلموس ایران کے شہر قم میں بھی موجود ہیں وسط ایشیا کے شہروں بدخشاں، خوقند، وقراتلیم میں بھی ہیں۔ حکومت عمان میں ان کا ایک خاص محلہ ہے جو مسقط کے قریب ہے یہ زنجبار میں بھی پائے جاتے ہیں۔



سعودیہ میں اسماعیلی مکارمہ کا تذکرہ

یہ درج ذیل بحث پر مشتمل ہوگا۔

- پہلی بحث:..... مکارمہ کا تعارف
- دوسری بحث:..... مکارمہ کی نجران منتقلی کا ذکر
- تیسری بحث:..... ان کے اختلافات
- چوتھی بحث:..... اسماعیلی مکارمہ کی اہم شخصیات
- پانچویں بحث:..... ان کی کتابیں
- چھٹی بحث:..... اسماعیلی مکارمہ کی عبادات
- ساتویں بحث:..... مکارمہ کے عقائد
- آٹھویں بحث:..... مکارمہ کے مالی معاملات
- نویں بحث:..... سنی مسلک کی طرف رجوع
- دسویں بحث:..... ان کی دعوت

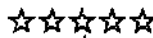
مکارمہ کا تعارف

مکارمہ اسماعیلی اصل و نسب میں میر تک جاتے ہیں۔ حیر کا نسب یہ ہے میر بن سبا بن شحب بن عرب بن قطان تک ہے۔ یہ یمن کے بادشاہوں میں سے تھا یہ وہ بادشاہ ہے جس نے سب سے پہلے اپنے سر پر تاج رکھا۔ مکارمہ اسماعیلی فرقہ میں سے حامد، حمادی اور فہد فرقتے بھی ہیں یہ فہد صلاح بن داؤد ابن عبد اللہ بن عمر بن علی بن صبیح بن حسن بن کرم کے بیٹوں میں سے ہے اس فہد کی طرف بنی نجران کے مکارمہ منسوب ہوتے ہیں۔ نجران میں دعوت اسلامیہ انہی کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔ نجران میں ہر اسماعیلی کو کمری کہتے ہیں، خواہ وہ ان کے علاوہ بھی ہوں۔ یمن میں پرانے زمانے سے مکارمہ اسماعیلی دینی لیڈر شپ پر فائز آرہے ہیں۔ یہ بات صفر اور کستان کے حادثہ میں داعیوں کے نام جب سامنے آئے تو واضح ہوئی یہ حکومت صلیحہ کے ختم ہونے کے بعد ان کے ائمہ کے ناموں سے انکشاف ہوا کہ مذہبی لیڈری ان کے ہاتھ میں تھی ان میں زیادہ نام ورمعاد الدین اور لیس بن حسن بن عبد اللہ بن علی بن محمد بن ہاشم کمری ہے یہ تقریباً دوسری صدی میں فوت ہوا ہے، مذہب اسماعیلی میں اس کی کتب بہت مستحضر ہیں۔ اس کی ایک کتاب ”زہر المعانی و عیون الاخبار“ ہے ان کی دعوت جاری رہی ہے حتیٰ کے اب اس کے ذمہ دار ہمدوستانی مکارمہ ہیں۔ یہ مکارمہ اسماعیلی جو ہیں خود کو دوسروں سے اعلیٰ رتبہ تصور کرتے ہیں۔ یہ صرف ہم مثل لوگوں سے شادی کرتے ہیں، دوسرے قبائل کے اسماعیلیوں سے یہ نکاح نہیں کرتے صرف اس لیے کہ ہمارا مقام اعلیٰ محفوظ رہے اور ہماری دینی سیادت برقرار رہے۔ نجران کے شہر میں کمری شیخ کو دیگر قبائل کے مشائخ پر برتری حاصل ہوتی ہے، اس کی وجہ بھی اپنے دینی مرکز کے حکم کو برقرار رکھنے کے لیے ہے اور اس داعی پر تنقید کرنا پورے قبیلے پر تنقید تصور ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ قبائل مشائخ کی عزت و احترام اور حمایت اسی طرح کرتے ہیں جس طرح یہ اپنی عزتوں کا کرتے ہیں۔



مکارمہ دعوت کا نجران منتقل ہونا

اسماعیلی داعی محمد نامی لیڈر نے جب اس دعوت کو قبول کیا اس کے اور ”زیوڈ“ کے شیعوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں اسے شکست ہوئی اور یہ قلعہ چلا گیا، اس کا ارادہ تھا کہ ہندوستان بھاگ جائے مگر نجران کے ”یام“ کے قبیلہ نے اسے اپنے پاس بلا لیا یہ دہاں گیا اور اس نے ایک شہر آباد کیا جس کا نام ”الجمحہ“ رکھا اب یہ ویران ہو چکا ہے۔ یہ محمد بن اسماعیل مکری داعی جب نجران پہنچا تو اسے دینی سرپرستی حاصل ہو گئی یہ الجمحہ مکری مذہب کا 1352ھ تک مرکز رہا اس کے بعد یہ داعی جو نہ جگہ پر منتقل ہو گیا 1370ھ میں ”خشیوہ“ علاقہ میں منتقل ہو گیا۔ یہ اسماعیلی مکرمہ فرقہ کا اب عالمی مرکز ہے۔ سعودی حکومت کے جنوب میں سرحد کے قریب آج بھی نجران اسماعیلیوں مکریموں کا اڈہ ہے۔



مکارمہ وغیرہ کا آپس میں اختلاف

آج کے مکارمہ اسماعیلیوں میں افتراق و انتشار پیدا ہو چکا ہے یہ حنیفہ فرقہ اور محمدیہ فرقہ میں بٹ چکے ہیں اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اسماعیلی مکارمہ کا داعی جو ہوتا ہے یہ اپنی وفات کے نزدیک اپنے خلیفہ کے متعلق وصیت کرتا ہے، 1413ھ کی بات ہے اسماعیلی مکارمہ کا داعی کفیل بن حسن مکرئی تھا، اس کا نائب محسن بن علی مکرئی تھا، یہ بیت المال کا مسئول تھا محسن اپنے پیروکاروں میں حد درجہ معظم اور مقدس تھا اور یہ حسین کا خلیفہ تھا حسین کی وفات کے بعد جب انہوں نے وصیت نامہ دیکھا تو اس میں محسن کے برعکس اس نے حسین بن اسماعیلی کو خلیفہ لکھا تھا یہ طائف کا رہنے والا تھا۔ یہ وصیت تو محسن مسئول پر بجلی بن کر مکرئی کیونکہ اگر اس وصیت پر عمل ہو جائے تو اس کا منصب و مرتبہ اور جو پیروکاروں کے دل میں اس کی تعظیم جاگزیں تھی سب ختم ہو جاتی تھی اس نے اس وصیت کو ناقابل نفاذ قرار دے کر حسین بن علی سے بغاوت کر دی اور خود کو مکارمہ اسماعیلیہ کا داعی بنا کر کھڑا کر دیا، اس وقت یہ مکارمہ دوحصول میں تقسیم ہو گیا ایک حصہ محسن کے ساتھ ہولیا دوسرے حصے نے حسین بن علی کی تائید کی حسین کے تائید کنندگان اس کے پاس طائف گئے وہ بہت خوش ہوا۔ پھر وہ اسے نجران لے گئے تاکہ اسے اس کا منصب سپرد کرے اور وہ ”خشیوہ“ کو ٹھکانہ بنا لے جو کہ اب بھی ان کا مرکزی مقام ہے۔ محسن نے جادو کر کے حسین بن اسماعیل کو اس منصب سے محروم کر دیا۔ جادو نے حسین کے دل میں ایسا اثر کیا کہ ”خشیوہ“ سے اسے نفرت ہو گئی اور وہ بیمار پڑ گیا جس بنا پر محسن خشیوہ پر قابض ہو گیا۔ اور بیت المال پر اپنا اثر و نفوذ پھیلا دیا۔ حسین بن اسماعیل اپنے علاقہ ”رحصہ“ میں ٹھہرا رہا، حسین کے مریدوں نے محسن کے ناک میں دم کر دیا 1416ھ میں محسن بیت المال کی مسئولیت اور جامع کبیر سے دستبردار ہو گیا اور حسین آخر کار یہ دونوں چیزیں واپس لینے پر قادر ہو گیا۔ اور مولف کتاب کہتے ہیں: اختلاف اب بھی قائم ہیں یہ مکرئی اسماعیلی اب بھی حنیفہ اور محمدیہ فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔



افرادِ مکارمہ کے اوصاف

مکارمہ اسماعیلیوں کی شخصیات عادات میں یہ چیز ممتاز نظر آتی ہے کہ یہ سفید پگڑی سر پر باندھتے ہیں اور ہاتھ قاعدہ سر پر بچھ دیتے ہیں۔ اور یہ اپنا لباس ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں اور اسے سنت قرار دیتے ہیں اور ان میں سے دین دار پوری دائرگی بھی رکھ لیتا ہے مگر خساروں کی جانب سے اسے منڈوا کر رکھتا ہے۔ مختصر یہ کہ ان کی عادات سنی لوگوں کے مخالف ہوتی ہیں، انہوں نے تقریباً اکثر معاملات میں ان سے اپوزیٹ چلنا ہے یعنی:

خرد کا نام جنوں، جنوں کا خرد رکھ دیا
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے



پانچویں بحث.....

ان کی کتابوں کا تذکرہ

مکارمہ اسماعیلیوں کے اہم مراجع اور کتب درج ذیل ہیں۔

①..... "الذخیرۃ فی الصحیحۃ" یہ داعی علی بن ولید کی تالیف ہے اس پر تحقیق محمد حسن اعظمی

اسماعیلی کی ہے۔

②..... "مسائل مجموعہ من الحقائق العالیہ والدقائق دلائل سرار السامیہ" ہے۔ اس کے مقدمہ میں

لکھا ہے:

"یہ اہل حل و عقد کی اجازت کے بغیر پڑھنا منع ہے۔"

③..... "الافتاح والینایح" ہے یہ داعی ابو یعقوب اسد ثانی کی تالیف ہے اس کی تحقیق مصطفیٰ

قالب اسماعیلی نے کی ہے۔

④..... "تادیل الدعائم" ہے

⑤..... "دعائم الاسلام" ہے یہ نعمان بن محمد کی کتابیں ہیں

⑥..... "خمس رسائل اسماعلیہ" ہے اس پر تحقیق عارف نامر اسماعیلی کی ہے

⑦..... "کنز الولد" ہے یہ اسماعیلیوں کی بہت مشہور کتاب ہے۔ یہ ایراجیم حامدی کی تالیف

ہے۔

⑧..... "تاج العقائد ومعدن القوائد" ہے یہ علی بن ولید کی تالیف ہے۔

⑨..... "اساس التادیل" ہے۔ یہ قاضی نعمان بن حیون کی تالیف ہے۔ عارف نامر اسماعیلی

نے اس پر تحقیق کی ہے۔

مکارمہ اسماعیلیوں کی دعوت کے مراتب

(۱) "امام داعی" کا رتبہ ہے۔ یہ دعوت اسماعیلی کا مرکزی کردار ہے اور قیادت عالیہ کا یہ سر

چشمہ ہے۔

(۲) ”مرتبہ الحجۃ والباب“ ہے۔ یہ امام کا نائب ہوتا ہے اس کے پاس امام کے اسرار و رموز ہوتے ہیں اور یہ امام کے اعمال اور سرگرمیوں کی امانت ہوتا ہے۔

(۳) ”مرتبہ داعی“ بلاغ کا کام ہے۔ یہ امر و نہی کی تبلیغ کا ذمہ دار ہوتا ہے یہ ملکوں، علاقوں اور شہروں میں داعی بھیجتا ہے اور ان کے متعلق رازداری اور معلومات کا یہ ذمہ دار ہوتا ہے۔

(۴) ”مرتبہ داعی مطلق“ ہے یہ دعوت والے ملکوں میں سفر کی تمام صلاحیتیں رکھتا ہے۔ اس داعی مطلق کو دونہما سند دیئے جاتے ہیں، مذہب کی دعوت میں وہ اس کی خدمات سرانجام دینے پر مقرر کئے جاتے ہیں۔

(۵) ”مرتبہ داعی“ ماذون کا ہے، یعنی جسے اجازت دی گئی ہے اس کا کام دعوت اسماعیلی قبول کرنے والوں سے عہد و پیمان لینا ہوتا ہے۔

(۶) ”مرتبہ داعی محصور“ کا ہے۔ یہ جس علاقہ کو تبلیغ کے لیے محدود کیا جاتا ہے اس کا ذمہ دار ہوتا ہے اور اس علاقہ میں جو دعوت قبول کرتے ہیں ان سے عہد و پیمان لیتا ہے اور اسے اجازت ہوتی ہے کہ مذہب اسماعیلی کی دعوت پھیلاتے وقت اگر اسے دوسرے اسلامی فرقوں میں سے کسی سے بحث کرنی پڑ گئی ہے تو وہ اس کا مجاز ہوتا ہے یہ اس کو اس مرتبہ پر فائز کرتے ہیں جو فلسفہ اور علم مناظرہ میں بلند درجہ پر براہمان ہو اس مرتبہ کا داعی جماعت، عیدین، جنازہ، زکوٰۃ جمع کرنے اور اسے اپنے سے اوپر والے تک پہنچانے اور حج کے موسم میں انہیں حج کے طریقوں کی تعلیم دینے پر متعین کیا گیا ہوتا ہے۔

(۷) ”مرتبہ مکالم“ کا ہے یہ سمجھیں اس اسماعیلی دعوت کے مریدوں کا پہلا فوجی ہوتا ہے اس کا کام سی آئی ڈی کرنا ہے اور اسماعیلی دعوت کے متعلقہ خبروں کو کھوج لگانا ہے۔



مکارمہ اسماعیلیوں کی عبادات

(۱) ان کی سب سے پہلی عبادت وضو ہے۔ یہ مکارمہ فرقہ والے وضو سنی لوگوں کی مانند ہی کرتے ہیں مگر یہ وضو کی ابتداء میں لفظوں میں نیت کرتے ہیں اور ہر عضو دھوتے ہوئے مخصوص دعا کرتے ہیں۔ ان کی (کتاب) ”صحیفۃ الصلاۃ“ میں آتا ہے۔

و یتمضمض بالماء ثلاث مرات و یقول فی مرة اللهم اسقنی من کأس محمد نبیک۔

”اور تین مرتبہ پانی کے ساتھ کلی کرے اور ہر مرتبہ کہے: ”اے میرے اللہ مجھے محمد ﷺ کے جو کہ تیرے نبی ہیں پالہ سے سیراب کر دے“

اور وضو میں یہ قدم بھی نہیں دھوتے۔ ان کا صرف مسح کرتے ہیں جیسا کہ دیگر شیعہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں لیکن آج کل مکارمہ میں بعض لوگوں کو نجران میں دیکھا گیا ہے کہ یہ پاؤں دھوتے ہیں، یہ موزوں، جرابوں پر مسح کے قائل بھی نہیں اور نہ ان میں نماز پڑھتے ہیں۔

(۲) یہ ان کی اذان کی عبادات ہیں۔ اسماعیلی مکارمہ کی اذان اہل سنت کی اذان سے مختلف ہے اس میں اضافے ہیں۔ ان کی اذان یہ ہے۔ یہ ساری اذان سنیوں کی مانند ہے۔

”اشہدان محمد رسول“ کے بعد دودھ ”ان علیا ولی اللہ“ کا اضافہ کرتے ہیں۔ اسی طرح ”حی علی الفلاح“ کے بعد دودھ ”حی علی خیر العمل“ کا اضافہ کرتے ہیں۔ زیدی شیعہ بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ اور مزید یہ کہتے ہیں:

محمد و علی خیر البشر و عترتہما خیر العتر

(۳) عبادت نماز ہے۔ مکارمہ اسماعیلیوں کی نماز سنیوں کی نماز سے کافی ملتی جلتی ہے مگر چند امور مختلف ہیں: یہ نماز کے وقت زبان سے نیت ادا کرتے ہیں اور اللہ اکبر کہنے کے بعد یہ دعا پڑھتے ہیں:

وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا مسلما وما انا من المشرکین۔ ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب

العالمین لا شریک لہ و بذالک امرت وانا اول المسلمین لا
شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین۔

پھر کہتے ہیں:

علی ملۃ ابراہیم و دین محمد و ولایۃ علی و ابرا الیہ من اعدائہ
الظالمین

یہاں وہ عالم دشمنوں سے مراد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عین خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم لیتے ہیں جو بھول ان کے خلافت علی رضی اللہ عنہ کے عاصب ہیں۔ یہ اکیلے نماز پڑھیں یا باجماعت پڑھیں۔ ”آمین“ نہیں کہتے، نہ آہستہ نہ بلند آواز سے، دونوں طرح آمین نہیں کہتے، ہاتھ سینہ پر نہیں باندھتے لٹکا دیتے ہیں۔ ہر اس اٹلی کے پاس ایک خاص جائے نماز ہوتا ہے جس پر یہ نماز پڑھتا ہے اور نماز تیزی سے پڑھتا ہے ان کی نماز میں خشوع و خضوع نہیں ہوتا نہ ہی یہ اطمینان کرتے ہیں۔ نماز کے بارے میں یہ ان کی عجیب و غریب عادت ہے کہ ان میں سے جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے وہ اپنے سامنے رکھتا ہے۔ بست ہو تختیاں ہو، چایاں ہوں، اوراق ہوں یا کایاں ہوں۔ سنی بھی ایسا کرتے ہیں اور خصوصاً حرمین شریفین میں بھی ایسا ہوتا ہے تاہم اسے نماز کی علامت نہ بنایا جائے ویسے عادیار کہ لیں تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ سنی سترہ رکھنا نماز میں واضح طور پر درست سمجھتے ہیں۔ اور یہ ظہر اور عصر کی نماز جمع کرتے ہیں اور مغرب کے ساتھ ہی عشاء پڑھ لیتے ہیں۔

(۴) مکارمہ فرقہ کی مساجد بھی میدان میں اور نماز باجماعت کا اہتمام بھی ہے۔ یہ اپنے کھیتوں کے قریب اپنی مساجد تعمیر کرنے کی بہت فکر رکھتے ہیں یہ بات بہت ہی حیران کن ہے اور خیردار کرنے والی ہے کہ ان کی مساجد میں قالین وغیرہ نہیں بچھائے جاتے یہ صرف مصلوں پر اکٹھا کرتے ہیں۔ مکارمہ کی مساجد میں خصوصاً ”خشیوہ“ کی مرکزی مسجد میں صفوں کو درجہ کے لحاظ سے درست کیا جاتا ہے پہلی صف میں اصحاب ہجرت کھڑے ہوتے ہیں یہ وہ لوگ جو یمن سے ہجرت کر کے ادھر آتے ہیں۔ اس کے بعد دوسری صف میں تاجر حضرات اور بڑے عہدوں پر فائز لوگ کھڑے ہوتے ہیں اس کے بعد صفوں میں عوام کھڑے ہوتے ہیں۔ اور جن مساجد میں اہل ہجرت نہ ہوں وہاں تاجر حضرات اور سربر آوردہ لوگ پہلی صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ نماز باجماعت صرف اس امام کے پیچھے پڑھتے ہیں جسے داعی مکرمی نے مقرر کیا ہو یا پھر اس کا نائب ہو۔ ان کے ائمہ ایک ممتاز علامت رکھتے ہیں ان کے امام کے دائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی میں انگوٹھی ہوتی ہے جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور داڑھی والا ہوتا

ہے مگر رخساروں سے منڈوائی ہوتی ہے۔ یہ اہل سنت کی مساجد میں قطعاً نماز نہیں پڑھتے اگر مجبوراً پڑھیں بھی تو اسے دوبارہ لوٹاتے ہیں۔ جیسا کہ حرمین شریفین میں بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ ان کی جمعہ کی نماز نہیں ہوتی اس لیے یہ جمعہ ادا نہیں کرتے، اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ جمعہ امام عادل تقی و پرہیزگار کی موجودگی میں ہی ممکن ہے۔ ظاہر ہے ان کا جمعہ نہ پڑھانا خود پر زبردست تنقید ہے کہ ان کا امام اور داعی ان صفات سے عاری ہے۔ یا تو یہ نماز جمعہ پڑھیں یا پھر اپنے امام کے متقی نہ ہونے کا اعتراف کریں ان کے تاریک مذہب سے نکل کر نور ہدایت پانے والے ہمارے بھائی نے بتایا:

اتینا الى المسجد واذا بالصف الاول التجار ، والناس في
المسجد يتكلمون و يتحدثون ثم اقيمت الصلاة في تمام
الساعة الواحدة وعشرين دقيقة ظهرا

”ہم مسجد میں آئے تو پہلی صف میں تاجر کھڑے تھے اور لوگ باتیں کر رہے تھے، اس کے بعد ایک بجکر میں منٹ پر نماز کھڑی ہوئی جبکہ اس وقت سنی مسجدوں میں سوا بارہ بجے جماعت کھڑی ہوتی تھی، ہم یعنی مکارمہ نے چار رکعات جبری نماز پڑھی اس کے بعد امام نے خطبہ پڑھا اور عوامی اعزاز پر ہی اس کی

قراءت کی، اس امام کا نام محسن تھا، اس کے خطبہ کے دوران لوگ باتیں کر رہے تھے، اس نے سات منٹ کا وقفہ دیا اس کے بعد نماز عصر ہوئی یہ خطبہ، نمازیں وغیرہ سارے کام باون منٹ میں اختتام پذیر ہو چکے تھے، اس کے بعد ہم امام کے پاس سلام کرنے اور اس کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے کے لئے حاضر ہوئے۔“

اسما علی مکارمہ کی موسمی نمازیں:

یہ مکارمہ اسما علی رجب کی سترہ رات کو نماز ادا کرتے ہیں ان کی کتاب صحیفۃ الصلاة الکبریٰ 313 ص پر ہے یہ اسے نہایت مقدس کتاب تصور کرتے ہیں۔

ان ليلة السابع عشر من رجب لها فضل عظیم لأن فی مصباحها

بعث النبی ﷺ والعامل فیها له اجر عشرين سنة - یصلی فیها

(۲۲) رکعات یقرء فیها (۲۲) سورة من قصار المفصل۔

رجب کی سترہ تاریخ کی رات بہت شرف و فضل والی ہے کیونکہ اس کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ

مبعوث ہوئے اس رات عمل کرنے والے کو بیس برس کی عبادت کا اجر ملتا ہے۔ اس میں بائیس رکعات پڑھیں اور بروج سے لے آفریقہ بائیس سو رتیں پڑھیں۔

میت پر نماز پڑھنے اور اسے دفن کرنے کا طریقہ

یہ مکارمہ اسماعیلی اس چیز کو اپنے لیے بہت بڑے شرف کی بات تصور کرتے ہیں مگر یہ مذہب کا دائمی یا اس کا نائب ان کی میت کو قبر میں اتارے تو نذرانہ اور بڑھ جاتا ہے اور جب وہ قبر میں آذان کہے تو اور ترقی ہو جاتی ہے۔ اور جب امام اپنے ہاتھ سے قبر کھودے تو نذرانہ کی رقم اور بڑھ جاتی ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جب مرنے والا مکمل طور پر مر جائے تو اس کے اعزہ و اقارب اس کی قبر کے قریب بکری ذبح کریں اسے یہ ”حقیقہ“ کہتے ہیں اس بکری کی ہڈیوں کو نہیں توڑتے ان کو ثابت ہی اس کی قبر میں رکھ دیتے ہیں اس کی میٹگنیاں بھی ساتھ ہی دفن کر دیتے ہیں اور اسے بہت بڑا باعث اجر عمل قرار دیتے ہیں۔

روزہ

مکارمہ اسماعیلی رمضان کی آمد کے لیے چاند دیکھنے کا اہتمام نہیں کرتے۔ بلکہ لیپ کے سال کے مطابق بتائے ہوئے نقشہ پر اعتماد کرتے ہیں۔ ان کی کتاب میں لکھا ہے۔

ان اشهر السنة لا تتغير ف شهر تام و شهر ناقص و بهذا يكون رمضان دائما تاما (صحيفة الصلاة)

”سال بدلتا نہیں مہینہ یا تو پورا ہوتا ہے یا ناقص ہوتا ہے۔ ہمیشہ رمضان تیس دن کا آتا ہے اس لیے یہ ہمیشہ تیس روزے رکھتے ہیں“

ایک روزہ یہ 18 ذوالحج کا بھی رکھتے ہیں جسے غدیر خم کا روزہ کہتے ہیں۔ اسے شیعوں کے تمام فرقے رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ وہ دن ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا تھا۔

مکارمہ کا حج

ان کا حج بھی جیسا کہ اوپر اسماعیلیوں کے بارے میں گزرا ہے اسی طرح ہوتا ہے، تمام مسلمانوں کے برعکس آٹھ ذوالحج کو ہی عرفات میں چلے جاتے ہیں یہ بھی لیپ کے حساب سے حج کرتے ہیں، ایک دن یا دو دن پہلے ہی عرفات چلے جاتے ہیں۔ (سلک الجواہر 82)

☆☆☆☆☆

مکارمہ اسماعیلیوں کے عقائد

ان کے عقائد پر بحث سے پہلے ہم اسماعیلی مکارمہ کی کتابوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

① ان کی ظاہری کتب ہیں۔ ② باطنی کتب

جوان کی ظاہری کتب ہیں وہ تو عوام کے لیے بھی جائز ہیں۔ خواہ وہ اسماعیلی ہو یا غیر ہوں۔ ان میں انہوں نے اپنے مذہب کے عقائد اور افکار اور تعلیمات کی حقیقت کا پتہ نہیں چلنے دیا خفیہ رکھا ہے کچھ ظاہری مسائل بیان کیے ہیں۔ اور جوان کی باطنی کتب ہیں اور جس عقیدہ کے یہ تابع ہیں یہ وہ کتب ہیں ان پر یہ عوام کو مطلع نہیں ہونے دیتے صرف خواص پر ہی انہیں آشکار کرتے ہیں۔ انہوں نے ان کی تلاوت سے انہوں کو بھی روک رکھا ہوتا ہے، انہیں پڑھنے کی اور ان سے آگاہ ہونے کی بھی حب انہوں کو اجازت دیتے ہیں جب ان سے یہ پختہ عہد لیتے ہیں کہ یہ ان کی آگے کسی کو خبر نہ دیں گے۔ حسین بن علی بن ولید ان کا داعی اپنے ایک خاص مرید سے یہ عہد لیتا ہے کہ اس باطنی کتاب سے آگے کسی کو مطلع نہ کرے پس اسے اپنے تک رکھے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

”میں تجھ سے یہ عہد لیتا ہوں کہ تو اس کتاب پر اسے ہی مطلع کرے گا جسے میں اجازت دوں گا۔ اس پر میں اللہ کا تاکید شدہ عہد لیتا ہوں جو اس نے اپنے مقرب فرشتوں سے لیا ہے اور مرسل نبیوں سے لیا ہے اپنے دین کے ہادی اماموں سے لیا ہے۔ اگر تو نے یہ عہد پورا نہ کیا تو یہ سب ائمہ تجھ سے بری ہیں۔ تیرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ کہتا ہے:“

لا نسخت منه حرفا ولا اقل ولا اکثر ولا وقف عليه الا انت او من اذنت له بالوقوف عليه وانتك تعيد الى هذه النسخة بعد ان تفرغ

من قراءتها واللہ علی ما نقول وکیل (مقدمہ المبدأ والمعاد)

”نہ تو اس میں سے ایک حرف نقل کرے گا اور نہ اس سے کسی کو آگاہ کرے گا مگر اس کے لیے جسے میں اجازت دوں گا۔ اور یہ نسخہ پڑھنے کے بعد مجھے واپس کر دے گا۔ جو بھی ہم عہد دیکھ کر رہے ہیں اللہ اس پر وکیل ہے۔“

میں مولف کتاب کہتا ہوں:

مکارمہ اسماعیلی ہمیشہ اپنی ان کتابوں کو صیغہ راز میں ہی رکھتے آرہے ہیں اب جب بھی مکرری اسماعیلی داعی کے پاس آئیں گے آپ ان کے عقیدہ کے بارے میں پوچھیں یا ان کتابوں کے بارے میں دریافت کریں جن میں ان کا عقیدہ مرکوز ہو تو یہ پوری غفلت کا اظہار کرتے ہوئے صرف ایک کتاب آپ کے ہاتھ میں تھما دیں گے جو کہ ”صحیۃ الصلاۃ“ ہے یہ نماز کے متعلقہ چند فقہی مسائل پر مشتمل ہے۔ مگر بعض طبع خانوں نے ان اسماعیلی باطنی فرقہ کی کتابوں کو شائع کر دیا ہے جو انہیں ان کے داعیوں سے ہاتھ لگی تھیں۔ جن سے ان کے مذہب کی بھیاں مک صورت سامنے آئی ہے۔ جس کو اللہ نے فطرت سلیمہ دے رکھی ہو وہ فلسفہ الحاد کی بے یقینی کے اندھیروں میں گرنے کی بجائے کتاب و سنت کے روشن میناروں کی طرف آتا ہے۔

مکارمہ کا اللہ کے بارے میں عقیدہ:

یہ اللہ پاک کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی صفت کے ساتھ موصوف نہیں۔ یہ قرآن و سنت کے صریح خلاف ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تزیہہ کے نام پر اس کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں ان کا ایک اہم گمراہ ابراہیم حامی اسماعیلی کہتا ہے:

فلا یقال علیہ حیا ولا قادر ولا عالما ولا عاقلا ولا کاملا ولا ناما
ولا فاعلا ولا یقال عنہ ذات لان کل ذات حاملۃ للصفۃ
(کنز الولد)

”اللہ تعالیٰ کو نہ تو زعمہ کہا جائے گا نہ قادر نہ عالم نہ عاقل نہ کامل نہ نام نہ فاعل نہ ہی اسے ذات سے تعبیر کیا جائے گا کیونکہ ہر ذات صفت کی حامل ہوتی ہے۔“
خو فرمائیے! یہ اللہ تعالیٰ کو اسم اور صفت سے خالی قرار دے رہا ہے

امامت کے بارے میں مکارمہ کا نظریہ:

ان کا امامت کے متعلق نظریہ درج ذیل نکات کے گرد گھومتا ہے۔

① نقطہ یہ ہے کہ امامت دین کے اساسی ارکان میں شامل ہے۔ ان کا قاضی نعمان لکھتا ہے:

بنی الاسلام علی سبب دعائم الولاية وهي افضلها والطهارة
والصلاة والزكاة والصوم والحج والجهاد (دعائم الاسلام 2/1)

”اسلام کی بنیاد سات چیزوں پر ہے (۱) ولایت و امامت ہے جو ان میں سے سب سے افضل ہے۔ (۲) طہارت (۳) نماز (۴) زکوٰۃ (۵) روزہ (۶) حج (۷) جہاد۔“
 ② نقطہ یہ ہے کہ ان مکارم کا امام واجب اطاعت ہے ان کا داعی معز لکھتا ہے۔

ان الله قد فضلنا وشرفنا واختصنا واجتباننا وافترض طاعتنا على
 جميع خلقه (المجالس واول المسایرات)

”اللہ تعالیٰ نے ہمیں شرف اور فضل سے نوازا ہے اور ہمیں خصوصیت سے اور انفرادیت سے نوازا گیا ہے اور ساری مخلوق پر ہماری اطاعت فرض کر دی گئی ہے۔“

③ ان کا عقیدہ ہے کہ زمین کبھی امام سے خالی نہیں ہوئی خواہ وہ امام ظاہر ہو یا مستور ہو ان کا داعی حسن بن روح کہتا ہے

ان الارض لا تخلو طرفه عين من قائم بحق لهداية عباد الله
 وخلقہ اما ظاهرا مشهودا او باطنا مستورا (الازہار: 189)
 ”یہ سر زمین ایک لمحہ بھی اللہ کے بندوں اور اس کی مخلوق کی ہدایت کے لیے امام حق کے لیے خالی نہ ہوگی خواہ وہ ظاہر ہو یا غائب ہو۔“

④ امامت کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ امام جو بھی ہوگا حضرت علیؑ کی اولاد سے ہوگا، یعنی حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ سے ہوگا۔ اس کے بعد حضرت حسینؑ کی اولاد سے ہوگا۔ حضرت حسنؑ کی اولاد سے نہ ہوگا۔ اس کے بعد اسماعیلؑ کی اولاد سے ہوگا۔ اس کے علاوہ کسی کی اولاد سے نہ ہوگا۔ (دعائم الاسلام: 89/1، المسایح فی الاشیات الامامہ للکرمانی: 109)

⑤ ان کا عقیدہ ہے کہ ان کا ہر امام معصوم ہے ان کے عقیدہ میں یہ بھی شامل ہے کہ ہر بعد والا امام سابقہ اماموں سے افضل ہوتا ہے۔ نعمان کہتا ہے:

لا یأتی امام الا اعطاه الله فضل الامام الذی مضى قبله وعلمه
 وحکمته (المجالس والمسایرات)

”ہر آنے والے امام کو اللہ تعالیٰ گزشتہ امام سے افضل بناتا ہے۔ علم و حکمت بھی گزشتہ امام سے بہتر ہوتا ہے۔“

حامی مکرری کہتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں سے بعض نے نبوت کا اقرار کیا

ہے لیکن آپ کے وصی کو تسلیم نہیں کیا رسول اللہ ﷺ کا اقرار ان کے لیے مفید نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق جو خلافت کی وصیت کی تھی اسے تسلیم نہیں کیا۔

اسماعیلی مکارمہ کا نظریہ تقیہ:

تقیہ کے بارے میں تمام شیعہ فرتے بڑے فخر سے اقرار کرتے ہیں۔ یہ جعفر صادق سے جھوٹ نقل کرتے ہیں:

التقية ديني ودين آبائي (اسرار النطقاء: 92)

”تقیہ میرے اور میرے آباء کا دین ہے۔“

دیگر ائمہ سے بھی نقل کرتے ہیں کہ ہمارا راز چھپا کر رکھو۔ جس نے ہمارا راز پھیلایا اس نے ہمارا حق تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

باطنی تاویل:

اسماعیلی بڑے فخر سے اپنا یہ نظریہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ظاہر اور باطن کے درمیان تفریق کرتے ہیں:

ان الظاهر هو الشريعة والباطن هو الحقيقة وصاحب الشريعة هو

الرسول محمد صلوات الله عليه وصاحب الحقيقة هو الوصي

علی بن ابی طالب (الاقتخار۔ ص: 71 للسنجستانی)

”شریعت ظاہری علم ہے اور باطنی علم حقیقت ہے۔ محمد ﷺ صاحب شریعت ہیں اور

حضرت علی رضی اللہ عنہ صاحب حقیقت ہیں۔“

انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم ﷺ کی نبوت میں شریک بھی ٹھہرایا ہے غالی صوفیوں کا

بھی یہی عقیدہ ہے۔ اسماعیلی مکارمہ کہتے ہیں رسالت سات افراد میں مشترک ہے آدم، نوح، ابراہیم،

موسیٰ، عیسیٰ، محمد ﷺ اور امام قائم میں۔ (اثبات النبوت: 131، الايضاح: 43، کز الولد: 268)

مکارمہ داعیوں کا جادو سے مستفید ہونا:

اسماعیلی مکارمہ جادو سے کام لینے میں مشہور ہیں۔ یہ ان سے متداول ہے کہ یہ جادو کا استعمال

کرتے ہیں۔ ان کی کتابوں میں ہے جتوں اور شیطانوں سے وسیلہ لیں۔ ان کی خاص ترین کتاب میں

ہے جو کہ ہر کمری کے گھر ہوتی ہے اس میں لکھا ہے:

”مقری، مغیشم، شمشاء، پیشاء، بریثاء، کہا، کہا، کہا، بخلی، بخلی، بخلی، یہ سب شیطانوں اور جنوں کے نام ہیں۔ ان کے کوسل سے مدد مانگ رہے ہیں۔ (صحیحہ اصطلاح الکبریٰ: 662)

مکارمہ کا صحابہ کرام ؓ کے بارے میں موقف:

صحابہ کرام ؓ کو سب و شتم کرنے میں دوسرے شیعوں کی مانند ہی ان کا نظریہ ہے کہ بات ان کے نظریہ میں پوشیدہ نہیں۔ عام مکارمہ میں مشہور ہے کہ یہ سب وہ شتم کرنا ہمارا مذہب ہے بلکہ مکارمہ فرقہ والے جب کسی کو غصہ ہوتے ہیں تو اسے کہتے ہیں: جوابو ہریرہ ؓ کو عذاب ہے وہی تجھے ہو (العیاذ باللہ) اور اہل سنت کو ابو ہریرہ ؓ اور حضرت عائشہ ؓ کی قوم قرار دے کر گالی دیتے ہیں۔ اور مکارمہ کا عقیدہ ہے کہ ستارے بذاب خود موثر ہیں اور ماں کے پیٹ میں بچے کی تخلیق وہی کرتے ہیں۔ ان کا امام حامدی کہتا ہے:

”بچے کی تصویر کشی شمس، زحل، قمر کے اشتراک سے عطارد ستارہ کرتا ہے۔ دل شمس کی قوت سے پیدا ہوتا ہے، بچے کے پاؤں زحل کی قوت سے اور سر قمر کی قوت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور عطارد مکمل تصویر کشی کرتا ہے۔ اور زہرہ ستارہ مذکر یا مونث بناتا ہے۔“

(کنز الولد: 142)

مکارمہ کا عقیدہ ہے نبی کریم ؐ نے دین و راج ذیل افراد سے سیکھا۔ حضرت ابی بن کعب ؓ سے وصیتوں کا علم سیکھا اور زید بن عمرو سے طہارت کا علم سیکھا اور حضرت عمرو بن نفیل ؓ سے نماز سیکھی اور زید بن اسامہ ؓ سے زکوٰۃ اور حضرت خدیجہ ؓ بنت خویلد سے حج اور فرائض سیکھے ہیں۔

(کنز الولد: 210)

مکارمہ کے نزدیک عقل ہی تمام الہی صفات کا محل ہے اور یہی عقل ہے جو اس کی طرف نماز میں متوجہ کی جاتی ہے۔ یہ خارجی مظہر ہے یہ جس کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ اسے حجاب کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک عقل ہی اللہ حقیقی ہے، انسان اللہ کی ذات تک اس عقل کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا یہی صفات کی علت غائیہ ہے۔ اور یہ کہتے ہیں: سورۃ قلم میں جس قلم کا ذکر ہے اس سے مراد یہی عقل اول ہے۔ یہی عقل خالق و مصور ہے ان کے نزدیک نفس کلی سے مراد لوح محفوظ ہے ان کے نزدیک عقل نفس سابق اور نفس تالی ان تینوں کے ذریعہ تمام موجودات پائی جاتی ہیں۔ (مطالع الشمرس۔ الذخیرۃ فی الحقیقۃ)

یہ ایسی خرافات ہیں جو قرآن پاک میں مذکور نہیں نہ ہی رسول کریم ﷺ نے ان کا ذکر کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ان کی تردید کرتا ہے:

فمن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى
لا انفصام لها والله سميع عليم - (بقرہ: 256)

”پس جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ کے ساتھ ایمان لایا تحقیق اس نے مضبوط کڑا پکڑ لیا جس سے وہ جدا نہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔“

اللہ وحدہ ہی صفات جمال و کمال اور اسماء حسنیٰ کا مستحق ہے۔ جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ کی صفات غیر میں جلوہ گر ہو جاتی ہیں یا کوئی دوسرا اسماء الہی اور صفات میں سے معمولی بھی حقدار ہے تو وہ کافر و مشرک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو بے مثل پیدا کرنے والا ہے۔ کسی برائی سے بھرنے اور کوئی بھی طاقت اللہ ہی سے ہے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا وہی خالق ہے۔ وہی امور کی تدبیر کرتا ہے اور تھا و قدر کے فیصلے کرتا ہے اللہ کے سوا جو کچھ بھی ہے۔ وہ اس کا غلام ہے اور زیر فرمان ہے اور اس کی عظمت کے سامنے سرگوں اور اس کی جبروت و سلطنت کے سامنے پست ہے کوئی چیز وجود پذیر نہیں ہو سکتی جب تک اللہ اسے وجود نہ بخشے۔ کسی کو بچا نہیں وہی باقی رکھتا ہے اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی نفع نہیں پاسکتا۔ ہر حکم اس کی فرمانواری کے تابع ہے۔ ہر چیز، ہر خیر سے وہی نوازتا ہے، وہی صاحب کمال ہے، دوسرے سب ناقص۔ عیب ناک فاقہ مست حاجت مند، ذلیل و مسکین، نادان اور زیاں کار ہے۔ جسے چاہے وہ اپنے فضل سے نوازے۔ سب راہ گم گشتہ ہیں۔ ہدایت یافتہ وہی ہے جسے وہ راہ راست پر رکھے۔

سب بھوکوں مرنے ہیں وہ جسے چاہے رزق میں فراوانی دے۔ سب برہنہ لباس ہیں جسے چاہے وہ لباس زیب تن کرائے، سب فقیر ہیں جسے چاہے غنا عطا کرے، وہ لاشریک ہے کوئی مرسل نبی کوئی مقرب فرشتہ، کوئی عقل اول، کوئی نفس کلیہ، کوئی وحی اس کا شریک نہیں اگر کوئی ان کی شراکت کا عقیدہ رکھتا ہے یہ کافر و مشرک اور دائمی دوزخی ہے دین اسلام کا معاند و مخالف ہے یہ حقیقت توحید سے نا آشنا ہے اور رسول اکرم ﷺ جو نور ہدایت لے کر آئے ہیں اسے قبول نہ کرنے کی ضد پراڑنے والا ناخبر ہے۔



اسماعیلی مکارمہ کے ذرائع آمدن

کمری کے گھر میں دولت کی بارش ہر طرف سے برستی ہے اور یہ مالی فراوانی ہی اس مذہب کی بھا کی ضامن ہے۔ داعی کے ہاتھ میں مال و دولت کے ڈمیر ہی اسے اپنے دھوتی منصوبہ جات کی تکمیل میں تعاون کرتے ہیں ان کے ذرائع درج ذیل ہیں

(۱)..... ذریعہ مال فحش ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مکارمہ اپنی تمام جائیدادوں میں تنخواہوں میں سے، جاگیر سے، ذخیروں سے اور تجارت سے آمدنی کا حصہ اسے دیتے ہیں۔

(الہة فی آداب اتباع الانعمہ: 69)

(۲)..... مال کی زکوٰۃ بھی ان مکارمہ کی آمدنی کا ذریعہ ہے۔ ۵ فیصد اپنے امام کو دیتے ہیں نگران میں مکارمہ نے حکایت کی کہ ۵ فیصد داعی کو دیں اور ۲ فیصد حکومت کو دیں تو یہ مشکل ہے تو داعی نے اس میں تخفیف کر دی کہ حکومت کو جو دیتے ہیں وہ تو مال جھنٹی ہے تاہم داعی نے ۵ فیصد کی بجائے ۲ فیصد کر دیا۔ پھر کاروں کو اجازت نہیں ہوتی کہ وہ خود فقراء پر زکوٰۃ تقسیم کر سکیں یہ داعی کے ہاتھ میں دینا ہوتی ہے یا نائب داعی کو دی جائے وہ اپنی صوابدید کے مطابق اسے صرف کرے۔

(۳)..... مکارمہ کا ذریعہ آمدن ”صلہ“ کے نام سے ہے۔ یہ صلہ امام اور پیر و کاروں کے درمیان رکھا جاتا ہے یہ امام کی عدم موجودگی کے پیش نظر داعی کو دیتے ہیں جو کہ امام غائب تصور کیا جاتا ہے جتنے تابع زیادہ ہوں اتنی اس صلہ کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔

(۴)..... مکارمہ کا ذریعہ آمدن ”فطرۃ“ ہے۔ یہ عید الفطر کی مشہور زکوٰۃ اور صدقہ ہے یہ اناج وغیرہ نہیں لیتے۔ بلکہ نقدی کی صورت میں وصول کرتے ہیں، ایک آدمی سے ۱۵ رپال وصول کرتے ہیں اور اسے کمری داعی یا اس کے نائب کو دینا ضروری ہے جو اس قانون کی خلاف ورزی کرے گا اسے پابند کیا جاتا ہے کہ نہ فطرانہ دے اور ساتھ کفارہ بھی ادا کرے۔

(۵)..... ذریعہ آمدن ”نذر“ ہے یہ داعی لیتا ہے۔ کمری جو بھی نذر مانے اسی داعی کو دے۔

(۶)..... ”نذر“ مقام ہے یہ وہ نذر ہے جو کسی قبر کے نام کی ہو۔ مثلاً حاتم طائی کی قبر جو کہ یمن

میں ہے۔ اس کی نذر، حضرت حسینؑ کی قبر، کربلا کی قبریں عراق میں نجف اشرف میں جو قبر ہے وغیرہ کے نام جو نذر و نیاز کی جائے۔

یہ ۵۰۰ سعودی ریال ہے جو مکارمہ فرقہ کے داعی کو دیتے ہیں۔ مکارمہ یہ نذر سال بعد پوری کرتے ہیں ان کا نظریہ ہے اس سے برکت حاصل ہوتی ہے، خلیج کی جنگ کے بعد اس نذر کی رقم بڑھ گئی ہے اب یہ ۳۰۰۰ ریال سے بھی اوپر ہے

(۷)..... عراق میں موجودہ قبروں تک یہ نذرانے اس طرح پہنچائے جاتے ہیں کہ مکارمہ کا داعی ہندوستان میں نذر کے طلبکاروں کو ٹیکس ادا کرتا ہے وہ ہندوستانی مکرئی ان عراق کی قبروں پر نذریں پوری کرنے اور دعا کرنے لیے اور حصول برکت کے لیے جاتا ہے، اس طرح سعودی عرب کے جنوب کی طرف سے مال اسے دیا جاتا ہے اور وہ عراق میں اہل بیت کے ائمہ کی قبروں تک ان نذروں کو پہنچاتا ہے۔

(۸)..... ذریعہ آمدن یہ ہے کہ اسے ”حسین“ کہتے ہیں۔ یہ مکرئی فرقہ والا اپنے داعی سے یا نائب سے ”بسم اللہ“ تحریر کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ اس تحریر سے یہ جو تجارتی جائے نماز ہیں ان کی تجارت میں برکت ہوتی ہے یہ ہر سال کرواتے ہیں یا جب خسارہ ہو تو لکھواتے ہیں اس طرح خطیر رقم حاصل ہو جاتی ہے۔



کئی مکارمہ سنی عقائد میں لوٹ آئے

نجران کی جغرافیائی حیثیت قدرتی طور پر کچھ ایسی ہے کہ یہ قریبی علاقوں سے جدا ہے ان کے اثرات اس پر نہیں پڑتے۔ علاوہ ازیں اس کے رہائشیوں کی طبائع اور عادات ایک چیز پر جم جانے والی ہیں، مذہب و عقیدہ میں بھی ان کی یہی حالت ہے، نجران میں حکومت صلیبیہ کے دور میں اسماعیلی عقائد کی بنیاد رکھی گئی، سب سے پہلے قبیلہ ”یام“ میں یہ عقیدہ آیا اور اس علاقہ کی سرداری اور اسماعیلی عقائد کی سیادت بھی اسی قبیلہ کو حاصل ہوئی اس قبیلہ کی تمام شاخیں بھی اسماعیلی عقائد رکھتی تھیں، قطان کے قبیلہ حمیر سے تعلق رکھنے والا کمری لیڈر ری ان نظریات کی وہاں قیادت کر رہا تھا، یہ قبیلہ ”یام“ اپنے انہی اسماعیلی عقائد پر ہی قائم تھا۔ یہ شیخ الاسلام مجددین محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پھیلنے تک اسی کمری عقیدہ پر ہی قائم تھا اور محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی سلفی تحریک کا سخت مخالف تھا۔ حتیٰ کہ ”حارث“ کے مقام پر اس سلفی تحریک اور دعوت کے خلاف ہی مکارمہ حملہ آور بھی ہوئے۔ سب سے پہلے ”نذالہ“ کے علاقہ کی جو یامی مکارمہ کی جماعت ہے جو کہ ”قوعیہ اور لغوذ“ کے درمیان ہے اس پر قبضہ امام و صالح بادشاہ عبدالعزیز بن محمد بن سعود رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا۔ اس دوران جو قیدی ہاتھ آئے ان میں امیر مخو بھی تھا جو کہ آل عرب کے مکارمہ کا رہنما تھا اسے گرفتار کیا گیا اور ”درعیہ“ میں بند کر دیا گیا۔ یہ لیڈر دوران قید سلفی اصلاحی دعوت سے متاثر ہوا اور اس میں شامل ہو گیا جبکہ یہ پہلے مکارمہ اسماعیلی عقائد پر کار بند تھا، اس نے اس کے بعد کچھ اشعار بھی کہے جس سے اس کی توبہ کا اظہار ہوتا ہے اور دعوت سلفیہ سے دلی پیار جھلکتا ہے، یہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے:

عبدالعزیز اسمع خلاص تعافیت..... ولا تصدق نا قلین
المحانی یا طول مانی مشرف کم صلیت..... والحمد لله یوم
ربی ہدانی

”اے عبدالعزیز بادشاہ! میری سنہری خالص سونے کی مانند بات کو سنو۔ میں عافیت میں
آچکا ہوں اب میرے بارے میں کسی غیر مصدقہ بات کرنے والے کی بات پر کان نہ

مکارمہ کو دعوتِ حق شاید کہ وہ غور کریں

ان مکارمہ وغیرہ کے جتنے بھی مذاہب باطلہ اور شیعوں کے فرقوں کا ذکر ہوا ہے میں ان سے وابستہ رہنے والوں اور ان تباہ کن عقائد کے متوالوں کو ان سے بہت تاکید و نصح کی تلقین کرتا ہوں اور ابھی سے ان سے نجات کی بار بار نصیحت کرتا ہوں۔ اور دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے خالص دین کی طرف لپکو اور خود بھی اور اہل خانہ کو بھی آتشِ دوزخ سے بچاؤ۔ اور اس دن سے ڈرو جس میں لوٹ کر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَانِيْبُوا اِلَي رِيْكُمْ وَاَسْلَمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمْ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۔

”اور لوٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دو اس سے پہلے پہلے یہ کر لو کہ تمہارے دروازوں پر عذابِ الہی دستک دے پھر تم مدد کو پکارو مگر مدد نہ ہوگی۔“

وَاتَّبِعُوا اِحْسَنَ مَا اَنْزَلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رِيْكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمْ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

”اور جو بہترین چیز تمہاری طرف تمہارے رب سے نازل کی گئی ہے، اچانک عذاب کے آنے سے پہلے پہلے اس کی اتباع کر لو۔“

اِنْ تَقُوْلْ نَفْسٌ يَّحْسِرْتِيْ عَلٰى مَا فَرَطْتُ فِىْ جَنْبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّخِرِيْنَ۔

”پھر جان کہے گی: ہائے حسرت! جو میں نے اللہ کے بارے میں کوتاہی کی یہ تو حقیقت سامنے آئے گی میں تو اس کا تسخیر اڑایا کرتا تھا۔“

اَوْ تَقُوْلْ لَوْ اَنْ اللّٰهُ هَدَانِیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (زمر: 54-56)

”یا پھر کہے گی: کاش! کہ مجھے اللہ ہدایت سے روشناس کر دیتا، میں پرہیزگار بن جاتا۔“

وَقَالَ الَّذِیْ اٰمَنَ یَقُوْمُ اتَّبِعُوْنَ اِهْدِکُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ۔ یَقُوْمُ اِنَّمَا هٰذِهِ

الحیوة الدنیا متاع وان الآخرة هی دار القرار - من عمل سیئة فلا یجزی الا مثلها ومن عمل صالحا من ذکر او انثی وهو مومن فاولئك یدخلون الجنة یرزقون فیها بغير حساب - ویقوم مالی ادعوکم الی النجوة وتدعوننی الی النار - تدعوننی لاکفر باللہ واشرک به مالیس لی به علم انا ادعوکم الی العزیز الجبار - لاجرم انما تدعوننی الیہ لیس له دعوة فی الدنیا ولا فی الآخرة وان مردنا الی اللہ وان المسرفین هم اصحاب النار - فستذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد - (غافر: 38-44)

”اے میری قوم! میری اتباع کرو، میں تمہیں رشد و ہدایت بتاتا ہوں، اے میری قوم! یہ دنیا کی زندگی معمولی سامان ہے۔ دراصل آخرت ہی جائے قرار ہے جس نے برے عمل کیے اس کا بدل اسی طرح ہوگا، مرد ہو یا عورت۔ جو نیک عمل کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور رزق بے حساب پائے گا۔ اے میری قوم! میں تمہیں نجات کی دعوت دیتا ہوں اور تم مجھے دوزخ شعلہ زن کی طرف بلاتے ہو، تم مجھے کفر و شرک کی دعوت دیتے ہو نہ تو دنیا میں اس کی کچھ حقیقت ہے نہ آخرت میں ہے۔ ہم نے اللہ کی طرف جانا ہے اور حد سے گزرنے والے دوزخ میں جائیں گے، عن قریب جو میں کہتا ہوں وہ تمہیں یاد آئے گا میں اپنا معاملہ اپنے اللہ کے سپرد کرتا ہوں، اللہ بندوں کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا ہے۔“

ہم بھی عرض کرتے ہیں: اے اسماعیلی مکارمہ کے گروہ! ڈرو اس اللہ سے یہ نہ کہیں ہم اپنے آباء و اجداد کے دین پر بھی ڈٹ جائیں گے، حق کی اتباع لائق ستائش ہے، اللہ کے ہاں یہ آباء و اجداد اور مال و زکام نہ آئیں گے۔ اس کا ارشاد ہے:

یوم لا ینفع مال ولا بنون۔ الا من اتی اللہ بقلب سلیم۔

(شعراء: 88-89)

”اس دن مال اور بیٹے کام نہ آئیں گے، مگر جو قلب سلیم لے کر آئے گا وہ کامیاب ہوگا۔“

’نہ بیٹا، باپ نہ بھائی صرف عملوں نے کام آتا ہے‘

انبیائے کرام علیہم السلام کے مخالفین نے جو کہا تھا، اس ذکر پر نہ چلتا اس کا تصور بھی بہت بھیاںک ہے۔

بل قالوا انا وجدنا اباءنا علی امة وانا علی اثرهم مهتدون -

وكذلك ما ارسلنا من قبلك في قرية من نذير الا قال مترفوها انا وجدنا اباؤنا على امة وانا على اثرهم مقتدونہ (زخرف: 22-24)
 ”انہوں نے کہا: جس مذہب پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا ہے اسی پر چلیں گے
 تو ہدایت یافتہ ہوں گے، آپ سے پہلے ہم نے جس بہت سی میں بھی پیغمبر بھیجا ہے اس کے
 خوشحال لوگوں کا یہی جواب رہا ہے کہ ہم اپنے آباء و اجداد کے نقش قدم ہی کو اپنائیں
 گے۔“

پیغمبر یہی کہتے رہے تمہارے آبا و اجداد سے ہم زیادہ بہتر ہدایت لے کر آئے ہوں پھر بھی اس
 پر نہ چلو گے؟ اس کے جواب میں انہوں نے بھی یہی کہا: ہم تمہاری رسالت کو نہیں مانتے، بلکہ اسے
 مکارہ و اسامی ثیالات والو! سچے مومن بن کر ان آیات کی تعبیر بن جاؤ:

واذا سمعوا ما انزل الى الرسول ترى اعينهم تفيض من الدمع مما
 عرفوا من الحق يقولون ربنا ائنا فاكبتنا مع المشاهدين۔ وما لنا لا نؤمن
 بالله وما جاءنا من الحق ونطمع ان يدخلنا ربنا مع القوم الصالحين۔
 فاتابهم الله بما قالوا جنت تجري من تحتها الانهر خالدین فیہا
 وذاک جزاء المحسنین۔ والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحاب
 الجحیم۔ (مائده: 83-86)

”جب انہوں نے رسول اکرم ﷺ پر نازل شدہ قرآن سننا تو حق کی معرفت کے بعد
 ان کی آنکھوں سے آنسو اُبھار بن کر چھلکے لگے اور پکار اٹھے! ہم ایمان لائے کیونکہ اب
 ایمان نہ لانے کی وجہ نہیں رہی کہ ہم نے حق کو پہچان لیا ہے، ہمیں پوری امید ہے کہ ہم صالح
 قوم کے ہموار ہوں گے اس کے صلہ میں اللہ نے انہیں بخشوں میں جگہ دی جس میں نہریں
 بہہ رہی ہیں، احسان والوں کا یہی بدلہ ہے۔“

اے نجران کے اسماعیلیو! میں یہ کہنے میں باک محسوس نہیں کرتا کہ تم دین اسلام پر نہیں ہو، واللہ! یہ
 دین اسلام نہیں جس پر تم رواں دواں ہو۔ صحیح مسلمان بن جاؤ، دین حق کے سامنے سر تسلیم خم
 کرو۔ آدم علیہ السلام سے لے کر محمد ﷺ کا جو دین تو حید ہے اس کی چھاؤں میں آ جاؤ، ظاہر و باطن میں
 اللہ کی عبادت میں لگن ہو جاؤ۔ اگر سلاستی والے گھر جنت میں جانا چاہتے ہو تو ادھر آ جاؤ، قرآن و سنت
 والا دین اختیار کرو، یہ وہی ہے جسے جزیرہ عرب کے علمائے سلف پھیلا رہے ہیں۔ ان کی اقتداء میں
 محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آجاؤ، ہدایت اور نور اسلام کی رہنمائی ان علمائے حق پرستوں سے حاصل کرو۔ میری تو یہی التماس ہے کہ اللہ تمہیں راہِ راست پر لے آئے اور دینِ قیم پر چلائے یہ اسی معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں التجاء ہے جو عظیم و عظیم ہے، رب عرشِ عظیم ہے، زمین و آسمان اور عرشِ کریم کا رب ہے۔ اسی پر میرا توکل ہے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد بن عبد اللہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم
والحمد للہ رب العالمین

www.KitaboSunnat.com

☆☆☆☆☆

تیرہویں فصل:

تنظیم حزب اللہ کی حقیقت

پیش لفظ:

تنظیم حزب اللہ عقائد کے لحاظ سے ایک سخت خطرناک قسم کی تنظیم ہے۔ اس کے اہداف و مقاصد بالکل واضح ہیں۔ یہ مسلح فوجی انقلاب برپا کر کے مختلف حکومتوں پر غلبہ کی آرزو لیے میدانِ عمل میں اتری ہے کہ شیعہ مذہب کو غلبہ دے۔ ایک گروہی تنظیم ہے یہ ”ولایت الفقیہ“ کے نقطہ نظر پر قائم ہے اس نے رضا شاہ پہلوی کو معزول کر کے ایران میں خمینی حکومت کی راہ ہموار کی۔ ان دنوں میں ہی خمینی نے حزب اللہ تنظیم کے سربراہ حسن نصر اللہ کی تعریف کی تھی اور اس کی سرگرمیوں کو سراہا تھا۔ ہمیں وہ دن اب بھی یاد ہیں جب بقول ان کے اسلامی جمہوریہ ایران کے یوم تاسیس کا خمینی نے اعلان کیا تھا۔ تو بہت سارے سنی لوگ بھی اس کے دھوکے میں آ گئے بلکہ بعض تو اتنے دیوانے ہو گئے کہ دور دراز سے سفر کر کے خمینی کو اس حکومت کے قیام پر تہنیتی پیغام دینے پہنچ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ اب بس اس ایران میں صحیح اسلامی حکومت آنا ہی چاہتی ہے۔ مگر یہ ان کے خواب ادھورے رہ گئے اور ان کی امنگوں کا خون ہو گیا۔ جب انہیں یہ پتہ چلا کہ خمینی کا ہدف و منزل یہ ہے کہ عالم اسلام میں شیعیت کی نشر و اشاعت کرے اور اس شیعہ گروہ کو وجود میں لانے کا اس حکومت و ایوانی کا یہی مقصد وحید ہے کہ شیعہ غالب آئیں۔ لبنان میں 1982ء میں اس شیعہ تنظیم حزب اللہ کی بنیاد رکھی گئی یہ لبنانی شیعوں کی تنظیم ”اہل“ کی سرہون منت ہے۔ جو کہ حکومت ایران کے سہارے چل رہی تھی۔ وجہ یہ ہوئی کہ حزب اللہ اور اہل دونوں کے درمیان یہ دوڑ پیدا ہوئی کہ ایک دوسرے سے زیادہ اثر و نفوذ پیدا کریں اور لبنان کی شیعہ آبادی میں اپنی برتری قائم کریں۔ اسی کشمکش میں یہ دونوں دھڑے بدترین لڑائی کا شکار ہو گئے۔ تاہم اسی کشمکش میں حزب اللہ نے لبنان کے جنوبی علاقوں پر اپنا اثر و رسوخ زیادہ پھیلا دیا اور یہ چھا گئی۔ یہ بات ہم بلا مبالغہ کہتے ہیں کہ لبنان میں حزب اللہ دراصل ایرانی حزب اللہ ہے۔ اس تنظیم کے تاسیسی بیان میں واضح طور پر کہا گیا ہے اور ان الفاظ میں ان کے سربراہ نے اپنا تعارف کروایا ہے ہم کون ہیں اور ہمارا مقصد کیا ہے؟ کہتا ہے:

اننا ابناء امة حزب الله التي نصر الله طليعتها في ايران

”ہم حزب اللہ عظیم کے فرزند ہیں ایران میں نصر اللہ اس عظیم کار و روح رواں ہے۔“

ہم نے دنیا میں اسلامی حکومت کی نئے سرے سے بنیاد رکھی ہے، ہم ایک ہی حکیمانہ اور عادلانہ قیادت کو مانتے ہیں جو قیمتی کی صورت میں میسر آئی ہے۔ یہ مسلمانوں کی تحریک کا منبع ہیں اور عمدہ سرگرمیوں کا مرکز ہیں۔ ابراہیم امین جو لبنان کے علاقہ کی حزب اللہ کا قائد رہنما ہے، اس نے 1987ء میں کہا تھا:

نحنُ لا نقول: اننا جزءٌ من ایران ، نحن ایران فی لبنان و لبنان فی

ایران

”ہم صرف یہی نہیں کہتے کہ ہم ایران کی حکومت کا ایک حصہ ہیں بلکہ ہمارا تو یہ اعلان ہے

کہ لبنان میں ہمارا ایران ہے اور ہمارا لبنان ایران میں ہے۔“

یعنی ہم ایران میں ہوں یا لبنان میں ہم ایران ہی تصور کرتے ہیں۔

یعنی کس نہ گوید بعد ازیں تو دیگر من دیگری



حزب اللہ کی حقیقت

مطلب نمبر ۱

حزب اللہ کے بانی سربراہ:

(۱)..... بانی مکی طفیلی ہے۔ یہ ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوا، یہ عرب علاقوں میں سے ایران کے حلیف و وفادار ہونے میں نمایاں ترین ہے۔ لیکن آخر میں اس سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اس نے عراق میں نقد حاصل کی پھر صدام حسین کی سلطوت و قوت سے مرعوب ہو کر ایران کے شہر ”قم“ کے مضافات میں چلا گیا اس کے بعد تہران چلا گیا۔ ۱۹۷۹ء میں پھر لبنان لوٹ آیا یہ اپنے علاقہ میں بھوکوں کا باپ کے نام سے مشہور تھا۔ مکی طفیلی نے ۱۹۸۲ء میں حزب اللہ کی بنیاد رکھی اور سب سے پہلا حزب اللہ کا جنرل سیکرٹری منتخب ہوا۔ یہ ۱۹۹۸ء میں جو قسدا ہوئے ہیں یہ ان میں طوٹ تھا اس پر الزام ہے کہ اس نے بہت زیادتی کی ہے، زیادہ تر تجربہ نگاروں کا کہنا ہے:

ان دعمه للفلسطينيين خطايي وشكلي فقط

”کہ فلسطین کی یہ زبانی اور رسمی حمایت کرتا ہے اصل میں حمایتی نہیں

یہ لبنان کے وزیراعظم حریری رحمہ اللہ کے مخالفوں میں تھا۔ یہ الزام لگاتا تھا کہ حریری حزب اللہ کو لبنان میں غیر مسلح کر رہے ہیں۔

(۲)..... بانی محمد حسین فضل اللہ ہے۔ یہ نجف میں پیدا ہوا تھا یہ ۱۹۶۶ء میں لبنان آیا بعض کا خیال ہے یہ معتدل حراج تھا، دوسرا تبصرہ ہے یہ معتدل نہ تھا یہ بہت شاطر اور چالاک تھا یہ انگلیوں پر نچانے کا ماہر تھا۔

(۳)..... بانی حسن نصر اللہ ہے۔ اس کا پورا نام حسن نصر اللہ بن عبدالکریم نصر اللہ ہے، اسے عرب کے شیعہ کے نام سے لقب دیا جاتا ہے، یہ بیروت کے فقیرہ محلہ میں ۱۹۶۰ء میں پیدا ہوا، یہ سخت تنگدستی کی حالت میں پروان چڑھا۔ اس نے ابتدائی تعلیم لبنان میں ہی حاصل کی، ۱۹۷۶ء میں نجف گیا، وہاں اس نے دو سال پڑھا اور یہ عباس موسوی بھائی سے بہت متاثر ہوا۔ اس کے بعد حلبک

چلا گیا اور عباس موسوی کے مدرسہ میں پڑھتا رہا۔ یہ مدرسہ نجف کے مدرسہ کے معیار پر شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ حرکت اہل تنظیم میں سوسل مقرر ہوا۔ اور 1986 میں حزب اللہ میں شرکت اختیار کر لی۔ 1988ء میں آخریہ ”قم“ گیا اس نے ایران اور سوریا کے ساتھ مضبوط روابط استوار کر لیے، حسن نصر اللہ کا خیال ہے کہ ایران اور سوریا کے درمیان تعلقات کی مضبوطی لبنانی حزب اللہ کی کوششوں سے ہوئی ہے۔ اور اس کا خیال ہے کہ ایران ہی ایک واحد ملک ہے جو صحیح اسلام کے مطابق چل رہا ہے۔ 1992ء میں عباس موسوی کے قتل کے بعد جو کہ اسرائیل کے ہاتھ سے مارا گیا تھا مجلس شوریٰ نے مکمل رائے دی سے حسن نصر اللہ کو حزب اللہ کا سربراہ بنادیا اور یہ انٹرنیٹ پر لبنان میں خود کو امام خمینی کا نمائندہ گردانتا ہے۔ 1993ء سے لے کر 1995ء سے لے کر دوبارہ اسے سربراہ حزب اللہ منتخب کر لیا گیا ہے اور موسیٰ صدر کو اس کا جانشین بنایا گیا ہے۔ دیکھیں یہ عجیب اتفاقات اور اختلافات ہیں کہ حسن نصر اللہ، ایران کے حالیہ صدر محمود احمد نژادی کا گہرا دوست تھا۔ یہ ایشیا کے کسی ملک میں محکمہ خبر رساں ایجنسیوں میں شمولیت کے لیے تربیت لینے گئے تھے وہاں ان کی دوستی ہوئی اب اس کے دس برس بعد لبنان میں ملے تھے۔

اتفاقات ہیں زمانہ کے

حزب اللہ کی دیگر شخصیات میں حسن خلیل، راغب حرب، نعیم قاسم شامل ہیں۔

قناة المنار

(۳)..... حزب اللہ ہی رسومات کا ترجمان چینل ہے یہ 1991 میں پہلی مرتبہ منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ یہ قناة چینل خود کو اپنے پروگرام میں بتاتا ہے کہ یہ ہر موضوع پر گفتگو کا موقع دے گا اور تعاون کرے گا اور اس کا دعویٰ ہے کہ یہ گردہی تعصب سے بالاتر ہے۔ انھما تعهد عن الاغارة ”کہ یہ انتشار پھیلانے سے پاک ہے“، حالانکہ یہ بالکل اس کے برعکس ہے کیونکہ یہ عاشورہ کی مجالس کو عام کرتا ہے جو کہ شیعوں کو بھڑکاتی ہیں اور سنی لوگوں کے خلاف اختلافات کو ہوا دیتی ہیں۔

مطلب نمبر ۲:

حزب اللہ کے اہم مقاصد:

(۱)..... حزب اللہ کا علانیہ پیغام یہی ہے کہ یہ ایک اسلامی تحریک ہے جو لبنان پر اسرائیلی قبضہ

کے مقابلہ میں وجود میں آئی ہے اور فلسطین میں مقدس مقامات کی آزادی کے لیے کوشاں ہے۔ یہ تو مسلمانوں کو فریب میں ڈالے ہوئے اور حزب اللہ کے خفیہ منصوبوں سے نظریں پھیرنے کے لیے کہتا ہے اور یہ اپنے دلی میلانات اور جذبات پر پردہ پوشی کے لیے کہتے ہیں۔ مگر نہ حکومت ایران کے تعاون سے یہ حزب اللہ انسانیت اور اجماعیت کی خدمت کے نام پر فرقہ واریت میں اضافہ کر رہے ہیں۔

(۲)..... ان کا خفیہ ہدف یہ ہے کہ حقیقت میں حزب اللہ کا رازدارانہ منصوبہ جو ہے وہ یہ ہے کہ لبنان میں شیعیت کا پرچار ہو اور ہمیشہ کے لیے شیعہ وجود لبنان میں باقی رہے۔ اور دولت لبنان کی قوت کے ذرائع پر ان کا غلبہ رہے اور دولت ایران کے لیے پورے علاقہ میں ایسا کام کرے کہ وہ جب چاہے اسے لٹا ڈے۔ یہ ایران کے قومی، دینی مصلحتوں کے محافظ ہیں اور کچھ نہیں۔ یہ بھی اس کی خفیہ منصوبہ بندی ہے کہ دولت لبنان عمارت کی بنیاد کو ایسی ضرب لگائے اور ایسی جنگ میں اسے جلا کر دے جس کی وجہ سے حزب اللہ لبنان پر غالب آ سکے۔ عالم اسلام میں ایرانی تحریک پھیلانے کا یہ بھی ایک حصہ ہے اسی کو قائم رکھنے کے لیے ہلال شیعہ ایران میں اور لبنان میں اور خلیج کی دیگر ریاستوں میں اپنے معاونین کے ذریعہ اس منصوبہ کے مطابق کام کر رہا ہے۔

مطلب نمبر ۳:

حزب اللہ کو سہارا کون دیتا ہے؟

حزب اللہ کی مالی تمام ضروریات ایران پوری کرتا ہے۔ 1990ء میں یہ تقریباً تیس ملین امریکی ڈالر تھی۔ 1991ء میں پچاس ملین ڈالر اخراجات کا اندازہ لگایا گیا تھا۔ 1992ء میں ایک سو بیس ملین ڈالر اندازہ لگایا گیا تھا 92ء میں ایک سو ساٹھ ملین ڈالر اخراجات تھے۔ 93ء میں یہ تمام مالی معاونت ایران حزب اللہ لبنانی کو دیتا ہے صرف اس لیے کہ اس کے قدم عربی علاقہ میں بھر رہے ہیں۔ ان اخراجات کا میزانیہ رفسنجانی کے عہد حکومت میں تقریباً 280 ملین ڈالر کی بلند سطح تک پہنچ گیا تھا۔ یہ اتنے بھاری بھرکم اخراجات، ایران حزب اللہ لبنانی کے لیے اس لیے برداشت کر رہا ہے یہ ایران کی ہدایت کو عملی جامہ پہنائے اور اس ملک کے اندرونی تنازعات میں دخل اندازی نہ کرتے ہوئے ایران کے ہر حکم کو واجب التعمیل سمجھے اور یہ ساری مالی معاونت ایران اپنی جارحانہ بنیاد کو مضبوط کرنے اور فرقہ واریت کو ہوا دینے کے لیے پوری کر رہا ہے اور اس نے ان اخراجات کو پورا کرنے کے لیے بہت ساری جائیداد

خرید رکھی ہے دراصل ایران نے ان اخراجات سے حزب اللہ کا اخلاص خرید رکھا ہے وہ باقاعدہ ایران کا ہی ایک گروہ ہے۔ حزب اللہ کے جنگجو کی ماہانہ تنخواہ لبنانی کرنسی کے مطابق پانچ ہزار ہے یہ بھی 1986 کی بات ہے۔ اس وقت یہ جنگجو کی سب سے اعلیٰ اجرت تھی اب تو کئی گنا بڑھ گئی ہوگی یہی وجہ تھی کہ حرکت اہل کے جنگجو اس کی مغفوں سے نکل کر حزب اللہ میں ملازمت اختیار کرنے لگ گئے تھے تاکہ مال زیادہ کمائیں۔ ان کی زیادہ تر تعداد حرکت اہل سے نکل کر لبنانی حزب اللہ سے منسلک ہو گئی۔ یہ ایک یقینی بات ہے کہ ایران حزب اللہ کے لیے شریان کی حیثیت رکھتا ہے اور حزب اللہ کا یہ بنیادی مرکز ہے اس کی ہدایت کے مطابق یہ تنظیم سرگرمیاں کر رہی ہے اور لبنان میں حسن نصر اللہ کے درمیان اور حکومت ایران کے درمیان مسلسل رابطہ ہے۔ یہی حسن نصر اللہ جو کہ حزب اللہ کا سیکرٹری جنرل ہے اس کا بیان ہے:

اننا نرئى فى ايران الد ولة التى تحكم بالاسلام والد ولة التى تناصر المسلمين والعرب وعلاقتنا بها علاقة تعاون ووثام ولنا صداقات مع أركانها كما ان المرجعية الدينية تشكل الغطاء الدينى والشرعى لكفاحنا المسلح

”حکومت ایران جو کہ اسلام کی برتری کے لیے کام کر رہی ہے اور مسلمانوں اور عربوں کی نصرت و حمایت کرتی ہے اس کے اور ہمارے درمیان مضبوط تعاون اور بھوکائی موجود ہے اس کے ارکان حکومت جو کہ دینی اور شرعی خطوط پر اسے استوار کرنے کا مرکز ہیں یہ ہماری مسلح جدوجہد کی باقاعدہ پشت پناہی کر رہی ہے۔“

حزب اللہ کی عملی تائیس کے وقت ایران نے اس کی معاونت حوصلہ افزائی کرنے اور انہیں ٹریننگ دینے کے لیے دو ہزار افراد اپنے ایرانی پاسداران بھیجے تھے، یہ پاسداران اسی دوران لبنانی علاقوں میں جن پر حزب اللہ کا ہولناک قتل عام کرتے رہے ہیں۔ اس کا طریقہ کاریہ تھا انہوں نے ہسپتال، مدارس اور خیراتی ادارے قائم کیے کہ لوگ ان سے متاثر ہوں، اس کے لیے طہران میں حزب اللہ کا باقاعدہ دفتر ہے جو کہ ایران کا دارالخلافہ ہے اور یہ رسائل اور دیگر منشورات کے ذریعے اپنے مذہب اور اپنی کارکردگی کا لوگوں کو تعارف کرواتے ہیں اور یہی دفتر اس کام بھی آتا ہے کہ حکومت ایران کی اعلیٰ قیادت کی طرف سے جو بھی تجاویز اور احکام ملتے ہیں یہ لبنان کے دارالخلافہ حزب اللہ کے جنرل سیکرٹری کے دفتر میں منتقل کرتا ہے۔

مطلب نمبر ۴:

ایرانی تحریک کے پاسداران اور حزب اللہ کے درمیان تعلق:

خصوصی نامہ نگار حزب اللہ کی سرگرمیوں کے بارے میں یہی تبصرہ کرتے ہیں کہ اس کی عسکری قوت کوئی مستقل نہیں، یہ تو ایک ایرانی پاسداران کی شاخ ہے اور اس کا بنیادی مقصد لبنان کے شیعوں کی انسانیت کے نام پر بھلائی کرنا ہے۔ باقی ان کا ٹریننگ لینا اور مسلح جدوجہد کرنا اور فوجی سامان اکٹھا کرنا اور ان ایرانی پاسداران کی صلاحیتوں سے عملی طور پر فوج میں فائدہ اٹھانا یہ صرف ایرانی تحریک کو مضبوط کرنے کے لیے ہے اس سے کسی ملک پر حملہ کی صلاحیت پیدا کرنا مقصد نہیں۔ حالانکہ یہ خلاف واقع چیز ہے۔ حزب اللہ سے ایران کا تعلق رکھنے کا اہم مقصد دیگر ممالک پر تسلط جمانا ہے۔ 1982ء میں اسرائیلی قبضہ کے مقابلہ میں جب کہ یہ ٹھنی کا ابتدائی دور تھا اس نے کئی تحریکی کارکنان لبنان بھیجے تھے۔ درپردہ یہ ظاہر کیا تھا کہ یہ اسرائیل کے مقابلہ میں مشترکہ معاونت کے لیے گئے ہیں۔ جب کہ ان کا اصل ہدف حزب اللہ کو لبنانی میدان میں اعلانیہ غالب کرنا تھا اور سالوں پر محیط حزب اللہ کی سرگرمیوں کی بنیاد استوار کرنا تھا جواب تک جاری ہیں۔ جب سوریا کے رستے سے لبنان میں موجود ایرانی تحریک کے کارکن اعدہ گھس آئے تو حزب اللہ نے ان سے مکمل تعاون کیا، حالانکہ انہوں نے جنگ میں عملی حصہ نہ لینے کا عہد کیا ہوا تھا مگر ان تحریک ایران سے وابستہ کارکنوں کو حزب اللہ نے ہا قاعدہ تیاری کرنے میں عسکری قوت کو اضافہ دینے میں پورا تعاون کیا تھا اور ایرانی تحریک کے ہر کارکن کو بھرپور اعزاز میں ٹھنی انقلاب کے نظریات پھیلانے کا اختیار مل گیا۔ یہ ٹھنی انقلاب کے داعی جو طہران سے آئے تھے انہیں ٹھنی انقلاب کی زبانی اشاعت کرنے کی مسلح جدوجہد سے بھی زیادہ فکرتھی۔ کیونکہ اسلحہ کے زور پر وہ فائدہ نہ تھا جو ٹھنی انقلاب کے لیے مناسب تھا تیار کرنے کا فائدہ تھا اور یہ طہران کے کارکنوں سے سارا تعاون لبنانی حزب اللہ نے کیا تھا۔

مطلب نمبر ۵:

حزب اللہ کی ٹریننگ کا معاملہ (حزب اللہ کی ٹریننگ چند مراحل سے گزرتی ہے)

مرحلہ ①..... ایرانی تحریک کے پاسداران جن کی تعداد دو ہزار ہوتی ہے یہ عملی فوجی مشق حاصل

کرتے ہیں، شہروں اور بستیوں کے میدانی علاقوں میں بکھر جاتے ہیں، ان کا بڑا ان کی عمرانی کرتا ہے، انہیں ”عشاق شہادت“ کے نام سے پکارتے ہیں یہ ان رضا کاروں کا زبردست استقبال کرتے ہیں اور اس مشق کا پہلا دورہ کہتے ہیں۔ یہ مشقیں لینے والے باقاعدہ جنگ کی صورت میں بعد میں لڑائی کی مہارت میں حصہ لیتے ہیں اور ان ایران کے تحریکی پاسداران کو حزب اللہ کے جنگجو مشقیں کراتے ہیں۔ ان مشقوں میں جو کہ مرحلہ وار ہوتی ہیں آٹھویں مرحلہ پر جہاز اغوا کرنے اور بیڑے غرق کی مشقیں کرائی جاتی ہیں، بعض حکومتوں میں حزب اللہ نے یہ کیا بھی ہے خصوصاً حکومت کویت قابل ذکر ہے۔ حزب اللہ نے اس کے جہازوں کو ہائی جیک کرنے کی کوشش کی تھی۔

مرحلہ ②..... لبنان سے ان پاسداران ایران کی اکثریت کو نکالے جانے کے بعد بھی اس بات پر اتفاق ہوا تھا کہ ڈیڑھ سو سے لے کر ڈھائی سو تک افراد جو ترتیب یافتہ ہیں لبنان میں باقی رہیں گے بلکہ بعض نے لبنانی شیعوں کے خاندان میں شادی بھی کر رکھی ہے اور لبنانی اسماء والقباب بھی اختیار کر رکھے ہیں۔ لیکن 1990ء کے بعد طہران کی پاسداران کی قیادت نے لبنان میں تربیت یافتگان کی اکثریت کو تبدیل کر دیا ہے اور ہر چھ ماہ بعد تبدیلی کرتے ہیں کیونکہ یہ انکشاف ہوا تھا کہ پاسداران کے کچھ عناصر اسرائیل کو رپورٹ کرتے ہیں اور قرارداد میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً پاسداران اسی افراد، القدس لشکر میں موجود ہیں جو لبنان کے متعلق معلومات اکٹھی کر رہے تھے۔ یہ 2001ء کی بات ہے، آخری اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے اور ان پاسداران کے حزب اللہ لبنانی کے ساتھ اندرونی گہرے روابط ہیں اس وجہ سے انہیں نکال دیا، لبنان نے حزب اللہ سے ان عناصر کا صفایا کر کے انہیں خاص تربیت کے نام پر ”طہران، اصفہان، مشہد اور اہواز“ بھیجا گیا ہے اور تین ہزار حزب اللہ کے افراد بھی ان مشقوں میں شامل ہوتے ہیں۔ اس جنگی تربیت میں راکٹ لانچر، ہینکے، توپ کے مختلف اسلحہ کی ٹریننگ، جہاز فائر کرنے کے طریقے اور بغیر سارٹ کے جہاز اڑانے کے طریقے، بحری جنگ کے طور طریقے، الیکٹرانک جنگ اور تیز رفتار آبدوزیں چلانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ اور نئے جنگی طریقوں کی عملی تربیت دی جاتی ہے اور تقریباً سو افراد نے خود کش حملوں کی تربیت لی ہے جیسا کہ تحریک جہاد اسلامی فلسطین کے عناصر فدائی حملے کرتے ہیں اسی طرح انہوں نے تربیت لے رکھی ہے۔

مطلب نمبر ۶:

حزب اللہ کو اسلحہ کی سپلائی:

فوجی نامہ نگاروں کے بقول حزب اللہ کے پاس بہت اعلیٰ قسم کا اسلحہ ہے جو ایک منظم چھوٹی سی فوج کے پاس ہوتا ہے۔ میزائل حزب اللہ کا اہم ہتھیار ہے۔ اس کے پاس بعض میزائل ایسے ہیں جو ساڑھے آٹھ کیلومیٹر تک مار کرتے ہیں۔ ایک آرٹش کے نام سے مشہور میزائل ہے یہ (۲۹) کیلومیٹر تک مار کرتا ہے۔ ۲۰۰۶ء میں فلسطین کے شمالی علاقہ میں اسرائیل کے خلاف زیادہ تر اسی کا استعمال ہوا تھا۔ علاوہ ازیں حزب اللہ کے پاس (۲) میزائل شاہین ہیں ان کا نشانہ (۹۳۰) کیلومیٹر تک ہے اور ایم (۲۲۰) میزائل بھی ہیں جو تیس کیلومیٹر تک مار کرتے ہیں اور ان کے پاس فجر میزائل بھی ہیں ان کی تعداد (۳) ہے، ان کی مار (۳۳) کیلومیٹر تک ہے۔ اور ان کے پاس فجر (۵) بھی ہیں، ان کی مار (۷۵) کیلومیٹر تک ہے۔ فجر میزائل ایران کو چائے اور شمالی کوریا کے تعاون سے ملے ہیں ان کے پاس رعد میزائل بھی ہے جو ایران نے خود تیار کیا ہے یہ روس کے فرد میزائل کے معیار کا ہے (۷۰) کیلومیٹر تک یہ مار کرتا ہے۔ یہ ۲۰۰۴ء میں تیار ہوا تھا یہ (۷۵) فیصد تک اپنے ہدف پر درست لگتا ہے، یہ سو کیلو گرام سے بھی بھاری ہے، اسے داغنے کے لیے میگزین تک لانے کے لیے کسی چیز پر لا د کر لایا جاتا ہے۔ قناۃ المنارہ جو کہ حزب اللہ کا ذاتی چینل ہے جو ان کی ترجمانی کرتا ہے کہتا ہے:

”جو حیفار میزائل گرائے گئے تھے یہ رعد (۲) اور رعد (۳) کی قسم سے تھے“

مرحلہ ③..... حزب اللہ کے پاس زلزال کے نام سے بھی میزائل ہیں ”جانورز“ اخبار نے بیان کیا ہے، یہ خاص فوجی اخبار ہے کہ حزب اللہ زلزال قسم کے ایرانی ساخت کے سومیزائلوں کی مالک ہے۔ یہ تقریباً ڈیڑھ سو کیلومیٹر تک مار کر سکتا ہے۔ یہ اسرائیل کے دارالخلافہ ”تل ابیب“ تک مار کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں نازویت (۱۰) زلزال (۲) بھی ہیں ان کی رینج تقریباً (۲۰۰) کیلومیٹر تک ہے اور یہ میزائل ۲۰۰۶ء میں جنگ (تموز) میں ان کے استعمال پر پابندی تھی اور فجر اور زلزال میزائل کا نام بھی خفیہ رکھ کر استعمال کرتے ہیں اور یہ میزائل عام مشینوں سے بھی نہیں اٹھائے جاتے بلکہ بھاری مشین سے اٹھانے پڑتے ہیں اور انہیں وہاں رکھتے ہیں جہاں دشمن کا خطرہ کم ہوتا ہے۔ حزب اللہ لبنانی کے پاس چار سو چھوٹی توپیں ہیں اور درمیانی سائز کے ٹرک بھی ہیں جن پر یہ لا د کر لاتے ہیں۔ آرٹش، نور، اور جدید قسم کے میزائل بھی ان کے پاس ہیں۔ عقاب العلما (۳۳۳) ایم ایم کا ہے یہ بھی حزب اللہ

کے پاس ہے۔ 1985ء میں ایران نے حزب اللہ کو میزائل دیئے شروع کیے ہیں اور اب تک جاری ہیں۔ حزب اللہ لبنانی کے پاس روسی ساخت کے میزائلوں کے توڑ میں صقر (AT3) (GT4) (SPG2) حاصل کر لیے ہیں (TOW2) جو کہ امریکی ساخت کے ہیں یہ میزائل بھی حاصل کر لیے ہیں۔ اب فوجی نامہ نگاروں نے بتایا ہے کہ حزب اللہ کے جنگجو (میر کا FQR6) اسرائیلی ٹینکوں کو تباہ کرنے والے میزائل جو کہ اس دنیا کا جدید ترین میزائل ہے یہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ جو کہ اسرائیلی ٹینک کو آگ سے بھسم کر دیتا ہے۔ یہ حزب اللہ خفیہ طور پر حاصل کرتا ہے۔ اسرائیل سے امریکہ لیتا ہے اور امریکہ سے آہستہ آہستہ خفیہ انداز میں ایران تک پہنچتا ہے۔

سوریا بھی حزب اللہ کو اسلحہ دیتا ہے، زیادہ تر اس میں ٹینک شکن اسلحہ ہوتا ہے یہ بھی بالواسطہ لیتا ہے یہ روس کی جانب سے سوریا پہنچتا ہے۔ سوریا آگے حزب اللہ کو دیتا ہے اور مرحلہ وار یہ اسلحہ پہنچتا ہے۔ یہ اسلحہ جو حزب اللہ کو ملتا ہے یہ آٹومیک ہوتا ہے۔ یا آر۔ بی جی (IT10) اور آر۔ بی جی (۲۹) وغیرہ یہ تمام اسلحہ جو حزب اللہ کو مل رہا ہے۔ یہ ٹینک شکن ہے اور بکتر بند گاڑیوں کو تباہ کرنے والا ہے۔ سوریا نے حزب اللہ کو مزید (کورینٹ میزائل دیا ہے) جو کہ روسی ساخت ہے، یہ لیزر کی مدد سے ٹھکا ہے اور اس کی ریج تین میل تک ہے۔ یہ تو حزب اللہ لبنانی نے تسلیم کیا ہے کہ ایران کے کچھ سام میزائل ہمیں موصول ہوئے ہیں جو روسی ساخت ہیں اور یہ چھوٹے ہیں جو کندھے پر رکھ کر چلائے جاسکتے ہیں لیکن یہ خاص انداز میں بنے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ میزائل جو چینی ڈیزائن میں ہیں، یہ بحری بیڑہ سے داغے جاتے ہیں۔ (80c2, 80c1) ان کے نام ہیں۔

ان میں سے ایک (۴۰) کلو میٹر تک مار کرتا ہے اور تقریباً سو کلو گرام کا گولہ پھینکتا ہے اور دوسرا میزائل (۱۲۰) کلو میٹر اس کی ریج ہے جو گولہ اس سے ٹھکا ہے اس کا وزن تقریباً (۱۸۰) کلو گرام ہے اور پھیلنے والا مواد اس میں ڈالا ہوتا ہے جو ریج پر گرنے کے بعد نشانہ کی جگہ سے آگے پھیل جاتا ہے اور مزید تباہی مچاتا ہے۔ لبنان میں آخری جنگ کے موقع پر 2006ء میں یہ میزائل داغا گیا تھا تاکہ اسرائیلی بیڑے کو تباہ کیا جائے۔

حزب اللہ کے پاس ایک دستہ ہے جو (غواص غوطہ خور) کے نام سے مشہور ہے ایک دستہ بحری کمانڈرز کا ہے۔ جن کے پاس چائنہ کے بنے ہوئے بیڑے ہیں یہ سمندر میں کسی کو بھی ہدف بنا سکتا ہے۔ ایران نے حزب اللہ کو بغیر پائلٹ اڑنے والے طیارے بھی بڑی تعداد میں دیے ہیں۔ ان کی گنتی کا کسی کو علم نہیں یہ ”مہاجر (۴)“ کی طرز پر ہیں۔ حزب اللہ لبنانی نے ان کا نام بدل دیا ہے۔

”مرصاد (۱)“ رکھا ہے یہ راڈار، الیکٹرانکس نظام سے لیس ہے یہ طیارے (۶۰۰۰) فٹ بلندی تک اڑتے ہیں اور ایک گھنٹہ میں (۱۳۰) کلومیٹر طے کر جاتے ہیں۔ حال ہی میں ایران نے مہاجر (۳) طیارے تیار کیے ہیں جو کہ (۱۰۰۰۰) فٹ بلندی تک پرواز کر سکتے ہیں اور اتنی تیز رفتاری ہے کہ (۱۶۰) کلومیٹر ایک گھنٹہ میں طے کرتے ہیں۔ تموز کی جنگ میں 2006ء میں ہوئی تھی اس میں ان کا آزادانہ استعمال کیا گیا تھا۔ ایک تو اسرائیلی دارالحفاظ قتل ایبیب کی جانب روانہ ہوا تھا۔ تاہم اسرائیلی ایف سولہ طیاروں نے انہیں مار گرایا۔ اس مہاجر (۳) پر دس مشین گنیں فٹ ہو جاتی ہیں یہ ہے داستان جس طرح حزب اللہ اسلحہ حاصل کرتا ہے۔

مطلب نمبر ۷:

حزب اللہ کی خفیہ سرگرمیوں کا جائزہ:

(۱)..... حزب اللہ سرگھمادی اور فوجی علاقوں میں فیلکونج ویتنام کی تنظیم کے مشابہہ اعزاز پر کام کرتی ہے۔ یہ علاقوں کی تعداد یا فوجی نقطہ نظر سے اس کا اندازہ لگاتی ہے۔ تقریباً ۵۷ فوجی نقاط تیار کرتے ہیں جو جنوب لبنان سے لے کر جنوبی بیروت کے علاقے تک پھیلے ہوئے ہیں۔ انہیں مستقل دستوں کی شکلوں میں منظم کرتے ہیں ان کے ذریعے ایرانی پاسداران انقلاب کے لیے ممکن ہوتا ہے۔ کہ وہ سینکڑوں انجینئروں، ٹیکنیکل آدمیوں کو آگے بھیج سکیں اور شمالی کوریا کے ذریعے ایرانی ڈپلومیسی اور دفاتروں میں کام کرنے والوں اور لبنان میں ایران کے ہموادوں اور ملازموں کے روپ میں انہیں دوسرے ملکوں میں داخل کرتے ہیں۔ انہوں نے تقریباً ۲۵ کلومیٹر پر زیر زمین محفوظ باڈلگار کھی ہے ہر خانہ ایک دوسرے سے مربوط ہے جہاں سے آسانی کے ساتھ حزب اللہ کا ہر جنگجو دوسری سرحد تک پہنچ جاتا ہے۔ ان پاسداران انقلاب نے زمین میں تہہ خانے بھی تیار کر رکھے ہیں جہاں انہوں نے میزائل اور خوراک کے ذخائر جمع کیے ہوتے ہیں۔ یہ آٹھ میٹر تک گہرے ہوتے ہیں انہوں نے تقریباً (۲۰) میزائل زمین میں نصب کر رکھے ہیں اور اسرائیل کے ساتھ ملنے والی سرحدوں کے قریب میں جتنے خانے تھے وہ اسرائیل کے ساتھ جنگ میں ختم ہو گئے تھے۔

(۲)..... لبنان میں سنی لوگوں کی رہائشوں پر حزب اللہ قبضہ کر لیتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ حزب اللہ کے جنگجو جہاں سنی لوگوں کے مکان ہیں یا مساجد ہیں وہاں اسلحہ اور خوراک کے ذخائر اور ان

کی چھتوں سے میزائل داغنے کے بہانے شیعوں کو انتقامی کارروائی سے بچانے کے لیے ان پر قبضہ کر لیتے ہیں سنیوں کی بستی ”مروجین“ میں بھی ایسا ہی کیا گیا تھا۔ بلکہ یہ حزب اللہ والے قصد اسنیوں کے قاتلوں کے قریب سے اسرائیل پر گولے برساتے ہیں تاکہ اسرائیل رد عمل کے طور پر جب حملہ کرے تو یہ سنی قاتل اس کی زد میں آئیں اور حزب اللہ کے جنگجو محفوظ رہیں۔ اسرائیلی حملہ کے دوران ایک ٹرک داخل ہوتا ہے جو کہ حزب اللہ کے زیر اثر تھا۔ اس میں سینکڑوں گولے لدے ہوئے تھے یہ سنیوں کے علاقہ کی طرف آرہا تھا، اچانک داؤدے کر ایک قریبی عیسائی علاقہ میں چھپ جاتا ہے اس کا مقصد تھا حملہ سنیوں پر ہو یہ او جھل رہیں اور جوان کے تہ خانوں کا انکشاف ہوا ہے ان سے اسرائیل کی توجہ ہٹ جائے ان کی اس چکر بازی سے بے شمار معصوم لوگ مارے گئے۔ اسرائیل کے طیاروں نے پر امن آبادی کو ہلاکت سے دوچار کر دیا۔ ایرانی پاسداران انقلاب کا اہم نقطہ جس پر ان کی نظر مرکوز رہتی ہے وہ یہ ہے کہ میزائلوں پر مقررہ دستوں کی نگرانی کریں تقریباً دو سو آدمی جو ماہر فن اور ٹیکنیکل آدمی ہیں اور ایران سے خصوصی تربیت یافتہ ہیں وہ نگرانی کرتے ہیں حزب اللہ کے پاس میزائلوں کے شعبہ کے متعلقہ تین دستے ہیں، ان کے اوپر تین افراد ہیں جو ان کی ٹیکنیک پر نگران ہیں اور چار پاسداران انقلاب ایران کے مدیر ان کے کام کی جگہ اور مرکز کی نگرانی کرتے ہیں۔ ساتھ حزب اللہ کے چار افراد ہوتے ہیں ہر علاقہ میں ان کا قائد ہوتا ہے۔

2006ء میں جنگی دفتر میں مصر اور اردن کی مشارکت سے پاسداران انقلاب نے اپنے مراکز کو بہت مضبوط رکھا تھا اور حزب اللہ اور اسرائیل کے درمیان جو رابطہ تھا وہ اور پختہ ہوا اور فوجی معلومات حاصل کرنے پر پاسداران انقلاب کے چار آدمی مقرر تھے۔ اور یہی پاسداران انقلاب اس پر بھی مقرر ہوتے ہیں کہ جب انہیں اطلاع ملے یا خطرہ محسوس کریں کہ اسلحہ سپلائی کرنے اور ذخیرہ کیے ہوئے اسلحہ کے بارے میں اسرائیلی طیاروں کی بمباری ہوگی تو ان کے ذمہ ہے کہ اس کو حملہ سے بچانے کے لیے انہیں محفوظ مقامات تک جو ان سے بھی زیادہ خفیہ ہیں اسے وہاں منتقل کر دیں۔

مطلب ۸:

حزب اللہ کا نظام جاسوسی:

سوری فوجیں جب لبنان سے نکلنے پر مجبور ہوئیں، جیل اسد اور سوری فہائندوں کے درمیان

مذاکرات طے پا گئے۔ علاوہ ازیں پاسداران انقلاب ایران اور حزب اللہ کے رفقاء آپس میں مل گئے، سواریوں کے غلبہ کے سامنے ہر چیز سرنگوں ہو گئی تھی اس وقت میں بھی حزب اللہ نے بڑی ہولناک معلومات حاصل کیں۔ یہ لبنان کی ایک ایک حرکت کی معلومات تھیں۔ حزب اللہ ان نمائندوں سے جو بالواسطہ یا بلاواسطہ ان مذاکرات میں شامل تھے لبنان میں سواریوں کے بعد تمام اداروں کی معلومات ان کے ہاتھ آئیں۔ حکومت بیروت کے رفیق حریری ایئرپورٹ پر آنے، جانے والوں مسافروں کے متعلق خصوصی معلومات رکھتے تھے۔

حزب اللہ اپنے کارندوں کے ذریعے جب چاہے اور جو چاہے ایئرپورٹ کے متعلق اور بیرون کے منافع اندوزی کے اہم مراکز کے متعلق اندرونی سرگرمیاں، آمد و رفت، مال لوڈ کرانے اور مسافروں کے متعلقہ، جہازوں اور کشتیوں پر سامان لوڈ ہونے کے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں۔ اس میں حزب اللہ کے جاسوس اور حرکت اہل کے جاسوس تعاون کرتے ہیں اور جو مقام حملہ کے لیے موزوں تر ہیں ان کے متعلق ان کا اہتمام زیادہ کرتے ہیں۔ فوج، ایئرپورٹ، امن عام اندرونی امن کے متعلقہ چیزوں کی معلومات کا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ لبنان میں سودی دور سے لے کر اب تک یہ ساری معلومات حاصل کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ پہلے یہ کارندے معلومات حاصل کرتے ہیں اس کے بعد یہ پویمیدس صفحات پر مشتمل معلومات ساری کی ساری حسن نصر اللہ تک پہنچاتے ہیں وہ کچھ وقت لگا کر ان پر غور کرتا ہے تاکہ وہ سیاسی صورت حال اور امن وامان کا جائزہ لے سکے۔ پندرہ برس سے حزب اللہ کا یہ صدر آ رہا ہے اس میں اس کا کوئی مد مقابل سامنے نہیں آ رہا۔

مطلب ۹:

حزب اللہ کا تنظیمی نیٹ ورک:

حزب اللہ کا جنرل سیکرٹری مجلس جہاد کا پابند ہوتا ہے۔ یہ شعبہ، فوج، شعبہ امن کے ارکان پر مشتمل کمیٹی ہوتی ہے اس کا پھر نائب سیکرٹری ہوتا ہے، اس کے بعد شعبہ امانت عامہ کا ہوتا ہے اس کے بعد اس کی تابع شاخیں بنتی ہیں سیکرٹری جنرل کی مجلس کے ارکان کے تحت مجلس تنفیذی ہے مجلس سیاسی ہے، مجلس قضائی ہے اور مجلس تحفظ، یعنی وہ مجلس جو منصوبہ بندی کرتی ہے۔

(۱)..... مجلس سیاسی: اس مجلس کا سربراہ ابراہیم امین السید ہے۔ یہ اسلامی فرقوں، وطنی جماعتوں

مسیحی گروہوں، فلسطینی تنظیموں سے رابطہ رکھتی ہے۔ میڈیا، یعنی اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن سے رابطہ رکھنا اور نمائندوں اور کارکنوں اور آزادی کی جدوجہد اور خارجی تعلقات کے متعلقہ رابطہ بھی اس مجلس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

(۲).....مجلس جہادی: یہ کمیٹی سیاسی معاملات سیکرٹری تک محدود رکھتی ہے۔ یہ دوسری سرگرمیاں جاری رکھتی ہے یہ فوجیوں پر مشتمل ہے۔ کچھ ارکان مجلس عقیذی سے بھی اس میں ہوتے ہیں۔ فوجی اور ارکان امن کمیٹی اور مجلس شوریٰ سے بھی ارکان اس میں ہوتے ہیں۔ اور پارلیمانی معاملات بھی اس مجلس کے ذمہ ہیں۔ مجلس شوریٰ حزب اللہ میں نظام کو مستحکم کرتی ہے اس کے ساتھ ارکان ہوتے ہیں باوثوق ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ اس میں دو ارکان ایران سے ہیں۔ عماد مغنیہ مجلس جہاد کا رئیس ہے یہ نائب سیکرٹری کے عہدہ کے برابر مرتبہ رکھتا ہے اگرچہ اس کا اصل میدان فوجی معاملات کا بھرپور خیال رکھنا ہے۔ اس آدمی کی ایران کی خبر رساں ایجنسی کے ہاں اکثر آمد و رفت ہے اسی کی وجہ سے لبنان سے ایران کا مسلسل رابطہ رہتا ہے اور ہر ایک بات لبنان کی ایران پہنچ جاتی ہے۔ اصحاب شورشی کے ضمن میں ہی مجلس اجتماعی اور مجلس عسکری اور مجلس سیاسی ہے۔

(۳).....نظر ثانی اور توثیق کا سرگز مشاورت ہے یہ حزب اللہ کا مخصوص تذریسی مرکز ہے۔ اس کا سربراہ ڈاکٹر علی فیاض ہے، بعض تو اسے حزب اللہ کا نگران اعلیٰ قرار دیتے ہیں۔ الشراخ اخبار کے بیان کے مطابق یہ حزب اللہ کی خفیہ قیادت ہے۔ یہ حرکت وائل کے انداز کی تحریک ہے۔ عماد مغنیہ اور اس کا سر مصطفیٰ بدرالدین اس کے روح رواں ہیں، حکومت کویت میں اس کا ٹھکانہ ہے۔ یہ امیر کویت کے قتل کی سازش بھی کرتے رہے ہیں۔ بیروت میں ایرانی وزراء جتنے بھی ٹھکانے بنا رہے ہیں ان میں سے زیادہ تر پاسداران انقلاب ایران ہیں ان میں اتفاق کی بدولت لوگوں کی نظروں سے یہ پاسداران چھپے رہتے ہیں۔ حزب اللہ کو پتہ ہے کہ عیسیٰ طباطبائی یہ لبنان میں ایران کے اداروں کا بانی ہے ادارہ ”الامداد، الشہید، جہاد، البناء وغیرہ کا بھی موجود ہے۔ یہی طباطبائی حزب اللہ کے خفیہ منصوبے ان کی تربیت اور ان کی ترقی کے لیے سارے کام اپنی نگرانی میں سرانجام دیتا تھا۔ یہ ۱۹۷۴ء سے لبنان میں موجود ہے۔

(۴).....حزب اللہ والے اپنی تنظیمی معاملات کا جائزہ لینے کے لیے ایک بند کمرے میں کانفرنس بلاتے ہیں اس میں اندرونی حالات و حادثات تغیر پذیر ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے قائد ان میں تبدیلی کرتے رہتے ہیں۔ ایک ان کی میٹنگ ہر تین سال کے بعد منعقد ہوتی ہے جس میں مرکزی مجلس

کے اہم اور اساسی ارکان اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ (۳۰۰) ارکان پر مشتمل ہے اس اجلاس میں مجلس شوریٰ کا انتخاب ہوتا ہے اور اس اجلاس میں سیکرٹری جنرل اور نائب سیکرٹری اور بنیادی مسؤلین کا انتخاب ہوتا ہے یا پھر پہلے ہی کو برقرار رکھنا ہو تو اس کی تجدید کی جاتی ہے جیسا کہ بارہا دفعہ (حسن نصر اللہ ہی کا انتخاب ہو رہا ہے)



حزب اللہ کی شاخیں

مطلب نمبر ۱: (بحرینی حزب اللہ کے جرائم)

حزب اللہ چند شعبی رافضی گروہوں کا مجموعہ ہے۔ اس کے بحرین میں سیاسی مقاصد ہیں۔ ان تمام سیاسی تنظیموں میں سے نمایاں اور معروف تنظیم، حزب الدعوة ہے۔ یہ بھی حزب اللہ کی ذیلی شاخ ہے۔ یہ محمد باقر الصدر کی آراء اور افکار سے رہنمائی لیتی تھی۔ 1981ء میں یہ بالکل ختم ہو چکی ہے۔ بحرین میں حزب اللہ کی ایک شاخ ”الجہت الاسلامیہ“ یہ بحرین کو آزاد کرانا چاہتی ہے۔ اس کا سربراہ محمد علی شیرازی ہے اور حکومت بحرین کے اندر اس کا نمائندہ حامد مدری ہے۔ اور اس کا بھائی محمد تقی مدری ہے۔ جب انقلاب ایران کی تحریک ایران میں شروع ہوئی تو اس کے قرب و جوار میں تمام شیعہ گروہوں کو حکم جاری ہوا تھا کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں۔ خصوصاً بحرین، کویت اور سعودی عرب میں شیعہ نقطہ نظر کا اثر و نفوذ پیدا کیا جائے۔ اور بحرین کا ملک جو کہ پر امن تھا اس کے متعلق ایران کے دارالخلافہ تہران سے شیعہ قیادت کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ یہاں مسلح طور پر شیعہ طرز کا انقلاب برپا کیا جائے تاکہ یہ بھی دینی اور سیاسی نظام میں طہران کے تابع ہو جائے کیونکہ بحرین میں کثیر تعداد میں شیعوں کی آبادی تھی، اس لیے انہوں نے آرڈر جاری کر دیا کہ یہاں فساد کریں جبہ اسلامیہ تنظیم نے ایک اہم بیان جاری کیا جو اس کے اہداف و مقاصد کو نمایاں کرتا ہے۔

①..... ہدف یہ بتایا کہ غلیفہ نظام سنی کی حکومت کو گرانے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

②..... ہدف ہے جیسا کہ شعبی انقلاب نے ایران میں نظام شیعہ قائم کیا ہے ہم نے بحرین میں وہی نظام قائم کرنا ہے۔

③..... ہدف یہ ہے کہ بحرین کو ظہبی ریاستوں سے تعاون ختم کر کے اسلامی جمہوریہ ایران سے مستقل رابطہ رکھنے پر مجبور کرنا ہے۔

اس ہدف کی تاکید آیت اللہ صادق روحانی نے بھی کی تھی۔ ماہ فروری 1979ء طہران ریڈیو کے عربی پروگرام میں اس نے یہ اعلان کیا تھا اور اس نے اس پر بہت زور دیا کہ مملکت بحرین میں مسلح انقلاب

کے لیے ایک تحریک کی ضرورت ہے۔

جہہ اسلامیہ تنظیم اخبارات کے ذریعے اپنے گرد ہی دوروں اور سیاسی دوروں کی راہ ہموار کرتی رہی ہے۔ الوطن السلیب، الشعب الثائر، الثورة والرسالة وغیرہ اخبارات نے اس بارے میں بہت بڑا کردار ادا کیا تھا۔ عیسیٰ مرمون اس اعلامیہ کو جاری کرنے کا ذمہ دار تھا۔

79ء کے آخر میں جہہ اسلامیہ کے پروگرام کے مطابق شیعہ بحرین کو آزاد کرانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اس نے مظاہروں کا پروگرام دیا۔ سعودی عرب کے علاقہ قطیف کے شیعوں نے بھی ان سے تعاون کیا اس کے باوجود ناکام ہوئے، ان کے ناک میں دم آیا تو اس نے منامہ کے وسط میں بحرین کی مذاکراتی کمیٹی کے ایک رکن کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا جو روبہ عمل نہ ہو سکا۔

1980ء میں محمد باقر کے مٹنے کے بعد جو کہ بعث پارٹی کے نظام عراقی کے ہاتھوں انجام کو پہنچا تھا بحرین میں پھر مظاہرے شروع ہو گئے اور بازار منامہ جل کر راکھ ہو گیا۔

حزب اللہ بحرینی کے المناک جراثیم:

جہہ اسلامیہ تنظیم نے بحرین میں اسلحہ سپلائی کرنا شروع کر دیا تاکہ بحرین میں آزادی حاصل کریں۔ ماہ ستمبر 1981ء محمد تقی مدرس کی قیادت میں جہہ تنظیم نے بحرین کے حاکم کے خلاف خمیٹ انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی اور سیاسی قیادت کے صفایا کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ یوم وطنی کے دن، یعنی ملک کی سالگرہ کے موقع پر کام کرنے کا منصوبہ تیار کیا، یہ تباہ کن منصوبہ بالکل ناکام رہا اور حکومت بحرین نے (۷۳) آدمی جو اس ہولناک جرم میں ملوث تھے انہیں گرفتار کر لیا مگر جہہ اسلامیہ کو توڑنے کے لیے اور ان کی کھرھنی کے لیے انتہائی کافی نہ تھا یہی وجہ ہے کہ اس تنظیم کے قائدین نے بحرین سے آزادی کے لیے اجتماع کیا، ساتھ ایرانی بھی شامل تھے۔ انہوں نے اس پر اتفاق کیا، حزب اللہ بحرینی کے نام سے فوجی دستہ ترتیب دیا جائے، اس گروہ کا محمد علی محفوظ سربراہ بنا۔ اس کے تحت یہ پروان چڑھی۔ اس نے تقریباً تین ہزار بحرینی شیعہ اس فوجی دستہ میں شامل کر دیے اور لبنان اور ایران میں انہیں تربیت دی اس تنظیم کا بڑا شیخ عبدالامیر جمیری تھا اس کا نائب جو آجکل ہے وہ شیخ علی احمد سلمان ہے، یہ ان کی جمعیت وفاق اسلامیہ کا جنرل سیکرٹری بھی ہے اور اس جمعیت کی مجلس کا اہم رکن بھی ہے۔ حادثی مدرس جہہ اسلامیہ آزادی بحرین کی تنظیم کا مرشد و راہنما ہے۔ اور اس گروہ کا ستون ہے۔ محمد تقی مدرس کا بھی اس تنظیم کی مضبوطی میں بے مثال کردار ہے، جب ان کی انقلابی سرگرمیوں کا انکشاف ہوا تو پھر یہ ایران

چلے گئے۔ 1994ء کے آخر میں اس تنظیم کی نمایاں کارکردگی ماہ نومبر و دسمبر میں یہ ہے کہ انہوں نے بحرین میں مظاہرے کروائے اور بیجان پیدا کر دیا۔ افراتفری عبادی شور و شغب برپا کر دیا اور تخریب کاری پھیلا دی۔ یہ چار سال تک، یعنی 1998ء تک انار کی قائم رہی۔ آج تک بحرین میں یہ انار کی دامن پھیلائے بیٹھی ہے۔ حزب اللہ بحرینی کے مختلف نام استعمال ہوتے ہیں۔ ”تنظیم العمل المباشر، حرکت اصرار البحرین، تنظیم الوطن السلیب، حماس“ وغیرہ نام ہیں۔ حقیقت میں یہ حزب اللہ بحرینی کے ہی مختلف روپ ہیں۔ اب اس تنظیم کے سارے نام ایک ہی تنظیم میں ڈھل گئے ہیں، جمعیت وفاق الوطنی الاسلامی اس کاسیکرٹری جنرل علی سامان ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ جمعیت وفاق سیاسی نشریاتی ثقافتی حقوق کی بھی علمبردار ہے اور فوجی سرگرمیاں اور تنظیمی معاملات سارے کے سارے حزب اللہ کے سپرد ہیں جو کہ حزب اللہ بحرینی ہے۔ ان کی تنظیم جمعیت وفاق سے خواتین کی تنظیم بھی وجود میں آئی ہے اس کا نام جمعیت المستقبل النسائیہ ہے اس کی لیڈر شپ ڈاکٹر شہلہ فکیب کے حوالہ ہے جو کہ خالفتا ایرانی ہے۔ یہ بحرین کی وزارت صحت میں ملازم ہے۔

حزب اللہ بحرینی تنظیم اب اپنی ماہانہ نشریات کی دوسرے نام سے اشاعت کرتی ہے، اس کا آغاز لندن سے صوت البحرین کے نام سے کیا تھا اس میں اس نے اپنے مطالبات اہداف و مقاصد اور اپنی سرگرمیاں کو بیان کیا تھا اور اس میں اپنی خبریں بھی شائع کرتی ہے۔ اس کا نمایاں صحافی ڈاکٹر مجید علوی ہے جو کہ ”استعمار السنی والخطمی لدولۃ البحرین“ کے نام سے کالم لکھتا تھا۔ صلح کے بعد یہ وزارت داخلہ میں وزیر بن گیا یہ کس قدر فاسوسناک بات ہے کہ اتنا مخالف شیعہ صحافی وزارت میں براہجان کر دیا گیا۔

یہ تحریک کئی دوسری جہات سے بھی تعاون حاصل کر رہی ہے۔ خصوصاً بحرین کے ان شیعہ لوگوں سے جو کہ اصحاب ثروت ہیں جیسا کہ حاجی حسن عالی ہے۔ احمد منصور عالی ہے اور کویت کے اصحاب دولت میں ”بسمانی“ ہے جو کہ سعودی عرب کا ہے۔ ایک انٹرویو کے مطابق انہیں لندن وغیرہ بیرون ملک سے حاصل ہونے والی رقم کا اندازہ اسی ہزار ڈالر ہے۔ اب کچھ دیر ہوئی ہے (۳) ملین ڈالر جو اس تحریک کی ملکیت ہے برطانیہ حکومت کے زیر تسلط ہے۔ حزب اللہ بحرینی اس پر کوشاں ہے کہ یہ اسی راہ پر چلے جس پر احرار البحرین کی تحریک چلی تھی وہ ظاہر میں سیاسی اصلاح کا مطالبہ کرتی تھی اور فوجی شعبہ میں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے متحرک تھی۔

تحریکِ حرکت اصرار البحرین کی اہم شخصیات:

یہ تحریک بھی ایک شیعہ تحریک ہے اس کا نمایاں لیڈر سعید شہابی ہے۔ یہ خارجی دنیا میں شیعوں کا مشہور ترین دفاع کرنے والا ہے اور رسالہ ”العالم“ کا مدیر اعلیٰ ہے۔ جو کہ لبنان سے شائع ہوتا ہے۔ اسے بحرین کے شاہ نے ملک میں آنے کا کہا تو اس نے جواب میں کہا:

انا لا یسر فنی الرجوع الی البحرین وانستد تحکمها بالحدید والنار
 ”میں بحرین میں واپس آنے کا سوچ بھی نہیں سکتا، جب تک آپ اس پر آتش و آہن کے
 زور پر حاکم بنے بیٹھے ہو۔“

اس تحریک کا ایک لیڈر منصور عبدالامیر جمری ہے جو رسالہ ”الوسط“ کا مدیر اعلیٰ ہے جو کہ بحرین سے نکلتا ہے۔ ایک ڈاکٹر مجید علوی ہے جو کہ موجودہ وزیر داخلہ ہے ان میں سے سب سے زیادہ خطرناک لیڈر عبدالوہاب حسین ہے جس نے تحریک انقلاب کی قیادت کی اور بحرین میں بغاوت کروائی، 1994ء سے لے کر 1998ء تک اس نے شورش پائی رکھی۔ اس تحریک کا ماسٹر مائنڈ ڈاکٹر علی عریبی ہے اس نے نجف میں پڑھا اور یہ جامعہ بحرین کا سابقہ استاد بھی رہا ہے اور جعفریہ عدالت کا موجودہ قاضی ہے۔

حزب اللہ ایرانی کی تحریمی کاروائیاں:

بحرین میں 1994ء سے لے کر 1998ء تک کے چار سالہ عرصہ میں بہت ہی خطرناک حادثات پیش آئے۔ قتل و غارت، جلاؤ، گھیراؤ، تحریب کاری کے متعدد واقعات رونما ہوئے، یہ سب کچھ حزب اللہ بحرینی نے کیا اور ایران نے انہیں تربیت دی تھی اور بحرین میں یہ عمل جاری کیا گیا۔ 1995ء میں جنوری کے مہینے کے آغاز میں کئی دکانیں اور تجارتی منڈیاں منامہ کے بازاروں میں جلا دی گئیں۔ حزب اللہ اور اس کے مریدوں نے جلاؤ گھیراؤ، دکانوں اور مدارس کی بڑی تعداد تباہ کر دی بہت زیادہ تعداد میں بجلی کے گرڈ اسٹیشن اور عوامی ٹیلیفون کا سامان جو بھی سڑکوں پر نصب تھے سب برباد کر دیئے۔ علاوہ ازیں بحرینی وزارت داخلہ میں چکر بازی کرتے رہے ہیں اور جھوٹی افواہیں پھیلاتے رہے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ شائع کر کے حکومت اور اس کے نظام کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتے رہے ہیں۔

1995ء میں انکے بھیانک کارناموں کی تہدید شروع ہوئی تھی۔ 1996ء ماہ مارچ حزب اللہ بحرینی نے ”نصرہ وادیاں“ کے علاقہ میں ایک ہوٹل جلاؤ والا۔ جس میں سات بنگلہ دہی بھی راکھ ہو گئے

اس سے ان کے سیاہ کینہ کی غمازی ہوتی ہے جو ان کے دلوں میں بھرا ہوا تھا۔ 1996ء (۲۱) مارچ کو اس حزب اللہ نے گیراج کو آگ لگا دی اور اس میں موجود تمام گاڑیوں کو خاکستر کر دیا۔ 1996ء میں ۶ مئی کو ایک ہی وقت میں منوے سے زیادہ تجارتی منڈیوں کو آگ لگا دی، انہیں توڑ کر کھڑے کھڑے کر دیا۔ بحرین کا اسلامی بینک اور وطنی بینک اور ملکی مرکز کی تجارتی منڈیوں کو بھی لقمہ آتش بنا دیا یہ اس لیے کیا تھا کہ ملک بحرین کی اقتصادی حرکت کا ہاتھ شل کر دیا جائے۔

۱۳ فروری 1996ء کو تجارتی منڈیاں بند کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ ۱۵ فروری کو طہران کے ریڈیو سے ایک ترجمان نے عربی زبان میں اعلان کیا کہ بحرین ملک میں عید الفطر کے لیے اجتماع نہ کیا جائے اور ۴ مئی 1996ء کو اعلان ہوا کہ بحرین میں سول نا فرمانی کریں اور عید الاضحیٰ کا اجتماع نہ کریں اور عید غدیر، عید نوروز، حضرت عمرؓ کو ابولؤلؤ محوی نے جو شہید کیا تھا فرحہ الزہراء کے نام سے اسے عید کے طور پر مناتے ہیں، یہ منانے کا اعلان کیا۔ اس سن کے نصف اول میں بھی طہران ریڈیو فتنہ انگیز بیانات اور مرکز گریز رجحانات بے چینی پھیلاتا رہا ہے اور بحرین کی حکومت کے خلاف بغاوت پر اکساتا رہا ہے اور اس کے برقرار رہنے پر تنقید کرتا رہا ہے اور جو بھی لوگ بحرین حکومت کے خلاف دلوں میں کینہ پروری کے لاوے بھرے بیٹھے تھے انہیں اکٹجت کرتا رہا ہے کہ بغاوت کے لیے انھیں۔ ریڈیو طہران کی طرف سے ۲۲ مارچ 1996ء میں یہ اعلان ہوا تھا:

ان الحكومة البحرينية لا تستطيع ان تقاوم او توقف المد الذي قام به الشعب البحريني تقصد بذلك مطالب الشيعة وهى قلب نظام الحكم وتحويله للدولة صفوية شيعية اخرى على غرار دولة ايران "بحرين کی حکومت شیعہ مقاصد و مطالب کا سامنا کرنے کی تاب نہیں رکھتی، شیعوں کا مطالبہ یہ ہے کہ بحرین کا نظام حکومت بدل دیا جائے اور حکومت ایران کی طرز پر صفوی شیعوں کی حکومت بنائی جائے۔"

بحرین کی شیعہ تنظیم حزب اللہ نے بحرین میں جو نقصان کیا اور تباہی مچائی اس کا اعتراف کیا گیا ہے کہ یہ تقریباً (۱۵) ملین ڈالر ہے۔ ان بڑے بڑے حادثات کے رونما ہونے کے بعد ایران روح فرسا فسادات کے باوجود شیعہ اور اس کی قیادت کی طرف سے جن کا حکومت بحرین کو سامنا کرنا پڑا اور حکومت نے شیعوں کو دبا بھی لیا اس کے باوجود یہ شیعہ طے شدہ اپنے منصوبوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بحرین کی حکومت کو یہ انکشاف ہوا ہے 2006ء ماہ ستمبر میں ایران نے ایک منصوبہ تیار کیا ہے کہ بحرین کے

مختلف علاقوں میں اراضی خریدے اور وہاں کے رہائشیوں کی ترکیب ہی بدل دے کہ ان میں شیعیت پھیلانے اور تمام علاقوں پر شیعوں کے حلیف پھیلا دے اور درپردہ ان جہات سے تنظیموں سے اور شیعہ جماعتوں سے جو کہ ایران سے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں تعاون لے۔ ان زمینوں کو ایران کے بنک خریدتے ہیں اور بحرین کے دارالخلافہ منامہ میں کئی جگہیں شیعوں کی ملکیت ہو چکی ہیں اور ”محرّق“ میں بھی ان کے حصے ہیں۔ ”حوراء قصیبہ دوادادہ میں اس کا خاص اہتمام انہوں نے کر رکھا ہے۔ محرّق اور آل بنو علی کے محلوں میں بھی انہوں نے خاص اہتمام سے جگہ خرید رکھی ہے اس محلہ کا نام کریمی ہے اس میں ماتم بھی برپا کرتے ہیں اور اس میں ان کے حسینی مراکز بھی ہیں۔

آخر میں بحرین میں موجود حزب اللہ کی جو آرزو ہے اس کی تیاری اس نے اس طرح کی ہے کہ ایران کے دارالخلافہ طہران کے قریب انہوں نے اپنے عناصر کے لیے فوجی تربیت دینے کا ایک مرکز بنایا، لبنان سے اسرائیل نے جو آخری جنگ 2006ء ماؤگست میں لڑی تھی اس میں بحرین کے شیعوں کی بہت بڑی تعداد بحرین کے شیعوں نے اپنے حزب اللہ لبنانی بھائیوں کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر پوری شرکت کی تھی یہ اس بات پر روشن دلیل ہے کہ دونوں گروہوں کے افرادی تنظیمی، اور عقائدی رابطے کس قدر گہرے ہیں اور پیروت میں حزب اللہ لبنان سے اس حزب اللہ بحرینی کے بے شمار افراد نے احتجاج کرنے اور رسول نافرمانی کرنے اور خود کو محفوظ کرنے کے طریقوں کی باقاعدہ تربیت لی ہے۔ بحرین کے اخبارات نے خود اس مسئلہ کا انکشاف کیا ہے کہ یہ خطرناک کھیل 2007ء میں ماہ جنوری میں کھیلا گیا ہے۔ بحرین کی جمعیت وفاق الوطنی جو کہ حزب اللہ کی ترجمان ہے اس کے افراد تقریباً سات ہزار سے لے کر دس ہزار تک ہیں۔ اور جو اس کے ساتھ دلی میلان رکھتے ہیں، ان کی تعداد تقریباً بیس ہزار ہے۔ بحرین کی حزب اللہ، جمعیۃ الوفاق اور حرکت حق، یہ تنظیمیں اتنی طاقتور ہو چکی ہیں یہ بحرین کے ہر جوڑ پر اور اس کی ہر حالت پر اور اس کے ہر ادارہ پر اس کی ہر وزارت پر جب چاہے غلطہ بپا کر دیں اور شور شرابہ کر دیں۔ یہ سارا کام سابقہ وزیر خارجہ ”نزار“ نے کیا تھا۔ کچھ دیر سے متعصب ”شیعہ محمد سٹری“ ”وزارت عدل پر برا بھلا ہے یہ جب سے اس منصب پر فائز ہے، سنی ملازمین کو چن چن کر انہیں فارغ کر رہا ہے اور وہابی کہہ کر بدنام کر کے انہیں نکال رہا ہے۔

اور مؤلف کہتے ہیں ہمارا یہ حقیقت پسندانہ تجزیہ یہ ہے کہ:

ان کلّ وزارة او مؤسسة او هيئة رسمية او قطاع عام يتولى رئاستها

رافضی شیعہ يتم تنظيفها من العناصر السنیّة

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”جو وزارت، ادارہ، حکومت سازی یا عام اراضی ہو اس میں شیعہ رافضی کی سرکردگی ہو تو یہ

اہل سنت کا وہاں سے صفایا ہی کرے گا۔“

پتہ چلا ہے کہ پٹرول اور سیادی کمپنی بھی عبدالرحمن جواہری کے زیر سرپرستی ہے جو کہ اصلی ایرانی شیعہ ہے۔ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ وزارت بجلی، وزارت صحت، وزارت وزارت، وزارت بلدیات میں بھی شیعوں کی کثرت ہے۔ حتیٰ کہ وزارت تعلیم و تربیت جہاں اکثر سنی ملازمین تھے آج ان سب وزارتوں میں شیعوں رافضیوں کی بھرمار ہے۔ حتیٰ کہ بحرین میں دس برس بعد تعلیم و تربیت شیعہ نقطہ نظر سے ہم آہنگ ہو جائے گی کیونکہ شیعہ افراد کا اس پر غلبہ ہے اور ان کی تشریحات پھیلائی جا رہی ہیں اور ان تعلیم گاہوں سے فارغ ہونے والے افراد میں سے (۹۰) فیصد فارغ ہونے والے شیعوں کے بیٹے ہیں۔ اگر اس خطرناک منصوبہ سے سنی اب بھی آگاہ نہیں ہوئے تو نعوذ باللہ یہ اپنی پہچان کھو بیٹھیں گے۔

بحرین میں شیعہ کی سرگرمیاں اب پردہ راز میں نہیں رہیں، خصوصاً عراق پر امریکیوں کے ظالمانہ قبضہ کے بعد اور تشدد شیعہ حملہ کے بعد جو انہوں نے عراق پر پوری دسترس حاصل کر لی ہے۔ اس کے بعد حکومت بحرین گروہی اکھاڑ بچھاڑ کے گڑھے میں گر گئی ہے۔ بحرین میں حکومت کا نظام اس شیعہ حملہ نے درہم برہم کر دیا ہے اور شیعہ تشریحات کو پسند کیا جانے لگا ہے اور یہ بہت ہی زیادہ تیز قدمی کے ساتھ ادھر بڑھ رہے ہیں کہ حکومت کی ہر راہ مسدود کر دیں اور یہ سب کچھ علم کی ترویج اولاد کی تربیت اور عمل کی اہمیت کے نام پر کیا جا رہا ہے۔

1996 کے آخری حادثات کے دوران کویت کا اخبار ”الانباء“ لکھتا ہے: 10 جون 1996ء میں حزب اللہ کویتی نے اسلحہ خریدنے پر کمر باندھ لی ہے وہ اسلحہ عراقی فوج، کویت میں چھوڑ گئی تھی اسے حزب اللہ بحرینی نے بحرین سپلائی کرنے کا کہا ہے۔ اخبار کہتا ہے:

ان الاوامر التي صدرت من السلطات الابرانية الى حزب الله البحريني تضمنت اتباع خطة طويلة المدى لتحويل الاسلحة الى البحرين

”ایران کی حکومت کی طرف سے جو احکام جاری ہوئے ہیں ان میں حزب اللہ کویت آؤر ملا ہے طویل منصوبہ کی تکمیل کے لیے بحرین میں اسلحہ جمع کرے گا۔“

یہ کام اتنا خفیہ ہوا کہ بحرین کے امن کے ذمہ داروں پر اس کی ایک رسی بھی ظاہر نہ ہو اور پھر فوراً

اسے خفیہ ٹھکانوں میں پہنچا دیا جائے۔ بحرین کی حزب اللہ کے ایک قائد احمد کاظم متقی نے خود اعتراف کیا ہے کہ ہم نے ایرانی تاجروں کے ایک منتظم سے ملاقات کی جو کہ احمد شریف ہے۔

وفی هذا الاجتماع طرح علينا فكرة لتهريب الأسلحة للبحرين عن طريق البحر

”ہماری اس ملاقات میں اس نے ہمیں بحرین کے لیے بذریعہ سمندر اسلحہ پہلائی کرنے کا گر بتایا ہے

اس کی تائید جاسم حسین خیاط نے بھی کی ہے یہ کہتا ہے:

”ہم نے ایرانی نمائندہ احمد شریف سے یہ ضابطہ طے کیا ہے وہ بحرین میں اسلحہ پہنچائے گا اور جاسم خیاط نے صراحت کی ہے کہ ہمارا اصل ہدف یہ ہے کہ بحرین کی حکومت میں فوجی قوت کے ذریعے انقلاب پھا کیا جائے اور شیعہ حکومت قائم کی جائے جس کے ایران کے ساتھ دوستانہ مراسم ہوں۔“

اس نے یہ بھی وضاحت کی تھی کہ جو پہلی ”کرج“ کی تربیت گاہ میں دستہ بھیجا گیا تھا یہ کرج ایران کے دارالحکوفہ طہران کے شمال میں ہے تو یہ تعاون ایرانی نمائندہ محمد رضا آل صادق اور لواء وحیدی کے ذریعے بھیجا گیا تھا۔

اپنے مقاصد کی تیاری پر اکسائے

1996ء میں عباس علی احمد حلیل نے خطابات کیے جن میں بحرین کی حکومت کے خلاف سختی پر اتر آنے کی ترغیب تھی اور بحرین کی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت تھی اور وہاں یہ اس لیے رکھا رہا کہ جماعتوں کو حزب اللہ کی ماتحتی میں رہنے کا طریقہ بتائے۔

عبدالوہاب حسین تو اس حزب اللہ کے لیے بڑے بڑے دورے کرتا رہا ہے اور امن قائم کرنے والوں سے کیسے پیش آنا ہے اس بارے میں لیکچر دیتا رہتا ہے اور تشہیش کرنے والوں سے کیسے بچنا ہے۔ ان کے مشکل سوالات کے جوابات میں کیا کہتا ہے۔ اور حکومت کے خلاف عوام کو کیسے تیار کرنا ہے۔ اور معاشرتی شورش کیسے پھا کرنی ہے۔

خلیب عباس حلیل محمد ریاض اور لیڈر عبدالامیر کے ذریعہ احکامات حاصل کیا کرتا تھا۔ مجلس وزراء اور بحرین کے وزیر اطلاعات نے وضاحت سے کہا ہے کہ حزب اللہ انقلاب ایران کے بعد

پاسدراں کی تربیت گاہ میں تربیت حاصل کرتی رہی ہے۔ کرج میں بھی اس نے تربیت لی ہے۔ جب 1996ء کے بعد حزب اللہ بحرینی کو ایران میں رکھنا مشکل ہو گیا تو پھر اسے لبنان میں موجود تربیت گاہوں کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ ان کو فوجی تربیت دی جاتی۔ اسلحہ کی ٹریننگ دی جاتی اور مشین گنیں چلانے اور خود کو اسلحہ اور حملہ سے کیسے پہچانا ہے اس کی تربیت دی جاتی۔ معلومات جمع کرنا اور انہیں مرکز تک کیسے پہنچانا ہے اور خفیہ رازدوں کی حفاظت کیسے کرنا ہے اور بحرین کی حکومت میں پراپیگنڈہ مہم کیسے چلائی ہے۔ بحرین میں انتخابات میں شیعی مشارکت کی سرگرمیاں ایران تک کیسے پہنچانی ہیں اور بحرین میں ایرانی مفادات کی قانون سازی کے اداروں میں اور ملک کی بنیادی آسامیوں میں شیعہ کی بھرپور کثرت کیسے ثابت کرنی ہے۔

علاوہ انہیں غلطی ریاستوں اور دیگر عرب ممالک میں ایران کی طرف رعبت پیدا کرنے کے لیے اور اس کے اثر و رسوخ کے لیے غلطہ بلند کرتے رہیں وغیرہ حزب اللہ بحرینی کی سرگرمیاں ہیں۔

مطلب ۲:

سعودی حزب اللہ اور اس کے جرائم

ایران میں شیعی انقلاب کے آتے ہی 1979ء میں ایران نے اپنے شیعی نظام کو سعودی عرب میں قائم کرنے کے لیے اپنے بیرونی کارروں کو تقسیم کر رکھا ہے۔

1400ھ میں قطیف میں شیعہ تحریک اسی نظام شیعی کو چلانے کا ہی شاخسانہ تھی۔ پہلے پہل انہوں نے اپنے مذہبی کوڈرڈ شروع کیے تھے

(مبدئاً حسینی و قائدنا حسینی) ہمارا آغاز حسینی ہے ہمارا قائد حسینی ہے، کبھی کہتے: (مقطع النظام السعودی) سعودی نظام گر رہا ہے۔ یہ لفظ ان کے زبان زد عام تھا۔ (مقطع فہد و خالد) فہد و خالد نام کام ہوئے۔ شاہ فہد اور شاہ خالد مراد لیتے تھے۔ علحدہ شیعی انقلاب کے ظہور کے دوران سعودیہ میں شیعوں اور ایرانیوں کے درمیان مسلسل رابطہ رہتا تھا۔ حسن صفار کو تنظیم بنانے کا حکم دیا اور اس کی تنظیم کو اسی کی نگرانی اور رہنمائی میں دے دیا اس تنظیم کا نام یہ تھا

منظمة الثورة الاسلامية لتحرير الجزيرة العربية

اس تنظیم کے اہداف و مقاصد درج ذیل تھے:

① ایرانی انقلاب کی حمایت کرنا۔

② جزیرہ عرب کو آزادی دلوانا، مقصد ان کا یہ تھا سعودی حکومت کو سنی فرمانرواؤں کے ہاتھوں سے نکال کر شیعوں کے حوالے کر دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ تنظیم یہ فتویٰ دیتی ہے کہ سعودی حکومت اور دیگر سنی خلیجی ریاستیں سب کا فرانہ طاغوتی حکومتیں ہیں اور یہ تنظیم خود کو شیعنی والے ایران کا ایک حصہ تصور کرتی ہے۔ اور اس کی یہ پختہ رائے اور یہ اس کا عزم ہے کہ سعودی عرب میں ایرانی اسلامی انقلاب کے لیے چادر اٹکائیں۔

(شرائط)

۱)..... سعودی قیادت سعودیہ سے باہر کے علاقوں کو کھلا چھوڑ دے۔ جو تنظیم بھی ہو اور جہاں وہ چاہے تنظیم سازی کرے، ادارے قائم کرے۔

۲)..... اور شیعوں کے انقلابات ہمیشہ مسلح ہوتے ہیں، لہذا اسلحہ پر سے پابندی اٹھائی جائے۔

۳)..... تنظیم سعودی حکومت میں ویسے ہی اسلامی انقلاب لانا چاہتی ہے۔ جیسا کہ ایران میں آیا ہے، لہذا اسلحہ پر سے پابندی اٹھائی جائے۔

۴)..... ہماری تنظیم کے زیر اثر متعدد چھوٹے چھوٹے تنظیمی ڈھانچے قائم کرنے کی اجازت دی جائے۔

تنظیم الاسلامیہ لتحریر الجزیرۃ العربیہ کا مرکز:

اس تنظیم کا مرکز پہلے تو ایران میں تھا بعد ازاں کچھ ویر و مشق میں رہا اب مستقل طور پر لندن میں

ہے۔

اس تنظیم کے اخبارات:

یہ ثورہ اسلامیہ کے نام کی تنظیم اپنی نشریات جاری کرتی ہے۔ اس تنظیم نے نظریہ فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اخبار کا یہ نام اور تنظیم کا نام ان کے مفاد کے مطابق نہیں اور نہ ہی اسے سیاسی ذرائع کی طرف سے قبولیت حاصل ہوگی تو انہوں نے یہ تکنیک اختیار کی کہ 1990ء کے آخر میں 1991ء کے شروع میں اس تنظیم کا نام بدل دیا اس کا نام رکھا۔

الحركة الاصلاحية الشيعية في الجزيرة العربية

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور اخبار کا نام مجلہ الجزيرة العربیہ رکھا۔

سعودی حزب اللہ نے (الصفا) کے نام سے کتابوں کی اشاعت کا ادارہ قائم کیا۔ یہ سعودی حکومت کے خلاف جھوٹ بولتا ہے۔ اور سعودی معاشرہ اور عوام کو حکومت کے خلاف بھڑکاتا ہے۔ یہ ادارہ (الصفا) مغربی تنظیموں اور یہودیوں کے بیانات اور معلومات جاری کر کے ان کی تقویت کا باعث بن رہا ہے۔ اس تنظیم کے امریکہ میں اور دیگر مغربی ملکوں میں مضبوط تعلقات ہیں۔

یہ مجلہ الجزيرة العربیہ۔ 1991ء ماہ جنوری میں جاری ہوا 1993ء کے نصف تک یہ شائع ہوتا رہا ہے۔ یہ رسالہ باہر کے یہودیوں کے ساتھ غیر محدود تعاون کرتا رہا ہے وہ یہودی جو سعودیہ کی اسلامی حکومت کے نظام سے انتقام لینے کے آرزو مند ہیں یہ شیعوں کا اخبار ان کا سہارا تھا۔ اور اس کا مقصد یہ تھا اس ملک سعودی میں بد امنی ہو، اور یہ دھرتی بے قرار ہو جائے۔

اس رسالہ کا مدیر اعلیٰ حمزہ حسن تھا۔ اور عام مدیر عبدالامیر موسیٰ تھا۔

حقوق انسانی کے نام پر کمیٹی:

شیعوں کا اصل مقصد تو یہ تھا اپنے مطالبات منوانے کے لیے متحدہ جھوٹی جھوٹی پارٹیاں قائم کی جائیں یہ تحریک اصلاح شیعہ کے نام سے اسی لیے وجود میں آئی تھی۔ اس نے ہی یہ جماعت 'حقوق انسانی' کے نام سے قائم کی تھی انہوں نے ظاہر تو یہی کیا کہ یہ ایک خود مختار کمیٹی ہے دراصل ان کے امریکی نظام کے ساتھ گہرے رابطے تھے وجہ یہ ہے کہ امریکی اور یہودی لابیوں کے ساتھ اس تنظیم کے بہت زیادہ گہرے رابطے تھے۔

اس کمیٹی نے ایک اخبار بھی شائع کیا جس کا نام "اربیہ موزن" تھا۔ یہ انگریزی زبان کا ترجمان تھا۔ اس میں سعودی حکومت کے خلاف دل کھول کر اور بڑھا چڑھا کر اور جھوٹوں کا پلندہ تیار کر کے بیان دیے جاتے ہیں۔ اور سعودیہ میں موجود اس تنظیم کے افکار اور آئیڈیالوجی کو بھرپور طریقہ سے بیان کرتے ہیں۔

دانشکتن میں اس کمیٹی کا نگران جعفر شایب ہے۔ لندن میں صادق جبرال ہے۔ اور اس کا معاون توفیق سیف ہے جو کہ اس کمیٹی کا اب بھی کرتا دھرتا ہے۔ اور اس تحریک کا جنرل سیکرٹری بھی ہے۔

اس تنظیم کے اہم نمائندے:

تحریک اصلاح شیعہ کے نمایاں نمائندے درج ذیل ہیں۔

- (۱) حسن صقار جو کہ اس تحریک کا بانی، راہنما اور نگران ہے۔
- (۲) توفیق السیف یہ اس تحریک کا جنرل سیکرٹری۔
- (۳) حمزہ حسن، یہ جزیرہ عربیہ رسالہ کا مدیر اعلیٰ ہے
- (۴) میرزا خویلدی ہے۔ یہ نشر و اشاعت کے شعبہ دار الصفا کا مسندول ہے۔
- (۵) عادل سلمان
- (۶) حبیب ابراہیم
- (۷) فؤاد ابراہیم
- (۸) محمد حسن
- (۹) زکی میلاد
- (۱۰) عیسیٰ مزعل
- (۱۱) جعفر شایب
- (۱۲) صادق جبران
- (۱۳) فوزی سیف

تحریک اور سعودی حکومت میں اتفاق:

۱۹۹۳ء میں سعودی حکومت اور شیعوں کی اس تحریک کے درمیان اتفاق رائے ہوا۔ حکومت نے چند امور پر تہفیف کر لیا۔ اس میں یہ بات طے پائی کہ اس تحریک اصلاح شیعہ کے بیرونی تمام دفاتر بند کر دیے جائیں گے۔ اور ان سے جاری ہونے والے تمام رسائل بند کر دیے جائیں گے۔ اور بیرونی سیاسی تمام سرگرمیاں جو حزب اللہ کے مفاد میں کرتے ہیں۔ یہ ختم کرنا ہوں گی۔ اور تحریک اصلاح شیعہ جزیرہ عرب کے نام سے جو تحریک ہے اس کے لیے بھی یہ اپنی سرگرمیاں ختم کرے گی۔

اور یہودی تنظیموں اور بیرون ملک جتنی بھی اجنبی تنظیمیں ہیں ان کے درمیان جو حرکت اصلاح تنظیم شیعوں کی ہے ان کے درمیان قطعاً کسی قسم کا تعلق نہیں ہوگا۔ اور سعودی حکومت کے معاشرہ اور اداروں میں امن و سکون برقرار رکھنا ہوگا۔

فہنی انقلاب کی حقیقت کھل جانے کے بعد کہ یہ ایک فرقہ کی تحریک اور انقلاب ہے۔ جو علاقہ میں سیاسی اثر و نفوذ چاہتا ہے یہ دین اور سیاست دونوں میں تہفیف استعمال کرتے ہیں۔ اسی کے تحت کچھ تو ان شتوں کے پابند ہو کر سعودیہ لوٹ آئے ہیں تاکہ نئے دور کا آغاز کریں اور حکومت سعودی کے اندر عمل دخل دیں۔ لیکن کچھ باقی رہ گئے ہیں جو کہ بیرونی سعودیہ ہیں۔ تاکہ وہ اپنے موئن بھائیوں کے خبیث منصوبے جو انہوں نے شروع کر رکھے ہیں۔ انہیں پورا کر سکیں۔ یہ بیرون ملک سے اپنے منصوبوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں، حالانکہ یہ اس بات پر اتفاق کر چکے ہیں کہ یہ سیاسی سرگرمیاں جو کہ فرقہ واریت کو ہوا دیں وہ نہیں اختیار کریں گے اس کے باوجود یہ باز نہیں آتے۔

حزب اللہ سعودی کی فوجی شاخ:

حزب اللہ سعودی کا ایک فوجی دنگ بھی ہے جسے یہ حزب اللہ حجاز کہتے ہیں۔ 1987ء کے دوران عظیم الثورة الاسلامیہ فی الجزائر العربیہ کا فوجی دنگ وجود میں آیا۔ اور بالاتفاق انہوں نے اس کا نام حزب اللہ حجاز رکھا کبھی حزب اللہ سعودی بھی کہتے ہیں، ان کے رسائل بھی جاری ہوتے ہیں یہ حزب اللہ سعودیہ میں خوفناک عمل وقوع پذیر کرواتا ہے یہ ایرانی پاسداران نے تکمیل دی ہے یہ ایرانی تاجر احمد شریفی کے زیر نگرانی ہے بعض سعودی شیعہ جو ایران کی قم یونیورسٹی میں پڑھے ہوئے ہیں اس نے انہیں اس عظیم میں جمع کر دیا ہے۔

حزب اللہ اور تنظیم الام میں فرق:

سعودیہ میں چونکہ شیعوں کی سیاسی مرکزیت مختلف ہے، جہت میں اختلاف ہے اس کے پیش نظر حزب اللہ حجاز اور حزب اللہ الثورة الاسلامیہ ان میں شخصی تضاد بھی ہوا تھا۔ اس وجہ سے نظم و نسق کے ذمہ دار، ایرانی منتظم احمد شریفی نے حزب اللہ سعودی اور تحریک اصلاح شیعہ جزیرہ عرب کے درمیان تفریق کر دی ہے کہ یہ اپنے میدان میں کام کریں گے اور حزب اللہ سعودی کو مسلح فوجی سرگرمیاں انجام دینے کی امتیازی حیثیت بھی دی ہے۔

حزب اللہ سعودی کے جرائم:

اس سعودی ملک کے بارے میں جہان کے دلوں میں کینہ پایا جاتا ہے اس کا اظہار حسن صفار نے ایک شیعہ مجلس میں قطیف کے علاقے میں ماہ اکتوبر 2006ء میں کیا تھا۔ دراصل یہ دہے الفاظ میں دمکی ہے۔ کہ اگر شیعہ کے مطالبات پورے نہ ہوئے تو اندرون ملک کے شیعہ انار کی پیدا کریں گے۔ یہ 1400ھ اور 1407ھ میں دمکی ہی نہ رہی تھی بلکہ انہوں نے اسے پورا کر دکھایا تھا۔

1407ھ میں حج کے موقع پر حزب اللہ حجاز کے کچھ افراد اٹھے اور ساتھ تحریک ایرانی انقلاب کے پاسداران کا تعاون بھی شامل تھا انہوں نے بہت بڑا مظاہرہ کیا حجاج کرام کو قتل کیا اور عوامی املاک کو تباہ کر دیا۔ اور مسجد حرام میں فتنہ برپا کر دیا۔ اور مقامات مقدسہ میں فتنہ پروری کی۔ حزب اللہ سعودی اور کویتی نے بل کر معصوم کی نماز میں زہریلی گیس چھوڑی جس کی وجہ سے بیت اللہ کے سینکڑوں حاجی زخمی اور شہید ہو گئے۔

9 یا 2 یا 1417ھ مطابق 25-6-1993ء میں حزب اللہ سعودی کے کچھ افراد اٹھے انہوں نے شہر الخمر میں رہائشی علاقوں میں ایک بہت بڑی تیل کی ٹینگی کو آگ لگا دی۔ مجمع کے قریب تیل والا ٹینکر کھڑا کیا اور اس میں آگ لگا دی چار منٹ میں وہ ٹینگی بھڑک اٹھی۔ یہ خبیث مکارانہ حرکت کرنے والے درج ذیل اشخاص تھے۔

①.....حاتی صالح	②.....مصطفیٰ قصار	③.....جعفر شویحات
④.....ابراہیم یعقوب	⑤.....علی حوری	⑥.....عبدالکریم ناصر
⑦.....احمد مفصل	⑧.....اور عسکری ونگ سے احمد مفصل تھا۔	

خبر کے مجمع میں آگ لگانے کے عمل کی حسین معین۔ عبداللہ جراث، شیخ سعید بحار، شیخ عبدالجلیل سمین نے قیادت کی۔ خمر کے مجمع پر آگ لگانے کے بعد حاتی صالح کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور امریکہ کے ذریعے اسے سعودی عرب کے حوالے کر دیا گیا، عبدالکریم ناصر، احمد مفصل، ابراہیم یعقوب، علی حوری ایران فرار ہو گئے، شویحات سوریا بھاگ گیا سوریا گرفتاری کے ایک دن بعد ہی اس کی موت کا اعلان ہوا کہ اس نے خودکشی کر لی ہے اور مر گیا ہے۔

دوسرا قول یہ بھی ہے کہ اسے ایران کے کہنے پر کسی ایجنٹ کے ذریعے مردا یا گیا تھا تاکہ خبر کے مجمع میں جو آگ بھڑکانے کی سازش ہے وہ صیغہ راز میں رہے۔ اور اس کا مرکزی کردار ختم ہو جائے۔

حزب اللہ کے خفیہ کردار:

حزب اللہ سعودیہ کا خفیہ کردار عبدالکریم حسین ناصر ہے۔ یہ حزب اللہ کا قائد ہے۔ فاضل علوی ہے۔ علی مرہون ہے۔ مصطفیٰ معلم ہے۔ صالح رمضان ہے۔ انہیں الخمر کی تحریب کاری سے پہلے ہی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ یہ اس تحریب کاری کا ارادہ رکھتا ہے مگر گرفتار ہو گئے۔ احمد مفصل نے یہ تحریب کاری حزب اللہ سعودی کے دوسرے گروپ کے ذمہ لگائی۔

شیخ جعفر علی مبارک بھی ان کا قائد ہے۔ عبدالکریم جمیل بھی، حاشم الشخص بھی۔ یہ لوگ اس حزب اللہ کے نگران اور سپورٹر تھے۔ کچھ اور چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھی ہیں جنہیں ملا کر اس تنظیم کی عمارت مکمل ہوتی ہے۔

حزب اللہ سعودی کے یہ افراد ایران اور لبنان میں تربیت حاصل کرتے رہے تھے۔ تاکہ یہ اپنے ان گندے منصوبوں کو پورا کر سکیں اور ایک حکومت اسلامی سلفی کو گرانے کی کوشش کریں اس گروہ کے خفیہ

آدمی زیادہ تر گرفتار ہو گئے لیکن جو باہر چلے گئے تھے انہوں نے حزب اللہ سے سیاسی اور میڈیا کی رابطہ باقاعدہ رکھا ہوا تھا۔

حزب اللہ اب تک ہجوان انگیز نشریات جاری کرتا رہا ہے اور تشدد کی دعوت دیتا ہے۔ اور سعودی حکومت کے مقابلہ پر آنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اور سعودی حکومت کو ناجائز قرار دینے پر مصر ہے۔ حزب اللہ انٹرنیٹ پر بڑا اثر انداز ہے اپنی تمام تنظیم الثورۃ الاسلامیہ کی نشریات اس سے جاری کرتا رہتا ہے۔

مطلب ۳:

حزب اللہ کویتی کا تعارف: (اس کی ابتداء)

حزب اللہ کویتی، حزب اللہ لبنان کے بعد وجود میں آئی۔ حزب اللہ کویتی نے متعدد نام اختیار کیے ہیں۔ ایک نام رکھا تغیر نظام جمہوریہ کویت، صوت الشعب الکویتی الحر، تنظیم جہاد اسلامی، قوت العظمہ الثوریہ فی الکویت، حقیقت میں یہ سارے نام حزب اللہ کویتی تنظیم کے ہی ہیں۔

حزب اللہ کی تاسیس:

کویت کے شیعوں کی ایک شاخ حزب اللہ کے نام سے معرض وجود میں آئی ہے یہ قم کے خوزہ علیہ میں زیر تعلیم افراد پر مشتمل ہے اس کے زیادہ تر ارکان ایران کے پاسداران انقلاب سے منسلک ہیں انہوں نے ایرانی پاسداری سے ہی تربیت حاصل کی ہے۔ یہ ایک رسالہ انصر بھی جاری کرتی ہے ایران کے دارالخلافہ طہران کے اسلامی ذرائع ابلاغ کے اہداف و انکار ہی ان کا مرکز ہیں۔

یہ رسالہ کویتی شیعوں کو اپنے اہداف اور مصالح کے حصول کے لیے تیاری پر ابھارتا ہے۔ اور پکارتا ہے کہ نظام حکومت بدلنے کے لیے حکومت کویت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ اور شیعی نظام قائم کرنے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔ یہ تنظیم فتنہ انگیز یوں، ہنگاموں آتش رانی، قتل و غارت گری اور اغوا کی ترغیب دیتی ہے۔ تاکہ ملک پر اس کا قبضہ ہو اور ایسی حکومت یہاں آئے جو ایران کے تابع ہو۔

حزب اللہ کویتی شیعہ ایرانیوں کا ایک جزو لاینفک ہے۔ علی خامنہ ای ان کا قائد ہے۔ حزب اللہ کا نظریہ یہ ہے کہ آل صباح کا حکومت کرنے کا قطعاً کوئی حق نہیں یہ ہمارا حق ہے۔

حزب اللہ کویتی کی سرگرمیاں:

حزب الدعوة الشیعہ، کا مبارک کام قاتلانہ حملہ ہے۔ (۲۵-۵-۱۹۸۵ء) میں امیر کویت کی گاڑی سلیف، محل کی طرف آرہی ہے۔ وہ دسمان کے محل کے اندر سے آرہی تھی۔ یہ حزب اللہ اپنی تخریب کاری کے لیے کمر بستہ تھی۔ اس نے ٹریفک کھولنے والے اشارے بند کر دیے تاکہ سواری گزر جائے رک نہ جائے۔ ایک جانب کے اشارے کھلے رکھے تاکہ امیر کویت کی گاڑی کی طرف جانے والی جانب سے ٹریفک آتی رہے ہے امیر کا خاص حفاظتی دستہ اسے روکنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ پھٹ جاتی ہے جو اس خاص باڈی گاڑی کی گاڑی کو جلا دیتی ہے۔ محمد عتیوی اور حامدی شمری رحمۃ اللہ علیہما بھی اس میں مل جاتے ہیں۔

پھر وہ آگ امیر کی دائیں جانب والی گاڑی جو کہ ان کی گاڑی کو روک رہی یہ بھی باڈی گاڑی تھے انہوں نے اس آگ والی گاڑی کو شدید دھکا سے فٹ پاتھ کی جانب دھکیل دیا۔ آگ جا ہی چارہی تھی۔ تاہم امیر کویت اس خطرناک قتل سے محفوظ رہا۔

۱۲ جولائی ۱۹۸۵ء، میں حزب اللہ کویتی نے کویت میں آگ سے تخریب کاری کا منصوبہ بنایا ان خمیسوں کی آگ رانی سے بہت سارے شہری زخمی اور شہید ہو گئے۔

۲۹۔ اپریل ۱۹۸۶ء میں کویت کی امن قوتوں نے اعلان کیا کہ ۱۲ افراد طیارہ ہائی جیک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ طیارہ شرقی ایشیا کی طرف روانہ ہونے والا تھا۔

ماہ اپریل ۱۹۸۸ء میں حزب اللہ نے جابر بن صباح کا کویتی ہوائی جہاز اغواء کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اور انہوں نے (لارنکا) قرص کے ایئر رپوٹ پر لے جانے کے لیے اسے قابو میں کر لیا۔ اس دوران دو کویتی عبداللہ خالد اور خالد ایوب رحمۃ اللہ علیہما شہید بھی ہو گئے۔ ان خالموں نے ان کے سروں میں گولیاں ماریں اور سب کے سامنے انہیں طیارہ سے نیچے پھینک دیا تاہم یہ طیارہ اغواء نہ کر سکے۔

۱۹۸۳ء میں حزب اللہ کویتی نے اپنی ماتحت تنظیم جہاد اسلامی کے ذریعے آگ کے گولے برسائے گرڈ اسٹیشن، از پورٹ، امریکہ اور فرانس کے سفارت خانے اور تیل کے مرکز، اور رہائش کے مرکز سب کو ایک ہی دن میں نشانہ بنایا۔ سات آدمی شہید ہوئے ۶۲ زخمی ہوئے سب کویتی تھے اور تیل کمپنی میں کام کرتے تھے۔

حزب اللہ کویتی درپردہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ملک کویت میں فعال سیاسی مشارکت

سے کام لیتی ہے۔ اور تقیہ کے اعزاز میں اسلامی ملکی الفت کے نام پر خبیث سیاست کا کھیل کھیلتے ہیں، صلح پسندی کے نام پر اپنے اہداف اور ایرانی مطالبات حاصل کرتے ہیں۔ اس حزب اللہ کے باقی ارکان محمد باقر مہدی۔ عباس بن نجی، عدنان عبدالصمد، ڈاکٹر ناصر صلحو، ڈاکٹر عبدالحسن جمال ہیں۔

بیانات سے ظاہر ہوا ہے کہ جنوبی عراق پر ایرانی قبضہ ایرانی تاجروں اور پاسداران کے لیے ایک پناہ گاہ بن چکا ہے۔ یہ ایک بنیادین چکا ہے کہ جو کویت کے شیعوں کے لیے غذا اور اسلحہ پہنچانے کے کام آ رہی ہے جس سے یہ حکومت کویت کے خلاف بھڑکاؤ اور اضطرابات پیدا کرتے ہیں۔ ان بیانات سے یہ بھی واضح ہوا ہے کہ ایرانی اسلحہ ڈیلر حکومت کویت میں وسیع پیمانے پر اسلحہ سپلائی کرتے ہیں اور یہ حکومت ایران کے پڑوس میں شیعہ جماعتوں کی تخریب کاری اور ان کے خلاف احتجاج کرنے کی ترغیب سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ بات درست ہے۔

مطلب ۴:

حزب اللہ یمنی کا تعارف

یہ بھی حزب اللہ لبنانی کی ایک شاخ ہے یہ بھی جرائم پیشہ اور قتل و غارت کی رسیا تنظیم ہے، یہ اتنے زیادہ فتنہ پرور ہیں کہ مسلمان ان گروہوں سے ستائے ہوئے وہاں سے باہر جا رہے ہیں۔ یہ مختلف ناموں سے موسوم ہے۔ شباب مؤمن کے نام سے بھی معروف ہیں یہ بھی فاسد عقائد کی حامل ہے، یہ زیدی شیعوں سے حزب اللہ یمنی ہے، یعنی زیدی شیعوں سے نکل کر اب یہ اثنا عشری رافضی عقائد پر کار بند ہیں۔ ایک بوڑھا ان کا سربراہ ہے جسے حسین بدرالدین الحوثی کہتے ہیں، اس کا باپ بدرالدین الحوثی ہے، یہ اصل میں جارود یہ فرقہ سے ہیں۔ حوثی فرقہ زید یہ جارود یہ سے نکل ہو کر جعفریہ اثنا عشریہ میں آ گیا تھا۔ جب یہ ایران گیا۔ اور جعفری گھاٹ سے پانی نوش کیا تو اور اس کے عقیدہ پر پختہ ہو گیا۔ یہ حزب اللہ لبنانی کو دیکھنے لبنان گیا تھا اور ایران بھی گیا تھا یہ 1997ء تک وہاں ٹھہرا پھر یمن لوٹ آیا۔ اور ایرانی سہارے سے اس نے تحریک ”حوثی“ تیار کی اس کی تنظیم سازی پر ۴۲ ملین ریال یمنی تقسیم کیے جو حوثی تنظیم کو مضبوط کرنے والوں پر صرف ہوئے۔ سعدہ اور یمن میں تقسیم کیے۔ یہ تعاون سے علیحدہ ہے جو شیعہ دیگر اداروں سے آتا رہتا ہے۔ انصارین کا ادارہ جو کہ قم میں قائم ہے الحوثی ادارہ ہے جو کہ لندن میں ہے۔ فکلین شیعہ کا ادارہ ہے جو کہ کویت میں ہے حزب اللہ لبنانی کے تابع اور بھی بہت سے ادارے

ہیں اور بھی شیعہ تنظیمیں ہیں جو اس حزب اللہ یعنی ٹیم کا سہارا بنتی ہیں یمن میں اس کے پاس بہت لمبے چوڑے مال ہیں۔

حکومت یمن کے ایک ذرائع سے پتہ چلتا ہے کہ سعودی شیعہ بھی معذہ میں اشتعال سے پہلے اور اس کے دوران میں حوثی سے مالی تعاون کرتے رہے ہیں۔
نوٹ:

مزید استفادہ کے لیے (۱) اسرائیل اور حزب اللہ، عبدالعلیم محمود (۲) حزب اللہ حقائق و ابعاد، فضیل ابولھر (۳) ردیہ مغایرہ، عبدالمعظم شفیق (۴) حزب اللہ من النصر الی القصر (انور قاسم) (۵) حزب اللہ وسط القناع احمد منی (۶) الخمیہ و ریشیہ الحركات الحاقدة ولید اعظمی (۷) ماذا تعرف عن حزب اللہ (علی صادق)۔ (۸) و جاء دور الخمس عبد اللہ غریب۔ ان کتب کا مطالعہ کریں۔

فرقہ بہایہ اور بابیہ کا تعارف

پہلی بحث:

..... اس کے معروف بانی

دوسری بحث:

..... بہائیوں کے عقائد

تیسری بحث:

..... ان کے مقامات

چوتھی بحث:

..... ان کے فقہی احکام اور عیدیں

پانچویں بحث:

..... بہائیوں کی مقدس کتابیں

مقدمہ

بہائی ایک شیعہ تحریک ہے جو 1260ھ بمطابق 1844ء میں وجود میں آئی (اس کا آغاز) یہ تحریک روس، یہود اور انگریز کی پیداوار ہے اس کا مقصد یہ تھا کہ اسلامی عقیدہ میں فساد پیدا کیا جائے۔ اور مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ کی جائے اور مسلمانوں کو ان کے اساسی معاملات سے دور کر دیا جائے۔

اسلام کا فیصلہ:

علمی مراکز سے اس فرقہ کے بارے میں قتلا می جاری ہوئے ہیں۔ مکہ مکرمہ کا شعبہ مجمع فقہ الاسلامی، دارالافتاء معرودوں مراکز سے یہ فتویٰ جاری ہوا ہے کہ بہائی شریعت اسلام سے خارج ہیں۔ اور انہوں نے کہا ہے: اس کے خلاف لڑنا جائز ہے اور انہوں نے اس فرقہ کے لوگوں کو بغیر تاویل کے اعلائیہ کا فرقہ قرار دیا ہے۔

بہائی فرقہ کے مشہور بانی

بہائی فرقہ کی بنیاد مرزا علی محمد رضا شیرازی نے 1235ھ میں رکھی تھی۔ چھ برس کی عمر میں اس نے شیعہ کے شیخ سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد اس نے پڑھائی چھوڑ دی اور تجارت کا طریقہ سیکھنے لگا۔ سترہ (۱۷) برس کی عمر میں پھر پڑھنا شروع کر دیا۔ صوفیوں کی کتابوں، ریاضت سکھانے والی کتابوں اور روحانیت والی کتابیں پڑھنے میں مصروف ہو گیا اور خصوصاً حروف ابجد کی کتابیں پڑھنے لگا۔ اور باطنی طرز عمل کے مطابق تھکا دینے والی با مشقت اعصاب شکن انداز پر ریاضت کرنے لگا۔

1259ء میں یہ بغداد چلا گیا، اپنے زمانہ کے شیخ کی مجلس میں آنے جانے لگا۔ اس کا نام کاظم رشدی تھا۔ اس کی آرام و افکار پڑھتا رہا۔ اس رشدی مجلس میں مرزا کی ملاقات ایک روکی جاسوس سے ہوئی۔ جس کا نام کیزاد کو جری تھا یہ اسلام کا دعویٰ بنا ہوا تھا اسے عسکی کمرانی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ روکی جاسوس اس مجلس کے پیروکاروں کے دل میں یہ بات ڈالتا رہا کہ مرزا محمد علی شیرازی ہی وہ مہدی ہے جس کا انتظار ہو رہا ہے اور حقیقت الہیہ تک رسائی کا یہی ایک دروازہ ہے اور رشدی کی وفات کے بعد اسی کا ظہور ہونے والا ہے۔ یہ ساری بات اس جاسوس نے اس لیے کہی تھی کہ اس نے پرکھ لیا تھا کہ یہ اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لیے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کر سکتا ہے یہی افتراقی ڈالنا ہی جاسوس کا مقصد تھا۔

۵ جمادی اولیٰ 1260ھ بروز جمعرات بمطابق 23 مارچ 1844ء میں اس نے اعلان کر دیا کہ مرزا اب معرفت ہے اعلیٰ طریقت شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رشدی کے مرنے کے بعد جو کہ 1259ھ میں مرا تھا یہی مرزا ہی باب معرفت ہے۔ اس مرزا نے اعلان کر دیا کہ میں اسی طرح پیغمبر ہوں جس طرح حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت محمد ﷺ پیغمبر ہیں بلکہ شان و مکان میں ان سے زیادہ افضل ہوں۔ رشدی کے تمام شاگردوہو کے میں آگئے اور عوام بھی فریب زدہ ہو گئے اور اس پر ایمان لے آئے۔ اس نے اشعار (۱۸) مہتر منتخب کیے کہ اس کی آواز عام کریں اور انہیں (خروف الہی) کا لقب دیا۔ 1261ھ میں یہ گرفتار ہوا۔ اس نے وکیل مسجد کے منبر پر بیٹھ کر توبہ کا اعلان کیا۔ یہ توبہ تاخیر سے ہوئی

اس کے پیروکاروں نے زمین میں اودھم مچا رکھی تھی۔ قتل و غارت کا بازار خوب گرم کیا تھا اور مسلمانوں پر کفر کے فتویٰ کی مشین گن چلا رکھی تھی۔ ہائے اس زود پشیمیاں کا پشیمیاں ہوتا ہے۔ 1266ء میں اس نے یہ دعویٰ کر دیا کہ میرے اعدا اللہ تعالیٰ حلول (اتر آئے ہیں) کرائے ہیں۔ علماء کے انکار پر اور ان کی عقیدہ کی وجہ سے بظاہر اس نے توبہ اور اس گندے عقیدے سے رجوع کا اظہار کیا مگر علمائے کرام کو اس پر یقین نہ تھا کیونکہ یہ بزدل تھا اور علمائے کرام کا سامنے کرنے کی ہمت نہ پاتا تھا، اس لیے اس کی توبہ نہ ہونے کا ہی فیصلہ ہے اور یہ اسی حالت میں مرا تھا۔ اس کا ایک کاتب وحی تھا جسے یزدی کہتے تھے۔ اس نے مرنے سے پہلے توبہ کی اور اس باطل عقیدہ سے اظہار براءت کیا اور 1266ھ میں ماہ رمضان میں ہی وہ یزدی اس مرتد سے علیحدہ ہو گیا تھا۔

(۲)..... اس بابیہ یا بہائی فرقہ کی بانی قرۃ العین عورت ہے۔ اس کا اصلی نام ام سلمیٰ تھا۔ یہ 1231ھ میں قزوین میں پیدا ہوئی اس نے علوم پڑھے، شیعوں کے طریقہ شیعیت کی طرف اس کا میلان تھا۔ اپنے چھوٹے چچا ملا علی شہنی کے ذریعے وہ ان کے افکار و عقائد سے متاثر ہوئی۔ کاظم رشتی کے پاس کر بلا میں بابیوں کی رفاقت اختیار کر لی، کہا جاتا ہے کہ یہی اس کی، یعنی رشتی کی افکار ساز تھی یہ ایک متاثر کن خطیبہ، اور چرب اللسان ادیبہ تھی، علاوہ ازیں یہ حدود درجہ جلیلہ اور جاذبہ نظر تھی۔ مگر یہ اہاجت کی قائل تھی کہ ہر گناہ جائز ہے۔ یہ اس کا نظریہ تھا، یزدی بدکار تھی اسی وجہ سے اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی اور اولاد نے اعلان بیزاری کر دیا تھا۔ ”بزاریم تاج، یعنی سنہری بالوں والی کے لقب سے اسے پکارا جاتا تھا۔ 1264ھ ماہ رجب میں بابیہ فرقہ کے لیڈروں کے ساتھ یہ بھی ایک میٹنگ میں شامل تھی۔ یہ زبردست فن خطاب کی ماہر تھی اس نے اپنے پیروکاروں بابیوں کو قید کرنے کے خلاف احتجاجی مظاہروں پر اکسایا۔ اور اس اجتماع میں اس خبیث عورت نے یہ اعلان کیا کہ شریعت اسلام سے منسوخ ہو چکی ہے۔ اور پھر اس نے اس میٹنگ میں شرکت کی جس میں شاہ ناصر الدین قاجاری کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی تھی، اس خبیث کو گرفتار کر لیا گیا اور فیصلہ ہوا اسے زندہ ہی آگ میں جلا ڈالا جائے۔ لیکن جلاد نے پہلے ہی اس کا گلا دبا کر مار دیا بعد میں جلا دیا۔ یہ 1268ھ ذوالقعدہ کے شروع کی بات ہے بمطابق 1852ء۔

(۳)..... اس باب یا بہائی فرقہ کا بانی مرزا یحییٰ علی ہے۔ یہ بہاء کا بھائی تھا۔ اسے ”صبح ازل“ کا لقب ملا تھا۔ باب نے خلافت کی اسے ہی وصیت کی تھی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کا نام ”ازلہین“ رکھا تھا۔ اس کے بھائی مرزا حسن بہاء نے اس سے تنازع کیا، خلافت میں بھی اختلاف

کیا اور الوہیت کے دعویٰ میں بھی اختلاف کیا اور دونوں بھائیوں نے اسی کشاکش میں ایک دوسرے کو زبردستی کی کوشش کی۔ ان کے درمیان اور شیعوں کے درمیان اختلاف کی شدت نے یہ رخ اختیار کیا کہ انہیں ”اورما“ ترکی میں جلاوطن کر دیا گیا۔ یہ 1863ء کی بات ہے، وہاں یہودی رہتے تھے۔ صبح ازل کے ماننے والوں اور بہاء کے ماننے والوں کے درمیان اختلافات مسلسل جاری رہنے کی وجہ سے عثمانی بادشاہ نے بہاء اور اس کے پیروکاروں کو (عکا) کی طرف جلاوطن کر دیا اور صبح ازل اور اس کے پیروکاروں کو قبرص میں جلاوطن کر دیا۔ یہ وہیں مر گیا۔ یہ 1921ء ماہ اپریل کی (۲۹) تاریخ تھی اس کی عمر تقریباً (۸۲) برس تھی۔ بہت ساری کتابیں پیچھے چھوڑ کر مرا ہے۔ اس کی ایک کتاب ”الاولاج“ ہے۔ یہ ”البیان“ کی تکمیل ہی ہے اس نے اپنے بیٹے کی خلافت کے لے وصیت کی تھی۔ جو بعد میں عیسائی ہوا تو اس کے پیروکار اسے چھوڑ گئے۔

(۴)..... مرزا حسین علی تھا۔ اسے بہاء اللہ کے لقب سے پکارتے تھے یہ 1877ء میں پیدا ہوا تھا۔ اس باب کی خلافت پر اپنے بھائی سے اختلاف کیا تھا اس نے بغداد میں اپنے پیروکاروں اور مریدوں کے سامنے اعلان کیا تھا میں ہی وہ ہوں جو کامل ظہور لے کر آیا ہوں۔ ”باب“ نے میری ہی بشارت دی تھی۔ میں ہی اللہ کا رسول ہوں جس میں الوہیت کی روح اتر آئی ہے۔ اس کی دعوت عقائد بہائیہ کے بارے میں دوسرے مرحلہ میں داخل ہوئی ہے۔ حسین علی نے اپنے بھائی صبح ازل کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی اس کے اور ”اورما ترکی میں یہودیوں کے ساتھ تعلقات تھے۔ اب بھائی اس سرزمین ترکی کو ”ارض اسر“ راز کی سرزمین کہتے ہیں یہاں اس نے اپنے بھائی کے بہت سارے پیروکاروں کو قتل کیا تھا۔ 1892ء میں ازبکستان میں سے کسی نے اسے مار ڈالا اور عکا شہر کے بچہ مقام پر دفن کیا گیا۔

اس کی ایک کتاب اقدس ہے جس کا نام ”البیان والایقان“ ہے اس کی کتابوں میں یہودیوں کو سرزمین للسلطن میں جمع ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔

(۵)..... سربراہ عباس افندی ہے اسے عبدالبہا کے لقب سے پکارتے تھے۔ 23 مئی 1844ء میں پیدا ہوا۔ اس کے والد بہا نے خلافت کی اس کے نام وصیت کی تھی یہ بڑی شخصیت کا مالک تھا زیادہ تر مؤرخین کا خیال ہے اگر یہ عباس نہ ہوتا تو بہائیہ اور بابیہ فرقہ برقرار ہی نہ رہتا۔ بہائیوں کا عقیدہ ہے: انہ معصوم غیر مشرع ”یہ معصوم ہے اور کسی شریعت کا پابند نہیں۔ اس نے اپنے باپ کی ربوبیت میں یہ اضافہ کیا تھا کہ القادر علی الخلق ”وہ مخلوق پر قادر ہے“ اس کے بعد عباس افندی نے سویٹرا کا سفر کیا۔ صیہونی کانفرنس میں شرکت کی خصوصاً ”پال کانفرنس جو کہ 1911ء میں منعقد ہوئی۔ اس نے

صیہونیت کی تائید کی۔ ”جنرل لکھی“ نے اس کا استقبال کیا جب یہ فلسطین آیا تو اسے خوش آمدید کہا۔ برطانیہ نے اس ”سر“ کا خطاب دیا۔ دیگر بلند و بالا تمغے اس کے علاوہ ہیں۔ یہ لندن، امریکہ، المانیا، بحر، اسکندریہ بھی گیا۔ اسلامی بلاک سے ہٹ کر یہ دعوت دینے گیا تھا۔ اس نے ”شکاگو“ میں بھائیوں کے ایک بڑے اجلاس کی بنیاد رکھی۔ اور جیفا کوچ کیا۔ 1913ء میں اس کے بعد قاہرہ گیا وہاں یہ 1921ء میں مر گیا اس نے اپنے باپ کی تعلیمات لکھیں اور یہودیوں کی کتاب تورات کے عہد قدیم سے اپنے نظریات کی تائید اقتباسات کا اضافہ کیا۔

(۶)..... شوقی احمدی ان کا سربراہ ہوا ہے۔ اس کے دادا عبدالمہاء نے اسے اپنا نائب بنایا تھا ابھی جو بیس برس کا تھا اسی کے طریقہ کو اپنایا۔ جمعیتیں اور دنیا میں جتنی بھی بھائی تنظیمیں تھیں انہیں یکجا کیا اور اس نے بھائی عدالت کا انتخاب کیا یہ لندن میں حرکت قلب بند ہونے سے مر گیا۔ اسی زمین میں دفن ہوا۔ جو حکومت برطانیہ نے بھائی فرقہ کو ہدیہ میں دے رکھی تھی۔ 1963ء میں نو بھائی افراد بھائیہ فرقہ کے سربراہ منتخب ہوئے۔ بیت الحدالت کی بنیاد انہوں نے رکھی تھی۔ چار امریکی ہیں دو انگریز ہیں تین ایرانی ہیں یہ ”قرناطر وسانٹ“ کی ریاست میں بنیاد رکھی تھی۔ اس کے بعد اس ریاست کا سربراہ امریکی شہریت رکھنے والا یہودی مینون ہے۔



بابیہ بھائیوں کے عقائد

(عقیدہ نمبر ۱)..... بھائیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا علی محمد رضا شیرازی، ہر چیز کا خالق ہے۔ اپنے کن کے کلمہ سے اس نے ہر چیز پیدا کی ہے۔ تمام اشیاء کو اسی نے ظہور بخشا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز میں حلول کیے ہوئے ہے۔ یہ وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ تنازع یعنی جون بدل کر روح آتی ہے اس کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور کائنات ہمیشہ رہے گی اور ثواب عذاب صرف روح کو ہوتا ہے یہ صرف ایک خیال ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں اور یہ (۱۹) کے عدد کو بڑا مقدس مانتے ہیں۔ یہ مہینوں کی تعداد بھی (۱۹) ہی قرار دیتے ہیں۔ مہینے کے دن بھی (۱۹) شمار کرتے ہیں اس بارے میں محمد رضا و خلیفہ بھی ان کے پیچھے چل پڑا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے قدوسیت صرف (۱۹) کے عدد میں ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ قرآن کریم بھی اپنے نظم میں (۱۹) کے عدد کے مطابق کلمات اور حروف رکھتا ہے لیکن اس کا یہ دعویٰ بے حد غیر معتبر اور علمی معیار سے گرا ہوا ہے۔ بھائی یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ ”بوذا“ ہندوؤں کا نبی تھا۔ کنفیوشس چین کا حکیم جو ہے یہ بھی نبی تھا برہمن اور فارسیوں کا حکیم زرتشت یہ بھی نبی تھے۔ اور جیسا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا نظریہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی چڑھ گئے ہیں یہی عقیدہ بھائیوں کا ہے۔ اور یہ قرآن پاک کی باطنی تاویلات کرتے ہیں جو کہ بالکل غلط ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کے منکر ہیں، فرشتوں اور جنوں کی حقیقت ماننے سے انکاری ہیں۔ جنت اور دوزخ کا وجود تسلیم نہیں کرتے اور عورتوں کے لیے پردہ کرنا حرام تصور کرتے ہیں۔ حنہ کو جائز قرار دیتے ہیں مال اور عورت کو کسی ایک کی ملکیت نہیں جانتے، بلکہ جو چاہے ان سے فائدہ اٹھائے اور کہتے ہیں:

دین الباب ناسخ لشریعة محمد ﷺ ویؤولون یوم القیامہ

بظہور البہاء

”بابیہ کے دین نے حضرت محمد ﷺ کی شریعت کو منسوخ کر دیا ہے اور یہی روز قیامت

ہے کہ بہاؤ الدین کا ظہور ہو گیا ہے۔“

نمبر ۲: ان کا قبلہ اور نماز:

فلسطین میں ”عکا“ شہر کی بجھ، جگہ ان کا قبلہ ہے مکہ مکرمہ میں موجود مسجد حرام کو یہ قبلہ تسلیم نہیں

کرتے، یہ وہ جگہ ہے جہاں ان کا امام بہاؤ الدین حسین بن علی موجود ہے۔ اور جہاں وہ جگہ بدلتا ہے وہیں ان کا قبلہ بن جاتا ہے۔ یہ زندگی میں ہے جب وہ مرجاتا ہے تو اس کی قبر ان کا قبلہ بن جاتی ہے جو عکام میں بنی بناتے ہیں۔ ان کی نماز دن میں تین مرتبہ ہے اور نور رکعات پڑھتے ہیں یہ گلاب کے عرق سے وضو کرتے ہیں اگر یہ میسر نہ آئے تو یہ پڑھنا ہی ان کا وضو ہے (بسم اللہ الاطھر والمطھر) اسے پانچ مرتبہ دہراتے ہیں۔ یہ سوائے نماز جنازہ کے اور کوئی نماز باجماعت نہیں پڑھتے اور ان کی نماز جنازہ میں چھ تکبیرات ہیں اور ہر تکبیر میں اللہ بھی کہتے ہیں۔ بہا میر اللہ ہے اور نماز جنازہ میں میت پر (۱۹) مرتبہ یہ درج ذیل کلمات پڑھتے ہیں۔

انا کل للہ عابدون۔ انا کل للہ ساجدون۔ انا کل للہ قانتون۔ انا اکل للہ ذاکرون۔ انا کل للہ شاکرون۔ انا کل للہ صابرون۔
 ”ہم سب اللہ کے لیے عبادت گزار، سجدہ کرنے والے، فرمانبردار، ذکر کرنے والے، شکر کرنے والے اور صبر کرنے والے ہیں۔“

ان کی نماز کے اوقات یہ ہیں کہ بھائی فرقہ والا جب اپنی فرصت پائے تو نماز ادا کرے، اور جو نماز کبریٰ ادا کرے اسے نماز صغریٰ یا وسطیٰ ادا کرنے کی ضرورت نہیں، ان کی نمازوں کے تین اوقات ہیں۔ صبح، ظہر اور شام یہ زوال کے وقت جو نماز ادا کر لیں تو کبریٰ اور وسطیٰ نماز ان سے ساقط ہو جاتی ہے۔ ان کی کتاب اقدس میں لکھا ہے:

قد کتب علیکم فی الصلاة نسیم رکعات و اوقاتھا ثلاثة اللہ منزل
 الآیات حین الزوال وفی البکور والاصال
 ”تم پر نماز کی نور رکعات فرض ہیں اور ان کے تین اوقات اتارنے والے رب نے مقرر کیے ہیں، زوال کا وقت، صبح کا وقت اور شام کا وقت“

ان کے نزدیک نماز باجماعت پڑھنا حرام ہے تاکہ مسلمانوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو جائے، ان کی کتاب اقدس میں ہے:

کتب علیکم الصلاة فرادی قد رفع حکم الجماعة الا انی صلاة
 المیت

”تم پر اکیلے اکیلے نماز پڑھنا فرض ہے جماعت کا حکم نماز جنازہ میں ہے۔“
 مسافر، مریض یا بوڑھا کمزور ان سے نماز معاف ہے۔ سفر میں بھائی فرقہ سے متعلق انسان سجدہ محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں یہ کہہ دے۔ ”سبحان اللہ“ تو اس کی نماز پوری ہوگئی اور ان کی یہ بات ان کے امام حسین بھاء نے پوری زندگی میں ایک بھی نماز نہیں پڑھی وجہ یہ ہے کہ ان کا عقیدہ ہے یہ قبلہ ہے جس کی طرف وہ نماز میں توجہ کرتے ہیں اس لیے قبلہ کو نماز کی ضرورت نہیں۔

نمبر ۳: بہائیوں کا روزہ:

ان کا روزہ (۱۹) ایام کا ہوتا ہے یہ مہینہ (علا) کے نام سے مشہور ہے۔ ان دنوں میں طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک یہ کھانے سے رک جاتے ہیں۔ اس کے آخر میں ”نوروز“ کی عید مناتے ہیں۔ یہ بھی (۱۱) سے لے کر (۳۲) تک ہوتا ہے اس کے بعد روزہ کی پابندی بھی ختم ہو جاتی ہے۔

نمبر ۴: بہائیوں کا جہاد:

ان کے نزدیک جہاد کرنا حرام ہے اور دشمنوں کے خلاف ہتھیار اٹھانا بھی حرام ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ استعماری طاقتوں کی خدمت کے لیے کہتے ہیں۔

نمبر ۵: ختم نبوت کا انکار:

یہ محمد ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے اور ان کا دعویٰ ہے کہ وحی جاری ہے۔ انہوں نے قرآن پاک کے مقابلہ میں کئی کتابیں تیار کی ہیں خطاؤں کا چدرہ اور لغوی اغلاط سے پر آگندہ اور اسلوب بیان میں سرانگندہ ہیں۔

نمبر ۶: بہائیوں کا حج:

یہ مکہ میں حج کرنے کو باطل قرار دیتے ہیں، ان کا حج فلسطین کے مقام ”عکا“ کے اندر بچہ جگہ میں ہے۔ علاوہ ازیں شریعت کی عبادات، حدود اور قصاص وغیرہ جو بھی قرآن وحدیث میں ہیں یہ ان کو نہیں مانتے۔ نہ ہی عربی زبان بولتے ہیں اس کے تو اتنے شدید مخالف ہیں اسے دوسری بولی میں بدل دیتے ہیں۔ جسے یہ نورانی لغت کہتے ہیں۔ اور ان کا اس لغت کے بارے میں عقیدہ ہے یہی نورانی لغت کائنات کی سیادت عطا کرے گی۔ وغیرہ ذلك من الخرافات۔



بہائیوں کے ٹھکانے

دنیا میں بہائیوں کی تعداد تقریباً (۶) ملین ہے۔ ان کی زیادہ تعداد ایران میں ہے۔ کچھ تعداد عراق، سواریا، لبنان اور مقبوضہ فلسطین میں ہے۔ یہاں تو ان کا مرکز ہے۔ مصر میں بھی ہیں، افریقہ، بادیس ایبیا، کمپالا، بوگنڈا، یوساکا، زمبابوے میں بھی یہ پائے جاتے ہیں۔ اور ان کی بڑی بڑی مجلسیں ہوتی ہیں۔ جنوبی افریقہ میں تقریباً ان کی بیس دن کافرلس ہوتی ہے۔ کراچی میں بھی ان کی ایک محفل ہوتی ہے جسے یہ محفل ملتی کا نام دیتے ہیں۔ مغربی ممالک میں بھی ان کا کافی عمل دخل ہے۔ لندن، فرینکفرٹ میں ان کا ایک بہت بڑا اجلاس ہوتا ہے۔ سڈنی، آسٹریلیا، شکاگو، متحدہ امریکہ کی جو ریاستیں ہیں ان میں ان بہائیوں کی ایک بہت بڑی عبادت گاہ ہے۔ اسے ”مشرق الافکار“ کا نام دے رکھا ہے۔ یہاں سے ان کا ایک رسالہ ”نجم الغرب“ کے نام سے جاری ہوتا ہے۔ نیویارک میں بہائیوں کے نو جوانوں کی ایک تنظیم ”قافلہ الشرق والغرب“ کے نام سے ہے۔ جو ان کے ابتدائی اصولوں پر قائم ہے۔ ان کی ایک کتاب ”دلیل القافلہ“ کے نام سے مشہور ہے۔ ایک کتاب ”اصدقاء العلم“ کے نام سے ہے۔ لاس اینجلس، بروکن اور نیویارک میں ان کے بڑے بڑے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں اور متحدہ امریکہ کی ریاستوں میں یہ لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔

ایک یہ بات بھی حیران کن ہے کہ ”اقوام متحدہ“ پچھتے کے اقوام متحدہ کے مرکز میں، نیروبی میں، افریقہ میں انہیں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ خصوصاً اقوام متحدہ کی اقتصادی کمیٹی کے ارکان میں ان کا رکن مجلس شوریٰ کا ممبر ہے۔ اقوام متحدہ کے خاندانی شعبہ کے پروگرام میں یو سیف میں اقوام متحدہ کے معلومات کے دفتر میں انہیں بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ عبدالمہاء نے 1912ء میں فلسطین عکا سے امریکہ کا دورہ کیا۔ یہ وہاں تقریباً آٹھ ماہ رہا تھا اس کے اس دورہ میں برطانیہ، فرانس کا دورہ بھی شامل تھا۔ 1994ء میں نیویارک امریکہ میں بہائیوں کی تعداد (۲ ملین) میں لاکھ کے قریب شمار کی گئی تھی۔ ایران بہائیوں کا بنیادی مرکز ہے اور اس فرقہ کی جنم بھومی ہے۔ اور یہ سرزمین اس کی نشوونما کے لیے بہت ہی زرخیز ثابت ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے اس ملک میں ان کا وجود مضبوط ہے۔

ادارہ ”معارف اسلامیہ“ نے پانچ لاکھ سے لے کر دس لاکھ تک بتائی ہے۔ یہ سرسری اندازہ ہے باریک بینی سے نہیں لگایا گیا۔ 1955ء میں ان کی طرف سے ایک قرارداد پیش کی گئی تھی کہ ملک کے نظام میں ہمیں بھی حصہ دار بنایا جائے۔ انہوں نے حکومت کے خلاف شور شرابہ بھی کیا، فوج اور دیگر محکموں میں بھی شور و غل پکایا جس کے نتیجہ میں بھائیوں کے عبادت خانے گرا دیئے گئے اور ان کا روپیہ منجمد کر دیا گیا۔

علامہ احسان الہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بھائیوں کے ایران میں واقعات و حالات کے متعلق لکھا ہے کہ یہ در پردہ اپنی سرگرمیاں مضبوط کر رہے تھے اور اس کے زیادہ تر نو جوان جو متحدہ اور ضمی شہوت رانی کی تلاش میں رہتے تھے تاہم ایران میں بھائیوں کے خلاف سخت ترین جماعت ”حاجیہ“ وجود میں آئی۔ جو 1953ء میں وجود میں آئی۔ 2005ء میں جب احمد نژاد کی حکومت ایران میں قائم ہوئی ہے اس کے بعد اس تنظیم کی قوت میں اور اضافہ ہوا ہے جس سے یہ بھائی دب گئے ہیں۔ فلسطین کا شہر ”حیفا“ عربی علاقوں میں بھائیوں کا مرکزی ٹھکانا ہے۔ ان کے نزدیک ’عکا‘ جگہ بہت زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ کیونکہ بہاء الدین کی قبر وہاں ہے۔ یہ نماز میں ان کا قبلہ ہے۔ ساتھ ساتھ یہ اس کی قبر کا طواف کرتے ہیں، اس کے اوپر سجدہ کرتے ہیں۔ ایسا ہی ان کے بڑے شیعہ اپنے معصوم اماموں کی قبروں پر کیا کرتے تھے۔ یہ بھائی فلسطین میں ایک سالانہ کانفرنس منعقد کرتے ہیں۔ 2001ء میں حیفا شہر میں ان کے مرکزی عبادت خانہ کے ارد گرد قہ عباس کے نام سے ایک قہ بنایا گیا ہے۔ جو دو ہزار مربع میٹر پیمائش والا ہے اور (۲۵۰) ملین ڈالر سے زیادہ اس پر اخراجات ہوئے ہیں۔ اسرائیلی قوتوں نے باقاعدہ ان سے تعاون کیا ہے۔ اس میں پانچ ہزار افراد شریک ہوئے تھے، اور دنیا کے ستر (۷۰) ٹیلوڈین اسٹیشن اسے کوریج دے رہے تھے۔ اور یہودی ذرائع ابلاغ بھائیوں کی خبروں کو بڑے اہتمام کے ساتھ انہیں نمایاں کوریج دے رہے تھے۔ بلکہ یہودی اسرائیلی ذرائع ابلاغ تو بھائیوں کے افکار کی ترویج و اشاعت زور و شور سے کرتے ہیں۔ اور ان کی عیدوں کے موقع پر پیغام جہنیت بھی دیتے ہیں۔ نوروز، عید رضوان وغیرہ پر مبارک باد دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ تو ان بھائیوں کا عالمی اجتماع سابقہ اسرائیلی حکومت کے سربراہ ”بن کورین“ کی زیر صدارت منعقد ہوا تھا اور اسرائیل میں بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر انہوں نے اسرائیل کا شکر یہ ادا کیا تھا۔ انہوں نے ایک مرکز حیفا میں قائم کر رکھا ہے۔ اس کا نام انہوں نے ”بیت العہل“ رکھا ہے۔ بہاء الدین یہ نقطہ نظر بہت دیر سے لیے پھرتا تھا مگر اسے قائم کئی سال کے بعد کیا تھا۔ اس میں ”روحیہ ربانی“ نے جدوجہد کی ہے جو ”شوقی افندی“ کی بیوہ تھی۔ یہ اصل

میں کندہ قبیلہ سے تھی، اس کا اصل نام ”ماری ماکسویل“ تھا اس نے تقریباً (۳۵) برس سفر جاری رکھا۔ اس کے ایک سفر کی مدت چار برس مسلسل رہی، یہ جنوبی افریقہ کے صحراء میں متحدہ کروانے کے لیے داعیوں کے لیے محو کوشش رہی، اس نے کئی فلمیں بھی بنائیں اور کتابیں طبع کیں، اشعار کہے اور مختلف لغات میں لکچر دیئے۔ روجیہ ربانی نے 1937ء میں شوقی افندی سے شادی کی یہ تقریباً نوے برس کی عمر پا کر 2000ء میں مرگئی اور فلسطین کے شہر حیفا میں دفن ہوئی۔

ملک اردن میں جو بھائی پائے جاتے ہیں یہ فلسطین ہی سے آئے تھے، شروع میں یہ عدیہ کے علاقہ میں آئے ”لواء لا اغواز“ کے شمالی علاقوں میں اترے انہیں آل والد زری زینین عطا کیں، تاکہ یہ گزران کر سکیں، بہائیوں نے وہاں ”قصر واکد“ تعمیر کیا۔ بہائیوں نے اس محل میں اپنی عبادت گاہ کا مرکز اور مدرسہ بنایا، یہ اردن میں اب تک ان کے آثار قدیمہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ آل واکد کے ساتھ ان کے تعلقات بہت دیر سے لے کر اب تک مضبوط ہیں۔ اردن میں تقریباً بہائیوں کی تعداد آٹھ سو ہے۔ امریکی اخبار کی سالانہ رپورٹ کے مطابق بہائی دینی آزادی کے نام پر اردن کے شریعت کے متعلقہ محکموں پر تنقید کرتے ہیں۔ اور شخصی معاملات اپنے زیر اثر لانے کے لیے احتجاج کرتے ہیں۔ بعض اخبارات کے مطابق بہائیوں نے جو اردن کے شرعی محکموں کے خلاف معاملہ اچھالا تھا، اس کا ذکر کیا ہے، مثلاً اخبار ”الریایۃ الاسلامیہ“ نے تو اس کا خصوصی ذکر کیا تھا۔ عمان میں سونا مارکیٹ میں بہائیوں کا اثر و رسوخ کافی زیادہ ہے۔ اور ان کی کتابیں اور بعض نشریات بھی ہیں۔ عمان میں ان کا علاقہ ”طبر پور“ میں ایک قبرستان بھی ہے اور عمان میں ہی جبل تاج میں ان کا مدرسہ رحمت کے نام پر ادارہ ہے۔ مصر میں بہائیت نے علی محمد کے تعاون سے پاؤں جمائے ہیں۔ یہ 1912ء میں ولی عہد تھا۔ یہ محمد علی امریکہ میں عبدالبہاء سے ملا اور اخبارات میں اس کی تعریف کی، محمد علی جب واپس آیا تو یہ بہائیوں کا معاون بن کر آیا۔ محمد علی کا سیکرٹری احمد فائق تھا۔ یہ بہائیوں کا بہت بڑا لیڈر تھا۔ اس کی منشی ایک خاتون تھی جو بہت ہی خوبصورت تھی، یہ بہائیت سے وابستہ تھی اور اس کی داعیہ تھی۔ اس کی وجہ سے بھی بہائیوں کو مصر میں بہت بڑا سہارا مل گیا۔ یہ سابقہ مصری حکومتوں کے خاندان سے تھی۔ ملا علی حمزہ یزی اور مرزا حسن فرسانی کی سرپرستی میں مصر میں بہائیت بہت زیادہ پھیلی تھی۔ عبدالکریم طہرانی، مرزا ابوالفتح اکمل جو رفاد قانی جو کہ قاہرہ میں ہی 1914ء میں مرکز قاہرہ میں ہی دفن ہوا ہے۔ یہ بہائیوں کا بہت بڑا داعی تھا۔ عبدالبہاء کے بعد یہی بڑا داعی تھا۔ یہ مصر میں طویل عرصہ زندہ رہا۔ شروع میں اس نے بہائیت کے ساتھ اپنی وابستگی اور ایمان و نسبت کا ذکر نہ کیا تھا مگر خفیہ زہر پھیلاتا رہا تھا۔ جب اسے

جان کی امان ملی تو اسے پورے وثوق کے ساتھ علی الاعلان پھیلاتا رہا اور پورا ان کا دفاع کرتا رہا، جھگڑتا رہا اور اخبارات میں بہائیت کا دفاع کرتا رہا، خصوصاً اخبار ”المقطوف“ میں یہ دھوکہ بازی میں اتنا زیادہ آگے جا چکا تھا کہ اس نے بہائیت کی دعوت لیڈروں، سیاسی لوگوں اور قائدین تک پہنچادی۔ اور انہیں بہائیت کے جال میں پھنسا دیا۔ مصطفیٰ کامل اس کی مدح سرائی کرنے لگا۔ اور اس کی ”الدرالمہجہ“ کی اپنے اخبار اللوامیں تحریف کی۔ المآید اخبار کے ایڈیٹر کو بھی پھنسانے ہی والا تھا مگر شیخ رشید رضا نے اپنے رسالہ ”النار“ میں ایسا زبردست اور مضبوط جرأت مندانہ حملہ کیا کہ لوگوں کو علم ہوا کہ یہ تو ایک بت پرستی کا فرقہ ہے۔ یہ پڑھ کر المآید کا ایڈیٹر بھی اس فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچ گیا، شیخ حوسنہ فواد کی عہد میں ازہر یونیورسٹی میں بھی بہائیوں نے ہنگامہ آرائی کی تھی لیکن انہیں وہاں سے نکال دیا گیا۔ ان کے مشہور داعی درج ذیل ہیں۔

فرج اللہ کردی..... یہ مصر میں بہائیوں کی کتابیں طبع کرواتا تھا۔ شیخ الجزادی کے عہد میں ازہر میں کرد بہائیوں کی نشاندہی ہوئی، انہیں یونیورسٹی سے نکال دیا گیا لیکن انگریز جو اس وقت مصر پر قبضہ چاہتے تھے ان کے دیگر مطالبات پورے کرنے کے خلاف رک گئے اور بہائیوں نے ان کے ماتحت اور ان کی نگرانی میں کام شروع رکھا۔ اس وقت میں انہوں نے کئی محفلیں منعقد کیں۔ اہم ترین وہ تھی جو اپنے مرکز قاہرہ میں منعقد کی۔ الدر مرداش، ہسپتال کے قریب اس کا انعقاد کیا تھا۔ تاہم بہائیوں کے سر پر ایک شدید ضرب لگی کہ ان کا اہم ترین داعی الحاج عبدالکریم طہرانی اسلام میں واپس لوٹ آیا اس نے اس فرقہ کے معاملہ کی خوب نقاب کشائی کی۔

1960ء میں حکومت مصر نے یہ حکم جاری کیا کہ بہائیوں کے اجلاس پر پابندی ہے اور ان کی اطلاق قبضہ میں لے لی جائیں۔ اور کوئی بھی بہائی مذہب کے نام کی سرگرمی منع ہے۔ اس بیان کے بعد 1984 میں مصری پولیس نے استالیس افراد حسین بیکار کی قیادت سمیت قبضہ میں لیے۔ یہ مصریہ اخبار کا صحافی تھا اور یہی ان کی مصر کے مرکزی اجلاس کا اہم کردار تھا۔ سوڈان اور شمالی افریقہ کے بہائیوں کا رئیس تھا۔ عدالت نے اسے تین سال تک قید کرنے کا فیصلہ سنایا اور ایک ہزار مصری پونڈ جرمانہ بھی کیا۔ لیکن نئی عدالت نے اسے 2001ء میں بری کر دیا۔ مصر کے حکومتی اداروں نے اور سوہاگ کی نگرانی میں شرعی عدالت نے بہائیوں کے عقیدہ کی خرابی واضح کی اور یہ بیان دیا کہ بہائیہ کی تمام کتابوں پر پابندی ہے۔ جیسا کہ ”طعمہ والہمیت“ ہے (المجموعہ المبارک) ہے۔ یہ ان رسائل کا مجموعہ ہے جو بہائی دین پھیلانے کا باعث تھے اور مفاد و منافع عبدالمہاء کو بطریقا کی حکومت کے دارالمنشر سے طبع ہوئی تھی ان

سب پر پابندی ہے۔ 2006ء میں مصر کی عدالت علیا نے یہ حکم جاری کیا کہ بھائی دین ایک رکی دین نہیں یہ ایک شخصیت پرستی کا دین ہے، لہذا اس کی تدوین و اشاعت پر پابندی ہے۔ انڈونیشیا کے سربراہ عبدالرحمن وحید کے عہد میں وہاں بھائی پائے گئے تھے اس دور میں انہیں حریت گفتار حاصل ہوئی اور سربراہ کی حمایت بھی حاصل تھی۔ اس سے پہلے یہ خفیہ کام کرتے تھے۔ انہوں نے 2000-21-3 میں یہاں علی الاعلان اجلاس منعقد کیا۔ سربراہ انڈونیشیا وحید خود اس میں شریک ہوا تھا۔ اور ان کی عید کی مبارکباد دی۔

برازیل میں بھائیوں کے ارکان ہیں انہوں نے 1982ء میں بھائیوں کی یاد میں ایک جلسہ کیا تھا۔ جب بھاء اللہ مرا تھا اس کی موت کی برسی پر قائم کیا تھا۔ مغربی ممالک میں سے بھی لوگ ان بھائیوں کے دین میں داخل ہیں۔ یہ بات بڑی غمناک اور المناک ہے ظلیج کی ریاستوں، بحرین، امارات، عمان میں بھی یہ بھائی پائے جاتے ہیں اور نہایت ہی رازداری کے ساتھ تجارت، سونا اور حساس تجارتی مقامات پر ان کی سرگرمیاں مرکز ہیں۔ ان کو انہوں نے مرکز نگاہ بنا رکھا ہے کہ ان پر قابض ہوں۔



بہائیوں کے فقہی احکام

اوپر ہم بیان کر چکے ہیں بہائیوں کا قبلہ ان کا امام بہاء اللہ ہے اور وہ نماز باجماعت نہیں پڑھتے، صرف نماز جنازہ باجماعت پڑھتے ہیں اور یہ

☆..... تین نمازیں پڑھتے ہیں۔

☆..... (۱۹) ایام کے روزے رکھتے ہیں۔

☆..... مسافر، بیمار، دودھ پلانے والی، نفاس والی، حائضہ عورت اور کمزوروں پر کوئی نماز نہیں۔

☆..... ان کے لیڈروں شیرازی اور مازندرانی کے یوم ولادت پر یہ روزہ نہیں رکھتے۔

☆..... اور میت کو بغیر غسل سفید کپڑا میں لپیٹ کر دفن کر دیتے ہیں۔ اس کی انگلی میں عقیق کی

انگوشی پہنائی جاتی ہے اور تابوت میں خواہ وہ لکڑ کا ہو یا لوہے کا یا حیل کا ہو یا پلور کا وہ میت دفن کرتے ہیں اور گہری جگہ پر یہ میت داخل کرتے ہیں

☆..... ان کے ہاں بیوی کی شادی نہیں ہوتی، مرنے والے کے نوے دن کے بعد کر سکتی

ہے۔ اگر بچا نوے دن ہو جائیں تو پھر نہیں کر سکتی۔

☆..... پول و برازان کے نزدیک پاک ہے۔

بہائیوں کی اہم عیدیں یہ ہیں: ① عید نوروز یہ ہر سال مارچ کی (۲۱) تاریخ کو ہوتی

ہے ② ولادت بہاء الدین کی عید ہے اسے عید میلاد النبی بھی کہتے ہیں، یہ ہر سال محرم کے مہینہ میں

ہوتی ہے۔ ③ عید دعوت الہاب ہے۔ یہ جمادی اولیٰ کی پانچ تاریخ کو ہوتی ہے۔ ④ عید رضوان ہے۔

یہ 21 اپریل سے شروع ہوتی ہے 2 مئی کو ختم ہوتی ہے۔ یہ عید اس دن کی یاد میں منائی جاتی ہے جب

بہاء اللہ نے نجیب پاشا باغ سے اپنی دعوت کا آغاز کیا تھا۔ اس میں بہاء اللہ نے کہا تھا کہ ”میں اللہ ہوں“

نعوذ باللہ!



بہائیوں کی مقدس کتابیں

ان کی مقدس کتابیں ہیں۔ ایک ”البیان العربی“ ہے یہ باب شیرازی نے لکھی ہے۔ ایک کتاب ”الاقدرس“ ہے یہ حسین مازندرانی کی ہے۔ ایک کتاب ”الایقان“ ہے۔ ایک کتاب ”الطب“ ہے ایک ”لوح الحکمۃ والہدایات والسمیکل“ ہے۔ ان تمام کتابوں کو بہائی نہایت ہی مقدس مانتے ہیں۔ اور تمام کتابوں سے افضل قرار دیتے ہیں۔ ان کے اعتقاد کے مطابق یہ اللہ کی وحی سے نازل ہوئی ہیں۔ محمد علی شیرازی کہتا ہے:

”البیان العربی کتاب منزل من اللہ ہے، یہ قرآن کی ناسخ ہے، بلکہ جنوں اور انسانوں کو چیلنج ہے کہ اس کی مثل یہ نہیں لاسکتے۔“
البیان کی لوح الاول میں لکھتا ہے:

انا قد جعلناک جلیلا للجلال وانا قد جعلناک بہ عظیما عظیمانا
للعظیمین وانا جعلناک نورا نورا للنورین۔ الخ.....

”کہ ہم نے اسے سب سے زیادہ ہر جلیل القدر سے جلیل بنایا ہے، ہم نے اسے سب سے بڑا عظیم بنایا ہے، ہم نے اسے سب سے زیادہ نور والا بنایا ہے۔ سب سے زیادہ رحمان بنایا ہے، سب سے بڑا مالک، سب سے بڑا بلند، سب سے بڑا بشارت دینے والا بنایا ہے۔“

یہ ساری ان کے بقول ان کی وحی کی یہ تعریف ہو رہی ہے۔ جنوں اور انسانوں کے چیلنج میں یوں ہے:

یوم یکشف عن ساقہم ینظرون الی الرحمن
”جس دن ان کی چوٹی کھولی جائے گی یہ رحمن کی طرف دیکھیں گے“
میدان حشر کے بارے میں کہتا ہے:

بلیننا اتخذنا مع الباب سبیلا
”کاش! کہ ہم ہابیہ کے ساتھ رستہ اختیار کرتے۔“

ام الکتاب میں کہتا ہے:

لو اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا الکتاب بالحق
علی ان یتطیعوا ولو کان اهل الارض ومثلهم معهم علی الحق
ظہیرا

”اگر انسان اور جن اکٹھے ہو جائیں کہ اس حق کتاب کی مثل لائیں تو اہل زمین اور ان کی
مثل ان کے ساتھ مل جائیں اور آپس میں مدد کریں پھر بھی نہ لاسکیں گے۔“

یہ ہے اس گمراہ کی ہرزہ سرائی کہ میری کتاب منزل من اللہ ہے جب کہ اللہ کی کتاب جو کہ
حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہے اس کے کسی جانب سے جھوٹ اور باطل نہیں آتا اور وہ اپنے حروف
میں جنوں اور انسانوں کو چیلنج کرتا ہے دونوں پر غور کرنے سے خود بخود واضح ہوتا ہے کہ دجال کی بات اور
مثل سے پیدل والی گفتگو کس کی ہے اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ قرآن پاک نور حق ہے اور اللہ عز و جل
کا سچا کلام ہے۔ اشیاء اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں۔

ان کتابوں پر تبصرہ:

بہاء اللہ نے ”الاقدم“ کتاب لکھی ہے اور اس کا خیال ہے کہ اس میں دار مقام احکام مشیت
الہی سے نازل ہوئے ہیں، اس کا کہنا ہے:

وان الاحکام المعزلة فيه نسخت ما قبله من الاحکام
”اس میں نازل شدہ احکام نے پہلے سارے احکام منسوخ کر دیئے ہیں

کیونکہ یہ انسان کی ضروریات اور زمانہ کی گردشوں کے مطابق نازل ہوئے ہیں، حالانکہ اس
کتاب کو بنظر غائر دیکھیں تو ان کے امام کا ردی پن اور اس کے ناقابل اعتبار اقوال اور فحش غلطیاں اور جو
کچھ اس نے چوری شدہ عبارات نقل کیں یہ سب کچھ اس کتاب سے نمایاں ہو کر سامنے آ جاتا ہے۔ بہاء
اللہ کی اس کتاب کا اعداد و ہ ہی ہے جو اس کے شیخ ”باب“ نے اپنی کتاب ”البیان“ میں اختیار کیا تھا۔ اس
نے کوشش کی ہے کہ اسے قرآن پاک کے اعداد پر بیان کرے لیکن اس کی حقیقت کھل گئی ہے اور اس کا
کھونا پن خود بخود ظاہر ہو رہا ہے اور اس نے یہ کتاب پیش کر کے خود کو رسوا کیا ہے۔ یہ ایک ایسا طرز کلام
ہے، کوئی بھی مہذب آدمی بغیر کسی توقف یہ کہہ اٹھتا ہے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے اور اس کے جملوں کی
ترتیب و ترکیب میں تکلف ہے، مثلاً وہ لکھتا ہے:

انا امرنا کم یکسر حدود النفس والهوى الا مارقم فى القلم
الاعلى انه لروح الحيوان لمن فى الامكان وقد ماجت بحور
الحكمة والبيان بما هاجت نسمة الحيوان۔

”ہم نے جنہیں حدود نفس کو توڑنے کا حکم دیا ہے، مگر اعلیٰ قلم میں لکھا ہے، یہ حیوان کی اس
کے لیے جو امکان میں ہے حکمت کے سمندر موجزن ہوئے اور حیوان کی روح پہچان انگیز
ہوئی۔“

ان میں قرآن پاک کی مانند صحیح ہندی والا کلام لانے کی اس نے کوشش کی ہے اور ایک جملہ
دوسرے سے کاٹ کر علیحدہ کرنے کی تک و دو کی ہے اور مطاوعہ بھی لایا ہے، لیکن کلام الرحمن اور اس دجال
کے کلام میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ قرودینی نے اپنی کتاب ”البھائی فی المہر ان“ میں ان کے کلام
کے کچھ نمونے بیان کیے ہیں:

۱..... بسم الله السطى ذى السلوطيات ذى المسطلطيات بسم الله

ذى التساليطات بسم الله ذى المسلوطينات

۲..... انا جعلناك عز انا عزيزا المعازين ، قل جعلناك حبانا حبيبا

للحبايين

۳..... بسم الله الا قد القدام القادم القدام المتقدم القيدوم

۴..... بسم الله الاجمل الجمل الجميل ذى الجماليل ذى

الجمالين ذى الجملاء (كتاب المقدس)

اور ان کی کتاب الا قدس بھی ردی افکار کا مجموعہ ہے اور گھٹیا معانی پر مشتمل ہے اور بے مقصد

احکام ہیں جو معاشرتی زندگی سے جہالت کا ثبوت ہیں۔ ایک کہتا ہے:

من يدعى الباطن وباطن الباطن قل ايها الكذاب تالله ما عندك انه

من القشور تركناها لكم كما تترك الهظام للكلاب

”جو باطن کا دعویٰ کرتا ہے اور باطن کے باطن کا بھی، کہہ دو! اے کذاب اللہ کی قسم!

تمہارے پاس چمکا ہے جو ہم نے تمہارے لئے چھوڑا ہے جس طرح ہڈیاں کتوں کے

لیے چھوڑی جاتی ہیں۔“

غور فرمائیں! یہ الفاظ اور یہ اسلوب و انداز اللہ کا ہو سکتا ہے، قطعاً نہیں، یہ تو کسی غیر مہذب کی
محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بات ہے۔ علاوہ ازیں اس میں اور حماقتوں کا اعتراف کیا ہے پتہ چلتا ہے جیسے ذبح کرنا والے دیسے ہی کھانے والے کی صورت ہے۔ گرمیوں میں وضو ایک مرتبہ ہے اور سردیوں میں ہر تین دن بعد کرنا ہے۔ کتنا کھلا تضاد ہے۔ بڑے ہی ردی اور رکیک انداز پر قرآن پاک سے الفاظ و اعجاز چرانے کی کوشش کی ہے۔ سورۃ ردیٰ کی ایک آیت سے بڑے بھوڑے انداز سے سرزد کرتا ہے:

انا الذین نکسوا عہد اللہ فی اوامرہ ونکسوا علی اعقابہم اولئک
من اهل الضلال لدى الغنی المتعال

اسی طرح اس دجال نے سورۃ بقرہ سے بھی آیات کو چرا کر اور آیات بدل کر اور درمیان میں کلمات کا اضافہ کر کے لوگوں کو قرآن پاک کا دھوکہ دینے کے لیے جھوٹ تیار کیا ہے، اس کی کتاب اقدس میں ہے:

قل لو اجتمع من فی السموات والارض وما بینہما ان یاتوا بمثل
ذالک الانسان لن یستطیعون ولن یقدرون ولو کانوا کل بکل

مستعین

اس میں علم نحو کے قاعدوں کے خلاف لکھا ہے۔ ”لن جمع کے نون کے گرا دیتا ہے، یتطیعون الخ تک آیا ہے، گر اس جامل کو پتہ ہی نہیں۔ ان یا تو اس مؤنث کی ضمیر آتی تھی یہ مذکر کی لے آیا ہے۔ اتنا بڑا جامل اور دجال تھا۔

اس نے سورۃ اسراء (۱۵) دیں پارے سے الفاظ چرائے ہیں۔ احادیث سے بھی اس نے چوری کی ہے۔ بخاری و مسلم میں آتا ہے (لا یؤمن احدکم حتی یحب لا خبیہ ما یحب لنفسه) یہ دجال اس حدیث سے چوری کرتے ہوئے لکھتا ہے:

لا ترضوا لاحد ما لا ترضونه لانفسکم (الاقدم)

ان کی یہ کتاب دسیوں لغوی و نحوی غلطیوں سے لبریز ہے۔ یہ اللہ کی وحی نہیں ہو سکتی، یہ تو کسی عقل سے پیدل، ردی قسم کے ذہنی مریض کا کلام ہی ہو سکتا ہے۔ اور اللہ کے کلام کا مقابلہ ناممکن ہے۔ اس جیسی کتاب تو ایک جامل بھی لاسکتا ہے۔ کتاب مقدس میں کہتا ہے:

اغتمسوا فی بحر بیانی لعلکم تطلعون

”بیان کے سمندر میں غوطہ زن ہو جاؤ تاکہ تم مطلع ہو جاؤ۔“

قرآن پاک میں سورت نور (۱۸) دیں پارے میں آتا ہے: (یوقد من شجرة مبارکة) یہ کہتا ہے

اس مبارک درخت سے مراد مرزا بہائی علی حسین ہے۔ سورت ابراہیم (۱۳) میں آیت

(يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ)

اس میں دنیا کی زندگی میں ایمان حضرت محمد ﷺ پر لانا ہے اور آخرت پر ایمان سے مراد ہے کہ مرزا حسین علی بہائی کے ساتھ ایمان لایا جائے۔

اذا الشمس كورت۔ واذا النجوم انكدرت۔ واذا الجبال سيرت۔
واذا العشار عطلت۔ واذا الوحوش حشرت۔ واذا البحار سجرت۔ واذا النفوس زوجت۔ واذا الموءودة سئلت۔ باي ذنب قتلت۔ واذا الصحف نشرت۔

بہائیوں کا گمراہ امام کہتا ہے سورج لپٹے جانے سے مراد ہے کہ شریعت اسلامیہ کا زمانہ ختم ہو جائے گا اور یہ بہائی شریعت میں تبدیل ہو جائے گا اور پہاڑ چلائے جائیں گے اس سے مراد کہ نئے نئے دستور ظاہر ہوں گے، اونٹنی معطل ہونے سے مراد ہے کہ بڑے بڑے انجن گاڑیوں کے وجود آجائیں گے اور اونٹ بے کار ہو جائیں گے، درندے اکٹھے ہونے کا مطلب ہے کہ چڑیا گھربٹائے جائیں، سمندر جوش ماریں گے اس سے مراد کہ کھیتیاں اس میں چلیں گی، نفس ملائے جائیں گے اس سے مراد ہے کہ یہود و نصاریٰ اور مجوسی وغیرہ سب ایک دین میں مل جائیں گے وہ بہائی دین ہے۔ زندہ درگور سے پوچھا جائے گا اس کا مطلب ہے کہ ان دنوں میں پیٹ کے بچے مر جائیں گے ان سے ملکی قوانین کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اوپر بیان کردہ ان کی تفسیر کے بعد ہر صاحب دانش ان کی جہالت اور ان کے انکار کی رذالت اور دینی و دنیاوی صحافت اور رومی پن سے فوراً آگاہ ہو جاتا ہے۔
مزید تفصیلات درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

البہائیہ والبابیہ وموقف الاسلام منها (سہیر الفیل) الموسوعه الشاملة للفرق المعاصره (اسامہ شحاذہ) اور ہیشم کسوانی) الموسوعة الميسره للندوة العالميه للشباب الاسلامی (البہائیہ والبابیہ) علامہ احسان الہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ (فرق معاصره) ڈاکٹر غالب عواجی (سلسلہ ماذا تعرف عن الشیخ احمد حسین (الراصد الالیکٹرونیک) جو کہ انٹرنیٹ میں موجود ہے۔

☆☆☆☆☆

دنیا میں شیعہ فتنہ

- (۱)..... بعض ممالک میں شیعہ کا پھیلاؤ (۲)..... خلیج کے شیعہ
- (۳)..... یمن کے شیعہ (۴)..... مصر میں شیعہ
- (۵)..... عراق میں شیعہ (۶)..... افریقہ کے شیعہ
- (۷)..... سوڈان کے شیعہ (۸)..... سنگال کے شیعہ
- (۹)..... نائجر یا کے شیعہ (۱۰)..... فلپائن کے شیعہ
- (۱۱)..... انڈونیشیا کے شیعہ (۱۲)..... افغانستان کے شیعہ
- (۱۳)..... ترکی کے شیعہ (۱۴)..... بوسنیا کے شیعہ
- (۱۵)..... کینیڈا اور متحدہ امریکہ کی ریاستوں کے شیعہ

دنیا میں شیعہ فتنہ

اس باب میں دنیا میں شیعہ فتنہ کا ہم ذکر کریں گے۔ ہم اپنے ہم مذہب اور سنی عقیدہ والوں اور امراء اور علماء اور عوام اور خواتین اور بچوں سب کی خدمت میں ایک سچی نصیحت پیش کرنا چاہتے ہیں اور پوری شفقت کے ساتھ شیعہ فتنہ کے سیلاب سے خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ہر مکان اور ہر زمان پر پھیل رہا ہے، اس کے سامنے بند باندھنے کی کوشش کریں۔ اس فتنہ کی پشت پناہی ایک حکومت کر رہی ہے جو اس کی دست و پا زدن کر رہی ہے اور سہارا دے رہی ہے، یہ ہر کمر و چکر کے ذریعے سنیوں کو نقصان پہنچانے کی منصوبہ بندی کیے ہوئے ہیں۔ وہ دور یاد کریں! دولت عباسیہ کی جتنی ایک شیعہ وزیر ابن علقمی لعنہ اللہ کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوئی، حالانکہ یہ دولت بڑی ہی مضبوط تھی۔ مگر اس کینہ پرور لعنتی شیعہ وزیر کے ہاتھوں کس طرح اس کے پیچھے ادھر گئے۔ بغداد میں لاکھوں سنی تہ تیغ ہوئے اور اسی شہر میں خاندان بادشاہت کی سات سو امیرزادیوں کی عصمت و عزت تانہ یوں نے تار تار کی دی۔

میں پھر کہتا ہوں.....! میں خود بھی اور مسلمانوں کو بھی اس شیعہ فتنہ سے آگاہ کر رہا ہوں۔ جو مسلمانوں کو بچھاڑتا جا رہا ہے۔ اللہ کے حکم سے میری یہ آگاہی بعض ملکوں کی خواب غفلت سے بیداری کے لیے مرکزی کردار ادا کرے گی۔

ادھر جن ممالک میں شیعہ فتنہ کی فہرست دی گئی ہے اس پر ترحیب و ارباب بات کرنے سے پہلے ہم یہ بات واضح کریں کہ اہل سنت کے خلاف پرانا کینہ جو ان کے سینوں میں دفن ہے وہ لاواہن کر جوش مار رہا ہے۔ اندر ہی اندر بھڑک رہا ہے۔ وہ ختم نہیں ہوا، ایک خطرناک اور حساس قسم کی فائل سے واضح ہوتا ہے کہ آج کے شیعہ اور کل کے شیعہ کینہ میں اور سنیوں سے نفرت میں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر علماء تک اور امراء تک ایک ہی طرح ہیں۔

پیارے بھائیو، سنو.....! ان کا ایک شیخ کس طرح اعلانِ برائت اور اظہارِ بیزاری کرتا ہے:

اللهم العن سقيفة والعن ابابكر الزنديق والعن عمر اللوطي
شارب الخمر والعن عثمان العفن والعن كل من خذل رسول الله

وكل من خذل آل بيت النبي وكل من بدل من بعده الى يوم القيامة
 اللهم العنهم جميعا۔ واحشرهم في سفر خالد بن الى ابد الابدين۔
 ”اے اللہ! سقیدہ پر لعنت کر، ابوبکر، زندیق پر عمر لوطی پر اور شراب نوش پر عثمان بدبودار
 پر لعنت کر۔ اور جس نے بھی رسول اور آل بیت کو بے یار و مددگار چھوڑا ہے اس پر بھی لعنت
 کر اور انہیں دوزخ میں جمع کر۔“

آگے کہتا ہے: میں تنقید کو مردار کہتا ہوں اور پرورج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی بڑے ہی
 خرافات کے ساتھ لیتا ہے اور ان میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کا نام بھی لیتا ہے اور کہتا ہے (ہم
 اساس الفیہ و اساس المصیہ) یہ فتنہ اور نافرمانی کی جڑ ہیں۔ اور محمد رضی اللہ عنہ کی امت کو بہتر فرقوں میں
 بانٹنے کا یہی سبب ہیں اور یہی وہ ہیں جنہیں کہا گیا ہے امت محمدی بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی یہ بھی ان میں
 سے جو دوزخ میں جائیں گے۔

سورت آل عمران کی آیت کی تفسیر میں کہتا ہے: (ومن یقلب علی عقبیہ فلن
 یضر اللہ شیئا) زندیق ابوبکر پلٹ گیا، لوطی عمر پلٹ گیا، عثمان بدبودار بدل گیا، یہ بدل گئے انہوں
 نے امت محمدیہ میں تفرقہ کی بنیاد رکھی۔ آگے یہ شیعہ خبیث اس طرح مخاطب ہوتا ہے:

”اے ابوبکر! ابن الحرام! ابن الزنی، یا حمار، یا اولاد العواہر یا اولاد الاصابہ! یہ بد معاش
 شیعہ کہتا ہے: میں ابوبکر، عمر، عثمان، اور جو بھی ان کا ساتھی ہے اور ان کے نقش قدم پر چلتا
 ہے سب سے بیزار ہوں۔ اے اللہ! اگر یہ جنت میں ہیں تو مجھے دوزخ میں لے جانا
 اور اگر یہ دوزخ میں ہیں تو مجھے جنت میں لے جانا، ان کے رب ابوبکر پر، ان کے نبی
 عمر پر ان کے قرآن بخاری پر لعنت کریں۔“

ایک سنی طالب علم کی ایک شیعہ شیخ سے بات ہوئی تو اس طالب علم نے کہا: جو نبی
 اکرم رضی اللہ عنہ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب دشتم کرتا ہے وہ ذہنی مریض ہے۔ اس بوڑھے شیعہ نے
 جو گالیوں کی بوچھاڑ میں اپنے خبیث باطن کو ظاہر کیا (الخریف یتول المریض) یہ کم عقل مجھے مریض کہتا
 ہے۔ یہ کانا دجال، پلید، ابن پلید، حیوان بن حیوان، خنزیر بن خنزیر مجھے مریض کہتا ہے۔ مزید بک بک
 جاری رکھتا ہے۔ اے کتے! تجھ پر عمر پر عثمان پر، ابوبکر پر، یزید بن معاویہ زندیق بن زندیق، حمار بن حمار
 پر لعنت۔ تو مجھے مریض کہتا ہے۔ سودی حیوان بن حیوان ہے، یہ سود خنزیر بن خنزیر ہے۔ سودی شیعوں
 کے سوا، صرف سودی شیعہ پاک ہیں۔ وہابی گدھا ہے، غلجی سودی بھی حیوان ہے، یہ سودیہ کا کوڑا ہے

تجھ پر شاہ فہد پر، عمر پر عثمان پر، ابوبکر پر برائی ہو۔ ان کا ایک شیخ کیسی زبان درازی کرتا ہے دعا کرتا ہے اور خباثت نکالتا ہے:

اللهم صلی علی محمد وآل محمد، والعن اعداء هم والعن ابابکر، وعمر وعثمان وعائشة وحفصة ومعاوية ویزید بن معاوية والعن الہی شیخ الخنازیر ابن تیمیہ وشیخ الکلاب محمد بن عبد الوہاب والعن الہی والوہابیہ قاطبہ من الآن الی یوم القیامۃ ابد الابدین آمین یا رب العالمین

”اے میرے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحم کر اور ان کے دشمنوں پر لعنت کر، ابوبکر، عمر، عثمان، عائشہ، حفصہ، معاویہ اور یزید بن معاویہ پر لعنت کر، سب سے بڑے خنزیر ابن تیمیہ اور سب سے بڑے کتے محمد بن عبد الوہاب پر لعنت کر اور الٰہی اب سے لے کر قیامت تک جتنے دہائی آنے والے ہیں ان پر ہمیشہ ہمیشہ لعنت کر۔“

ان کا خبیث شیخ کہتا ہے، اس کا نام حسین بن فہد احسانی ہے یہ اپنے شیعوں کو آگاہ کرتا ہے کہ سنی آدمی سے بیٹی کا نکاح مت کرنا۔ والطبیات للطہین (۱۸۔ النور) کی شرح میں لکھتا ہے:

اگر کوئی ولایت امام کا منکر، اے شیعہ! تیرے پاس آتا ہے اور تجھ سے تیری بیٹی کا رشتہ مانگتا ہے تو اس کو رشتہ دینا تو درکنار رہا اس کے سر پر خنجر مار کر دو ٹکڑے کر دے۔ تو اگر اسے بیٹی دے گا تو خبیث نسل کی پاکیزہ نسل میں آمیزش کا باعث بنے گا، اس لیے اے اہل بیت! اپنے مال اور عورتوں کو خبیثوں سے بچاؤ، یہی شیعوں کا شیخ حسین بن فہد احسانی ان لوگوں کو خبردار کرتا ہے، جو سنی اور شیعہ کو قریب قریب لانا چاہتے ہیں۔

یہ خبیث اشاروں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع کرتا ہے اور جمعوت اور بہتان بانڈھتا ہے، کہتا ہے:

”سیاہ گدھے پر اللہ اترے گا یہ ظالم اس سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لیتے ہیں، اور کہتا ہے تم ان کے قریب ہوتے ہو، جس نے قاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی چٹلیاں توڑ دی تھیں۔ اس سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ لیتے ہیں، اور پھر کہتا ہے تم ان کے قریب ہونا چاہتے ہو جو ان سے محبت رکھتے ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو کہ خلافت کے بہت زیادہ حقدار تھے اس حق سے محروم کیا۔

دیکھیں یہ کیسے ایک شیعہ ڈاکر کیا ہرزہ سرائی کرتا ہے:

ابوبکر یا ملا عین لعنة الله علیکم وعلی معاویة وعلی یزید وعلی
آل سعود الوهابیة لعنة الله علیکم یا وهابیة یا اتباع انتم اغبیاء اغبیاء
وانجاس وارجاس

”ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر لعنت، معاویہ (رضی اللہ عنہ) یزید آل سعود ہابیوں پر لعنت، تم کند ذہن ہو، تم
نخس ہو، پلید ہو، اے ابن تیمیہ (رحمۃ اللہ علیہ) کتے کے پیر و کاروا ابن باز منافق کے پیچھے چلنے
والو، جس کی بصارت بھی نہیں، بصیرت بھی نہیں۔

ان کا ایک لعین کیسی بکواس کرتا ہے، یہ اپنے شیعوں سے بیان کر رہا ہے۔ عمر (رضی اللہ عنہ) کی اصلی قبر کی
طرف مڑو وہ حمام میں ہے، اس جہاں کی طرف توجہ کریں تاکہ شیطانی زیارت حاصل ہو جائے، اگر تم
متوجہ ہو جاؤ، یہ لکھو:

www.KitaboSunnat.com

ازور اللعین بن اللعین علی لسان الانبیاء والمرسلین اللہ اکبر اللہ
اکبر

”میں لعین ابن لعین کی زیارت کر رہا ہوں جو انبیاء علیہم السلام اور پیغمبروں کی زبانی لعین ہے۔“
اے میری جماعت کے لوگو! مجھے ملامت کرو، میں جب عمر کی زیارت کے لیے جاتا ہوں تو تحمل
ساتھ چھوڑ جاتا ہے۔ چھوڑ مجھے رونے دو۔ پھر وہی لعین والے الفاظ اس ذلیل نے دوبارہ کہے
اور مخاطب کر کے کہتا ہے:

اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے تجھ پر اور تیرے فاسق ساتھیوں پر ہلاکت ہو، ہلاکت
جس دن تو پیدا ہوا میں گواہ ہوں تو برائی کا حکم دیتا تھا اور نیکی سے روکتا تھا اسی حالت میں
تیری موت آئی، اے عمر، اے عمر، اے عمر! تیرے برا بھلا کہنے کی وجہ سے میری میرے
رب کے پاس نیکیاں ہیں۔ لوگو! مجھے غم کے آنسو بہانے دو میں گواہی دیتا ہوں تو شراب
نوشی کرتا تھا۔“

ایک شیعہ، امام اہل السنۃ شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ کو گالی دیتا ہے، اللہ انہیں جنت کی نہروں میں
غوطہ زن کریں۔ یہ شیعہ کہتا ہے:

ایک نابینا قرآن پاک کی عجیب و غریب تشریح کرتا ہے، یہ نابینا ہے اور نابینا ہی اٹھایا
جائے گا، یہ ابن باز خنزیر سے بھی زیادہ نخس ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ خنزیر کا احترام
کر لیا جائے، کتے کو محترم کہہ لیا جائے۔ نعوذ باللہ

ایک اور ضعیف شیعہ بولتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجرم ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس امت میں مبعوض ہیں۔ کہتا ہے:

علماء والشیعة يشهدون بان الروية صحيحة وصحتها تقيم ادلة
على المجرم ابى بكر ذلك بوجوده فى المسجد ورجوعه من
الجيش هذا ولا ثانيا ثالثا عدم صلاته مع النبى لعنة الله على ابن
بكر

”علمائے شیعہ گواہ ہیں یہ روایت صحیح ہے اور صحیح روایت دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجرم
ہیں انہوں نے تین جرم کیے، ایک یہ مسجد میں موجود تھے لشکر سے واپس آ گئے اور انہوں
نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھی، لعنۃ اللہ علی ابی بکر“

یہ ظالم تین دفعہ لعنت والی یکواں دہراتا ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اپنے مخالفوں
پر لعنت کرتا ہے۔ اور پھر ان پر جو لعنت نہیں کرتے، یہ انہیں بھی لعنتی قرار دیتا ہے۔ ایک شیعہ طعون
ابولؤلؤ سے رضا جوئی کا اظہار کرتا ہے اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ ابولؤلؤ وہ ہے جس نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کیا، یہ شیعہ کہتا ہے:

اللهم اغفر لابی لؤلؤة اللهم احشرنى مع ابى لؤلؤة اللهم
احشرنى مع ابى لؤلؤة المؤمن الولى وليك يا الله
”اے میرے اللہ! ابولؤلؤ کو بخش دے، مجھے ابولؤلؤ کے ساتھ اکٹھا کرنا، اے میرے اللہ!
مجھے ابولؤلؤ کے ساتھ اکٹھا کرنا جو کہ ممکن ہے۔ اے اللہ! یہ تیرا ولی ہے۔“



وہ ممالک جہاں شیعہ موجود ہیں

سعودی عرب جو کہ حرمین شریفین کا ملک ہے۔ یہ مہبط وحی ہے اور دعوت توحید کا مرکز ہے اور مجدد اعظم محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کا چشمہ یہیں سے پھوٹا۔ اللہ اس کی حفاظت و حمایت فرمائے۔ یہاں کے عوام، امراء اور علماء کو اللہ تعالیٰ ہر برائی سے محفوظ رکھے۔ ہمارے خیال کے مطابق ایران کے شیعہ نہ تو ناامید تھے نہ ہی اس ملک میں اپنے منصوبوں کی قیام سے غافل تھے کہ اس میں انقلاب برپا کریں جو کہ ان کا منصوبہ ہے، قطیف، احساء اور مدینہ منورہ میں ان کے ہموار افضی شیعہ موجود ہیں جو اپنی مذہبی شکل و صورت برقرار رکھنے کے لیے تابوت بھی نکالتے ہیں تاکہ یہ ایران کے سیاسی اور سنی افکار کے منصوبہ جات پورے کریں اور ایران سے اعتماد، سکون اور تائید حاصل کریں۔ یہ بات ہمارے حافظہ پر ظاہر ہے کہ سعودی حکومت کے بارے میں جو موقف عراق اور ایران جنگ کے درمیان سعودی شیعوں نے اپنایا ہے انہوں نے ایران کو باقاعدہ مادی سہارا دیا تھا اور چندہ جمع کر کے ایران بھیجا۔ سعودی شیعہ، نسل میں اضافہ کے لیے مثالی جدوجہد کر رہے ہیں، یہ جلدی شادی کرتے ہیں اور زیادہ بیویاں کرتے ہیں۔ جب کوئی قطیف شہر میں داخل ہوگا اور اس میں چکر لگائے گا تو وہ یہ بینر لگے دیکھے گا، شادی کی مبارک بادیں اور تہنیتی پیغام ان پر لکھے ہوئے ہیں۔ ایک ایک رات میں قطیف شہر میں ان کی اجتماعی شادیوں کا عید کی مانند اجتماع ہوتا ہے اور اجتماعی شادیاں کر رہے ہیں، ان کے مہر جان میلے پر ایک رات میں (۲۶) شادیاں اور مختصر ہوئیں۔ سیہات میں (۲۱) نوجوان جوڑے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے اور دوسرے مہر جان میں (۲۷) جوڑے تھے، تیسرے میں (۳۳) نوجوان شادی کے بندھن میں آئے چوتھے مہر جان میں تقریباً سو دلہنوں اور دلہوں کی شادی ہوئی۔ ان تمام شادیوں کا اعلان اخبارات کرتے ہیں اور بڑے ہی متکبر و احتشام کے ساتھ ان کا ذکر کرتے ہیں اور ان کی تعریف کرتے ہیں، یہ انتہا درجہ کی غفلت اور تباہ کن سادگی ہے۔ جامعہ ملک فیصل میں بھی، دام اور احساء میں بھی شیعہ موجود ہیں اور یہ مضبوط علمی خصوصیات اور ڈگریاں حاصل کرنے کی فکر میں ہیں، یہ لغت عربی کے شعبہ میں پڑھتے ہیں اور جامعہ کے برآمدہ میں یہ اپنے اجتماعات کرتے ہیں اور جامعہ کے

ہائٹز میں بھی ان کے اجتماع ہوتے ہیں اور جامعہ کی محدود جگہوں پر یہ نماز پڑھتے ہیں اور بعض لیکچراروں پر اعتراضات بھی کرتے ہیں اور بعض شیعہ طلباء ہففلٹ بھی تقسیم کرتے ہیں جو کہ ان کے عقائد کے ترجمان ہوتے ہیں اور ان کے چینی مرکز میں شادیوں کے اعلان بھی ہوتے ہیں اور یہ باہر سے آنے والے طلباء کو اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہیں، انہیں جب سعودیہ میں موقع ملے اپنے باطل مذہب کی دعوت دیتے ہیں۔ سعودی شیعوں نے بہت سارے شعبوں میں دخل اندازی کر رکھی ہے۔ وزارت میں، حکومتی اداروں میں اور فوجی اداروں میں انہوں نے دخل اندازی کر رکھی ہے۔ بعض اداروں میں ان کی اکثریت ہے، وزارت صحت میں، وزارت زراعت میں، وزارت بجلی و ڈاک اور ٹیلی فون میں اور وزارت اطلاعات وغیرہ میں ان کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ آرا کو کمپنی میں یہ کافی تعداد میں موجود ہیں۔

فوجی شعبہ، ٹریفک پولیس اور شہری دفاع میں بھی شیعوں کی تعداد موجود ہے، بحری فوج میں بھی موجود ہیں اور بڑے بڑے اہم عہدے ان کے پاس ہیں اور شعبہ تعلیم میں بھی یہ کم نہیں، تدریس، عدالت، وکالت اور طلباء کی رہنمائی کے شعبوں میں بھی یہ کام کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں سعودی شیعوں کی علاقہ تجارتی سرگرمیاں ہیں، یہ صرف قطیف شہر کی سطح تک ہی نہیں، دامام، جمیل وغیرہ شہروں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ ہم دعا گو ہیں اللہ سعودیہ کو اور شرف سے نوازے اور اس کی حفاظت فرمائے۔ سعودی شیعوں میں دولت مند تاجر بھی ہیں۔ ان کی صنعتیں اور کمپنیاں میدان تجارت میں چمک دمک دکھا رہی ہیں۔ ایک وطنی روٹی کی کمپنی ہے۔ یہ روٹی تیار کر کے البان مضافات میں بھیجتی ہے اس کا مالک شیعہ ہے۔ اس کا نام عبداللہ مطرود ہے۔ ایک جوا کمپنی ہے یہ بھی شیعہ کی ملکیت میں ہے جو کہ احساء میں رہتا ہے اس کی تیار کردہ کھانے پینے والی اشیاء پورے سعودی عرب میں پھیلی ہوئی ہیں۔ سیہات کے نام سے ان کی کمپنی ہے یہ حکومتی سطح پر مشہور کمپنی ہے۔ ایک ابو خمیس کمپنی ہے یہ بھی کئی قسم کی تجارتیں کر رہی ہے۔ شیعوں کے صاحب ثروت لوگ تجارتیں کر رہے ہیں اور لمبے چوڑے مال سمیٹ رہے ہیں اور مشرقی علاقہ میں سونے کی تجارت بھی یہ کر رہے ہیں۔ سبزی منڈیاں مشرقی علاقہ میں زیادہ تر شیعوں کے تصرف میں ہیں اور ان کے ہاتھوں گروی ہیں۔ اس لیے یہ حیرانگی کی بات نہیں، تعزیر کے دنوں میں پھلوں اور سبزیوں کے بھاؤ چڑھ جاتے ہیں۔ خصوصاً (۱۰) محرم کو جب یہ ہے کہ ان میں بڑی تعداد میں شیعہ ہوتے ہیں یہ اس دن خرید و فروخت سے چھٹی کرتے ہیں یہی صورت حال کھجوروں کی تجارت میں ہے۔ مدینہ منورہ میں احساء کے علاقہ کی زیادہ تر کھجوریں شیعوں کے ہاتھ میں ہیں۔ کیونکہ ان کی وہاں

آبادی زیادہ ہے اور گنہ گجور جو کہ مدینہ ہی میں پیدا ہوتی ہے یہ بھی ان کے ہاتھ میں ہے۔ احساء اور قطیف زیادہ زرخیز ہیں اور گنہ گجور اگرچہ مدینہ میں ہی پیدا ہوتی ہے مگر جہاں یہ پیدا ہوتی ہے مدینہ کے اس علاقہ میں زیادہ تر شیعہ ہی رہتے ہیں۔

مزید نہیں.....! پچھلی منڈی جو مشرقی علاقہ میں ہے یہ بھی ان شیعوں کے زیر اثر ہے۔ قطیف میں پچھلی بازار سارے سعودیہ کا مرکز ہے۔ یہاں یہی شیعہ تجارتی جگہوں بڑی بڑی دکانوں اور ڈپنسریوں اور تجارتی مراکز اور پیکریوں اور طبع خانوں اور مختلف کمپنیوں کے مالک ہیں۔ اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ اس مشرقی علاقہ میں جو پریشان کن چیز ہے وہ یہ ہے کہ اس علاقہ میں سنی علماء کی بہت قلت ہے۔ تھوڑی تعداد میں ہیں، قطیف میں شیعوں کے بڑے بڑے علماء رہتے ہیں۔ ان کے ہاں طلباء اور پیر و کار لوگوں کی تعداد اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہی ہے۔ قطیف کی ہر بستی میں شیعہ عالم موجود ہے اور شیعوں کے نزدیک مقدس اور صاحب مرتبہ واعظ جو ہیں وہ بھی موجود ہیں۔ سعودیہ میں کئی جگہیں ایسی ہیں جن میں ان کے حسینی مراکز ہیں اور شیعہ امام بارگاہ ہیں، جب آپ کو موقع ملے اذان کے وقت قطیف میں داخل ہوں تو احمد ان علما دلی اللہ اور حجتی علی خیر العمل کی صدائیں آپ کے کانوں میں گونجیں گی۔ ان امام بارگاہوں میں یہ ٹولیوں میں بیٹھے ہیں رانوں پر ہاتھ مار رہے ہیں، کربلا کی کنکریوں پر سجدہ کر رہے ہیں اور اپنی نماز اپنے طریقہ پر ادا کر رہے ہیں، یہاں ان کی مسجد زہراء ہے۔ مسجد عمار بن یاسر ہے، مسجد امام حسین ہے، مسجد امام علی ہے، مسجد قلعہ ہے، مسجد عباس ہے۔ ان کے حسینی مرکز ان کی اطلاعات کے منبر تصور کیے جاتے ہیں اور سعودی شیعوں کے لیے ایک کشادہ مجمع گاہ ہیں ان میں یہ شادیاں ملے کرتے ہیں۔ خوشیاں مناتے ہیں، تعزیر کرتے ہیں ان کی بہادری پر انہیں اکساتے ہیں، ان میں سنی لوگوں کے خلاف انتقام کی آگ بھڑکاتے ہیں۔

جوابات حیران کن ہے وہ یہ ہے کہ ان کے حسینی مرکز ایک ایک قبیلہ میں ایک ایک سے بھی زیادہ تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہاں نذرانے پیش ہو رہے ہیں اور ان پر پاکیزگی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ یہ مراکز، حسینہ زہراء ہیں۔ سیہات میں حسینہ امام مظفر ہے اور حسینہ الناصر ہے، قطیف میں حسینہ الزائر ہے۔ حسینہ امام زین العابدین ہے حسینہ الرسول الاعظم ہے۔ جو عجیب تر بات ہے وہ یہ ہے کہ بہت سارے حسینی مرکز حزب اللہ البانی کی سپورٹ کرتے ہیں ایک خفیہ راز دار نے بتایا کہ ہر سعودی شیعہ ان حسینی مراکز میں آتا ہے اور جو کچھ وہاں ہوتا ہے وہ سنتا ہے، واعظ کے پاس بیٹھتا ہے، اس کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے، ان کے مذہب کی ابتدائی خرابیاں جو ان کے بڑے چھوٹے، مرد و عورت کے دلوں میں

ہوتی ہے وہ مضبوط کرتا ہے۔

شیعہ کی ہر بستی میں فلاحی ادارہ ہے۔ جو بے شمار منصوبہ جات پورے کرتا ہے اور شیعوں تک اعانت پہنچاتا ہے، احساء میں یہ فلاحی ادارہ ”جمعیت العمران الخیریہ“ کے نام سے ہے، دوسرا ادارہ ”جمعیت المواساة الخیریہ“ ہے۔ ایک ”جمعیت البطالیہ“ ہے۔ یہ فلاحی ادارے بہت سارا تعاون کرتے ہیں، شادی کے لیے تعاون کرتے ہیں، عوامی مفادات میں کام کرتے ہیں، خصوصاً جہاں شیعہ رہتے ہیں وہاں بڑا خیال رکھتے ہیں اور حسینی مرکز بناتے ہیں، مردوں کے لیے غسل خانے اور قبرستان کی اصلاح کرتے ہیں۔ شیعہ تنظیم مختلف آلات بھی خریدتی ہے، کمپیوٹر، ٹائپ رائٹر، درزی کا کام علاوہ ازیں ریاض الاطفال کے نام سے مدارس قائم کرتے ہیں اور ان کا بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ یہ ادارے بیماروں کا بہت خیال رکھتے ہیں اور انہیں علاج و معالجہ کی سہولتیں مہیا کرتے ہیں۔ ان خیراتی اداروں کے اخراجات (۲) ملین، تین سو اکیاسی ہزار ریال ہیں خیراتی ادارہ ”المصنوع الخیریہ“ جو کہ احساء میں ہے پچھلے سالوں میں سے ایک سال اس نے (۲) ملین چھ لاکھ ریال خرچ کیے ہیں۔ سعودی شیعوں کا عقیدہ وہی ہے جو دنیا کے دوسرے شیعوں کا ہے۔ یہ شرک اور بت پرستی کے عقیدہ پر ہیں اور قبر پرست ہیں۔ توحید کے ملکوں میں یہ اپنے شرکیہ مظاہر اور بدعات علی الاعلان سرانجام دے رہے ہیں اور یہ قبروں کو پختہ کرتے ہیں اور انہیں قبہ نما بلند بناتے ہیں اور ان پر عمارتیں تعمیر کرتے ہیں اور میت قبر کے قریب فوت شدہ کی فوٹو رکھتے ہیں اور کبھی قبر پر فاتحہ پڑھتے ہیں اور اس پر ستون بناتے ہیں اور بعض قبروں پر علم گاڑ دیتے ہیں۔

قطیف کے ایک گاؤں میں ایک قبر ہے ان کا خیال ہے وہ مسیح علیہ السلام کی قبر ہے، اس پر انہوں نے علم گاڑ رکھا ہے اور اس کی ایک جانب انہوں نے نماز کے لیے جگہ بنا رکھی ہے اور اس کے قریب ایک باکس سامنا رکھا ہے اس میں شرکیہ ورد و وظائف اور تسبیحات ہیں۔ اور ایک باکس ہے یہ قبر کے نذرانوں کے لیے ہے اس قبر کے نزدیک اور بھی چوڑے کچے پکی قبریں موجود ہیں۔ قطیف اور اس کے ارد گرد کی تمام قبریں ایک مناسب ترتیب سے ہیں۔ سعودی شیعہ قبروں اور حزاروں کی تصاویر بھی پھیلاتے ہیں اور ان کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔ جیسا کہ کاعظم کا روضہ ہے، علی اور باقر کا روضہ ہے، حسین علیہ السلام کا روضہ ہے۔

یہ تصاویر رنگین ہوتی ہیں انہیں بازاروں میں اٹھائے پھرتے ہیں اور سرعام فروخت کرتے ہیں۔ اپنے علماء اور مجتہدین کی تصاویر بھی دست بدست لیتے ہیں جیسا کہ خمینی اور خامنئی ہے اور انہیں حاصل کر کے اور گھروں اور دکانوں میں لٹکا کر اور فروخت کر کے فخر کی کمانی تصور کرتے ہیں یہ سکرز بھی

فروخت کرتے ہیں جن میں ان کے ائمہ کے نام، جائے پیدائش اور وفات لکھی ہوتی ہے۔ اور جہاں کی مقبرے ہیں وہ مقامات لکھے ہوتے ہیں۔ یہ زیارت و زیارتیں اور انور اور بھی روشن کرتے ہیں اور بیسز بھی لگاتے ہیں اور حلوئی بھی تقسیم کرتے ہیں اور اپنی حسینی مراکز میں پتھر کے لیے مجالس بھی منعقد کرتے ہیں اور اپنے مذہبی تہوار بھی مناتے ہیں۔ جیسا کہ نصیر خیم کی عید اور امام کی ولادت کی خوشی کا دن ہے۔ یہ سیاہ جھنڈے لہراتے ہیں، قصائد پڑھتے ہیں اور ایسے بیسز لگاتے ہیں جن پر آہ و بکاہ کے الفاظ تحریر ہوتے ہیں۔ حضرت حسین ؑ اور دیگر شیعہ اماموں کی وفات پر غم و اندوہ کا اظہار کیا ہوتا ہے۔ ایک بیسز پر یہ لکھا تھا:

یا حسین الدنیا بعد فراقت مظلمة
”اے حسین دنیا تیری جدائی کے بعد اندھیرا۔“

شیعوں کی گھنی آبادیاں

سعودی عرب میں شیعہ مختلف علاقوں میں پائے جاتے ہیں اور کہیں زیادہ ہیں کہیں کم ہیں۔ یہ منورہ میں شیعوں کی متعدد جماعتیں ہیں۔ ان میں سے ایک ”نخاولہ“ ہے ان کی اکثریت اثنا عشری شیعوں پر مشتمل ہے۔ یہ مسجد نبوی کے جنوب میں رہتے ہیں اور جنوب مشرق میں زیادہ ہیں۔ ان کے ہاں جلدی شادی کرنے کی وجہ سے اور اجتماعی شادیوں کی بناء پر ان میں شادی کی زیادہ سہولت کی وجہ سے ان کی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ”نخاولہ“ مختلف قبائل میں پائے جاتے ہیں۔

شریم، خوالدہ، دراوٹہ، دواویہ، محاربہ، قارہ، اصابعہ، زدابہ، وٹہ، زیرہ، جرافہ، محاریف وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔

بعض القاب اور نسبتیں ایسی ہیں جنہیں نخاولہ استعمال کرتے ہیں اور سنی لوگ بھی وہ نسبت رکھتے ہیں۔ ہم ان کی وضاحت کیے دیتے ہیں تاکہ فریب خوردگی سے محفوظ رہ سکیں۔ اور شیعہ دھوکہ دہی اور جھوٹ کا جال بننے پر درپردہ جوابی پرسکون انداز میں سرگرمیاں جاری رکھ سکتے ہیں ان سے آگاہ ہو سکیں۔

(الحل)..... یہ لقب اہل سنت استعمال کرتے ہیں۔ نخاولہ میں بھی یہ نسبت پائی جاتی ہے یہ دواویہ کی ایک قسم میں سے ہے۔

(الحربى)..... یہ اہل سنت کے قبائل استعمال کرتے ہیں نغاولہ بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ دھوکہ دینے کے لیے الحربى حاء پر زبر سے پڑھتے ہیں۔

(انخمیری)..... یہ فہم کے کچھ سنی قبائل استعمال کرتے ہیں۔ مگر نغاولہ شیعہ بھی یہ نسبت لگاتے ہیں۔

(العیسائی)..... یہ حضری اہل سنت استعمال کرتے ہیں لیکن نغاولہ شیعہ بھی استعمال کرتے ہیں۔ (الصانی)..... (الصاوی)..... (المدنی)..... (المالکی)..... (السمیری)..... (الجرید)..... یہ ساری نسبتیں سنی استعمال کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ نغاولہ شیعہ بھی انہیں استعمال کرتے ہیں، مدینہ کے بعض شیعہ قبائل میں نغاولہ شیعوں کی تعداد بہت کم ہے، ان میں تشیع بعد میں آیا ہے۔ ان کے آباء و اجداد زیادہ تر سنی تھے۔ جہالت اور مالی لالچ اور سخت غربت نے انہیں شیعیت کی طرف مائل کیا اور شیعہ ان سے حسن سلوک کرتے تھے جس کی وجہ سے یہ شیعہ بن گئے۔ تاہم دیگر قبائل کی یہ نسبت یہ قلت میں ہیں۔ ان کے زیادہ تر رشتہ دار اب بھی سنی ہیں، حرب قوم کا قبیلہ عوف جو ہے ان کی تعداد اس میں بہت کم ہے۔ قبیلہ ”کلی“ میں تھوڑی سی زیادہ ہے۔ یہ حرب کے قبائل میں سے سب سے بڑا قبیلہ ہے۔ اس میں چند شیعوں کے قصہ خواں ہیں وہ بھی چند گھر ہیں۔ زیادہ تعداد اور زیادہ آبادی سنیوں کی ہے۔ (الحمد للہ علی ذالک)

بنو عمر قبیلہ میں اہل تشیع زیادہ ہیں۔ تاہم اگر مجموعی تعداد کا موازنہ کیا جائے تو یہ معمولی ہیں۔ لیکن ان کی خطرناکی یہ ہے کہ یہ سنیوں کے ناموں پر نام رکھ کر ناداں آدمی کو گمراہ کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ مشہدی شیعہ بھی ہیں۔ یہ مکہ، مدینہ کے قریب پائے جاتے ہیں یہ تعداد میں بہت ہی کم ہیں محمد بن عیسیٰ مشہدی ان کا سیکرٹری ہے۔ مدینہ میں بڑے بڑے اشراف شیعہ ہیں۔ نغاولہ کے بعد ان کی تعداد ہے۔ یہ بنو ہاشم میں سے سادات ہیں۔ ایک قسم سنیوں کی ہے اور ایک قسم شیعوں کی ہے۔

”سوارچیہ“ میں ایک بستی انہی اشراف کی ہے، یہ مدینہ منورہ کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مکہ مکرمہ، جدہ، طائف اور سعودیہ کے جنوبی علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ احساء، قطیف میں زیادہ ہیں۔ مکہ، مدینہ، جدہ میں کم ہیں۔ ان میں سے زیادہ کے رابطے حزب اللہ لبنانی کے ساتھ ہیں۔ ریاض میں اسماعیلی مکارمہ شیعہ پائے جاتے ہیں۔ سعودیہ کے جنوب الحمیمہ میں پائے جاتے ہیں اور نجران شہر میں بھی محمد و تعداد میں شیعہ موجود ہیں۔



دوسری بحث.....

1971/11/30ء میں حکومت ایران نے فوجی حملہ کیا اسے برطانیہ کی حمایت حاصل تھی۔ اس نے ان عربی جزیروں پر حملہ کیا تھا۔ طمہ کیمری اور طمہ صغریٰ پر حملہ کیا یہ دونوں راس الخیمہ کے ماتحت تھے۔ تیسرا جزیرہ ابو موسیٰ ہے جس پر حملہ کیا۔ یہ شارجہ کے زیر اثر تھا اس کے رہائشیوں کو ساحل عمان کے ملک امارات میں دھکیل دیا حکومت ایران نے بحرین کی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ یہ تینوں جزیرے ہمارے حوالہ کر دے قبضہ کرنے کے باوجود تین ماہ بعد یہ مطالبہ پورا ہوا تھا۔ یہ بھی تجارت کی صورت میں ہوا۔ خلیج سے برطانیہ کے جانے (۴۸) گھنٹے بعد ان کا قبضہ دیا۔

یہ جزیرے ساخت یا آبادی کی کثرت کے لحاظ سے اہم نہ تھے ہر مزرکی تنگنائے کی وجہ سے یہ تجارتی موقع دحل کے لحاظ سے یہ نہایت ہی اہم تھے۔ (۷۵ فیصد عالمی تیل یہاں سے ہو کر جاتا ہے ۱۸ فیصد متحدہ امریکہ ریاستوں کا اور یورپ کا ۵۲ فیصد)، جو ہیں ہر (۱۱) منٹ بعد تیل کی سب سے بڑی نقل و حرکت اسی ہر مزرکی تنگنائے سے ہو رہی ہے، یہ سب کچھ ایرانی فوجی دستوں کی حمایت و نگرانی سے ہو رہا تھا۔ اس تنگنائے کا حدود اور بحر میں میل ہے عراقی، کویتی، سعودی اور قطر کے تیل کے ٹینکر یہیں سے گزرتے ہیں علاوہ ازیں ابوظہبی کے تیل کی گزرگاہ بھی یہی تھی۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تینوں جزیرے ایران کے لیے کس قدر اہم تھے اور بعض عرب جزائر ایسے تھے جنہیں ایران نے بغیر کسی مداخلت کے قبضہ میں لے لیا تھا۔ ایک جزیرہ مڑی بھی انہی میں سے ہے جو ابوظہبی اور شاہجہ کے درمیان واقع ہے۔ یہ ۱۹۶۴ء کی بات ہے وہاں انہوں نے ایک اہم جنگی ائرپورٹ بھی بنا رکھا ہے۔ ۱۹۵۰ میں جزیرہ ہنگام پر جو کہ راس الخیمہ کے قریب ہے اس پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ اسی طرح ایرانی شیعوں نے جزیرہ الغنم، جو کہ عمان کے تابع ہے اس کے تجارتی لحاظ سے اہم ہونے کی بنا پر اس پر قبضہ کر لیا۔

فارسی تمام حکومتیں یہ پختہ یقین رکھتی ہیں کہ خلیج فارس، شط العرب سے لے کر مسقط تک اس کے جزیروں سمیت اور بندرگاہوں سمیت، سارا فارس ان کا ہے۔ کیونکہ ان علاقوں کو فارسی کے علاقے کہہ کر منسوب کیا جاتا ہے، لہذا یہ ہمارے ہیں عربوں کے نہیں۔ چودہویں ہجری کے آغاز میں ایرانی شیعوں نے اسی اعتقاد کے پیش نظر لڑنا شروع کر دیا تھا۔ بحرین میں ایرانیوں کی تنظیم کا سربراہ جسے گھوم کے نام سے پکارتے ہیں یہ برطانیہ کے دارا اعتماد میں باورچی کا کام کرتا تھا۔ یہ دس برسوں میں بڑے اہم

تاجروں کی فہرست میں آگیا ہے۔ بحرین کی حکومت میں جاگیر فروش ہے۔ سلمان کی بندرگاہ میں بحری جنگی کشتیوں کا نمائندہ ہے۔

یعنی میں ایرانی شیعوں کی ایک جماعت ہے مگر اور برطانوی اس کالینڈر ہے۔ قطر میں تاج کو جاسوسی اور منصوبہ بندی کا مرکز قرار دیا گیا ہے یہ برطانوی دارالاعتماد میں باقاعدہ رابطہ رکھتا ہے۔ بعض ایرانی شیعہ ظلیج عربی میں تجارت کے میدان میں نمایاں ہیں، یہ بڑے نامور تاجروں میں شمار ہوتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔ بسیمانی، کاظمی، مزیدی، سلیمان حاجی حیدر دلاری اور اس کی اولاد، عبدالرضا اسماعیل اشکنائی، محمد صدیق ظلیل لاری، اکبر رضا، فریدونی، قبازد، معرنی، پوشہری، دشتی وغیرہ۔

ایرانی تاجر بڑی بڑی کمپنیوں پر چمائے ہوئے ہیں ایک کمپنی استیرا للمواد الخفہ ایسے ہے استیرا الخصار اور اعمال الصیرفہ قابل ذکر ہیں یہ ہر تجارت پر تسلط بنانے کے لیے کوشاں ہیں اور برآمد و درآمد اور بڑی پرانی فوڈ کمپنیوں پر ان کی نظر ہے علاوہ ازیں یہ رہائشی علاقوں اور زمینوں اور زرعی زمینوں اور جائے نمازی تجارت وغیرہ پر چھا جانے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔

ظلیج کی ریاستوں میں ایرانی شیعہ رہائش اختیار کرنے کے بہانے اسلحہ کی تجارت کرتے ہیں۔ 1961ء میں بحرین پر حملوں کے درمیان یہ انکشاف ہوا ہے کہ ایک شیعہ کے گھر کافی تعداد میں اسلحہ ہے جسے 'سردار' کہتے ہیں، ایک اور ایرانی کے گھر اسلحہ کی اطلاع ملی جو کہ ایک معمار تھا، بعد میں پتہ چلا کہ وہ ایرانی فوج میں ملازم ہے۔ 1965ء میں چار آدمیوں سے اسلحہ برآمد ہوا جو ایرانی شیعہ تھے یہ حکومت قطر میں داخل ہوتے ہوئے گرفتار ہوئے بعد میں ان کا معاملہ پردہ راز میں چلا گیا وجہ یہ تھی یہ اسلحہ ایرانی تاجروں کے لیے لایا گیا تھا جنہوں نے قطر کی شہریت اختیار کر رکھی تھی۔ اور یہ اعلیٰ سوسائٹی میں شمار ہوتے تھے۔

کویتی حملوں کے دوران 1965ء میں سالمیہ کے حملہ میں دھماکہ ہوا کہ وہاں پتہ چلا کہ ایرانی بیکری میں اسلحہ تھا۔ ایرانی ایک اور بیکری میں بھی اسلحہ چھپانے کا انکشاف ہوا تھا۔ علاوہ ازیں سمندری رستہ بھی اسلحہ سپلائی ہونے کا انکشاف ہوا تھا۔ یہ ظلیج میں موجود ایرانیوں تک پہنچایا جاتا تھا۔ دہلی اور بحرین میں اسلحہ کی سپلائی دوائیوں کے ہاکسوں میں بند کر کے کی گئی جو ایران سے آئے تھے بحرین کے بازار منامہ میں ایک دوائیوں کی دکان جس کا مالک جعفر تھا وہاں سے کافی تعداد میں اسلحہ پکڑا گیا۔

1964ء میں ایرانی ڈاکٹروں کی زمین میں جو کہ راس الخیمہ میں ان کے لیے مخصوص تھی اس کی ایک بھتی سے اسلحہ ملا یہ کوئی ڈیڑھ سو کے قریب افراد لگے ہوئے تھے کہ اس اسلحہ کو جمع کریں ڈاکروں سے

ملنے کے بہانے یہ اسلحہ پہنچاتے تھے، جسے منظم اور خفیہ طریقہ سے یہاں پہنچایا جاتا۔ 1965ء میں شیعوں کے حسینی مرکز سے جو قطر کے بحر میہ کے علاقہ میں تھا۔ فوج نے آدھی رات کے وقت چھاپہ مارا وہاں بیس آدمی ایرانی شیعہ جنگی مشینیں کر رہے تھے انہیں گرفتار کیا اور سارا اسلحہ ضبط کر لیا۔ انہوں نے حسینی مرکز کو بھی اپنی خفیہ، منکوک اور خطرناک سرگرمیوں کا مرکز بنا رکھا ہے۔ حکومت کویت میں شیعوں کی سرگرمیوں کی جستجو کی گئی ہے کہ یہ اپنے منصوبوں کی تکمیل میں بہت قریب ہو چکے ہیں، حالانکہ انہوں نے لمبی مدت کے لیے بنائے تھے ان کی بائیس امام بارگاہیں ہیں اور شیعوں کی یہ امام بارگاہ صرف نماز کے لیے نہیں ہوتی وہاں ان کے اجتماعات ہوتے ہیں نشر و اشاعت کا ادارہ ہوتا ہے اور اس میں، متعدد کیشیاں ہوتی ہیں جو ان کے خاص و عام معاملات کو منظم کرتی ہیں وہاں کتابیں تقسیم کرتے ہیں اور شیعہ لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ جو ان کے گمراہ کن نظریات کا پرچار کرتا ہے۔

کویت میں شیعوں نے صرف اپنی امام بارگاہوں پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے قلعہ نما حسینی مراکز تعمیر کر رکھے ہیں مختلف علاقوں میں ان کے تقریباً ساٹھ سے زیادہ حسینی مراکز ہیں۔ وعیہ میں دس سے اوپر ہیں نجد الجار میں نو سے اوپر ہیں عبداللہ سالم کے علاقہ میں دو حسینی مراکز ہیں منصورہ میں دس سے اوپر ہیں شرق کے علاقہ میں سولہ سے اوپر ہیں صلیحات میں بارہ سے اوپر ہیں۔

علاوہ ازیں کویت میں شیعوں کے طبع خانے ہیں جو کتابچے اور پمفلٹ تقسیم کرتے ہیں اور یہ مفت بانٹتے ہیں۔ اور یہاں کمرے بھی موجود ہیں جہاں کویت کے باہر سے آنے والے شیعہ ٹھہرتے ہیں۔ کویت میں شیعوں کے ادارے اور تنظیمیں بھی ہیں جیسا جمعیت الثقافۃ الاجتماعیہ ہے جو حولی کے علاقہ میں ہے یہ کویت کی تنظیم الشہاب کی سرپرستی کرتی ہے ایک شیعوں کے میٹرک کے طلباء اور علمی اداروں کی تنظیم ہے یہ اس کی بھی سرپرستی کرتی ہے۔

یہ جائیدادیں، عمارتیں بھی خریدتے ہیں ان کا مقصد ہے کہ ان کے اپنے محلے ہوں یہ سنیوں سے بڑی مہنگی قیمت پر مکانات خریدتے ہیں یا گھروں کا تبادلہ کرتے ہیں اور جائزہ ناجائز ہر حربہ اختیار کرتے ہیں صرف اس لیے کہ یہ اپنا خاص محلہ بنائیں۔ انہوں نے اپنے غرباء شیعوں کو چند سالوں میں اپنے پاؤں پر کھڑا کیا ہے، اسی لیے کہ ہمارے مستقل محلے بن جائیں جہاں شیعوں کے علاوہ دوسرا نہ رہتا ہو۔ ان کی ان منصوبہ بندیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ یہ طلیح عرب میں وزنی حیثیت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ بحرین میں یہ تقریباً 50/100 ہیں۔ دہلی اور دہلی اور شارجہ میں 30/100 ہیں کویت میں 20/100 ہیں۔ عراق میں 50/100 ہیں۔

یمن کے شیعہ

1990ء میں یمن کے متحد ہونے کے بعد اور اس کی سیاسی، ثقافتی اور فکری فتح کے بعد ایران کے سفارتکاری کے ذریعے یہ جستجو کی کہ شیعہ کا کونسا قبیلہ زیادہ اہم ہے۔

تو اسے پتہ چلا کہ گروہی اور سیاسی اعتبار سے دہم قبیلہ زیادہ مناسب ہے۔ اس میں شجاعت و سرکشی پائی جاتی ہے اس کے علاوہ ان میں شیعہ پڑٹ جانے اور آل حمید الدین کے حکم پر کٹ مرنے کا شدید جذبہ پایا جاتا ہے، مصری فوجوں کی صفوں میں ان کے ائمہ نے ہی خونریز جنگ لڑی تھی اور صنعا شہر کے محاصرہ میں یہی پیش پیش تھے اور اس قبیلہ نے بھاری اور ہلکا اسلحہ چلانے کی مشق بھی لے رکھی تھی۔ طیارے گرانا ٹینک تباہ کرنا اور ہر قسم کے اسلحہ چلانے کی انہیں مشق تھی اور سعودیہ کی سرحدوں پر جسے ایران اپنا سب سے بڑا دشمن تصور کرتا ہے یہ حساس قسم کے لوگ تھے۔ اور یہ دہم قبائل، اسماعیلی یا م قبائل کے پڑوس میں رہتے تھے اور نجران جو کہ سعودیہ کا علاقہ ہے اس میں موجود نملہ شیعہ قبائل کے بھی قریب تھے۔

سرحدوں میں قریب ہونا، عادات و رسومات میں نزدیک ہونا اور نسب میں ملاپ، نے دہم قبائل کا ایران سے گہرا تعلق بنا دیا ہے۔ ایران نے مسلح افواج جو کہ شجاعت اور شیعیت اور تربیت میں بہت مضبوط ہے جمع کر رکھی ہے، انہیں ڈالریا پھر شیعہ افکار کی غذا دی جاتی ہے اور انہیں اثنا عشری عقیدہ میں رنگا جاتا ہے اور انقلاب ایران کے مقاصد اور ابتدائی باتیں بتائی جاتی ہیں۔ یمن میں موجود شیعوں اور ایران کے درمیان سفارتی رابطہ رہتا ہے۔ یہ سفارت کار ”دہم“ قبائل تک پہنچتے ہیں۔ ان کے پاس دعوت کے متعلق تمام وسائل ہوتے ہیں، یہ شیعہ عقائد کا بیج بوتے ہیں اور ایرانی انقلاب کے مقاصد سے آگاہ کرتے ہیں۔ یہ شیعہ قافلے جوف عالی کے مقام کو اپنا مرکز قرار دیتے ہیں اور اپنے دینی خیالات لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ متون جگہ شیعوں کا سب سے بڑا گڑھ ہے۔ ”مطعمہ، مصلوب، زاہر، حمیدات“ یہ سارے زون دہم قبائل کے ہیں اور قریب قریب ہیں۔ یہ ان میں اپنے نظریات کی تبلیغ کرتے ہیں۔

(۱)..... شیعہ یہاں بڑی تعداد میں کتابیں پمفلٹ اور مفت کمیشنیں تقسیم کرتے ہیں اور انفرادی دعوت کے پردہ میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور محمد بن وہاب رحمہ اللہ پر تنقید کرتے ہیں اور لکچر دیتے ہیں ان

کا عنوان یہ ہوتا ہے، وہابیہ اور یہودیہ کے عقائد میں رابطہ، شیعوں نے نجران میں اسماعیلی مکارمہ کی تحریک کے دوران یمن میں اس عنوان والی کیسٹ کو بہت زیادہ تقسیم کیا تھا۔ اس کے جواب میں یہ سنی علماء نے ثابت کیا کہ فوجی تعلقات شیعوں یہودیوں کے درمیان ہیں۔ شیعوں نے اس موضوع پر بھی کیسٹ تقسیم کی۔

الارهاب الوهابی فی العالم الاسلامی۔ اور یہ کتاب بھی تقسیم کی۔ الوهابیہ وخطوطها فی مستقبل الیمن السیاسی۔ اور کشف الارباب فی اتباع محمد بن عبد الوهاب۔ اور ابن فقیہ النفط اور ایک کتاب۔ صاعقه العذاب فی الور علی محمد بن وھاب۔ اور الوھابیہ فی صورتھا الحقیقہ اور العزقہ الوھابیہ فی خدمۃ من وغیرہ

کتابیں تقسیم کی، جن میں کفر اور لعنت کے تیر برسائے گئے ہیں۔ نعوذ باللہ صحابہ کرام علیہ السلام پر لعنت اور علمائے سنت پر کفر کی بوچھاڑ کی گئی اور انہوں نے اپنے بڑے بڑے علماء کے فتاویٰ بھی نشر کیے جن میں ان کے بقول پندرہ فرعونوں پر لعنت کی گئی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے لے کر یزید تک انہوں نے انہیں شمار کیا ہے۔ شیعہ نظر سے اور غصنی کی آراء کو پھیلانے کے لیے دیگر کتابیں بھی پھیلائیں۔

(۲)..... ایرانی سفارتکاروں نے شیعوں کے قبائل سے پانچ ذہین طلباء کا انتخاب کیا جو میٹرک پاس تھے، ان کے ساتھ ان کی بیویاں بھی تھیں، انہیں ایرانی سفارتخانہ کے اخراجات پر طہران میں حوزہ علمیہ میں پڑھنے کے لیے بھیجا انہوں نے چار سال شیعہ عقائد پڑھے اور ایرانی انقلاب کی آراء و افکار سے آشنائی حاصل کی اب یہ واپس لوٹے تو انہیں شیعہ عقائد کے متعلق سہارا دینے میں اس کا دفاع کرنے میں اور اسے پھیلانے میں جس مواد کی ضرورت تھی وہ اس سے آراستہ تھے۔

(۳)..... اسی طرح ایرانی سفارتخانے نے دسیوں طلباء کو صنعاء اور صنعہ میں جعفریہ فقہ میں علمی دوروں کے لیے بھیجا جو سال اور دو سال کا دورہ ہوتا تھا یہ سب اخراجات سفارتخانے نے اٹھائے تھے۔ انہیں شیعہ عقائد سے آگاہ کیا گیا اور انہیں اہل ترین داعی بنا کر بھیجا گیا۔

(۴)..... ایرانی سفارتخانہ ان کے ہر شیخ کی کفالت کرتا ہے، ان سے مالی تعاون کرتا ہے، ماہانہ پانچ سو ڈالر دیتا ہے اور ہر شیعہ داعی کو تین سو ڈالر اور ہر طالب علم کو سو ڈالر دیتا ہے۔

(۵)..... ایرانی سفارت خانہ اپنی دینی بیداری رکھتا ہے، شیعہ مجالس منعقد کرتا ہے۔ اور انہیں

مادی و معنوی سہارا دیتا ہے۔ عید غدیر غم ولادت علیؑ، شہادت حسینؑ کا انعقاد کرتا ہے اور ترویج دیتا ہے۔ شیعوں نے تین مراکز تعمیر کیے ہیں اور دولاہریاں ہیں اور کیشیں اس کے علاوہ ہیں اور ایک تربیت گاہ، متون مقام کے ایک پہاڑ میں ہے یہاں بڑے اور چھوٹے اسلحہ کی یہ تربیت لیتے ہیں۔ اور حکومت ایران اپنے سفارتخانہ کے ذریعے وسائل مہیا کرتی ہے، گاڑیاں وغیرہ دے رکھی ہیں، منشاء میں انہوں نے ایک مرکز طبی ایرانی قائم کر رکھا ہے جس میں جدید ترین تشخص کے ذریعہ مفت علاج کی تمام سہولتیں دی جاتی ہیں۔ ایران نے جو تحائف یمن کے شیعوں کو دیئے ہیں اس کے نتیجہ میں صورت حال یہ ہو چکی ہے کہ ان کے خطباء اور شیعوں کے داعی اپنے دروس کا افتتاح کرتے ہوئے اور اپنے خطبات کے آغاز میں سرعام اور کھلے طور پر صحابہ کرامؓ پر خصوصاً حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ پر اور سنی علماء سرفہرست ان میں شیخ عبدالعزیز بن باز اور ابن عثیمینؒ ہیں اور سعودی حکومت اور ان کے امراء پر لعنت کرتے ہیں۔ اب تو شیعوں کے علماء اپنے دروس اور لکچرز میں بالکل واضح اعجاز میں محمد بن عبدالوہابؒ کی دعوت کو اسلام کے لیے یہودیوں سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیتے ہیں۔ ان کے ایک شیخ عبدالکریم جد بان نے ایک کیسٹ کے ذریعے اس غبیث ترین اعلان کا اظہار کیا ہے۔ الحمد للہ دو کیسٹوں میں ان کا جواب دیا گیا ہے کہ شیعوں اور یہودیوں کے درمیان باقاعدہ رابطے ہیں۔

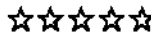
راقم نے یعنی مولف کتاب ہذا نے مزید بتایا ہے کہ شیعوں اور یہودیوں کے درمیان قوی رابطہ ہے اور ان کے عقائد ملتے جلتے ہیں اور اسلحہ کی خریداری میں ایران اور اسرائیل کا آپس میں باقاعدہ تعاون ہے۔

ان کی خیافت کا اعجازہ لگائیں صحابہ کرامؓ اور سنی علمائے کرام کو گدھوں، اور کتوں سے اشارے کرتے ہیں۔

اور یہ غدیر غم کے نام پر جو کہ ان کی سب سے بڑی عید ہے اسے دھم قبائل کے تین قبائل میں بپاکی ہے۔ اور یہ واقعہ ہی ان قبائل کی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے کہ ایرانی ثقافتی گردہ اس عید کی نگرانی کے لئے منشاء اور صعدہ میں آیا تھا۔ اور آٹھ ذوالحجہ کو صبح ہی یہ قبائل اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے مجلس ماتم بپاکی، قصائد پڑھے، اور انہوں نے اس دن کو ولایت علی اور حیدر علی کی دوستی کا دن قرار دیا اور جنہوں نے ولایت کو چھپایا۔ اور انہیں بے یار و مددگار کر دیا ایسے خاندانوں سے ہزاری کا دن قرار دیا ہے اور مجلس کے آخر میں انہوں نے ایک تصویر سی پیش کی جس پر حضرت معاویہ بن سفیانؓ لکھا ہوا تھا اور ایک دوسری تھی جس پر حضرت عمرؓ لکھا تھا۔ ایک اور تھی اس پر یزید لکھا اور انہوں نے حاضرین سے کہا ان

پر گولیاں اور پتھر برساؤ۔ وجہ یہ ہے کہ یہ انہیں اہل بیت کے غدار اور خائن تصور کرتے ہیں۔

سب سے بڑا خطرہ جو اسلام کے لیے لمحہ فکریہ ہے وہ انٹرنیٹ میں موجود ہے کہ یمن میں جو امریکی سفیر ہے یہ شیعوں کے دھم کے قبائل میں خود پہنچا ہے خصوصاً جو یمن کے شمالی علاقہ اور سعودی عرب کے جنوب میں ہیں قبیلہ کے سربراہوں نے اس کا پر جوش استقبال کیا ہے اور اس کی خوشی میں ہوائی فائرنگ بھی کی ہے۔ اور امریکہ نے اپنے سفیر کے واسطے سے سولین ڈالر اسلحہ کی صورت میں انہیں دیا ہے جس میں طیارہ شکن اور ٹینک شکن توپیں بھی ہیں اور ہر قسم کا اسلحہ بھی دیا ہے اور امریکہ نے انہیں اس اسلحہ کو چلانے کی تربیت بھی دی ہے اور اخراجات خود کیے ہیں اور یمن کے اس قبیلہ کے ہاں ایرانی بھی پہنچتے ہیں جو انہیں ٹریننگ دیتے ہیں۔



مصر کے شیعہ

شیعہ منظم طور پر مصر میں شیعیت پھیلانے میں محو ہیں۔ ایک جماعت، اخوت اسلامیہ، اس کی بنیاد ایک ہندی باطنی آدمی محمد حسن اعظمی نے 1937ء میں مصر میں رکھی تھی اور ”رقبہ غوری“ کو اس کا مرکز بنایا۔ لیکن یہ اپنے مقصد میں ناکام ہوا، پھر یہ کراچی منتقل ہو گئی۔ اسے دارالقریب بین المذاہب الاسلامیہ کے نام سے بنایا گیا۔

اس کی بنیاد ایک ایرانی شیعہ نے رکھی اسے محمد تقی قمی کہا جاتا تھا یہ 1364ھ کی بات ہے اس نے دھوکا دیا اور اہل سنت کے مصر میں چند علماء اس کے قریب آ گئے اور اس دارالقریب مجلس نے ایک ”اخبار“ رسالۃ الاسلام کے نام سے جاری کیا۔

اس رسالہ کے چار سال بعد اس ادارہ کے ایک رکن کو شک گزرا کہ اس کے مقاصد شیعوں کی حمایت ہے یہ شیخ عبداللطیف سبکی تھے انہوں نے رسالہ ”الازھر“ میں اپنی رائے شائع کر دی۔ اور سوال کیا اس ادارہ کو کون چلا رہا ہے وہ کون تھی ہے جو اتنے زیادہ اخراجات کرتا ہے۔ آخر یہ ادارہ بند ہو گیا اور سبکی نے اس ادارہ سے اظہارِ راء تعلق کر دیا۔ شیخ محمد عرفہ اور شیخ طہ سارکت نے بھی بیزار ی ظاہر کر دی۔

اس کے باوجود شیعہ مایوس نہیں ہوئے اس ادارہ کے بند ہونے کے بعد انہوں نے طالب رفاعی حسینی کو محروب بنا کر بھیجا اس نے خود کو مصر میں شیعوں کا امام قرار دیا عوام ان کے ادارہ سے شک میں مبتلا تھے اس کے باوجود انہوں نے قریب قریب ہونے کا راگ نہ چھوڑا انہوں نے ایک اور چال چلی کہ مصریوں کے دل میں اہل بیت کی محبت پختہ طور پر گھسیڑ دی اب وہی ادارہ شیعہ کی کتابوں کو نشر کرنے لگا۔ اور ان کی عیدوں کو پھیلانے لگا اور ان کے ابتدائی معاملات کی بشارت دینے لگا۔ انہوں نے ”معاذی“ کو اپنے عقائد کی دعوت کا مرکز قرار دیا اور اہل سنت میں اپنے گمراہ کن عقائد پھیلانا شروع کئے۔ بعد میں یہ جمعیت لوگوں کے درمیان شیعہ نقطہ نظر کو ظاہر طور پر لگی۔ اب ان میں ایک آدمی نمودار ہوا ہے محمد دربنی جو مصر کے شیعوں کا بڑا کھلوتا ہے، یہ ازہر کے شیوخ سے بھی بلند تر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا مطالبہ ہے کہ ازہر یونیورسٹی شیعہ کے حوالے کی جائے کیونکہ اس کا دعویٰ ہے اسے فاطمی شیعوں نے بنایا تھا اب تک یہ کیس چل رہا ہے۔

عراقی شیعہ

یہ بات یقینی ہے کہ ایران کی نظریں، عراق پر لگی ہوئی ہیں کیونکہ وہ اسے مقدس سرزمین قرار دیتے ہیں، اس میں کربلا ہے، کربلا ان کے نزدیک مکہ مکرمہ سے بھی کئی گنا بڑھ کر ہے اور وہاں ان کا نجف شہر ہے۔ یہاں ایران سے روزانہ ایک ہزار آدمی زیارت کے لیے آتا ہے۔ یہ بھی حکومت عراق نے تعداد کا پابند کر رکھا ہے اگر یہ نہ ہو تو پتہ نہیں وہاں کیا حال ہو۔

عراق اور بغداد میں شیعہ خود کو اکثریت ظاہر کرتے ہیں، حالانکہ یہ جھوٹ ہے اور جھوٹ بولنا ان کا دین ہے۔ یہ ہر جگہ اپنی اکثریت کا جھوٹا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ عراق میں جو اعداد و شمار سامنے آئے ہیں ان کی جستجو کے مطابق (40/100) ہیں یہ تب ہے جب کردی مسلمانوں کو بھی عراق میں شامل کریں ان کی (95/100) آبادی سنی ہے کیونکہ جنوبی علاقوں میں شیعوں کی آبادی بہت کم ہے اور بصرہ وغیرہ میں، حالانکہ وہاں سے شیعوں کے ظلم سے تنگ ہو کر بہت سارے سنی ہجرت کر چکے ہیں، اس کے باوجود آدمی آبادی سنی ہے۔ علمی ادارے اور ان کے دینی مدارس شیعہ عقائد پھیلانے میں حد درجہ متحرک ہیں، انہیں خصوصی تحفظ حاصل ہے، ان کا ہر عالم اور مدرس اپنے ادارہ کا خود کفیل ہے اور ان مدارس کا فتویٰ قابل اعتماد ہے اور یہ ادارے زیادہ تر نجف اور کربلا میں پھیلے ہوئے ہیں، ان مدارس میں طلباء کی تعداد محدود نہیں۔ غیر محدود ہے اور ہر وقت ان کا داخلہ کھلا ہے اور ہر عمر میں پڑھ سکتے ہیں۔ اور ان کی تعلیم پر توجہ مرکوز ہے کیونکہ عراق کی اندرونی کمائی کی بہ نسبت ان مدارس میں پڑھانے اور پڑھنے والوں کو امتیازات حاصل ہیں اور مدرسہ سے فراغت کے بعد بھی انہیں سہولیات میسر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان مدارس میں سے ہر مدرسہ تقریباً پندرہ سو کے قریب طلباء مستقبل طور پر زیر تعلیم رہتے ہیں اس کے مدرس کی تنخواہ کم از کم (۱۵۰) ڈالر ماہانہ ہے اور اپنی اور اپنے اہل خانہ کی دوائی مفت ہوتی ہے بلکہ سرجنی بھی مفت ہوتی ہے ہاں کوئی دوسری طرف سے اسے تعاون آجائے تو پھر وہ خود خرچ برداشت کرتا ہے۔ اور کئی مدرسین کو گاڑی اور ڈرائیور دیا جاتا ہے، رہائش دی جاتی ہے، ایران کو سفر کے مفت ویزے دیئے جاتے ہیں اور ہر مدرس شیعہ مذہب کی کتابوں پر مشتمل ایک بڑی لائبریری بھی تیار کر کے رکھتا ہے۔ طلباء کے

دعا کف ہوتے ہیں جو پچاس ڈالر کے قریب ہوتے ہیں۔ رہائش دی جاتی ہے، خواہ شادی شدہ طلباء ہوں یا غیر شادی شدہ ہوں۔ اور علاج معالجہ کی سہولیات اس کے علاوہ ہیں اور دائیں بائیں سیر کے لیے گاڑی کی سہولت مفت میسر ہے۔ جو چوتھے سال میں ہوتا ہے وہ تدریسی فرائض بھی سرانجام دیتا ہے اسے دیگر طلباء والے اخراجات کے علاوہ ماہانہ تنخواہ دی جاتی ہے۔ اور جو طلباء میں ممتاز حیثیت حاصل کرتے ہیں ان کی دلجوئی تو تصور سے بھی بالاتر ہے گویا وہ تو ایک کسریٰ بادشاہ ہے جسے تخت پر بٹھادیا گیا ہے۔ اور اس کی شادی میں پورا تعاون کرتے ہیں اور خفیہ اعلانیہ دست و تعاون اس کے ساتھ رکھتے ہیں، اسے دنیا کی ہر ضرورت سے بے نیاز کر دیتے ہیں، اس کے باوجود یہ حسب توفیق صنعت و حرفت بھی سیکھتے ہیں کہ کسی بھی ناگہانی مصیبت سے خبردار ماہوئیں اور روزی کما سکیں۔

بغداد اور دیگر علاقہ جات میں شیعوں نے جو غلبہ کی منصوبہ بندی کی ہے اس کی تعمیل کے لیے بغداد کے بازاروں میں آپ کو شیعہ ہی پھیلے ہوئے نظر آئیں گے۔ خاص طور پر بغداد کے جنوبی علاقہ میں جو لوگ ہیں یہ ایسے تاجر ہیں جو شیعوں کے دائمی ہیں اور ان کی تنظیم کے ہیں اور ایران کے سپورٹر ہیں۔ یہ شیعوں کی دینی رسومات کی تجدید کرتے ہیں اور انواع و اقسام کے کھانے بناتے ہیں اور ہر لہہ حسین، عیش فاطمہ، محضر عباس کے نام سے تقسیم کرتے ہیں۔ سنی لوگ ان سے نہایت ہی حسن نیت کے ساتھ معاملات کرتے رہتے ہیں۔ جو ان کی سادگی کی دلیل ہیں اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے خوب کمائی کی اور زر اور زن کے ذریعہ غالب آ گئے۔ مفاد کال کر سنیوں کو پس پشت ڈال دیا۔

عراقی شہروں پر قبضہ میں بھی ان کے تیار کردہ طریقے تھے۔ زمین خرید لی، بغداد میں جہاں شیعہ آبادی زیادہ تھی اس علاقہ میں گھر بسالیے۔ اگر آپ یہ کہہ دیں کہ فلاں زمین برائے فروخت ہے شیعہ خواہ کسی بھی جگہ بکھرے ہوں گے وہ اس علاقے کے گھروں کو پہلی ہی فرصت میں خریدیں گے۔ خواہ کتنی ہی زیادہ گراں قیمت کیوں نہ ہوں۔

عراق میں تجارتی منڈیاں اور خصوصاً بغداد کے بازار تو شیعوں کی آواز بن چکے ہیں کسی بھی تجارتی علاقہ سے گزریں شیعہ ہی بیٹھا نظر آئے گا اور بعض بازار تو مکمل شیعوں کے ہیں اگر ان کے ہاں کوئی باپردہ خاتون اور باشرع داڑھی والا نوجوان گزرے گا تو وہ شیعوں سے طعن و تشنیع اور طنز اور ہجویان انگیز بات سنے گا۔ اگر تم انہیں سلام بھی کہو گے تو وہ جواب نہ دے گا۔ اگر دے گا تو وہ عظیم کہے گا۔ جیسا کہ مسلمان یہودیوں کو عظیم کہتے ہیں گویا کہ تم ان کے لیے یہودی ہو۔ اگر کوئی سودا پوچھو تو سودا ہوگا مگر پرسکون انداز میں کہہ دیں گے یہ میرا نہیں میں فروخت نہیں کر سکتا۔ بلکہ اگر کوئی نوجوان مکمل ممتاز

و مسنون داڑھی رکھے ہوئے ہوا اس کی بات سن کر اسے بھڑکانیں گے تاکہ یہ جھگڑا کرے اور اسے زور و کوب کریں۔ نقل و حرکت اور مواصلات کے تمام شعبے ان کے زیر تسلط ہیں۔ اور حکومتی ذرائع مواصلات پر بھی ان کا ہی اثر ہے۔ بسیں اور چھوٹی کرایہ کی گاڑیاں اکثر ان کے تسلط میں ہیں۔ اور جو بھی ان میں سوار ہوان کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ اس تک آن کے باطل مذہب کی بات پہنچے، اگر بغداد میں کوئی انجمنی آجائے اور بازار میں چلے تو وہ یہی تصور کرے گا میں اکیلا ہی سنی ہو باقی سب شیعہ ہیں۔ جو بھی گاڑی کرایہ پر لیں اس میں علی بن ابی طالب اور آل نبی کی خود ساختہ جموٹی تصاویر لگی ہوں گی یا سیاہ علم لٹک رہا ہوگا۔ عراق کے بعض معروف خاندان ہیں یہ جنوب میں رہتے ہیں ان کے بعض افراد بھی شیعہ ہو چکے ہیں ان کے شیعہ مذہب میں آنے کی وجہ یہ ہوئی ہے، حالانکہ یہ سنیوں کے بیٹے ہیں انہیں عورت کے لالچ نے شیعہ بنایا ہے، نکاح حد کے روپ میں جو یہ نوجوانوں کے سامنے تعاون پیش کرتے ہیں تو سنی نوجوان بدست ہو کر شیعیت اختیار کر لیتے ہیں۔ اردن اور سواریا میں ایرانی سفارتکار اور ان کی سرگرمیوں سے متاثر لوگ شب و روز شیعہ مذہب پھیلا نے میں مصروف ہیں، اردن اور سواریا میں جو عراقی باشندے سفر کرتے ہیں ہم نے دیکھا ہے ان کے پاس شام کا کھانا میسر نہیں ہوتا۔ جب شیعہ مذہب میں آجاتے ہیں تو زمینیں خرید رہے ہیں، اجرت پردے رہے ہیں اور بڑے بڑے کالونی سینٹر تیار کر رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ عراق میں موجود شیعہ نوجوان انہیں ایران میں پڑھنے اور وفد کی صورت میں جانے کی ترغیب دیتے ہیں اور جنگی مشقوں اور فٹن جگ سے آگاہ کرنے اور اسلحہ چلانے کی ترغیب بھی دیتے ہیں اور مزید انہیں سفر اور عمارات کی زیارت پر راغب کرتے ہیں جیسا کہ حضرت جعفر طیار علیہ السلام کی قبر جو کہ اردن میں ہے اور سواریا میں سیدہ زینب علیہا السلام کی قبر ہے۔ اس طرح یہ نوجوان مکمل طور پر شیعوں کے پر جوش داعی بن کر عراق لوٹتے ہیں اور یہ فعال اور منظم ہو کر شیعیت پھیلاتے ہیں اور ان کے لیے یہ بات سونے پر سہاگہ ہے کہ اہم عراقی اداروں پر شیعوں کو غلبہ حاصل ہے۔ یہ دولت اور عورت کے سبب یہودیوں کی مانند چھا جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یہ چیز مشاہدہ میں آئی ہے کہ عراق میں گمریلو کلب ہیں اور بغداد میں کئی قسم کے کھیل کھیلے جاتے ہیں، جسے یہ انفرادی کھیل کا نام دیتے ہیں۔ کرائے، کوئنگ، فو، جوڈو وغیرہ ان کلبوں میں کھیلے جاتے ہیں، زیادہ تر تعداد خواہ سکھانے والا ہو یا سیکھنے والا ہو شیعہ کی ہے، ان کلبوں کے بارے میں ایک شیعہ سے پوچھا گیا جو کہ تربیت لے رہا تھا کہ تم یہ تربیت ان کلبوں میں کیوں لیتے ہو؟ تو اس نے کہا:

انهم يريدون ان يعودوا انفسهم على ضرب السنة بانفسهم لا

بالسلاح فالسلاح به موت سریع لا یشفی غلبہم
 ”ہم خود کو سنیوں پر کاری ضرب لگانے کے لیے یہ تیاری کر رہے ہیں ہتھیار سے موت
 جلدی واقع ہو جاتی ہے اس سے پیاس نہیں بجھتی اس طرح تڑپا کر مارنے میں مزہ آتا
 ہے۔“

اس کے برعکس جو شیعہ نوجوان شیعیت سے تائب ہو کر سنی عقیدہ میں داخل ہوتے ہیں انہیں
 گمروں سے نکال دیا جاتا ہے، ان کا خاندان ان کی شیعہ قوم ان سے مکمل ہائیکاٹ کر دیتی ہے اور انہیں
 واجب القتل قرار دیتے ہیں اور اگر ان میں شادی شدہ نوجوان ہو تو اس کی بیوی چھین لیتے ہیں ان سے
 ایسا سلوک کرتے ہیں جو کافر اور مرتد سے کیا جاتا ہے۔ عراق میں شیعوں نے اسلحہ خانہ بھی تیار کر رکھا ہے
 ۔ یہ مبالغہ نہ ہوگا حقیقت ہے کہ ان کے پاس اتنا بڑا اسلحہ خانہ ہے عالم اسلام کی بعض حکومتوں کے پاس
 بھی اتنا اسلحہ نہ ہوگا جب امریکہ نے عراق پر ایک کیا تھا تو یہ شیعہ اسلحہ کے بڑے بڑے ذخائر پر قابض
 ہو گئے تھے نیز ایران ان کی مدد کرتا ہے یہ شیعہ عراق میں ایران کی منظم فوج ہیں، عراق میں کوئی اسلحہ ہو سکتا
 مہنگا ہو اور زیادہ ہو یہ شیعہ فوراً خرید لیتے ہیں اور اگر آپ بغداد ہی کا جائزہ لیں اس میں ہر جگہ آپ کو اسلحہ
 کا ذخیرہ مل جائے گا، یہ بغداد شیعہ کی آبادی کا دھڑکندا دل ہے، یہ نام کو صدام کا علاقہ کہلاتا تھا، اصل
 شیعہ اس پر قابض ہیں، انقلاب یمن سے اٹھا تھا۔ یہاں کچھ لوگوں نے ایران سے جنگی ٹریننگ لی ہوئی
 ہے۔ شہری لڑائی سرکوں پر لڑی جانے والی جنگ اور جماعتوں سے لڑی جانے والی جنگ کی تربیت لے
 رکھی ہے اور اہم شخصیات پر قاتلانہ حملہ کی تربیت بھی انہوں نے لے رکھی ہے۔ سابق وزیر اوقاف عبد اللہ
 فاضل پر انہوں نے ہی قاتلانہ حملہ کیا تھا۔

عراقی شیعوں کے نزدیک نکاح متعہ:

حدہ عراقی شیعوں کے ہاں بھی عام ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ
 کرام رضی اللہ عنہم اور اصحاب المؤمنین رضی اللہ عنہم کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ شیعوں سے
 انتقام لے رہا ہے کہ ان میں اکثریت شرف اور عفت اور پاکدامنی سے محروم ہوتے ہیں۔ یہ گندے
 اور اپنے عقائد کی مانند تھڑے ہوئے بدبودار جسم والے ہیں (الجزء من جنس العمل) ”جیسا کام
 دیا انجام“

عراقی متعہ کو عام کرنے کے لیے نوجوانوں کو راغب کرتے ہیں مرد ہوں یا عورتیں ہوں ان

کادین انہیں ذرہ برابر نہیں روکتا۔ نہ ہی ان کا معاشرہ عار سمجھتا ہے۔ انہوں نے حصہ کے نام پر زنا خانے کھول رکھے ہیں۔ جو بھی ان کے ہاں حصہ اور اصل زنا کرنا چاہتا ہے وہ ان کے دفاتر میں آ جاتا ہے وہ اس کے سامنے ان بدکار عورتوں کی تصویروں کی الم پیش کرتا ہے، پھر بڑا اٹھتا ہے جسے یہ ”سید“ کہتے ہیں یہ ان کا بہتان بازی کا جھوٹا نکاح پڑھا کر زنا کا پرٹ دیتا ہے۔ یونیورسٹیوں میں ایسے ایسے جنسی حادثات پیش آتے ہیں کہ حیا سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ آب شرمندگی پیشانی کو شراہور کر دیتا ہے۔۔۔۔۔ پسینہ پونچھیں ذرا اپنی جبین سے۔۔۔۔۔

کتنی ہی دوشیزائیں ایسی ہیں جن کی بکارت دری اس نکاح حصہ کے باطل ہاتھوں سے سرزد ہوئی جسے عراق کے شیعوں کے شیوخ نے اپنی مگرانی میں رواج دیا ہے۔



افریقی شیعہ

1959ء میں شیعہ کی قیادت میں سرزمین فارس میں ایرانی انقلاب کا آغاز ہوا، دنیا میں شیعہ نے اپنے لیڈر پن کا اظہار شروع کر دیا۔ اور اس نے شیعیت کی نشر و اشاعت اور حمایت کی ذمہ داری اپنے کندھے پر ڈال لی۔ اس نے ایسے جذبات کا اظہار کیا جس سے نمایاں ہوتا تھا کہ یہ اپنے عقائد معصومہ ہستی تک پہنچائیں اور اعتقادات کا وسیع پیمانے پر چار کریں۔ ایران میں بیٹھ کر شیعوں کے لیے ممکن تھا کہ یہ دنیا کے مختلف کناروں میں اپنے مذہب کو پہنچا سکتے تھے۔ ان میں سے ایک مشرقی افریقہ کا علاقہ تھا جس میں شیعہ مذہب کی سرگرمیاں وسیع انداز پر پھیلائی جاسکتی تھیں پہلے اس میں سفارت کار اور ایرانی قونصلیٹ بھیجے تاکہ یہ جائزہ لیں کہ ان کے ضروری منصوبے یہاں کس حد تک پورے ہو سکتے ہیں اور خصوصاً اس نے ساحلی علاقوں اور مہبط وحی کا جزیرہ عرب جو ساحل افریقہ کے قریب ہے ان علاقوں میں نمائندے بھیجے تاکہ وہ جائزہ لیں اور یہ ایران کے شیعہ اسے اپنا مرکز بنائیں۔ اس میں سب سے پہلی چیز یہ تھی کہ اس علاقہ کی ثقافت اور تہذیبی مراکز کو قوت کیا جائے۔ ان مراکز سے پھر علمی مراکز، اجتماع کے لیے ہال اور نشریات، کتابیں وغیرہ شائع کرنا اور دینی کیشیں جو شیعہ مذہب کی دعوت دیں انہیں عام کیا جائے۔ کینیا کے وسط میں اسی قسم کا ایک مرکز واقع ہے۔ نیروبی کے دارالحلقہ میں تجارتی اہمیت کی جگہ پر بھی واقع ہے۔ کینیا والا مرکز بذات خود ایرانی قونصلیٹ کی نگرانی میں کام کر رہا ہے جہاں یہ مال حاصل کرتا ہے، مادی و روحانی سہارا لیتا ہے، علاوہ ازیں سیاسی حمایت بھی حاصل کرتا ہے۔ ان مراکز کو شیعہ تنظیمیں چلاتی ہیں جو تربیت یافتہ ہوتی ہیں اور متحدہ زبانیں جانتی ہیں، انگریزی، عربی اور جو وہاں کے باشندوں کی بولی ہو وہ جانتی ہیں۔ ان مراکز کے ساتھ ملحقہ علمی لائبریریاں بھی ہوتی ہیں جو مختلف علوم کی کتب پر مشتمل ہوتی ہیں۔ تفسیر کے متعلقہ معلوم حدیث کے متعلقہ علوم، فقہ و اصول فقہ، لغت، ادب تاریخ، سیرت اور دیگر علوم کی کتب ان لائبریریوں کی زینت ہوتی ہیں، رسالے، اخبارات، ماہنامے ہفت روزے یا سالانہ اخبارات شائع ہوتے ہیں، جن پر شیعہ مذہب کی چھاپ نمایاں ہوتی ہے کیونکہ یہ حکومت ایران میں چھپتے ہیں۔

(۲)..... شیعوں کا مقصد افریقہ میں یہ تھا کہ علمی مدارس کھولے جائیں، زیادہ تعداد میں لڑکے سکولوں کی ہو، شیعوں نے تعلیمی سطح پر مختلف مدارس اس علاقہ میں قائم کیے ہیں۔ جو دارالخلافت اور بڑے بڑے شہروں میں پائے جاتے ہیں ان میں مدرس مقامی شیعہ ہی ہیں مگر ان کا بڑا ایرانی روحانی پیشوا ہوتا ہے۔ اسے فقیہ کہتے ہیں۔

(۳)..... شیعہ افریقہ میں بڑے پیمانے پر نوجوانوں میں دعوت پھیلانا چاہتے ہیں۔ اب وہاں شیعوں کی بدعات پر کان دھرنے والے بہت لوگ ہیں، انہوں نے شیعہ عقائد والوں میں سے منتخب لوگ لیے اور انہوں نے معاشرہ میں عقائد پھیلانے کے لیے تمدنی سے کام کیا اور ان کی تحویلیں افریقہ میں موجود ایرانی سفارتخانہ اور قونصلیٹ ادا کرتا ہے۔ حقیقت ہے کہ شیعہ مختلف اسلوب و انداز کے ذریعہ لوگوں کو ورغلا رہے ہیں، مال سے اور جوان کے گمراہ کن افکار و نظریات کے حامل نوجوان ہوتے ہیں، انہیں پڑھائی کے لیے عطیات کے ذریعے ساتھ ملا رہے ہیں۔ ان کا شیعہ طابع، یعنی کتابیں پڑھنے والا اس بات کو بہت اچھا سمجھتا ہے کہ انہیں اس ذریعے کے ساتھ ملنے کی طرف متوجہ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں بلکہ پورا تحفظ حاصل ہے۔ افریقہ کے شرق پر شیعہ کے قدم مضبوط ہیں اور یہ شیعیت کی اشاعت میں بڑی جدوجہد کر رہا ہے اور اپنی شیعہ ایرانی حکومت کی دوستی کا حق ادا کر رہا ہے۔ ان کی پہلی فرصت میں یہ کوشش ہے افریقہ کے نو مسلموں کے عقیدہ میں تزلزل پیدا کیا جائے اور انہیں شیعہ بنایا جائے۔ اور ممالیہ میں جو پناہ گزین ہیں انہیں تعلیم سے آراستہ کیا جائے اور ٹیلی ویژن کے اسٹیشن کھول کر دیے جائیں۔ خصوصاً تنزانیہ میں اس کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ پڑھائی کے طریقے پورے اہتمام سے رائج کرتے ہیں۔ مسلمان جو ساحلی علاقوں میں ہیں انہیں شیعہ بنانے پر ان کی توجہ مرکوز ہے۔ صوفیوں اور شیعوں کے گمراہ کن عقائد میں مماثلت ہے، اس لیے یہ افریقہ کے ساحلی علاقوں میں صوفیوں کے مراکز پر بھی قابض ہو چکے ہیں۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ تعلیمات اسلام اور عقائد صحیحہ کے متعلقہ کتب شائع کریں اور انہیں عام پھیلائیں خصوصاً محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی کتب عام شائع کریں تاکہ ان گمراہوں کا دقاق ہو سکے۔ ایرانی شیعہ کینیا میں ایک یونیورسٹی تعمیر کر رہے ہیں حزب فورکنی کا نائب امیر کہتا ہے، یہ پروفیسر راشد رمزی کے مخالف گروپ سے ہے، یہ کہتا ہے:

ان هناك خطوات جارية لبناء جامعة في منطقة الساحل بكنينا

”کینیا کے ساحل پر یونیورسٹی تعمیر کرنے کی کوششیں پورے زور و شور سے جاری ہیں“

اور میں ایران کی دعوت پر دو ہفتہ کے لیے جا رہا ہوں وہاں میں پاسداران انقلاب کے سامنے

یہ بات کروں گا اور اس منصوبہ کی عمل داری کے لیے میں ایران کے سفارتخانہ سے بھی ملوں گا۔ اس منصوبہ کے متعلقہ حکومت ایران میں افریقی معاملات کے متعلقہ آفیسر اور وزارت تعلیمات کے نائب وزیر سے میری بات چیت مکمل ہو چکی ہے۔ اس کے مقابلہ میں نہایت ہی رنج و الم سے کہنا پڑتا ہے کہ کئی عرب ممالک کی اسلامی یونیورسٹیوں میں یہ افریقی ملکوں کے طلباء کو قبول نہیں کرتیں، مگر مجبور ہو تو کرتی ہیں جب کہ ایران نے ان کے لیے اپنے دروازے کھلے چھوڑ رکھے ہیں..... یہ بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے.....!



سوڈانی شیعہ

اب ہم افریقی ملک سوڈان کے بارے میں حالات بتانا چاہتے ہیں۔ سوڈان ایک ایسا ملک ہے جسے جنگوں نے اور انقلابات زمانہ نے کمزور کر دیا ہے اور اسے گروہوں اور فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ تباہ کن فحرف و فاقہ کے پہاڑ کی زد میں کرا رہا ہے۔ بھوک نے اسے نڈھال کر دیا ہے۔ اور اس میں پناہ گزینوں کی نیند حرام ہو چکی ہے، یہ ہلاکت خیز طوفانوں کی زد میں چلا آ رہا ہے۔ شرانگیز قوتیں اس پر چڑھ آئی ہیں اور ہر جگہ سے یہ انتقام کا نشانہ بن رہا ہے۔ اس کے ہر حصہ میں صوفیوں نے اپنے منحرف نظریات کی طنائیں ڈال رکھی ہیں۔

انہی ظروف و حالات نے شیعوں کے لیے یہ سر زمین شاداب کر دی ہے انہوں نے اپنی قوتیں کججاکیں اور اپنی خفیہ طاقتیں مجتمع کر کے یہاں پھینک دیں، مثلاً نا نچیریا، بنین، سنگال، کامرون، وغیرہ میں یہاں انہوں نے معمولی تک و دو اور تھوڑے وقت میں بڑے بڑے نتائج پر آسانی حاصل کر لیے تھے۔ عجب یہ ہے کہ سنی اپنے سوڈانی بھائیوں سے دور تھے، شیعوں کو کامیابی کا موقع مل گیا۔ سوڈان میں ایک شیخ نے المناک لہجہ میں کہا تھا:

سبحان الله ليس في السودان الا مسلم مالكي او جنوبي وثني وها نحن نسمع اليوم بنصاري ورافضة وملحدین وعلمانین
 ”ہم تو سوڈان میں مسلمان یا بت پرست کا نام سنا کرتے تھے۔ اب ہم عیسائی، شیعہ، بے دین اور علما نعوں کا نام بھی یہاں سے سن رہے ہیں۔“

جو بھی سوڈان میں شیعہ دعوت پر غور کرے گا اسے یہ چیز نظر آئے گی کہ یہ اپنی پر خباثت دعوت کے میدان میں کئی محاذوں پر کام کر رہے ہیں۔ انکی پوری توجہ کا مرکز ہے یہ پوری کوشش کر رہے ہیں کہ جتنا ہمارے لیے لوگوں کو شکار کرنا ان حالات میں ممکن ہے شاید اس کے بعد کبھی نہ ہو، اس کے لیے یہ کئی مراکز سے کام کر رہے ہیں۔

نمبر ۱ طلبہ کا مرکز ہے..... یہ شیعوں کی دعوت کا مرکز ہیں، یہ یونیورسٹیوں کے طلباء ہیں، لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی، یہ شیعوں کے ہاں خاص مقام رکھتے ہیں ان کے مؤثر ہونے کا اندازہ لگائیں، خرطوم یونیورسٹی میں تین سالوں کے درمیان شیعوں نے تیرہ مرتبہ مختلف ناموں کے تحت ان سے رابطہ کیا ہے۔

دوسرے شہروں کی یونیورسٹیوں کا اعزازہ خود لگائیں۔ یہ رابطہ جو ہے اس میں ثقافتی اور دعوتی سرگرمیاں مضبوط ہوتی تھیں اور انہی ناموں سے یہ ملاقات کرتے تھے۔ فکرِ شیعہ سے یہ کتنے زیادہ اور شدت کے ساتھ متاثر ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ تربیتِ اسلامیہ کے اساتذہ کے ساتھ یہ مسلمہ مسائل پر زبردست مناقشہ اور سوال و جواب کرتے ہیں۔ مثلاً عدالتِ صحابہ کرام ؓ، شیخین کی خلافت، ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کی براءت اور دیگر صحابہ کرام ؓ کی براءت ثابت ہے یا نہیں؟ وغیرہ مسائل پر یہ ٹھیک ٹھاک بحث کرتے ہیں۔ ایک استاد سے انہوں نے ایسی نگرانی کی کہ خرطوم یونیورسٹی کا یہ استاد لا جواب ہو گیا اس سے اعزازہ لگائیں یہ شیعہ فکر اور نقطہ نظر ان میں کس قدر شدید انداز میں دخل اندازی کر چکا ہے۔ ان طلباء میں دعوتِ شیعہ اتنی زیادہ کامیاب ہو چکی ہے کہ ان یونیورسٹیوں کے اساتذہ طلباء اور دعوت دینے والے ہر مجلس میں بات ہی اسی موضوع فکرِ شیعہ پر کرتے ہیں۔

(۲)..... وہ طلباء مرکز ہیں جو یونیورسٹی کی چلی سٹیج پر ہیں شیعوں نے ان پر اثر ڈال رکھا ہے مگر ان میں وہ اتنے کامیاب نہیں جتنے پہلی قسم کے طلباء میں کامیاب ہیں، سوڈانی قبیلوں میں شیعہ مدارس کو لے جا رہے ہیں تاہم کئی ان میں سے بند ہو رہے ہیں۔

(۳)..... وہ طلباء ہیں جو مدارس قرآنیہ میں سے ہیں ان میں بھی انہیں کامیابی مل رہی ہے۔ یہ پرانے زمانے سے کافی تعداد میں ہیں ان کے شیوخ مال سے متاثر ہوتے ہیں اور یہ شیوخ خود اپنے دین اور عقیدہ سے نا آشنا ہوتے ہیں مگر ان کی اپنے طلباء پر تاثر بہت ہوتی ہے اور یہ شیعہ جب ان کی زیارت کے لیے جاتے ہیں تو ساتھ ان کے لیے غذا، پوشاک اور تحائف لے کر جاتے ہیں، کتب اور مصاحف بھی تحائف میں دیتے ہیں اور طلباء پر بھی تقسیم کرتے ہیں، ان ملاقاتوں کے دوران دروس اور لیکچرز دیتے ہیں۔ اور خرطوم یونیورسٹی کے ماتحت تعلیمی مراکز اور ادارے میں ممتاز آنے والے طلباء میں بھی تحائف تقسیم کرتے ہیں۔ ان اداروں سے سندیں حاصل کرنے کے بعد انہیں ایران میں تعلیم دلواتے ہیں۔ اس طرح یہ طالب علم سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ٹکڑوں تک شیعیت میں پھنس جاتا ہے۔

محرور: 1..... مجبور و مرکز، شیعوں کا یہ صوفی ہیں، سوڈان میں شیعہ ان کے ذریعے ہی اپنے مقاصد پورے کر رہے ہیں۔ یہ صوفیوں کے طریقوں اور سلسلوں کا مرکز و محور ہیں، ان صوفیوں کی ایک قسم تو عملاً شیعہ ہی ہیں بلکہ شیعوں کے داعی ہیں اور ان کا دفاع کرتے ہیں، شیخ محمد ریح حمد بھی ان میں سے ہے، یہ آدمی صوفیوں میں سے ہے اس کے پیروکار کثیر تعداد میں ہیں۔ اس نے بڑا اہتمام کیا ہے حتیٰ کہ یہ بہت بڑے منصب تک پہنچا ہے یہ ذکر و ذکرین کی کانفرنس کا جوائنٹ سیکرٹری ہے۔ یہ کانفرنس صوفیوں کے

سلسلوں کو بڑے اہتمام کے ساتھ رکھتی ہے، ایک شیخ ابو زرون ہے۔ سوڈان کی سطح تک اس کے پیروکار بھی بہت بڑی تعداد میں ہیں یہ سر عام لوگوں سے میل ملاقات رکھتا ہے، اس نے جب سے یہ شیعہ سیاہ لباس پہن رکھا ہے کبھی نہیں اتارا۔ صوفیوں کی ایک دوسری قسم ہے جو رافضیوں کی طرف مائل ہے کیونکہ ان سے انہیں مالی سہارا بہت ملتا ہے مگر یہ شیعیت میں شامل نہیں ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی مساجد شیعوں کے لیے کھول رکھی ہیں۔ اس کے پیروکاروں اور مریدوں کے دل بھی شیعوں کے لیے کھلے ہیں۔ یہ قدم آگے اور قدم پیچھے والی گونا گوں کی کیفیت میں ہیں۔ شیخ یا قوت ان میں سے ہی ہے۔ یہ سوڈان میں صوفیوں کے بہت بڑے سلسلہ والے ہیں، اس شیخ کی شیعہ مسلسل ملاقات کرتے رہتے ہیں، شیخ دوبر بھی ان میں سے ہے، ایرانی داعی شیعہ نے افریقہ کے براعظم کی سطح پر جو کہ محمد شاہدی ہے، نے بھی اس شیخ سے ملاقات کی تھی۔

محور ۲۰..... جو شیعیت کی طرف مائل کرتا ہے۔ یہ علمی قیادت ہے جو توجہ کو متاثر کرتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو علمی اداروں کے مدیر ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرحیم علی ہے۔ ڈاکٹر خدیجہ کرار ہے اور ڈاکٹر حس کی ہے، یہ ڈاکٹر حسن کی نے تو میڈیا میں شور برپا کر دیا تھا۔ اس نے طویل القدر صحابی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اپنی آراء بیان کی ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ شیعی فکر اس کے اندر دخل انداز ہو چکی ہے۔ اور یہ اس سے شدید متاثر ہے اور اس کی کوشش ہے کہ لوگوں کو ادھر مائل کرے۔ سوڈان میں جو حقیقی کامیابی شیعوں کو حاصل ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ زیادہ تر اخبارات جو عوام میں مقبول ہیں ان پر ان کا ہولڈ ہے۔ ”الوقاق“ اخبار ہے، یہ ان کے مضامین اور مسائل اور عقائد پھیلاتا رہتا ہے۔ اور واضح کرتا ہے کہ تحریر کرنے والا شیعیت سے متاثر ہے اور شیعوں کی کتابیں اعلانیہ دن کی روشنی میں بغیر کسی رکاوٹ کے فروخت ہو رہی ہیں اور فروخت کرنے والے انہیں خریدنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور ایسی معلومات شائع ہو رہی ہیں کہ ایرانی سفارتخانہ کی گفتی کے مطابق سوڈان میں پندرہ ہزار کی تعداد میں شیعہ موجود ہیں۔ اور بعض مکمل بستیاں ہی شیعہ ہو چکی ہیں۔ مدینہ انیس کے قریب ام دم ہستی شیعہ ہے۔ یہ ایرانی سفارتخانہ کے لیے بڑے فخر کی بات ہے، اس نے اس کامیابی پر اظہار برتری کیا ہے۔ یہ وہ ہستی ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گالی دی جاتی ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ہرجہ لعنت کی جاتی ہے۔ خطیب خود لعنت کرتا ہے۔ اللہ اس پر بھی وہی کرے جس کا یہ مستحق ہے۔

سوڈان کے شمال میں ”الکرہ“ نامی ہستی بھی شیعہ ہو چکی ہے اور شمالی سوڈان میں ہی ایک قبیلہ ”الرباض“ یہ بھی شیعیت میں آچکا ہے، دارفور یا ست میں جو کہ سوڈان کے مغرب میں ہے تین

بستیاں شیعہ ہیں۔ شیعہ بنانے میں ان کے داعی اور بڑے ان علاقوں میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور شیعیت کے سوڈان میں پھیلنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں ایران تعلیم کی سہولتیں دے رہا ہے، ان طلباء کی وجہ سے سوڈان کی مسلم سرزمین میں شیعہ عقائد سرایت کر رہے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ سرزمین ایرانی ثقافتی مرکز کے نام سے نہایت موزوں ثابت ہوئی ہے، ایران نے سوڈان میں مہدی مروی کو اپنا سفیر متعین کر دیا ہے۔ جو سوڈانی اور ایرانی تعلقات مضبوط کرنے کے میدان میں سرگرم عمل ہے، اس نے یہ ثقافتی مرکز قائم کیے ہیں۔ اس سفیر کی نمایاں ترین سرگرمی یہ ہے کہ اس نے سوڈانی عظیم جو "الصدائق العظمیٰ العالمیہ" کے نام پر تھی اسے "الصدائق السودانیہ الایرانیتہ" میں ضم کر دیا ہے، دونوں کو ایک کر دیا ہے۔ یہ جمعیت ایرانی سفارت کا کام دیتی ہے۔ اور اس نے ایرانی ثقافتی مراکز میں دعوتی سرگرمیوں میں باقاعدہ حصہ لیا ہے۔ اس جمعیت کے ارکان ان لائبریریوں میں جاتے ہیں جو ان مراکز کے تابع ہیں اس طرح شیعہ سرگرمیوں میں تیزی آ جاتی ہے۔ قابل غور یہ بات ہے کہ صوفیوں کے ساتھ ایرانی شیعوں کا ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور یہ تعلقات مزید پختہ ہو رہے ہیں۔ اس میں یہ شیعہ یہ چال چلتے ہیں کہ صوفیوں سے کہتے ہیں۔ اہل بیت سے محبت میں ہم اور تم دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔

حصص میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا

آخر کو منزل جاناں پہ دونوں ایک ہو گئے

اور یہ چیز آپس میں تعاون کا باعث بن جاتی ہے کہ ان کے عقیدہ کی بنیاد ایک ہے ملاقاتوں کے ساتھ ساتھ مادی اور مالی لالچ بھی دیتے ہیں۔ اس سے ان کے ان شیوخ سے رابطے اور پختہ ہوتے ہیں۔ اور شیعوں کو ان شیوخ کے مریدوں تک رسائی حاصل کرنے میں آسانی رہتی ہے۔ اور انہیں ان کے سامنے تقریر کرنے اور لکچر دینے کا موقع مل جاتا ہے، یہ ان کی بستوں اور مساجد میں انہیں شیعیت کا درس دیتے ہیں اور یہ بات بڑی موثر ثابت ہو رہی ہے کہ ان کا بنیادی نقطہ اہل بیت سے محبت کرنا حقیق علیہ ہے۔ اس سے تعاون ہو رہا ہے، یہ چیز خواہ فرد ہو یا جماعت ظاہر ہے اثر اندازہ ہوتی ہے اور پھر یہ نقطہ نظر ایک ہے، لہذا آپس میں تعاون کریں سوڈان میں ایران کے شیعوں نے یہی چیز پیدا کی ہے اور اسی کو طوطا خاطر رکھا ہے اور اسے وہ پورا کر رہے ہیں، ایرانی سفارت کے ذریعے، مراکز کی شکل میں چوکیداروں کی صورت میں خدمت گاروں کے روپ میں، سیکرٹری کے طور پر ڈرائیوروں اور مترجموں کے اعزاز میں یہ شیعیت پھیلا رہا ہے۔ اس ملازمت میں کوئی جفاکشی سے کام کرنے کا پابند نہیں کیا جاتا، بس جتنا ممکن ہوا اتنا کرتا ہے، اصل تو شیعہ تعلقات قائم کرنے ہیں۔ علاوہ ازیں سوڈان

میں شیعہ ایسے اقدامات کر رہے ہیں جو معاشرہ میں ضروری ہیں اور مفید ہیں، مدارس قائم کر رہے ہیں، ادارے اور تنظیمیں وجود میں لا رہے ہیں اور ثقافتی مراکز بنا رہے ہیں جن کے ذریعے عقیدہ شیعیت پھیلا جا رہا ہے، درپردہ یہ ساری کارستانی ایرانی سفارتخانہ کی ہے، جو ملکوں میں معاشرہ کو شیعیت میں ڈھالنا چاہتا ہے، ان میں سے نمایاں خرطوم پوٹورشی ہے جو ان کی ثقافت کا مرکز ہے، یہ ہندوستان کے سفارتخانہ کے قریب ہے۔ یوں سمجھیں یہ شیعیت کی فکر کی اشاعت میں مددِ عقل کی حیثیت رکھتی ہے۔

ان کے مرکز کا ایک شعبہ ثقافت اور میڈیا ہے یہ ویڈیو اور آڈیو کیسٹیں اور ایرانی اخبارات کو تقسیم کرتے ہیں، ان ویڈیو کیسٹوں میں جو اہم ترین چیز پیش کی جا رہی ہے وہ امام علی رضاحمد اللہ کی ولایت ہے۔ اور صدیق اکبر علیہ السلام کی بیعت کو باطل ثابت کیا گیا ہے اور صحابہ کرام علیہم السلام پر خصوصاً حضرت ابو بکر اور حضرت عمر علیہما السلام پر سب و شتم کیا گیا ہے۔ جنہیں یہ مرکز میں آنے والوں میں مفت تقسیم کرتے ہیں اور وہ کتابیں جو شبہی نظریات پیش کرتی ہیں انہیں بھی مفت تقسیم کرتے ہیں۔ اور خصوصاً طلباء کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کی سب سے زیادہ خطرناک سرگرمی یہ ہے کہ یہ ایرانی جامعات میں مفت تعلیم کی پیشکش کرتے ہیں اور ان میں جامعہ ثمنی میں تعلیم پر پرزور طریقہ اپناتے ہیں کیونکہ اس میں فقہ جعفریہ پڑھائی جاتی ہے۔ عرصہ (۹) سال کے دوران سوڈان میں سے بہت بڑی طلباء کی تعداد اس جامعہ ثمنی میں داخل ہوئی ہے اور خصوصاً طالبات ان میں زیادہ ہیں۔ اس جامعہ سے وہ کافی تعداد میں سند فراغت حاصل کرنے کے بعد گئی ہیں۔ ان میں سے اکثر ایرانی مراکز شیعہ میں متعین ہوئی ہیں اور بعض خرطوم میں ایرانی سفارتخانے میں ملازم ہوئی ہیں۔

شیعوں نے دوروں کے نام پر بھی شیعیت دلوں میں اتارنے کا کام شروع کر رکھا ہے، مختلف موضوعات اور مہارات کا دورہ کرواتے ہیں، مثلاً فارسی زبان میں دورہ کرواتے ہیں یہ عوام اور ثقافتی لوگوں کے لیے رکھا ہوتا ہے۔ لغت کی تعلیم کے دوران بھی یہ اپنے شیعہ افکار و آراء پڑھا جاتے ہیں اور امامت کا نقطہ نظر امام کے لوٹنے کا نظریہ اور پاؤں پر مسح کرنا وغیرہ شیعہ عقائد پر بحث کر جاتے ہیں۔ یہ اس طرح بہت سارے پڑھنے والوں کو اپنے شبہی جال میں پھانس لیتے ہیں۔ یہ فارسی زبان کے شہد میں شیعہ نظریات کا زہر ملا کر پلاتے ہیں۔ بات میں مثال اس طرح لے آئیں گے کہ جعفر صادق علیہ السلام نے کہا ہے:

التقية ديني ودين آبائي فمن لا تقية له فلا دين له

”کہ تقیہ میرا دین ہے اور میرے باپوں کا دین ہے جو تقیہ نہیں کرتا اس کا دین نہیں۔“

اس کی تفریح کرتے ہیں اور طلباء کو اس کی طرف مائل کرنے کے لئے دعوت دیتے ہیں، یہ ان کی خبیث مکاری ہے۔ دوروں میں اپنے مذہب کی کتاب ”الفقه علی المذاہب الخمس“ بھی پڑھاتے ہیں، حنفی، حنبلی، شافعی، مالکی، چار مذاہب یہ مراد لیتے ہیں اور پانچواں مذہب شیعہ فقہ مراد لیتے ہیں، جسے یہ فقہ جعفریہ کہتے ہیں۔ ان دوروں میں معلمین ایران سے آتے ہیں، ان میں سے حمید طیب حسینی ہے، بعدنان تاج ہے، صالح ہاشمی ہے، امیر موسوی ہے، علاء الدین واعظی ہے، ایوب حاکمی ہے اور یہ ہمیشہ ان مذاہب میں سے فقہ جعفری کو ترجیح دیتے ہیں اور ہر معاملہ میں کائنات مرکزی نقطہ یہ ہوتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام مصوم امام ہیں۔ اور تمام سنی مذاہب نے ان سے علی علم لیا ہے اور بار بار یہ بات دہراتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پڑھا ہے، وہ کہا کرتے تھے: (لولا الستان لہلک النعمان) ”اگر امام جعفر سے میں نے دو سال نہ پڑھا ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔“

حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے ثابت نہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا ہے۔ گزشتہ دس سالوں سے تقریباً فقہ جعفریہ کے نوے دورے ہوئے ہیں، اس کے مقابلہ میں سنی لوگ سوڈان میں سخت کمزور سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں جنہیں تیز کرنے کی ضرورت ہے، ایران کے ثقافتی مرکز میں علم منطق کے دورے بھی کروائے جاتے ہیں وہاں خلاصۃ المنطق پڑھائی جاتی ہے۔ اس سے طلباء کے عقائد میں شک پیدا کیا جاتا ہے، ابتداً اس منطق سے کرتے ہیں مگر اندر ہی اندر سے سنی طلباء کو شیعہ بنانے کی راہ ہموار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح اصول فقہ کے دوروں میں کیا جاتا ہے یہ دورے خاص طور پر یونیورسٹیوں کے طلباء میں رکھے جاتے ہیں۔ خصوصاً ”ام درمان الاسلامیہ یونیورسٹی“ اور ”جامعہ القرآن الہدیم والعلوم الاسلامیہ“ کے طلبہ کو کروائے جاتے ہیں۔ ان کی اہمیت کے پیش نظر ایرانی مدرس اس موضوع کو خود پڑھاتا ہے۔ اس میں شیعہ اور سنی اختلاف پر بحث کی جاتی ہے۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں اختلاف بتاتے ہیں اور محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت و تحریک کو برے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعنت کے مسئلہ پر باقاعدہ بحث کرتے ہیں اور بہت تعداد میں طلباء کو مائل کرتے ہیں۔

یہ جو ممتاز حیثیت سے فارغ ہوتے ہیں یہ طلباء عقیدہ شیعہ میں رنج بس جاتے ہیں یہ ان کے دورہ لگانے والے داعی بن کر جاتے ہیں، یہ ایک سرساز کرنے والے نوجوان جہاں جمع ہوتے ہیں وہاں چکر لگاتے ہیں، ان کی محفل میں پہنچ جاتے ہیں حصاحص کے شہر میں بھی یہ اس لیے آئے تھے اور پھر یہ نوجوانوں کو انفرادی دعوت دیتے ہیں تاکہ یہ شیعہ مذہب کی طرف مائل ہوں اور اسے قبول کریں۔

سنگالی شیعہ

ایران کے سفارتخانے کی جدوجہد سے شیعیت پھیل رہی ہے۔ یہ سفارتخانہ رسائل اور کتابیں پھیلاتا رہتا ہے جس کی وجہ سے شیعیت پھیل رہی ہے اور ایرانی انقلاب کی سالگرہ پر ایران کی دعوتی پیش کش بھی اس میں معاون ہے اس کے ساتھ ساتھ کہ ایرانی سفارت اپنا کام دکھا رہی ہے۔ تو سنگال میں بھی ایرانی سفارتخانے کی ہی کارکردگی ہے اس نے وہاں مالی تعاون ڈال دیا کتابوں اور اخباروں کے ذریعے معلومات پیش کیں اور وہ لوگ ایرانی سفارتخانہ میں آنے لگے اور وہاں سے درس لینے لگے وہاں انہوں نے ایک تحریک بنائی جس کا نام ”حلقۃ المثقفین“ رکھا۔

انگریز کے استعمار کے بعد لبنانی شیعوں کی افریقہ کی طرف ہجرت میں کمزوری آچکی تھی۔ تاہم لبنانی اپنی فطرت کے مطابق اور شیعہ نظریات کی وجہ سے سنگالی مسلمانوں کی ثقافت سے علیحدہ ہی رہے تھے اور اپنے خاص عبادت خانوں میں عبادت کیا کرتے تھے۔ 1964ء میں مویٰ صدر ہر افریقی شہر میں گیا جس میں لبنانی موجود تھے، اس نے باہر تمام شیعوں کو جمع کیا اور ان کا ایک امام مقرر کیا اور اس کی تحوہ لگائی جو کہ مجلس شیعہ ادا کرتی تھی۔ اور سنگال میں باہر والے لبنانیوں پر عبدالمعصم زینی کو مقرر کیا، لبنانیوں نے اسے ایک بڑا ہی شاعر اور مرکز تیار کر کے دیا۔ ڈاکارٹس وزارت مالہ کے قریب یہ مرکز بنایا تھا۔ اس کا نام ”المرکز الاجتماعي الاسلامی“ رکھا۔ اسے 4 فلور بنایا۔ ایک تہہ خانہ تھا جہاں اجلاس وغیرہ ہوتا، پہلے فلور پر جمعیت المدینۃ الخیریہ کا دفتر بنایا۔ تیسرے فلور پر ادارہ عامہ کا دفتر تھا۔ یہاں ڈپٹی سیکریٹری سے معمولی پرہی پر علاج کیا جاتا ہے۔ یہاں مدرسہ الزہراء بھی قائم ہے۔ عبدالمعصم زینی یہاں تدریسی خدمات سرانجام دیتا ہے۔ جہاں کئی سنگالی لوگ درس لیتے ہیں جب یہ قابل اعتماد سطح تک ہو جاتے ہیں تو انہیں لبنان یا ایران بھیجتے ہیں تاکہ وہ اپنی پڑھائی جاری رکھ سکیں

لبنانی شیعوں نے عبدالمعصم زینی کی زیر نگرانی کاروں کے اڈے کے قریب ایک بہت بڑی مسجد تعمیر کی ہے۔ اس کا نام ”مسجد الدویش“ ہے۔ اور اس نے وہاں سنگالی امام مقرر کر رکھا ہے، یہ عبدالمعصم سے ہی پڑھا ہوا ہے اور یہ تہیہ کرتے ہوئے لوگوں کو جمعہ و جماعت کروا رہا ہے۔ یہ سنی جماعتوں اور جمعہ کے اعزاز پر ہی جمعہ و جماعت کرواتا ہے مگر درمیان میں شیعہ طریقہ بھی لے آتا ہے۔ دین سے نا آشنا

مقتدیوں کو پتہ نہیں چلتا مگر وہ اپنے نظریات طار ہے ہیں۔ عبدالمعتم کی سرگرمی یہ ہے کہ کجبادی کے علاقہ میں اس نے ایک عربی مدرسہ کھولا ہوا ہے جس میں سنگالی بچے زیر تعلیم ہیں۔ ان میں یہ نہایت ہی خفیہ اعداز میں شیعیت کا زہر گھول رہا ہے۔ اس نے ایک دوسرے آدمی سے بھی مالی تعاون کیا ہے اس نے ”کرمادارو“ میں ایک مدرسہ کھولا ہوا ہے۔ یہ ہستی تاباس سے پندرہ کیلومیٹر پر واقع ہے اور اس مدرسہ کا نام ”دارالقرآن“ ہے۔ اخبارات و رسائل اور ایرانی مطبوعات پر سنگالی شیعہ بہت اعتماد کرتے ہیں۔ ایک اخبار ”کبھان“ عربی ہے۔ یہ ایران میں تو روزنامہ ہے اور بیرون ملک کے لیے یہ ہفت روزہ ہے۔ ایک اخبار وحدت اسلامیہ ہے، یہ عربی ماہنامہ ہے۔ ایک ”صوت الثورة الاسلامیہ“ ہے۔ جو عراق کا ہفت روزہ ہے۔ ایک ہفت روزہ فرانسیسی زبان کا ہے۔ یہ کبھی کبھی نکلتا ہے۔ یہ ساری مطبوعات ایران کے سفارتخانے سے حاصل کی جاسکتی ہیں، یہ کتابیں (اور میں ہدایت پا گیا) اور (کتاب میں سچا ہوں) اور کتاب ”فاسلوا الی الذکر“ جو کہ صوفی گمراہ تجمانی کی ہے وغیرہ کتب بھی ایران کے سفارتخانے سے حاصل ہو جاتی ہیں۔

سنگال میں صوفی سلسلے:

سنگال میں صوفی سلسلے جو ہیں ایران کی پوری کوشش ہے ان سے دوستی رکھے اور انہیں یہ صوفیوں کے مشائخ کو دورہ ایران کی دعوت دیتے رہتے ہیں، اس سے ان کے صوفیوں کے ساتھ پختہ تعلقات کا پتہ چلتا ہے بلکہ شیعوں اور صوفیوں کے درمیان مذہبی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ بعض سنگالی نوجوان حکومت ایران نے افریقہ میں جو دعوتی لٹریچر پھیلا رکھا ہے اس کی وجہ سے شیعہ مذہب اختیار کر رہے ہیں۔ رسائل، اخبارات اور کتابوں سے متاثر ہو رہے ہیں، یہ ایرانی سفارتخانہ تقسیم کر رہا ہے اور یہ نوجوان پھر ایران کا وزٹ کرتے ہیں اور دارالخلافہ کا رکوآ کر اپنی سرگرمیوں کا مرکز بناتے ہیں اور شیعہ نظریہ کا پرچار کرتے ہیں، سنگال اور ایران کے درمیان سیاسی تعلقات شروع میں تو متواتر رہے ہیں مگر اب کشیدہ ہیں۔ کیونکہ سنگالی حکومت نے یہ اعتراض کیا تھا کہ ایران سنگال کی تحریک اسلامی کو سپورٹ کرتا ہے۔ تو ایران کا سفارتخانہ بند کر دیا اور اس کا سفیر طہرہن چلا گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایران تحریک اسلامی میں تعاون نہیں کرنا چاہتا وہ صرف شیعیت میں تعاون کرنا چاہتا ہے۔ جب یہ بات سنگالی حکومت کے علم میں آئی تو پھر اس نے اپنا سفارتخانہ ایران میں کھول دیا اور ایران نے دوبارہ سنگال میں اپنا سفارتخانہ کھول دیا۔

تائیجیرین شیعہ

تائیجیریا افریقہ کے مغرب میں واقع ہے۔ یہاں مسلمان آبادی 75 فیصد ہے۔ یہ براعظم افریقہ کی بہت بڑی سلطنت ہے۔ اس کی آبادی بہت گھنی ہے۔ ایک سوال ذہن میں انگڑائی لیتا ہے کہ تائیجیریا میں شیعیت کیسے گھس آئی.....؟

اس کا ایک ہی جواب ہے کہ اس ملک میں شیعیت عثمینی کے انقلاب کے بعد آئی ہے۔ لبنانی جو کہ شیعہ مذہب سے وابستہ تھے یہ کافی عرصہ یہاں رہے۔ تائیجیرین لوگوں کو ان کے مذہب سے آگاہی نہ تھی۔ اس میں شامل ہونا تو دور کی بات ہے، انقلاب ایران کے بعد جب دنیا کو پتہ چلا کہ ایران میں اسلامی انقلاب آیا ہے تو بہادر اور ثقافت سے آراستہ نوجوان اس انقلاب اور شیعہ مذہب سے متاثر ہوئے مگر وہ اس انقلاب اور مذہب کی حقیقت سے بے خبر تھے۔

حکومت ایران نے آہستہ آہستہ انہیں مائل کیا اور اپنی طرف کھینچا، اس کے لیے انہوں نے کئی حیلے اور بہانے استعمال کیے۔ غریب تائیجیرین طلباء کو مفت ٹکٹ دیئے کہ وہ انقلاب کی سالگرہ میں حاضر ہوں اور ان فقیر طلباء کا بہت بڑا والہانہ استقبال کیا جیسا کہ بڑے بڑے لوگوں کا استقبال کیا جاتا ہے۔ اور انہیں بہت زیادہ مالی فوائد سے نوازا، رسائل، کتابیں اور شیعیت کے متعلق لٹریچر دیا اور ایران میں غیر ملکی زبان میں چھپنے والا ”الرسالۃ الاسلامیہ“ اور اخبار ”المیزان“ اور تائیجیرین زبان میں مطبوعہ کتابیں دیں وغیرہ، جو تائیجیریا میں شیعہ مذہب کی زبان ترجمان بن گئیں۔ اور ایران نے اپنے مدارس کے دروازے ان کے طلباء کے لیے کھول دیئے اور تعلیمی سہولتیں دی۔ ایران اور عراق میں تائیجیرین طلباء کی تعداد بہت زیادہ ڈگریاں حاصل کر رہی ہے، قم اور نجف میں بھی سینکڑوں کی تعداد میں زیر تعلیم ہیں۔ تائیجیریا میں ابتدا میں شیعیت کا علی الاعلان پرچار نہ ہوا تھا۔ اسے ”اخوان المسلمین“ کے روپ میں پیش کیا گیا۔ جو سعید حوی اور سید قطب رحمہ اللہ کی تحریک ہے۔ ابتداء میں انہوں نے تائیجیریا حکومت کے خلاف انقلابی نعرہ بلند کیا اور افراتفری پیدا کی اور جلوس نکالے۔ ”زاریا، گاؤنا، ساگوٹو اور گانا“ وغیرہ شہروں میں جوڑی بھی ہوئی۔ اس سے ان شیعوں کو خاصی قبولیت حاصل ہوئی اور درمیانہ طبقہ کے طلباء

اور فہراء طلباء اس سے متاثر ہوئے۔ ہر شہر اور بستی میں ان کی درس گاہ قائم تھی۔ جسے فدائی درس گاہ کا نام دیا گیا۔ دس برس تک یہی صورت حال رہی، اس کے بعد انہوں نے صحابہ کرام ؓ پر سب و شتم کرنا شروع کر دیا اور سنت نبوی اور اس کے راویوں پر طعن و تشنیع کے تیر بر سائے۔ اس سے عقائد کے سمندر میں اضطراب پیدا ہوا، ”حرکت اسلامیہ“ کے درمیان طبقہ کے طلباء سخت مضطرب ہوئے۔

اعلیٰ ترین درجہ کے متعلق ان کی بھاگ دوڑ یہ ہے کہ انہوں نے تربیتی ادارے قائم کر رکھے ہیں جو رسالہ توحید اور اس کی صورت میں نظر آتے ہیں مگر ان میں شیعہ مذہب کی تعلیم دی جاتی ہے، گانا، پاؤشی، زریا، لاجس، اوکینیا وغیرہ میں بھی شیعہ مدارس ہیں۔ جو کہ تانجیریا کے شہر ہیں۔ یہ قریب کرتے ہوئے ان میں شیعہ سنی بھائی بھائی کا نعروں لگا کر درپردہ شیعہ مذہب پھیلا رہے ہیں۔ یہ ساری چال بازیوں عقائد کو شیعہ پھیلانے کے لیے کر رکھی ہیں۔ اہل بیت کے نام سے مدرسہ کھول رکھا ہے جہاں بہت بڑی تعداد میں طلباء میں نکاح حد کے نام پر کشش پیدا کر رہا ہے، یہ پانچ فلور پر مشتمل ہے۔ اس میں کم از کم پانچ سو طالبات کی گنجائش ہے، اس کی ایک جانب طلباء کا ہاسٹل ہے۔ انہیں ماہانہ خرچہ مل رہا ہے۔ تانجیریا میں رہنے والے لبنانی شیعہ اس مدرسہ سے تعاون کرتے ہیں۔ ایسے مدرسوں کی پچاس کے قریب تعداد ہے۔ شیعہ کے ذاکروں وغیرہ کے اخراجات بھی تانجیریا میں لبنانی شیعہ ہی برداشت کرتے ہیں۔ شیعہ اور میڈیا کی یہ صورت حال ہے کہ یہ شیعہ مذہب کے پھیلاؤ کا اہم ترین کامیاب سبب ہے۔ ان کے عقائد کی ترویج اسی سے ہو رہی ہے۔ کتابیں، رسائل، عربی اور انگریزی زبان میں پمفلٹ جو مقامی زبان میں ترجمہ شدہ ہوتا ہیں ان کی طباعت کرتے ہیں اور ان کے بعض رسائل تو پوری ڈھٹائی سے شیعیت کی دعوت دیتے ہیں۔

اخبار ”سفینہ لوح“ تو واضح دعوت شیعیت دیتا ہے۔ کچھ اخبار واضح تو نہیں مگر بس پردہ اظہار تشیع کرتے ہیں۔ ”المیوان“ یہ ہفتہ وار ہے لوگوں میں اس کی اچھی پذیرائی ہے۔ ”الحرکت، المجاہدہ“ رسائل بھی ہیں۔ یہ اعتراض کی سکرین پر آتے ہیں۔ آپ ان کی میڈیا کی چابکدستی کا اندازہ لگانا چاہیں تو غور کریں، حکومت تانجیریا روزانہ تین گھنٹے ان کی نشریات ہی پیش کرتی ہے۔



فلپائنی شیعہ

طهران میں شیعہ کرسی صدارت پر جب سے براہمان ہوا ہے۔ ملاں اور آیات کی بگڑی کے نیچے، شیعیت چھپا کر اور شیعہ خرافات کی بھرمار لیے اسے دینی رنگ دے رہا ہے اور اسے میڈیا کے ذریعے عام کر رہا ہے۔ اور اس وقت سے ایران کی سفارت بیرون ملک صرف شیعہ مذہب عقائد پھیلانے میں ہی سرگرم عمل ہے۔ فلپائن میں بیرون ملک اسے سب سے بڑا ٹھکانہ میسر آیا ہے اور شیعہ عقائد کے لیے بڑا متحرک ملک ہاتھ آیا ہے۔ یہاں اس کے بچنے کے بہت زیادہ امکانات ہیں، ایرانی طلباء جو فلپائن میں زیر تعلیم ہیں انہوں نے یہاں خود کو منظم کیا ہے اور اس تنظیم کا نام "متحدہ ایرانی طلباء" رکھا ہے۔

شیعہ نے یہاں مختلف طریقوں سے کام کیا ہے اور فلپائنی مسلم معاشرہ میں اپنے اہداف و مقاصد تک رسائی کے لیے کئی زاویوں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

- (۱)..... یہ مالی حربہ اختیار کرتے ہیں کہ یہ فلپائنی مسلمانوں کو درغلانے کا بہترین طریقہ ہے۔ یہ بے شمار دولت لے کر فلپائن گئے انہیں یقین تھا کہ یہ مال اس عصر میں یہ بہت قوی اثر رکھتا ہے یہاں کے مسلمان سخت فقر و فاقہ سے دوچار ہیں۔ انہوں نے عیسائی مشنریوں کی طرح مسلمان عوام کو خرید لیا۔
- (۲)..... حربہ یہ اختیار کیا کہ فلپائنی علماء اور داعیوں کو ایران کی سیر کی دعوت دی، یہ چیز شروع سے ایران کی توجہ کا مرکز رہی ہے کہ سنی علماء کو ایران کی سیر کی دعوت دی جاتی ہے اور اس کے تمام لوازمات اور اخراجات خود برداشت کرتے ہیں اور ساری سہولتیں میسر کرتے ہیں۔ ٹکٹ، پاسپورٹ اور ایرانی امراء سے ملاقات وغیرہ ساری رسی کا ردائیاں حکومت ایران خود سرانجام دیتی ہے۔ اور ایرانی سفیروں سے ان کے پاسپورٹ کی توثیق تک کروادی جاتی ہے جو یورپ جانا چاہے وہ سفر کی اجازت آسانی سے حاصل کر سکتا ہے، یہ سب کچھ ایران کا سفارتخانہ ہی کر دیتا ہے۔ فلپائنی حکومت کو اس کا پتہ تک نہیں ہوتا۔ یہ چیز بہت ہی المناک اور دلفگار ہے کہ فلپائنی مسلمان جنہوں نے ایران کی سیر کی ہے، ایک دو علماء کے سوا کوئی بھی اس شیعہ چال سے نہیں بچ سکا۔

(۱۱)..... ان شیعوں نے قلیاٹن میں مکاری کا یہ طریقہ اپنایا ہے کہ یہ اجلاس اور کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں، جن پر یہ بے شمار روپیہ صرف کرتے ہیں، یہ شیعہ دین کے مواقع پر منعقد ہوتی ہیں، یوم عاشوراء پر یا مکی سالگرہ پر منعقد کرتے ہیں۔ 1984ء میں پہلی قلیاٹنی کانفرنس ہوئی جو ”لاہینا“ شہر میں ہوئی، جو ”مانیلا“ دارالخلافہ کے قریب ہے۔ اس کی نگرانی علی مرزا کر رہا تھا جو کہ قلیاٹن میں فکر شیعہ کا سرگرم ترین آدمی ہے یہ اپنے عقائد کی اشاعت کا مرکز ہے۔ قلیاٹن میں مشہور ہے:

ان علی میرزا هذا مرتبط باجهزة الاستخبارات الایرانیة

”یہ علی مرزا ایرانی اطلاعات کا رابطہ مرکز ہے۔“

اس علی مرزا نے قلیاٹن کے (۷۰) سے اوپر سنی علماء کو دعوت شرکت دی۔ یہ مقامی علماء تھے اور دعوت نامہ یہ تھا (توحید مصفوف علماء مسلمی القلیبین) کہ قلیاٹن کے مسلمان علماء کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے اس کانفرنس میں آپ کو مدعو کیا جا رہا ہے۔ جب یہ کانفرنس ختم ہوئی کانفرنس میں شرکت کرنے والے مندوبین میں سے سات کو رسمی دعوت دی گئی کہ یہ دورہ ایران کریں۔ اس وقت سے لے کر آج تک ان سات میں سے پانچ بنیادی طور پر قلیاٹن میں شیعہ مذہب کے داعی بن چکے ہیں ان کا سربراہ علوم الدین سعید ہے۔ اب انہوں نے اسے قلیاٹن کے ”امام“ کا لقب دے رکھا ہے۔

(۱۲)..... وسائل اعلام، یعنی میڈیا کے ذریعے شیعیت پھیلاتے ہیں، قلیاٹنی شیعوں نے ساعی اور علاوتی، یعنی وہ وسائل جن کا تعلق سننے سے ہے اور وہ وسائل جن کا تعلق پڑھنے سے ہے وہ ان سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اپنی کتابیں اور مطبوعات عربی زبان اور انگریزی میں ان کے تراجم کروا کر انہیں پھیلا رہے ہیں۔ ان کا بڑا علوم الدین سعید کئی شیعہ کتابوں کو اپنی مقامی ”مارتا“ زبان میں ترجمہ کر کے شائع کر رہا ہے اور یہ اپنی کتابیں اور مطبوعات مدارس اور اسلامی اداروں میں تقسیم کر رہے ہیں اور ڈاک کے ذریعے دوسرے اشخاص تک پہنچاتے ہیں۔ خصوصاً یہ کتاب ”ثم احمدیت“ جو کہ گمراہ تجانی کی ہے اسے عام پھیلا رہے ہیں۔ قلیاٹنی شیعہ نے مراوی شہر میں میڈیا کو تین گھنٹے اپنی نشریات جاری رکھنے کے لیے کرائے پر لے رکھا ہے۔ اور اس دھاند سنی علماء سے مذاکرات بیان کرتے ہیں۔ ”مانیلا“ میں ایرانی سفارتخانہ میں ثقافت کے شعبہ میں ہفتہ وار پروگرام نشر کیا جاتا ہے اسے ”اذاعت ہدایت“ اور ”صوت الاشار“، یعنی ہدایت کی نشر و اشاعت اور رشد و ہدایت کی آواز کے نام سے نشر کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ٹیلی اور خامنائی کی ہزاروں تصاویر جمعہ اور جمعراتوں اور مساجد کے سامنے اور اپنی دینی مجالس میں تقسیم کرتے ہیں۔

(۵)..... ان کی قلیائن میں شیعیت پھیلانے کی چال یہ ہے کہ یہ لائبریریاں اور مساجد قائم کرتے ہیں اور خاص مدارس بناتے ہیں۔ اس میں ایرانی شیعہ ان سے تعاون کرتے ہیں۔ انہوں نے قلیائن پر جہاں قلیائی مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے وہاں تین لائبریریاں قائم کر رکھی ہیں۔ دو تو شہر ”مرادی“ میں قائم کی ہیں۔ یہاں مسلمانوں کی 95 فیصد آبادی ہے اسے یہ حزب اللہ کا نام دیتے ہیں۔ بعض ثقافت پسند جو کہ مغربی ثقافت کے نام پر قلیائن میں کام کرتے ہیں یہ ان کی نگرانی کرتے ہیں۔ اس لائبریری کے ساتھ ایک طبع خانہ بھی ہے۔ دوسرا مکتبہ ”دردۃ الزمان“ ہے اس کی نگرانی شیعہ علماء کر رہے ہیں، تیسرا مکتبہ تاجک جو کہ مانیلا دار الخلافہ کے قریب قریب ہے اسے ”مکتبہ امام خمینی“ کے نام سے پکارتے ہیں۔

شیعہ مساجد جو کہ قلیائن میں بنائی گئی ہیں ان میں یہ اپنی مذہبی رسومات اور خاص اذکار ادا کرتے ہیں اور جب قلعہ امکہ نے ان کے ناک میں دم کیا تو پھر انہوں نے سنی منبروں کو چھوڑا۔ مگر نہ اس خبیث دعوت کی پہچان سے پہلے یہ سرعام منبروں پر سنی مساجد میں بیٹھ جاتے تھے ان کی بڑی اور بنیادی مساجد مرادی شہر میں واقع ہیں۔ جو جزیرہ ”منڈاناؤ“ میں ہے۔ اس سے ملحقہ مدرسہ اطفال المسلمین ہے۔ اس کی امامت علوم الدین سعید کے پاس ہے۔ اس کا نام گزبلا رکھا ہوا ہے۔ دوسری مسجد جزیرہ بیاس میں ہے جو کہ قلیائن کے وسط میں ہے۔ تیسری مسجد الالبک میں پائی جاتی ہے۔ جو کہ مانیلا میں ہے، یہ مانیلا دار الخلافہ ہے۔ اس کا جزیرہ روزوں میں یہ مسجد ہے۔ ثابت ہوا انہوں نے قلیائن کی سلطنت کے بڑے بڑے شہروں کو اپنی مساجد سے ڈھانپ رکھا ہے۔ قلیائن میں شیعوں نے مالی لالچ دے رکھے ہیں دار الخلافہ مانیلا کے قرب و جوار میں ایک بستی معاہدہ میں ایک عربی مدرسہ ہے اس کے مضامین میں انہوں نے ایک فارسی زبان کا مضمون بھی رکھا ہوا ہے جو عربی زبان کے حساب سے ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو یہ شیعہ قلیائی مسلم معاشرہ میں رخنہ اندازی کرتے ہیں اس کے لیے انہوں نے تین تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں جو مسلمان قوموں کے درمیان انتشار پھیلانے میں مصروف ہیں۔

۱..... اہل بیت کے نام سے تنظیم ہے اس میں دین بدل کر شیعہ ہونے والے علماء شامل ہیں، جیسا کہ علی سلطان ہے، جنید علی، عبدالفتاح لاوی ہے۔

۲..... جمعیت ہے جو نو جوانوں پر مشتمل ہے اس کی اصل بانی حزب اللہ ہے۔ اس کی نگرانی شہر مرادی میں رہنے والے مغربی ثقافت والے کرتے ہیں۔

۳..... جمعیت نسائیہ اسے فاطمہ تنظیم کا نام دیا جاتا ہے یہ قلیائن کے دار الخلافہ مانیلا شہر میں واقع

ہے اہل علم خواتین اس میں شامل ہیں اور شیعہ مذہب سے نیا نیا لگاؤ رکھنے والی عورتیں بھی شامل ہیں۔ انہوں نے اپنی تعداد میں اضافہ کے لیے اور فلپائن میں اپنا مذہب پھیلانے کے لیے ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ عیسائی فلپائنی عورتوں سے شادیاں کرتے ہیں اس طرح فلپائنی نئی نسل پیدا کر رہے ہیں جو قلب و قالب میں شیعہ ہوتی ہیں۔ اس کے ذریعے شیعہ بعض عیسائیوں کو دعوت دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جس سے وہ شیعہ مذہب میں لگاؤ پیدا کر رہے ہیں اور باقاعدہ تعزیر نکالتے ہیں۔ نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور یہ بات کافی المناک ہے بعض فلپائن میں عرب طلباء بھی ان سے متاثر ہو رہے ہیں اور وہ ان پر مال صرف کر رہے ہیں کیونکہ ان کے لیے متعہ کے نام پر ہونے والے زنا کو یہ نکاح کا نام دے کر دھوکہ دے رہے ہیں۔



گیارہویں بحث.....

انڈونیشیائی شیعہ

انڈونیشیا ایک مسلمان حکومت ہے اس کی آبادی ایک سو سینتالیس ملین افراد پر مشتمل ہے 60 فیصد جزیرہ جاوا ماڈورا میں رہتے ہیں۔ انڈونیشیا میں 89 / 100 مسلمان ہیں پھر یہ اہل سنت و الجماعت ہیں ان کی قومی زبان انڈونیشین ہے اور انگریزی زبان ثانوی حیثیت سے پڑھائی جاتی ہے۔ انڈونیشیا میں مسلمان یورپی استعمار کے تحت تقریباً تین صدیاں رہے ہیں اور طویل جدوجہد کے بعد 1945ء میں مستقل آزاد حکومت کے طور پر محصور شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ انڈونیشیا میں شیعیت کی ابتداء زیارات اور کتابوں کے تحائف، فلموں کی نمائش اور اللہ رس رسالہ کی اشاعت سے ہوئی۔ اس سے دین پسند نوجوانوں کے دل میں ایرانی انقلاب کا شعلہ بھڑکا اور شیعہ سنی بھائی بھائی والے جھوٹے پرفرب نعرہ نے علماء سنت کی تائید نے ان کے دلوں کی زمین کو حریر تراوت بخشی۔ علاوہ ازیں ایرانی سفارتخانہ نے اپنے دعوتی پروگرام جو قمری اور دور والے وقت کے لیے بلند بانگ دعووں سے معمور تھے اور رات دن شیعہ کے عقیدہ کی نشر و اشاعت میں ہمتن معروف تھے اس سفارتخانہ کے ملازم لوگوں سے اخلاقی طیبہ سے پیش آتے تھے۔ ان وجوہات کی بنا پر انڈونیشیا میں شیعیت پھیلی۔

حسین حبشی کے ایران کے سفارتخانہ کے ساتھ روابط مضبوط ہوئے تو یہ ”انجی“ میں معہد اسلامی کا سربراہ بنا اس نے اس ادارہ سے فارغ ہونے والوں کو قم کے شہر میں بھیجتا شروع کیا۔ یہ ایران میں ہے۔ لیکن وہ انہیں قم میں پاکستان اور لیبیا کے راستے بھیجتا تھا۔ ۴ سال بعد یہ نوجوان واپس لوٹے تو یہ اپنے ملکوں میں شیعوں کے داعی بن کر لوٹے۔ ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی تو انہوں نے خود کو منظم کرنا شروع کر دیا اور حسب شہر اور ضرورت ذمہ داریاں بانٹ لیں اور یہ سب کچھ عوام اور شیعہ علماء کے ساتھ رابطہ رکھنے کے ساتھ ساتھ ہو رہا تھا۔ ان کی انتظام اور مسلسل کوششوں سے ۴۰ شیعہ ادارے قائم ہوتے ہیں، اب انڈونیشیا کے ہر کونے میں یہ پھیل چکے ہیں۔ ایک جامعہ پون چوت پچا کرتا میں زہراء کے نام سے ہے اس میں مالی تعاون ان ملازمین کی طرف سے ہوتا تھا جو سفارتخانہ میں ملازم ہوتے تھے۔ فاضل محمد اور مختلف طبقے ان سے تعاون کرتے تھے۔ جہان شاداب داد، والا حلقہ، ہر ہفتہ کی رات کے

اخراجات کا تعاون کرتا تھا۔ بان دونج میں مطہری کرتا تھا۔ اور اس حلقہ کا سربراہ جلال الدین رحمت تھا۔ یہ آسٹریلیا میں سیاست میں پی ایچ ڈی تھا۔ ایک ادارہ باوگونا میں ہے اس کا سربراہ بارقا ہے یہ شیعوں کا لیڈر ہے۔ لوگوں نے اس ادارہ میں تخریب کاری کی، اسے بند کر دیا گیا یہ دوبارہ پھر کھول دیا گیا، یہ شیعوں کے داعیوں کا نگران ہے اور شیعوں کے دوروں کا بندوبست بھی کرتا ہے۔ ایک ادارہ کبیر میں ہے یہ عثمادی کی زیر نگرانی ہے۔ دیہیوں ادارے اور بھی ہیں جو عقیدہ شیعہ کی نشر و اشاعت کی مہم چلا رہے ہیں یا نچل میں معہد اسلامی ہے۔

علاوہ ازیں تربیتی ادارے بھی وجود میں آچکے ہیں جن میں شیعیت کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں اور انہوں نے جامعات میں اداروں میں، مدارس میں شیعہ اساتذہ لگا رکھے ہیں تاکہ یہ شیعہ، سنی بھائی بھائی کے فخر کے شور میں اپنے عقائد پھیلائیں۔

ظاہر ہے یہ تمام طریقے عقائد شیعہ کی نشر و اشاعت کے لیے ہی اختیار کیے جا رہے ہیں اور انڈونیشیا میں درمیانے درجہ کے سنی عوام میں شیعہ میلان پیدا کرنے کے لیے اپنائے جا رہے ہیں۔ شیعہ نے انڈونیشیا میں کامیاب ترین طریقہ جو شیعہ عقائد پھیلانے کے لیے اپنایا ہے وہ کتابوں کی طباعت کے ذریعے ہے۔ بان ڈونج میں داراللمیز ان ہے۔ دارالقرؤوس والحد دایہ جا کرتا میں ہے۔

ان کتابوں میں سے سب سے زیادہ خطرناک کتاب المرئعات ہے اس سے مراد ہے شیعہ عالم عبدالحسین شرف الدین اور شیخ ازہر سلیم البھری کے درمیان خود ساختہ مکالمہ ہے جو جھوٹ کا پلندہ ہے۔ ایک کتاب (العیقہ اول افتراق الامہ ہے یہ طیب عمر حاشم کی ہے یہ علوی تھا ایک کتاب (ثم احمدیت) ہے اس کا مولف صوفی تنجانی ہے جو گمراہ تھا یہ صوفیانہ تصورات سے لبریز، جاہل ہے یہ شیعہ کی بدعات سے متاثر نظر آتا ہے اور ان کے مذہب ہی میں بدل گیا ہے یہ سارا واقعہ معصومی اور سن گھڑت ہے وسائل کے ذریعے واضح شیعیت کی انڈونیشیا میں دعوت دیتے ہیں۔ القدس، رسالہ یہ ایران کا سفارتخانہ جاری کرتا ہے ایک الحکمہ ہے اسے جلال الدین اور اس کے دوست نکالتے ہیں بان دونج سے رسالہ الحجہ، نکالا جاتا ہے جسے عثمادی جمیر سے جاری کرتا ہے۔



افغانی شیعہ

افغانستان میں شیعہ پانچ اقسام میں تقسیم ہوتے ہیں:

① ہزارا ② فرسوان ③ قزلباش

④ شورک پارسال ⑤ پشتون

ہم نہایت ہی اختصار سے ان پانچوں پر تبصرہ کرتے ہیں:

①..... ہزارا۔ شیعہ افغانستان میں کثرت سے ہیں اور مضبوط قوت والے ہیں۔

مورخ اس بارے میں مختلف ہیں کہ ان کا تاریخی پس منظر کیا ہے۔ ایک قول ہے مغلوں میں سے ہے۔ ان کی صفت یہ ہے کہ ان کی آنکھیں تنگی مائل اور سر کی طرف انھی ہوتی ہیں اور ان کی داڑھیاں ان کی ٹھوڑیوں پر ہی ہوتی ہیں۔

ان کے چہرے کی شباهت چینیوں کے چہرے جیسی ہوتی ہے۔ تاہم ہر ہزاری شیعہ نہیں ہوتا۔ زیادہ ان میں سے شیعہ ہیں ان میں سنی بھی ہیں اور کچھ ان میں سے اسماعیلی شیعہ ہیں۔ ہزارہ سنی یہ قلعہ لو بہادت میں رہتے ہیں حکومت افغانستان میں ہزاری شیعوں کا اجتماع سب سے بڑا ہوتا ہے یہ افغانستان میں وسطی علاقہ کو مرکز بناتے ہیں۔ پامیان غزنی اور زکان، سمجان، بلخ، جوزجان، باروان پر مشتمل ریاستیں جو ہیں ان میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ غزنی میں ۴۲ ہیں۔ لسیان میں سارے شیعہ ہیں۔ لورہ میں ۲۲ فیصد ہیں۔ یہ ہزارا میں شیعہ وادیوں اور پہاڑوں میں بھی رہتے ہیں۔ ان کے اور امیر عبدالرحمن کے درمیان ۱۸۸۰ء بمطابق ۱۹۰۱ء میں جنگ ہوتی تھی تب یہ پہاڑوں میں چلے گئے تھے۔ ہزارا کے دو بڑے قبیلے ہیں (۱) باسکو (۲) ڈینوزنکلیو، ان کے علاقہ میں سخت ٹھنڈک ہے جس کی وجہ سے ان کی بہت بڑی تعداد ہجرت کر جاتی ہے۔ افغانستان کے دارالخلافہ کابل اور قندھار اور غزنی وغیرہ میں چلے آئے ہیں۔ پاکستانی علاقوں میں بھی ہجرت کر آتے ہیں لاہور وغیرہ میں بھی آ جاتے ہیں۔

ہزارہ میں سے چھوٹے جاگوری ۱۹۰۰ء میں ان کی تعداد (۴۵۰۰) خاندان تھی۔ اور قبیلہ جاجا میں تو (۸۴۷۰) خاندان تھے انہوں نے غزنی کے شمال کو اپنا مرکز بنا لیا تھا۔ ان کی تعداد

تقریباً (3090) خاندان ہیں۔ اور بامیان کے شمال مغرب میں بھی رہتے تھے اور قبیلہ بھٹائی زانگی ان کی تعداد تقریباً (1600) خاندان ہے۔ افغانستان میں تقریباً شیعوں کی تعداد (87000) ہے۔

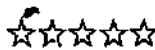
ہزارہا شیعہ عبادت کے لیے مساجد نہیں بناتے یہ کربلا اور مقدس مقامات کی زیارت کو ہی عبادت تصور کرتے ہیں۔

②..... قسم فارسوان شیعہ ہیں۔ یہ فارسی بولتے ہیں۔ سیدتان کے علاقہ میں رہتے ہیں۔ جو پوس ریاست میں ہے۔ فارسوان کی تعداد تقریباً چھ لاکھ ہے۔ یہ ہرات کی ریاست میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور ایرانی سرحدوں پر بھی موجود ہیں یہ زراعت کا کام کرتے ہیں۔

③..... افغانی شیعہ قزلباش ہیں۔ قزلباش کا مطلب ہے سرخ سر تمام صفوی لشکر سرخ چڑیاں باندھا کرتا تھا۔ اس لیے انہیں قزلباش کہتے ہیں یہ دارالخلافہ کا بل، ہرات، قندھار میں رہتے تھے۔ یہ اپنے مضبوط تعلقات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ سلوزی اور پوشیدہ قبائل سے یہ فائدہ لیتے ہیں۔ جس میں یہ افغانستان کا بانی احمد شاہ 1747ء میں اترتا تھا۔ قزلباش شیعوں کی اکثریت مہذب اور تعلیم یافتہ ہے۔ انہوں نے افغانستان کے بادشاہ کا حملہ روکا تھا یہ افغانی اطلاعات کے سلسلہ میں کافی تجربہ رکھتے ہیں افغانستان میں شیعوں کے معاملات کا یہی اہتمام کرتے ہیں۔ شیعہ ایک واحد گروہ ہے جو ملک میں مسجدوں کا مالک ہوتا ہے ان کے دین کے دوسرے شیعوں سے بھی رابطے ہوتے ہیں یہ کربلا کی زیارت کرتے ہیں۔ مشہد کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ حضرت حسینؑ کا ماتم بھی کرتے ہیں یہی ان کی عبادت ہے۔

④..... افغانی شیعوں کا نام شور کی پار سال ہے یہ ترکمانی، پردانی اور فارسی زبان بولتے ہیں اور ان کی تعداد کم ہے۔

⑤..... افغانی شیعوں کی قسم پوشیدہ ہے پاکستان میں انہیں توری شیعہ کہتے ہیں پکتیا و یاست میں رہتے ہیں۔ جو حکومت پاکستان کے قریب ہے غلطی قبیلہ میں بھی شیعہ ہیں یہ قندھار میں رہتے ہیں۔



ترکی شیعہ

جب سے ایران میں شیعہ رافضی نظام کا قیام ہوا ہے اس وقت سے ترکی میں عقیدہ اسلامیہ تنقید کے نشانے پر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ شیعوں کی طرف سے سخت دباؤ ہے اور ایران اس بات کا باور کرانے کے لیے متعدد اور متنوع وسائل استعمال کر رہا ہے کہ ترکی میں مختلف شعبہ ہائے حیات میں نظام ایرانی ہی کارگر ہے اور دنیا کی تحریکوں کا رہنما ہے اور کفار کے خلاف اور منحرف و طغہ حکام کے مقابلہ میں جہاد کا علمبردار ہے اور یعنی ہی مسلمانوں کا امام ہے۔ آخر میں ان کا ہدف یہ ہے کہ ترکی عوام کو شیعیت کی طرف مائل کیا جائے خصوصاً ان سادہ لوح افراد کو مائل کریں جو ان کی حقیقت سے نا آشنا ہیں کیونکہ وہ انہیں قریب سے نہیں ملے اور ان کے گمراہ کن اصولوں سے آگاہ نہیں۔

ترکی میں شیعہ نظام کے مادی امکانات بہت وسیع ہیں کیونکہ یہ بے حد و حساب مال کے انبار خرچ کرتے ہیں۔

ان کی سرگرمی یہ ہے کہ ایرانی انقلاب کی دعوت فکر عام کرنے والی کتابیں شائع کرتے ہیں جو سنی عقیدہ کی رو سیاہی کرتی ہیں۔ یہ بڑی تعداد میں ترکی کی مختلف ریاستوں میں یہ کتابیں پھیلاتے ہیں اور اس کے ساتھ ایران مالی طور پر اور ڈالروں کے ذریعے اسے سہارا دیتا ہے۔ یہ اپنے نقطہ نظر والی کتابیں ہر ماہ شائع کر کے روانہ کرتے ہیں جو ترکی زبان میں ہوتی ہیں۔ کتاب - تعلیم الصلاۃ علی المذہب البصطری - ہے یہ صبری تمیزی نے لکھی ہے یہ ایران کے ترکی میں سفارتخانہ کی طرف سے مفت تقسیم کی جاتی ہے۔ یہ تقریباً ہر گھر میں پہنچائی جاتی ہے۔ علی شریعتی مطہری، حسین خاتمی، علی خامنائی، زینب بروجردی وغیرہ ان رائٹروں کی کتب بڑی تعداد میں مفت بانٹی جاتی ہیں۔ عربی کتابیں جو ہیں چونکہ شیعوں کو علم ہے کہ مشرقی ترک میں علماء اور مدارس شریعہ میں تدریس کا کام عربی زبان میں ہوتا ہے۔ اس لیے وہ جماعتوں خیراتی اداروں، اور مساجد میں اپنی جو کتابیں بھیجتے ہیں وہ عربی میں ہوتی ہیں جو ان کے عقائد کی عکاسی کرتی ہیں۔ ترکی میں ایرانی سفارتخانے کے ذریعے ترکی میں تفسیر المیزان طہطائی کی جو کہ بیس جلدوں میں ہے اور المرحلات یہ ایک مجموعہ کا پلندہ ہے جو خود ساختہ اعداؤ پر ایک شیعہ امام اور ازہر یونیورسٹی کے شیخ سلیم بشری کے درمیان مکالمہ گھڑا ہوا ہے۔ انہیں وسیع پیمانے پر پھیلا یا جا رہا ہے

اس سے ترکی کی کوئی لائبریری خالی نظر نہ آئے گی۔

ترکی میں شیعوں نے رسائل، اخبارات اور عربی اور ترکی میں پمفلٹ جاری کرنے کا کام بھی زور و شور سے شروع کر رکھا ہے۔ ان کا ایک عجیب منصوبہ ہے یہ ہر دو سال بعد رسالہ کا نام تبدیل کر دیتے ہیں۔ ایک کچھ مدت جاری کیا اب دوسرا خرید لیا۔ یہ اپنے افکار پھیلانے کے لیے مال دے کر اخبار خرید لیتے ہیں۔ چونکہ کافی مال ہوتا ہے اخبارات والے ان سے تعاون کرتے ہیں۔ ترکی زبان میں ان کے مذہب کے ترجمان اخبار تین ہیں۔ (۱) شہید (۲) ساروش (۳) حلال، دلی در سالہ بھی ان کا ہے اس کا مدیر اعلیٰ ڈاکٹر کلیم صدیقی ہے، یہ اسے بہت زیادہ تقسیم کرتے ہیں۔ اور مفت بانٹتے ہیں، قارئین کے ایڈرس پر خود ہی پہنچانے کا انتظام کر رکھا ہے۔ ان اخبارات اور رسائل کے مضامین میں واضح طور پر شیعہ دعوت دی جاتی ہے اور حسب طاقت یہ بڑے بڑے مالی اخراجات کے ذریعے اسلامی اخبارات کو اپنے عقائد پھیلانے اور ان کا دفاع کرنے کا لالچ دیتے ہیں نام سنی لوگوں کا چل رہا ہے در پردہ کام شیعوں کا ہو رہا ہے۔

ترکی میں دعوت اسلامی کے پردہ میں فارسی زبان کی تعلیم کے رنگ میں چھ ماہ کے دورے کروائے جاتے ہیں اور اس فارسی کو پختہ کرنے والے کو فارسی کتابیں دیتے ہیں اور دو ماہ کے لیے ایران کے وزٹ کے ٹکٹ دیتے ہیں یہ دورہ سفارتخانہ کی زیر نگرانی ہوتا ہے۔

انہوں نے میڈیا کا ایک جدید اور خفیہ طریقہ ایجاد کیا ہے کہ ایک گروہ سرچہ مقبولہ کے نام پر ترکی کے شہروں میں چھوڑ رکھا ہے خصوصاً ترکی کے مشرقی علاقہ میں اسے اسلامی نام دے رکھا ہے۔ یہ عباسی، اور اموی تاریخ سے مثالیں پیش کرتا ہے، حضرت حسین کی شہادت وغیرہ حساس معاملات کا ذکر کرتا ہے جو ان کے مفاد میں ہیں۔ اور ثابت یہ کرتا ہے کہ اہل سنت نے اہل بیت پر بہت ظلم مسلط کر رکھا تھا۔ ترکی میں شیعہ تعلیمی طور پر یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ سنی ترک نوجوانوں کو جمع کرتے ہیں اور قم میں حوزات علمیہ میں انہیں پڑھاتے ہیں اور پڑھائی کے اخراجات خود اٹھاتے ہیں۔ ظاہر ہے جب یہ طلباء فارغ ہو کر نکلتے ہیں تو شیعہ عقائد میں ڈھل جاتے ہیں اور ترکی معاشرہ میں ان کا کام کرتے ہیں ان کی خطرناک ترین اور ناپاک تخریب کاری یہ ہے کہ ذہین لوگوں کی گریم اور نمایاں طبقہ کو اپنی طرف مائل کر لیتے ہیں۔ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ چھوٹے اور پرکشش اور خیرہ کن نعرہ کے پردہ میں ہو رہا ہے سنی، شیعہ کچھ نہیں سب بھائی بھائی ہیں۔ اور پھر ہفتہ اتحاد منایا جاتا ہے ظاہر اتحاد کیا جاتا ہے اور کتابوں میں اور اپنی نشریات میں اہل سنت کے خلاف محاذ قائم کر رکھا جاتا ہے۔

بوسنیائی اور ہر سکی شیعہ

بوسینا اور ہر ملک کے ہر علاقہ میں شیعہ مذہب پھیل گیا ہے اور یہ کھل کر بات کرتے ہیں اور بوسینا کا بہت زیادہ حصہ ان کی تعظیم کرتا ہے۔ اور اسے دولت اسلامیہ کی علامت تصور کرتا ہے اور انہوں نے اپنی محنت و کاوش سے سنیوں کو شیعہ بنالیا ہے اور مسلمان خواتین نے شیعوں سے شادی کر رکھی ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

www.KitaboSunnat.com

بوسینا میں ایرانی خدمات یہ ہیں کہ اس نے یہاں ایرانی حلال احمر کی بنیاد رکھی ہے جو مجاہد قیدی تھے اس نے ان میں کھانا تقسیم کیا یہ ایک اہم ترین کھائی تن جو بوسینا میں سلفی دعوت کے سامنے رکاوٹ تھی۔ اور پھر انہوں نے ایک مرکز بھی کھولا ہے جو المعبد کے نام سے ہے یہ ایک ثقافتی دینی مرکز کہلواتا ہے۔ شیعہ اس میں اپنا دینی مضمون فقہ جعفریہ وغیرہ پڑھاتے ہیں اور ایک کورس فارسی زبان کے نام سے کرواتے ہیں۔ اس میں شیعہ مکمل غذائی ضروریات پوری کرتے ہیں اور باہر والے طلباء کو تو مفت رات گزارنے کے لیے رہائش دی جاتی ہے۔ اور یہ شیعہ عقائد پر مبنی لٹریچر بھی پھیلاتے ہیں تاکہ شیعہ مذہب عام ہو۔ یہ ہمیشہ یہی تاثر دیتے ہیں کہ شیعہ ایک اسلامی مذہب ہے ان کا اختلاف فردی ہے اس طرح یہ بہت سارے مسلمانوں کو اندھیرے میں رکھتے ہیں۔ شیعوں نے فیسکو میں ایک فوجی ادارہ کھولا ہے اس میں فوجیوں کو ہر اسلحہ چلانے کی مشق دیتے ہیں، یہ یوسنوی فوج کے زیر اہتمام ہے، اس کا اب نام انہوں نے عبداللطیف رکھا ہے، اس کا قائد سالتو عمر بیونوف ان شیعوں کی طرف میلان رکھتا ہے، یہ شیعہ لوگ قائدین کو سب سے پہلے مائل کرتے ہیں فیسکو کے شہر کے رؤساء کے لیے ایران نے وزٹ کا خاص انتظام کر رکھا ہے ہر مسک حانوف جو ڈیموکریسی روہ کا سربراہ ہے ڈاکٹر رامزہ علی احمونوف جو سینرا کے کلید الدعوہ کی استاذ ہیں اور عمر بیونوف جو کہ عبداللطیف ٹریڈنگ گاہ کا سپہ سالار یہ ان خواص میں سے ہیں۔

اپنے منصوبہ کو بوسینا اور ہر ملک میں نافذ کرنے کے لیے شیعہ اہم ترین کام یہ کر رہے ہیں اور نہایت ہی خفیہ طور پر اور بہت گہری سیاست کھیل کر یہ بہت بڑی منصوبہ بندی بروئے کار لارہے ہیں

حکومتی کارمند بھی ساتھ تعاون کر رہے ہیں انہوں نے سرانٹیفو اور زغرب میں دوسفار تھانے کھول لیے ہیں اور کرواٹیا کی حکومت کے ساتھ ان کا معاہدہ ہو چکا ہے کہ یہ اپنی کشتیاں تیار کریں گے اس طرح تقریباً 30 ہزار آدمی کشتیوں کے کارخانہ میں مصروف ہو جائیں گے اس طرح شیعوں کو حکومت کرواٹی پُر غلیہ مل جائے گا اور انہیں یہ آسانی سے نقل و حرکت کی آزادی مل جائے اور کھانے وغیرہ کی غذائی اشیاء حاصل کرنے میں اسے سہولت مل جائے گی۔

فیسیکو کے علاقہ میں فوجی انزپورٹ پر آمدورفت کی سہولت بھی حاصل کر لی ہے جو کان کے علاقہ میں یوسنیا کے فوجیوں کو تربیت دیتے ہیں اور فوجیوں کو دورہ دینی کرواتے ہیں اور انہوں نے (۸) ہیلی کاپٹر مفت حاصل کر لیے ہیں جو نقل و حرکت میں کام آتے ہیں۔ غذائی ذخائر، فوجی ساز و سامان ایران سے لے جاتے ہیں اور ہر گولی پر ایران کا نام ہے۔ ان جہازوں میں اپنے اماموں، فوجی مشق دینے والوں اور خاص نمائندوں اور صحافیوں وغیرہ کو سوار کر کے لاتے ہیں۔ نوجوان مختلف مجالس برپا کرتے ہیں، ادبی محفل اور دینی مجالس منعقد کرتے ہیں اور حد کی شادی کی ترویج کرتے ہیں بلکہ سنی نوجوان لڑکیوں کو بھی اس حرام کاری پر آمادہ کرتے ہیں۔ اماموں اور بلند رتبہ لوگوں کو یوسنیا اور ہر مسک سے ایران لاتے ہیں وہ پھر یہاں سے وہ کتابیں اور رسالے طبع کر کے لے جاتے ہیں جو شیعی مذہب کی دعوت دیتے ہیں لیکن ان میں سنی لوگوں پر تنقید نہیں کرتے۔ اور نہ ہی مذہبی اختلاف کا ذکر کرتے ہیں۔ انہوں نے سیرت نبوی میں کتاب تالیف کی ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر گول کر گئے ہیں۔ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور کا ذکر کرتے ہیں جو اسے حفظ کر لے اس کے لیے ہزار مارک انعام رکھا ہے۔ اس لالچ میں پورے یوسنیا کے کونے کونے میں اسے حاصل کرنے کی دوڑ لگی ہے۔



کینیڈا اور ریاست ہائے امریکہ کے شیعہ

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں شیعوں کی سرگرمیاں بہت نمایاں ہیں اور نظر آ رہی ہیں، ان کی سالانہ مجالس منعقد ہوتی ہیں ان کے دعوتی امور اور تقایا نمٹائے جاتے ہیں۔ 1996ء میں ان کا اجلاس عام ہوا تھا۔ جس میں شمالی امریکہ میں انہوں نے مجمع اہل البیت کے نام سے تنظیم بنائی۔ اس اجلاس میں (۳۸) تنظیموں سے زائد شیعہ تنظیموں نے شرکت کی۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور کینیڈا کے کچھ علاقوں سے لوگ آئے تھے۔ اس کا صدر اجلاس جیہ الاسلام سید محمد رضا حجازی تھایہ شمالی امریکہ میں مجمع اہل بیت کا سربراہ بھی ہے اور دانشکتن میں مرکز تعلیم اسلامی کا مدیر بھی ہے۔ یہ آدمی کئی فون میں مخصوص رکھتا ہے۔ شریعت اسلامیہ، تصوف، منطق، فلسفہ، لاهوت، مغربی فلسفہ کی تاریخ، علم الاخلاق میں ماہر ہے۔ یہ نجف میں پیدا ہوا تھا جو کہ عراق میں ہے، اس اجلاس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا کیا جائے، ان کا نظریہ تھا اہل بیت ہی تفسیر القرآن کی معرفت رکھتے ہیں، یہی اس روشنی کے علمبردار ہیں۔ متحدہ امریکہ میں شیعوں کی تقریباً (۲۶۵) مساجد ہیں (۶۶۶) جائے نمازیں (۶۳۳) حسینی مراکز ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جن میں شیعہ اپنی مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں، تعزیہ وغیرہ جس میں سروں اور جسموں کو زنجیروں اور تلواروں سے گھائل کرتے ہیں، ان کی (۷۰۰) تنظیمیں ہیں (۲۹۷) ثقافتی مرکز ہیں۔ (۷۷۰) ابتدائی تعلیم کی کلاسیں ہیں (۵۵) مل سکول ہیں (۶۱) نشریاتی ادارے ہیں جو دعوت شیعہ پھیلاتے ہیں۔ 1995ء میں ان کے (۱۱۳۰) دینی اور ثقافتی اجتماعات ہو چکے ہیں۔ کینیڈا میں (۲۷) کلاسیں مل کی ہیں (۲۲) نشریاتی ادارے ہیں۔ 1995ء میں یہاں (۱۸۹) ثقافتی اور دینی شیعوں کے اجتماعات منعقد ہو چکے ہیں۔ (۲۵) سال میں مسلمانوں کی تعداد امریکہ کی متحدہ ریاستوں میں (۲۱۱۵) فیصد ہے اس نسبت سے شیعوں کی تعداد ۳۵ فیصد ہے۔

امریکی شہروں میں شیعہ مساجد کی تعداد:

”کیلینوریا“ میں شیعہ کی (۲۲) مساجد ہیں، نیویارک میں (۱۸) مساجد ہیں۔ کلساس میں کل (۸۳) مساجد ہیں۔ (۱۷) شیعوں کی ہیں۔ فلوریڈا میں کل (۷۳) مساجد ہیں۔ ان میں (۱۶)

شیعوں کی ہیں۔ اوہا یو مین (۶۱) مساجد ہیں ان میں سے شیعوں کی (۱۲) ہیں۔ نیو جرسی میں (۲۸) ہیں ان میں (۹) شیعوں کی ہیں۔ چار جیا میں (۳۹) ہیں شیعہ کی (۷) مساجد ہیں۔ نیر جینیا میں (۳۸) مساجد ہیں (۷) ان میں شیعوں کی ہیں۔ انڈیانا میں (۳۲) ہیں (۶) ان میں شیعہ کی ہیں۔ میرلائڈ میں (۳۰) مساجد ہیں۔ شیعوں کی (۶) ہیں۔ الباما میں شیعوں کی (۴) مساجد ہیں (۸) جائے نماز ہیں (۱۱) جینی مراکز ہیں (۷) جماعتیں ہیں اور (۴) مراکز ہیں۔ اسکا میں ایک جینی مرکز ہے (۳) جماعتیں ہیں دو مرکز ہیں۔ اریزونا میں شیعوں کی (۳) مساجد ہیں (۷) جائے نماز ہیں۔ (۹) جینی مرکز ہیں (۶) جماعتیں (۳) مراکز ہیں۔ کینیڈا میں انٹاریو ریاست میں سارے مسلمانوں کی مساجد کی تعداد (۳۳) ہے، (۹) شیعوں کی ہیں۔ ٹوبوریاست میں (۳۰) مسلمانوں کی مساجد ہیں (۷) ان میں شیعوں کی ہیں۔

امریکہ میں شیعہ لٹرچر:

طلبہ کا رابطہ پہلا اشارہ تھا جس نے امریکہ میں شیعہ لٹرچر کی راہ ہموار کی۔ ایک اخبار ”الھدیٰ“ ہے اسے نیویارک سے امام خوئی جاری کر رہا ہے۔ ایک ”الحقی“ اخبار ہے۔ یہ کینیڈا سے خدمات اسلامیہ جاری کر رہا ہے۔ جعفریہ اوپنٹ ہے یہ کیلیفورنیا سے جاری ہو رہا ہے۔ ”القبلہ“ ہے یہ نیویارک کے علاقہ ہوسٹ سے نکل رہا ہے۔ ایک ”النسبی“ ہے یہ شکاگو سے جاری ہو رہا ہے۔ رسائل درج ہیں۔ مجلہ ”زراپاست“ ہے۔ یہ انٹاریو ریاست سے جاری ہوتا ہے۔ ایک مجلہ ”لبدن اسلام“ ہے یہ کیلیفورنیا سے جاری ہوتا ہے۔

قارئین کرام.....! یہ جو کچھ میسر آیا ہے وہ ہم نے زیر قلم رکھا ہے ورنہ یہ معاملہ نہایت ہی خطرناک ہے، باقی جو ہمارے علم میں نہیں وہ تو اللہ ہی جانتا ہے کتنا خطرناک منصوبہ ہے۔ مسلمان علمائے کرام کا اور امراء کا یہ عقیم فرض ہے کہ اگر ان میں وصف تقویٰ زندہ ہے تو سنی عوام کو اس تھمبیر خطرہ اور قیامت خیز مصیبت سے بہ حفاظت نکالیں۔ یہ وہ فتنہ ہے نہ تو یہ بڑا نہ ہی چھوٹا، نہ ہی امیر نہ ہی حقیر نہ ہی مرد نہ ہی عورت میں فرق کرتا ہے بلکہ ہر ایک کو اپنی پلیٹ میں لے رہا ہے۔ یہ شیعہ سب سنیوں کو ال بیت کے دشمن گردانتے ہیں لہذا ان کی چہرہ دستیوں سے بچیں۔ امراء، علماء داعی، بچے، مرد و خواتین جو بھی سنی ہیں ہم سب کی مثال ایک کشتی سے دیتے ہیں ہمیں اسے چمید نے سے روکنا ہوگا اسے محفوظ تو حید و سنت ہی رکھ سکتی ہے۔ ان شیعوں کے مخرف اور گمراہ کن عقائد جو ہمارے درمیان گھسیرے

جار ہے ہیں ان کا دفاع توحید کی صاف و شفاف دعوت اور رسول اکرم ﷺ کی سنت مطہرہ کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ روئے زمین کے سنی اپنی کشتی ساحل سلامتی تک پہنچانے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں، اسے دشمن کے سوراخ سے بچائیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس دھرتی پر بحفاظت و سلامتی رکھے اور جہاد اور سنت عزیزہ کا جھنڈا ہمیشہ فضاؤں میں لہراتا رہے اور یہ دعا ہے کہ ہمیں شہادت کی موت دے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ایران میں سنیوں کی داستانِ دلفگار

سلطنتِ ایران اسی دن اسلام سے آشنا ہو چکی تھی جس دن جزیرہ عرب میں آفتاب اسلام کرن ریز ہوا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے فارس کے بادشاہ کسریٰ کے نام جب اسلام میں داخل ہونے کا دعوت نامہ بھیجا تھا کہ وہ اس دینِ حق میں آجائے جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پسند کیا ہے تو اس بادشاہ نے انکار کر دیا، تکبر کیا اور نبی ﷺ کے نامہ مبارک کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، مگر وہ خسارہ میں رہا تباہ ہوا، تاہم آفتابِ اسلام نے ایران میں اپنی شعاؤں کو بکھیرنا شروع کر دیا اور رسول اکرم ﷺ کی وفاتِ حسرتِ آیات کے بعد یہ ملکِ بقعہ نور بن گیا۔

13ھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخر میں اس کی فتوحات کا آغاز ہوا اور فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک یہ سلسلہ جاری رہا اور ”معرکہ نہادند“ میں مسلمانوں کو حقیقی فتح حاصل ہوئی۔ یہ 21ھ میں ہوا تھا، ایران مکمل طور پر مسلمانوں کے زیرِ فرمان تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ہوا۔

19ھ میں ایران میں عقیدہ سنی بطور مذہب جاری ہوا۔ اس کے بعد 906ھ میں صفویوں کی حکومت آئی تو انہوں نے اعلان کیا کہ اب ایران کا ملکی مذہب شیعہ ہے درج ذیل میں یہی وضاحت پیش خدمت ہے کہ کس وجہ سے ایران کا ملکی مذہب سنی مملکت سے نکل کر شیعہ سلطنت میں تبدیل ہوا۔

سرزمینِ ایران تقریباً ایک ہزار سال تک اسلام سے ہم آگوش رہی، دوسرے اسلامی ملکوں کی طرح یہ بھی ایک اسلامی ملک تھا۔ تقریباً چوتھی صدی میں وہاں ایک بڑا ہی درد آشنا اور الماناک واقعہ رونما ہوا جو ایران کی کئی نسلوں پر اثر انداز ہوا۔ عباسی سلطنت کا زوال سنی آخری سلطنت کا زوال تھا۔ سنتِ کارنگِ ایران میں نمایاں تھا اور سارے ایرانی معاشرے پر چڑھا ہوا تھا۔ تاہم بعض ترکی قبائل جو آذربائیجان کے علاقہ میں تھے انہوں نے شیعہ مذہب سے وابستگی کر لی تھی، جنہیں قزلباش کہتے ہیں یہ قبیلہ تصوف کی طرف بھی میلان رکھتا تھا یہ صفویہ فرقہ بھی کہلاتے تھے، اس کا بانی صفی الدین اردبیلی تھا۔ اس صفی الدین کا پوتا اس کا نام اسماعیل صفوی تھا۔ یہ 906ھ میں تہرہز میں داخل ہوا اور اس نے

اعلان کر دیا کہ اس جدید سلطنت کا نام ”مغویہ“ ہے۔ اس نے اپنے دادا کے نام پر اس کا نام رکھا۔ یہ شیعوں کی پہلی باضابطہ حکومت تھی۔ اس نے ساری سرزمین ایران پر شیعہ اثر و رسوخ ثابت کیا اور شہر تبریز کو اسماعیل نے پایہ تخت بنایا اور بادشاہ کہلوانے لگا، اس اسماعیل مغوی نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سنی لوگوں اور ایران میں موجود موجدوں کو بھاری نقد اد میں قتل کیا، اس نے حکم دیا کہ روزانہ موجد سنی علماء اور طلباء میں ستر آدمیوں کو مساجد کی آذان گاہوں سے گرا کر نیچے بھینک دیا جائے اور اس نے شیعوں کی ایک جماعت چھوڑ رکھی تھی جو گھگیوں اور قبیلوں میں گھومتی تھی اور خلفائے راشدین ؑ پر سب و شتم کرتی تھی۔ اس جماعت کی نگرانی پر بھی ایک جماعت تھی جسے ”براعت جویان“ یعنی خلفائے راشدین سے بیزاری رکھنے والا کہا جاتا تھا۔ یہ جب ان خلفاء رضوان اللہ پر تمنا بولتے تھے، ظاہر ہے سنی سن کر یا تو جواب دیتا کہ تم جھوٹے ہو یا خاموش رہتا، اگر کوئی جواب دیتا تو اس کے پرزے اڑا دیے جاتے، کئی تلواریں اس کے سر پر برہمیں۔ اب اہل فارس کے سامنے دو ہی صورتیں تھیں ۱ یا تو ان خبیث باتوں کو خاموشی سے سنیں ۲ یا پھر یہاں سے اپنا دین بچا کر بھاگیں اور یا پھر مجبوراً شیعہ بن کر رہیں۔ شاہ مغوی کی اس درندگی نے عثمانی خلیفہ سلیم اول کو غضب ناک کر دیا۔ اس وجہ سے دولت عثمانیہ اور مغویہ کے درمیان جنگیں ہوئیں۔ نتیجہ تو یہ نکلا کہ سلیم اول نے تبریز پر قبضہ کر لیا مگر بعد میں دوبارہ مغویوں نے قبضہ کر لیا۔ انہوں نے اجتماعی روح فرساخو نیزی کا بازار گرم کر دیا۔ شہر سے تمام سنی ختم کر دیئے۔ ایک دن میں ایک لاکھ چالیس ہزار سے زائد سنی لوگ تہہ و تیغ کر دیئے۔ اس کے بعد ان مغویوں کی نسل سے حکمران آتے رہے، زید یہ خاندان، قلیبیہ، بھلولیہ خاندان آتے رہے۔ اس کے بعد آیات اور ملاؤں اور پکڑیوں والوں کی حکومتیں آتی رہیں جو آج تک جاری ہیں۔

یہ ساری تسلیں اور خاندان مغویہ کے نقش قدم پر ہی چلتے رہے ہیں اور جو باقی اہل سنت رہتے ہیں ہر نئے دن میں ان شیعوں کی ستم رانیوں کی المناک ضرب کی زد میں آتے ہیں اور ان کی آخری ضرب یہ ہے کہ سنیوں کی غلطی ریاستوں کے متوازی علاقوں میں انہوں نے ان کی معیشت پر قبضہ کر لیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ سنی قریب والی عربی ریاستوں میں بھاگنے پر مجبور ہوئے ہیں۔



ایران میں سنی مقامات

- (۱).....روس کی سرحد میں مشرق کی جانب ”دریاخز“ کا علاقہ ترکم صحراء ہے جو کہ ایران کے شمال میں بحر قزوین کے قریب واقع ہے۔ یہاں سنی رہتے ہیں۔
- (۲).....خراسان میں سنی پائے جاتے ہیں یہ ایران کے شمال مشرق میں روس کی سرحدوں میں اور دوسری طرف افغانستان کی سرحدوں پر واقع ہے۔
- (۳).....بلوچستان ہے جہاں سنی لوگ رہتے ہیں، یہ ایران کے جنوب مشرق میں اور اس کی سرحدیں افغانستان اور پاکستان سے ملتی ہیں۔
- (۴).....سنی علاقہ طوالش ہے، یہ بحر قزوین کے مغرب میں روی سرحد پر واقع ہے۔
- (۵).....سنی علاقہ کروستان ہے یہ ایران کے مغرب میں قصر شیریں شہر سے ترکی کی سرحد پر واقع ہے۔
- (۶).....سنی علاقہ ہرگز کان بندر عباس ہے۔ جو خلیج عرب اور بحر عمان کے ساحل پر واقع ہے۔
- (۷).....فارس کا علاقہ سنیوں کا مرکز ہے اس کا مرکز شیراز ہے۔
- (۸).....چولستان کا علاقہ ہے جہاں سنی ہیں یہ مازندران کے ماتحت تھا۔ اب یہ مستقل ہو چکا ہے۔ یہ سنی تمام علاقے ایران کی ہر جانب سے سرحدوں پر واقع ہیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ شیعوں کے جرائم سے خوفزدہ رہتے ہیں کہ اگر بھاگ کر ان کے ظلم سے کسی پڑوسی ملک میں جانا پڑے تو بھاگ سکیں، جو درمیان میں سنی رہ رہے ہیں یہ شیعوں کے ظلم کی چکی میں پستے رہتے ہیں



ایرانی انقلاب سے پہلے اور بعد میں سنی لوگوں کی سرگرمیاں

ایرانی انقلاب سے پہلے سنی لوگ شاہ ایران کے دور حکومت میں اپنے عقیدہ کو کھلے عام بیان کرتے تھے اور اپنی تمام سرگرمیاں رویہ عمل لاتے تھے مساجد و مدارس کی تعمیر اور لیکچر دینے میں بیرون ملک کتابیں طبع کروانے میں کھل آزاو تھے۔ لیکن یہ مذہب کے دائرہ میں رہ کر اجازت تھی یہ پابندی تھی کہ شیعہ سنی مذہب کو نہ چھیڑے اور سنی شیعہ مذہب کو نہ چھیڑیں۔

ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شیعہ نے کتاب تقسیم کی اس میں ام المومنین طاہرہ بی بیؑ پر تنقید تھی۔ ایک غیور سنی نے اسے پکڑ لیا اور مارنا شروع کیا۔ بہت شدید مارا اور اس کے ساتھ حکومت شاہ نے اس گستاخ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اہل سنت کو اتنی زیادہ اپنے اعتقادات کی نشر و اشاعت کی کھلی آزادی تھی اور توحید خالص بیان کرتے تھے اور شرک کی تردید کرتے تھے، جواب ان ملاؤں اور پٹری والوں کی حکومت میں سخت منع ہے، آج دعوت توحید دینے والا دہائی لقب دیا جاتا ہے اور فوراً اسے گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اہل سنت مال اور عزت اور جان میں امن و امان سے تھے یہ شاہ ایران کے دور کی بات ہے اور ابھی یعنی انقلاب نہ آیا تھا سنی شیعوں سے غذائی ضروریات وغیرہ آسانی سے حاصل کر لیتے تھے۔ لیکن یعنی انقلاب کے بعد یہ غذائی ضروریات اور سامان حکومت کے ہاتھ میں آ گیا، یہ آگے نہیں ہونے دیتی جب تک اس شیعہ حکومت کے سامنے سرگوں نہ ہوں، ہمیشہ سے ہمارے سنی بھائی ستمہائے روزگار اور ظلم و زیادتی اور طغیانی کا شکار رہے، ایسا ظلم ہوا اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی یا پھر اس ضمنی عہد میں ہے۔ نہایت ہی افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے یہ جو جو رہا اور جبر و کراہ برداشت کر رہے ہیں ان سنیوں کا ہم عقیدہ بھی ان کی چیخ و پکار پر کوئی کان نہیں دھرتا۔



ایران میں ظلم کی پردہ کشائی

ایران میں سنی عقیدہ کو دبا یا جاتا ہے، ایران میں شیعہ نے سارا میڈیا اس پر لگا دیا ہے کہ سنی اور شیعہ برابر حقدار ہیں یہ بھائی بھائی ہیں اور ہر میدان میں برابر ہیں۔ پوری دنیا میں یہی مشہور کیا جا رہا ہے جب کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

کیونکہ شیعہ حکومت کی یہ پوری کوشش ہے کہ ہر وہ ذریعہ استعمال کیا جائے جس سے سنی شیعیت میں آجائیں۔ یہ خوب جانتے ہیں کہ سنی عقیدہ کا آزادانہ پھیلاؤ ان کے شیعہ عقائد کا پول کھول دے گا۔ شیعہ علماء یہ بات بخوبی جان گئے ہیں کہ سنی عقیدہ کا دنیا میں معروف ہونا ان کے افکار و عقائد اور ان کے منصوبہ جات کی موت ہے۔ اب تک شیعہ بیرون ایران ہی اعلان کرتے ہیں کہ یہاں سنی اپنے عقیدہ و بیان میں آزاد ہیں، یہاں سنیوں اور شیعوں میں کوئی تفریق نہیں، یہ ایک دجل اور فریب ہے بلکہ یہ شیعہ پس پردہ مختلف ذرائع سے اور خبیث چالوں سے یہ منصوبہ بندی کیے ہوئے ہیں کہ ہمارے سنی بھائیوں اور دوستوں کو حکومت ایران جڑ سے اکھاڑ دیں۔ اللہ عظیم سچ فرماتے ہیں:

ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین
 ”یہ مکر کرتے ہیں اور اللہ مکر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہترین مکر کرنے والا ہے۔“



سنیوں کے خلاف شیعوں کی دسیسہ کاری

شیعہ اہل مذہب آزادانہ بیان کرتے ہیں بلکہ سنی لوگوں کے خلاف ان کے عقائد پر تنقید کرتے ہیں انہوں نے بحث و تکرار کے لیے اور مذاکرات کے لیے ملازم مقرر کیے ہیں، جو چاہیں گفتگو کریں، مگر سنی خطیب ان کی مرضی کے خلاف بات نہیں کر سکتا اور انہوں نے یہ طے کر رکھا ہے کہ جمعہ کے دن شیعہ خطیب سنیوں کی مساجد میں جو چاہے سیاست پر اور عقائد پر بحث کرے اور سنی خطیب عقائد کے بارے میں بات نہیں کر سکتا۔ اگر امام اس دائرہ سے باہر بات کرے گا تو اسے وہابی کہہ کر بدنام کیا جاتا ہے۔ اسے قید کر دیا جاتا ہے اور ایرانی جیل کی دوزخ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے فاضل علماء جو سنی علماء میں سے سربراہ آوردہ ہیں۔ انہوں نے انہیں پابہ زنجیر کر رکھا ہے۔ شیخ علامہ احمد مفتی زادہ جو کہ کردستان کے علاقہ میں تھے انہیں اس جرم کی پاداش میں قید کیا گیا ہے کہ یہ ایران میں غصب شدہ سنی علماء کے حقوق کی بحالی کا مطالبہ کرتے تھے۔ ایک شیخ ڈاکٹر احمد میرین بلوچی کا یہ قصور تھا کہ یہ اپنی ابتدائی تعلیم سے لے کر ڈاکٹریٹ کی انتہائی اعلیٰ ڈگری تک پہنچ گئے تھے انہوں نے مدینہ یونیورسٹی سے بی۔ اے، ڈی، کیا تھا۔ انہیں وہابی کہا کہ یہ فکر وہابیت پھیلاتے ہیں، جب ان کی سرگرمی ممانعہ پڑی کہ یہ صحیح عقیدہ اور دعوت توحید سے باز نہ آئے تو انہیں شیعہ کی سخت ترین جیل میں بند کر دیا اور کچھ وقت بعد انہیں عمر قید کی سزا سنائی، بعد ازاں انہیں قید ہی میں شہید کر دیا گیا۔ حکومت ایران نے شیخ محی الدین کو جو کہ سنی ہیں خراسان کے دارالخلافہ سے تعلق رکھتے تھے انہیں چند سال پہلے قید کر دیا گیا نہ تو ان پر کوئی الزام تھا نہ ہی عدالت سے فیصلہ لیا، صرف یہ قصور تھا کہ یہ خراسان میں ایک مدرسہ کے سربراہ تھے۔ اور سنی عقائد پر غیرت مند تھے۔ ان پر وہابیت کی تہمت لگا کر اور یہ کہہ کر کہ یہ سنی اور شیعوں کے درمیان فرقہ واریت پیدا کرتے ہیں، اس لیے جیل بند کیے گئے ہیں۔ امنہان میں شیعوں کی جیل میں رہے، سات سال بعد پاکستان کے علاقہ بلوچستان میں ہجرت کرائے۔ استاد ابراہیم صفی دادہ جو کہ محمد سعود یونیورسٹی ریاض سے فارغ تھے، شیعوں کے سامنے سرعام بازار میں انہیں ستر کوڑے لگائے گئے اور بعد میں قید میں ڈال دیا اور سات سال کی قید سنائی۔

شیخ نصر محمد بلوچی جو کہ ایرانی پارلیمنٹ کے ایک رکن تھے، ایرانی بلوچستان کے نمائندہ تھے انہیں شینئی کی قید میں سخت قسم کی تکالیف دی گئیں، ان سے جبراً اعتراف کروا گیا کہ یہ عراق اور اسرائیل کے جاسوس ہیں، ان کے لیے کام کرتے ہیں، حالانکہ یہ سب جھوٹ تھا، انہیں سب لوگ جانتے تھے کہ شینئی کے نمایاں عالم دین ہیں ان کی سخت نگرانی ہوتی یہ دوست ملک نہیں جاسکتے تھے تا آخر وہ فوت ہو گئے۔

شیخ مجاہد دوست محمد بلوچی یہ اسی برس سے زیادہ عمر کے تھے انہیں بھی گرفتار کیا گیا، وجہ یہ تھی کہ انہوں نے متعدد رسالوں میں صحابہ کرام ؓ کا دفاع کیا تھا انہوں نے آیات کہلوانے والوں کی قید میں دو سال گزار دیئے، انہیں سخت ترین اذیتیں دی گئیں پھر اصفہان جلاوطن کر دیئے گئے، ایک سال بعد انہیں رہا کیا گیا اب وہ سخت پہرے میں زندگی گزار رہے ہیں اور بیرون ملک نہیں جاسکتے۔ علاوہ ازیں بے شمار علماء کرام اور سنی نوجوانان و محتاہیں جو ان آیات کہلوانے والوں کی قید میں بند ہیں۔ ان کا کوئی قصور نہیں، صرف یہ ایک قصور ہے کہ یہ سنی عقیدہ پر کاربند ہیں۔ اور اس کے دفاع میں کمر بستہ ہیں اور صحابہ کرام ؓ کی عزتوں کا دفاع کرتے ہیں۔

شینئیوں پر مساجد و مدارس تعمیر کرنے کی پابندی ہے:

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ ایران میں شینئیوں کو مساجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں، طہران جو کہ ایران کا دارالخلافہ ہے، اصفہان ہے، یزد ہے، شیراز وغیرہ دیگر شہروں میں شینئیوں کو مساجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں، حالانکہ طہران میں تقریباً پانچ لاکھ سنی ہیں۔ مگر ان کی اس میں ایک مسجد بھی نہیں جس میں یہ نماز ادا کر سکیں۔ نہ کوئی مرکز ہے جس میں اجتماع کر سکیں۔ عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں، سکھوں اور مجوسیوں کے عبادت خانے ہیں مگر مسلمانوں کی ایک مسجد نہیں، ایران کا دارالخلافہ طہران روئے زمین پر واحد شہر ہے جہاں سنی مسلمانوں کی مسجد نہیں، جب کہ یہ شیعہ اپنی امام بارگاہیں، مراکز شینئی اور مدارس پورے ایران میں قائم کر رہے ہیں اور ان علاقوں میں کر رہے ہیں جہاں سنی زیادہ ہیں۔

ایران میں سنی مساجد کا انہدام:

ایرانی شیعہ بعض شہروں میں صرف سنی مساجد گرا دیتے ہیں، بلوچستان میں مسجد و مدرسہ تھا جو قادر بخش بلوچی چلا رہے تھے اسے گرا دیا گیا۔ سبز میں گیلان کے علاقے میں سنی مسجد گرا دی ہے۔ گونا گ، چابہار پر وچستان میں انہدام مسجد کیا ہے۔ شیراز کے علاقے میں کئی مساجد گرائی ہیں۔ بس بھانہ یہ ہے کہ فلاں مسجد ضرار ہے۔ یا حکومت کی اجازت کے بغیر بنائی گئی ہے یا فلاں مسجد کا امام وہابی عقیدہ رکھتا تھا

یاس اس وجہ سے گرائی ہے کہ سڑک کی توسیع کرنا تھی، مگر اتنے صرف سنی مساجد ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعوں نے سنیوں کو کس قدر بے بس کر دیا ہے اور اپنا رعب و دبدبہ بجا رکھا ہے۔ ایران میں ذرائع المارغ سے بھی سنیوں کو محروم رکھا گیا ہے۔ جب کہ ہمہ وقت شیعہ ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔ بلوچستان میں سنیوں کو (۲۳) گھنٹوں میں ایک گھنٹہ چود گرام کرنے کی اجازت ہے۔ اس میں بھی اپنے انکا ر اور عقائد نشر کرنے کی بجائے کچھ وقت حکومت اور اس کے لیڈروں اور اس کے ملاؤں کی مدح و ثناء میں گزر جاتا ہے۔

خراسان میں مسلمان سنیوں کا ایک پروگرام بھی نہیں ہوتا، جب کہ ہزاری شیعوں کو وہاں دو گھنٹے وقت ملتا ہے۔ فارسی اور پشتو میں وہ اپنی نشریات جاری کرتے ہیں سنیوں کو بالکل محروم رکھا گیا ہے۔ حکومت ایران پر انگری سے لے کر آخری تعلیمی مرحلہ تک سنی بچوں کو شیعہ افکار و عقائد پر پروان چڑھاتے ہیں انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت دلاتے ہیں۔ شیعہ اساتذہ ایسی کتابیں دیتے ہیں جن میں ان کے مذہب کے مطابق ایسے واقعات بیان ہوتے ہیں جو سفید جھوٹ ہیں اور ان سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص ہوتی ہے۔ ایران میں سنی لوگوں کو ان کے اجتماعی اور ثقافتی حقوق سے بھی محروم رکھا جاتا ہے، علمی مراکز، طبع خانے، تجارتی لاہریاں، یہ سب شیعیت کے حوالے ہیں، سنیوں کو اس بارے میں قطعاً اجازت نہیں، یہی وجہ ہے کہ ایران میں صرف شیعہ کتابیں چھپتی ہیں، چند سنی کتابیں چھپی ہیں وہ بھی بڑی مشکل کے بعد اور سنی کتابیں حکومت کے قبضہ میں ہیں انہیں نشر کرنے یا طبع کرنے کی اجازت نہیں مل رہی۔ مجبوراً بعض سنی لوگ اپنی کتابیں پاکستان میں چھاپ رہے ہیں۔

ایران میں سنی نوجوان پڑھنے کے لیے سوائے شیعوں کی کتابوں کے اور کچھ پاتے ہی نہیں، جن میں گمراہ کن عقائد، تجویزوں کی اولاد شیعوں کا یہی مقصد ہے کہ سنیوں کو یہ منحرف عقائد والی کتابیں ہی پڑھائیں.....

سبق دیتے ہیں شاہیں بچوں کو خانہ بازی کا

وزارت ارشاد و تبلیغ ایران تو کام ہی صرف اس خاص نقطہ نظر کے مطابق کرتی ہے اور حکومت ایران اس کی پوری سپورٹ کرتی ہے۔ یہ وزارت بہت ہی زیادہ جدوجہد کرتی ہے کہ شیعیت پوری دنیا میں پھیل جائے، یہ موجودہ چالیس زبانوں میں اپنا لٹریچر پھیلا چکی ہے جن کی تعداد تیس، چالیس کتابوں تک پہنچ چکی ہے۔ اور اپنی ثقافتی طرز پر یہ دنیا کے ہر کونے میں انہیں پہنچا رہے ہیں۔ عرب، یورپ، افریقہ، ایشیاء وغیرہ کے ممالک میں پہنچا رہے ہیں اور شیعہ کتب ان کی وزارت جو نمائندے بھیجتی ہے ان

کے ذریعہ تقسیم کی جاتی ہیں۔ اہم شخصیات کے نام بذریعہ ڈاک ارسال کر دیتے ہیں یا یہ دزرائے ثقافت و عوت کے لیے آدی روانہ کرتی ہے۔ ان کے ذریعہ تقسیم کی جاتی ہیں۔ ان کتابوں میں وہ مضامین اور افکار ہوتے ہیں انہیں عام آدی نہیں سمجھ سکتا، دھوکہ میں آ جاتا ہے، ذہن آدی ہی حقیقت جانتا ہے یا پھر وہ جانتا ہے جو شیعوں کے پس منظر سے واقف ہے۔ جب کہ سنیوں کو اپنے نظریہ و عقیدہ کی کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں۔ (واللہ المستعان) سنیوں کے ساتھ ایرانی شیعہ تعلیمی سیاست کھیلتے ہیں، پرائمری سے لے کر یونیورسٹی سطح تک مردوں اور خواتین کے لیے کچھ کلاسوں کا انتظام کر رکھا ہے۔ اس کا نام انہوں نے (ناخواندگی ختم کرنا رکھا ہے) یہاں بھی صرف اپنے دعوتی مطلوبہ مقاصد کی ہی اجازت دیتے ہیں اس کی آڑ میں شیعیت عام کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے نصاب ہی شیعہ کتاب سے بنا رکھا ہے سنیوں کے ہر شہر میں انہوں نے خاص مرکز اور لائبریریاں قائم کر رکھی ہیں جن میں مطالعہ کے لیے وہی کتب ہیں جو ثقافت شیعہ پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اور طلباء کو یہی پڑھنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ ان ملاؤں کی حکومت سے پہلے سنیوں کا ایک مستقل منہج تربیت اسلامیہ کے نام سے موجود تھا مشہور سنی علماء اس کے مہتمم تھے۔ انہوں نے اسے ترتیب دیا تھا جس کی وجہ سے حکومت کی سطح تک توحید کا منہج قائم تھا۔ اب صرف شیعہ عقائد پڑھائے جاتے ہیں یا اب دیکھا کہ طلباء جو کہ سنی نوجوان ہیں وہ ان عقائد پر توجہ نہیں دیتے تو انہوں نے نام سنیوں کا لے کر شیعہ علماء کی لکھی کتاب دوبارہ تعلیم میں لگا دی، اس کا نام ”سیرت اہل سنت“ اور سرورق پر لکھ دیا:

اطلع علی الكتاب مولوی محمد اسحق مدنی مستشار وزیر

التربية لشؤون اهل السنة والجماعة

”اس کی نظر ثانی مولوی محمد اسحاق مدنی نے کی ہے جو سنی معاملات کی وزارت تربیت

کا مشیر ہے۔“

یہ وہم ڈالا ہے کہ یہ کتاب سنی عالم کی نظر ثانی شدہ ہے مگر خیانت یہ ہوئی ہے کہ اس میں اہل سنت کے طریقہ پر سنیوں سے نفرت دلائی گئی ہے اور اس میں ایسی دعوت بھی ہے جو شیعوں کی دعوت سے میل نہیں کھاتی، یہ ایسی چال چلے ہیں۔

انہوں نے بعض سنی علمائے سو غریہ لیے ہیں، انہیں اعلیٰ عہدوں پر بٹھا دیا، ہائٹس گا ہیں تعمیر کر دیں، ماہانہ تنخواہیں لگا دیں اور اس قسم کے مولوی جو لکچر یا خطاب کرتے ہیں تو یہ عنوان ہوتا ہے:

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا

اور اس میں یہ بیان کرتا ہے:

ان الخلاف بين السنة والشيعة خلاف سطحي
 ”کہ شیعوں اور سنیوں کے درمیان معمولی اور سطحی سا اختلاف ہے“ پھر کہتا ہے:
 واننا نؤمن ان ما يقولونه يعنى الشيعة حق وان القول بولاية الفقيه
 قول حق يجب علينا اتباعه وان الخلاف الوحيد بيننا وبين اخواننا
 الشيعة هو في ارسال اليه وقبضه وهذا خلاف قد وقع بين اهل
 السنة كما هو رأي عند بعض المالكية
 ”ہمارے یقین ہے کہ ہمارے شیعہ بھائی سچے ہیں ان کا یہ عقیدہ جو ولایت فقیہ کا ہے ہمارا
 فرض بنتا ہے کہ ہم اسے مانیں۔ ہمارے اور ہمارے شیعہ بھائیوں کا اختلاف ایک ہی ہے
 کہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا یا کھڑک پڑھنا، یہ سنیوں میں بھی ہے جیسا کہ مالکیوں نے کہا۔
 ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی جائے۔“

جب شیعہ ملاؤں کی حکومت آئی ہے سنی اسلامی رنگ اس نے لمپا میٹ کر دیا ہے۔ مدارس کے
 نام تبدیل کر دیئے ہیں جن سے اسلامی مہر نظر آتی تھی وہ ختم کر دی ہے ایک مدرسہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
 نام پر تھا اب اس کا نام بدل کر مدرسہ آیت اللہ بہشتی رکھ دیا ہے۔ ایک مدرسہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر تھا
 اب اس کا نام قمر رکھ دیا ہے۔ انقلاب کے بعد سنیوں نے جتنے مدارس یا مساجد قائم کیے ہیں ان کے نام
 حکومت کی مرضی سے رکھے گئے ہیں، آیت اللہ طالقانی، مدرسہ آیت اللہ خمینی، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے
 نام پر بھی مدارس کا نام رکھتے ہیں، ابوذر، سلمان فارسی، علی بن ابی طالب، حسن، حسین رضی اللہ عنہم کے ناموں
 پر رکھتے ہیں دوسروں کے نام پر نہیں رکھتے۔

انہوں نے تو بہت سارے شہروں اور بستیوں کے نام شیعہ کے ناموں میں تبدیل کر دیئے ہیں
 اور ہر سنی مدرسہ کی دیوار پر انہوں نے اپنے اماموں کے نام لکھ دیئے ہیں۔ ان کے گھروں کی دیواروں
 پر اور محلوں پر اور حکومتی کاغذوں پر مثلاً برتھ شوٹنگ، زمینوں کے چیک، اور ری سندوں پر اماموں کے نام
 ہیں۔ اور ٹیلی فون کے بلوں پر بھی اماموں کے نام لکھتے ہیں، گرمیوں کی چھٹیوں میں سنی طلباء میں سے
 بڑے اور کامیاب طلباء کا ایک وفد تشکیل دیتے ہیں، مازندران کے وزٹ پر لے کر جاتے ہیں یا دیگر
 علاقوں میں جاتے ہیں، شیعہ علماء ان کی نگرانی کرتے ہیں اور اتنے دن وہی ان کی تربیت کرتے ہیں
 جب واپس آتے ہیں تو انہیں کتابیں اور دیگر تحائف دیتے ہیں۔ اس حکومت نے کہا ہے کہ سنی اسلامی

مدارس جو پرانے آرہے ہیں انہیں باقی رکھا جائے مگر نئے سرے سے مدارس یا مساجد کی انہیں اجازت نہیں۔ ایک تنظیم کا مینا کے نام سے نئی وجود میں آئی ہے، رقبہ خانی اس کا بانی ہے، یہ ہمہ وقت سنی مدارس کا ڈنٹ کرتے رہتے ہیں تاکہ ان کے پڑھانے کے طریقہ کار پر اور احوال پر نظر رکھیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ اسلامی مدارس میں ان شیعہ کی کتب بھی شامل کی جائیں۔

ایک پاسداران اور سائنس اور سائنس کی تنظیم ہے یہ بھی بستیوں میں چکر لگاتے رہتے ہیں اور ایک معین جگہ پر یہ سنی طلباء کو جمع کرتے ہیں اور ویڈیو کے ذریعہ انہیں فلمیں دکھاتے ہیں اور انہیں دینی لیکچر دیتے ہیں جو انہیں متاثر کرنے کے لیے تیر بہدف ہوتا ہے۔ اس لیکچر کے بعد سکٹ اور حلوی حاضرین کو دیتے ہیں، اپنے مقررہ پروگرام کے مطابق یہ بستی بستی اس طرح چلتے رہتے ہیں۔

بیارے بھائیو! آپ نے کبھی یہ سنا ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں سنی مساجد میں چار سو لیکچر شیعہ علماء نے دیئے ہوں۔ ہزاروں شیعہ علماء ہیں جنہیں حکومت ایران بھاری تنخواہیں دیتی ہے، اس لیے کہ یہ سنی علاقوں میں لیکچروں اور لوگوں کی شیعہ مذہب کے لیے برین واشنگ کریں۔ اس کے برعکس سنی ایک داعی نہیں جو فارغ ہو کر اللہ کی طرف دعوت دے..... واہ اسفاہ! شیعہ علماء وقتی اور مذہبی مراسم سے فائدہ اٹھاتے ہیں کبھی ہفت وحدت کے نام سے، کبھی یوم انقلاب کے نام سے، کبھی ایام عید کے نام پر اور کبھی دیگر مجالس کے نام سے یہ لوگوں کو شیعیت کی طرف مائل کرتے ہیں اور حکومت ان کی مکمل سرپرستی اور نگرانی کرتی ہے اور اہم شخصیات اور ائمہ روئی اور بیرونی سربراہ آدرہ لوگوں کو ان میں شمولیت کی دعوت دیتی ہے اور ان کیساتھ سنی علماء، طلباء اور ملازمین کو کبھی ان میں شرکت پر مجبور کیا جاتا ہے اور دعویٰ یہی کرتے ہیں اور آڑ بھی بناتے ہیں شیعہ اور سنی برابر ہیں آپس میں تعاون کرتے ہیں جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے کہ سنیوں کی شرکت زبردستی، مجبور اور دھمکی سے اور ہر اسان کر کے یقینی بنائی جاتی ہے۔



ایران میں سنیوں کی اقتصادی حالت

ان ملاؤں اور آیت کھلوانے والوں کی نئی حکومت قائم ہوئی تو بعض سنی لوگوں نے ان سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ کر لیں، کیونکہ شیعہ کا دعویٰ تھا کہ وہ عدل و مساوات کرے گا لیکن جلد ہی حقائق سامنے آ گئے ان کے جھوٹے دعووں کی قلمی کھل گئی اور سنیوں کی آرزوں کا خوبصورت محل زمین بوس ہوا، ان کی تمناؤں کا خون ہوا، یہ شاہ ایران کے دور سے بھی بدتر حالت میں چلے گئے۔ یہ معاشی تھگی کرنے کا راز یہ ہے کہ ایران کے شیعہ ہرگز یہ گوارا نہیں کرتے کہ سنی ایران میں قوت پکڑیں، نہ عقیدہ میں نہ ہی اقتصادیات میں، ان پر یہ خوف سوار ہے کہ سنی قوت اور شوکت نہ پکڑ جائیں، حکومت نے تمام غذائی ذرائع پر قبضہ کر رکھا ہے، بغیر پر مٹ غذا نہیں ملتی۔ افراد خاندان کے مطابق ملتی ہے اور خاندان کا سربراہ لائن میں لگتا ہے اور ہر چیز کے لیے لائن میں لگنا پڑتا ہے۔ ایک اگر تیل لینے کے لائن میں ہے تو دوسرا روٹی والی لائن میں لگا ہوا ہے تو تیسرا گوشت خریدنے والی لائن میں لگا ہے۔ لوگ شدید مشقت کا شکار ہیں۔



ایران میں سنیوں کی سیاسی صورت حال

ایرانی حکومت نے سیاسی طور پر سنیوں کو تقسیم کر رکھا ہے۔ سنی قبائل کے درمیان آپس میں نفرت پیدا کرتے ہیں اور ایک قبیلہ کو مسلح کیا دوسرے کو نہ کیا۔ سنی طلباء کو سنی علماء کے خلاف بھڑکاتے ہیں اور علادہ ازیں سنی طلباء پر تہمت لگائی جاتی ہے اس سے مجبور ہو کر یہ پاکستان اور یورپ میں بھاگ رہے ہیں۔ سنیوں کے تمام سیاسی حقوق اس ایرانی حکومت نے چھین لیے ہیں۔ جبکہ شیعہ علماء کو سارے حقوق میسر ہیں۔ یہ ہر سیاسی سہولت سے مالا مال ہیں۔ ثقافتی اور اقتصادی سہولیات بھی میسر ہیں۔ یہ فوائد اٹھا رہے ہیں ان کے علماء بھی ظاہر کرتے ہیں کہ سیاسی سطح پر سب برابر ہیں حالانکہ سنی سیاسی علماء کو ایران کی قید میں بند کر دیا جاتا ہے۔ جس عالم کو دیکھا کہ سیاسی طور پر سزا اٹھا رہا ہے وہ بس دیوار دغاں چلا جاتا ہے۔ اگر تھوڑی سی گہرائی میں اتریں تو پارلیمنٹ سے سنی علماء کو محروم کر دیا گیا ہے۔ تھوڑے سے ارکان ہیں۔ پارلیمنٹ میں تین سو بیچ ہیں ان کے اس لحاظ سے کم از کم سنیوں کے ارکان (۹۰) کی تعداد میں ہونے چاہیے۔ لیکن انہیں اس حق سے محروم کر دیا گیا ہے، ہمارے منتخب سنیوں کے ارکان ہیں۔ پارلیمنٹ میں ان کا کوئی وزن نہیں، بلکہ شیعہ ان کے وجود کو اپنے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کر کے فوائد حاصل کرتے ہیں جس سے سنیوں کے مفادات کو نقصان پہنچ رہا ہے اور ان کے حقوق مزید خطرہ میں ہیں اور ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ پارلیمنٹ کا منتخب شخص جو بے چارہ سنی مطالبات اور حقوق کی آواز بلند کرتا ہے وہ بس ایک دفعہ ہی منتخب ہوتا ہے دوبارہ نظر نہیں آتا۔ وہ پارلیمنٹ کی بجائے مقدمات کا شکار ہو جاتا ہے اور اسے سزاؤں کے حوالہ کیا جاتا ہے اور اس کی اہانت کی جاتی ہے جیسا کہ شیخ علامہ نظر محمد بلوچی کیساتھ ہوا ہے، انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے اور ایران کی سیاسی سخت ترین قید میں بند کر دیا گیا ہے۔



سنیوں سے شیعہ عورتوں کے نکاح کا منصوبہ

حکومت ایرانی سنیوں پر غلبہ پانے کے لیے مختلف وسائل اختیار کرتی ہے۔ ان میں سے ایک حربہ یہ ہے کہ شیعہ عورتوں کی سنیوں سے شادی کرواتے ہیں۔ اور یہ حکومت کی طرف سے پیش کش ہوتی ہے ان عورتوں کو یہ سبق دیا جاتا ہے اور انہیں قائل کیا جاتا ہے کہ تم شیعہ مذہب کی داعی ہو اس لیے تم شادی کے بعد اپنے خاوندوں اور ان کے گھروالوں اور اولاد کو شیعیت کی دعوت دینا اور ان سے حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا اور خاوند سے معاملات اچھے انداز سے چلانا اور خاوند کی طبیعت اور اس کی شخصیت میں جذب ہو جانا۔

ایرانی حکومت کبھی یہ طریقہ بھی اختیار کرتی ہے کہ ایک سنی شہر میں اعلان کر دیتی ہے کہ ہمارے پاس سوخوہ تین ہیں جن کی شادیاں درکار ہیں جو شادی کی رغبت رکھتا ہو تو اسے پہلی فرصت میں رابطہ کرنا چاہیے۔ تو سنی شہوت رانی کے جذبہ سے اور سفید چھتری والی حسیناؤں سے مطلب برآری کے لیے بغیر کسی سوچ کے ان سے شادی کر لیتے ہیں۔ یہ شادی خاوندوں اور ان کے اہل خانہ کو متاثر کرتی ہے اور یہ شیعہ اعتقادات کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

ظاہر ہے جو بچے ان سے پیدا ہوتے ہیں وہ بھی شیعہ نسل کے ہوتے ہیں یہ ایک لازمی چیز ہے۔



ایران میں سنی نقشہ تبدیل کرنے کا منصوبہ

شیعوں نے سنیوں کے علاقہ میں رہائش گاہیں تیار کر لی ہیں اور سرکاری رہائشوں میں انہیں بدل دیا ہے اور سنی شہروں میں دور رہنے والے شیعوں کو یہاں لاکر بساتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ شیعوں کو گنجان آبادی میں بدلا جا رہا ہے۔ سنی علاقوں کا وزٹ کریں، شیعہ کی یہ سرگرمی کہ بہت سی خوفناک حد تک رہائش گاہیں بنانے میں مصروف ہیں۔ کردستان، ترکمانستان، بلوچستان میں اس کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ آج سے پندرہ برس پہلے زاہدان شہر میں ایک بھی شیعہ نہ رہتا تھا اب ان کی تعداد اس شہر میں تقریباً 10/100 ہے۔

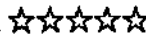
سنی علاقوں میں حکومت شیعوں کو گھر بنانے میں دلیری دیتی ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں باہر سے آنے والے سنیوں کو اقامت اختیار کرنے اور رہنے سے روکتے ہیں۔ خصوصاً افغان مہاجرین سنیوں پر پابندی لگاتی ہے جبکہ روس سے جنگ کے دنوں میں جو افغان مہاجر افغانستان سے بھاگ کر آئے تھے ایرانی سنیوں نے انہیں مرجعہا کہا تھا۔ ان کی نصرت و حمایت کرنا اور پاس رکھنا یہ اپنا فریضہ سمجھتے تھے وجہ یہ ہے تو حید انہیں حیدر کشتی تھی اور سنی عقیدہ میں مشترک تھے ان کی عادات اور روایات بھی ملتی جلتی تھی اور مقامی بولی ہم آہنگ ہونے کی وجہ سے ان میں یکا گت تھی۔ شیعہ حکومت خوب جانتی ہے جو کہ ہر وقت سنیوں کے خلاف سازشیں کرتی رہتی ہے۔ سنیوں کے علاقہ میں افغانوں کا آنا ان کے لیے خطرناک ہے، انہوں نے ان افغان مہاجر بھائیوں کے خلاف نفرت ڈال دی۔ اس نے یہ بات عام پھیلا دی ہے کہ ان پر سخت ترین جھوٹے جرائم کے الزامات لگا دیتے ہیں۔ کہ یہاں جتنے جرائم ہو رہے ہیں یہی افغانی کرتے ہیں اور نفرت دلاتے ہیں کہ یہ افغانی بہت خطرناک متحدی امراض میں مبتلا ہیں حتیٰ کہ چھ سنی افغانوں کو انہوں نے مختلف شہروں میں زندہ جلادیا کہ انہیں جلانے بغیر بیماری کے جراثیم نہ مرنے تھے۔ شیعوں کے ان جھوٹے الزامات کی بہتات کی وجہ سے لوگ ان سنی افغان بھائیوں سے سخت نفرت کرتے ہیں اور جب انہیں دیکھ لیتے ہیں تو فوراً انہیں بستیوں اور شہروں سے باہر نکال دیتے ہیں۔ اس کے برعکس جو شیعہ ہزاروں افغان ہیں یہ ایران میں دندناتے پھرتے ہیں اور بغیر کسی روک ٹوک شیعہ شہروں میں چلتے پھرتے ہیں۔ بلکہ ہر شہر میں بغیر مزاحمت کے جمعہ کی جگہوں میں داعی پیش دیتے پھرتے ہیں، حالانکہ یہ بھی افغانی ہیں۔

ایران میں سنی علماء کی حالت زار

اس ملک میں سنی علمائے کرام پر کیا جاتی ہے اور بیت رعی ہے.....؟ بہت بڑے فاضل علمائے کرام کو حکومت نے گرفتار کیا، قصور بھی کہ یہ وہابی عقائد رکھتے ہیں اور اسی تہمت کی بنا پر کئی مدارس بھی بند کر دیے گئے ہیں کہ ان کے بانی وہابی ہیں۔ کرافات میں ایک مدرسہ انہوں نے گرا دیا تھا، قصور اس کا بھی یہی کہ اس میں سنی عقیدہ پیدا کیا جاتا تھا۔ شیخ نظر محمد کو انہوں نے گرفتار کر لیا ہے، حالانکہ یہ ایرانی مجلس شوریٰ کا ایک رکن بھی رہے ہیں اور صالح عالم دین ہیں۔ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شرف و فضل کی بات کی اور انہیں لعنت کرنے اور ان پر سب و شتم سے منع کیا، انہیں گرفتار کر لیا گیا اور گرفتاری سے سات منٹ بعد شیخ نعلی ویرن کی سکرین پر نظر آئے باتیں کرتے دکھائے گئے کہ میں صدر صدام کے لیے جاسوس کرتا تھا اور میں عراقی جاسوس ہوں۔ یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ ان پر یہ تہمت لگائی کہ ایرانی عدالت نے انہیں زنا کرنے کی پاداش میں حکم دیا ہے کہ انہیں رجم کر دیا جائے۔ یہ سب جھوٹ تھا یہ علمائے اہل سنت پر جھوٹ بولتے اور غلط پیش آتے ہیں، معاملہ بہت ہی بھیا تک حد تک پہنچا گیا، انہوں نے ایک سنی عالم کو گرفتار کیا قصور یہ تھا کہ انہوں نے خطبہ جمعہ میں ولایت فقیہ پر بات کی اور کہا۔ لوگوں میں نبی اکرم ﷺ ہی معصوم ہیں، آپ کے سوا کسی اور کے متعلق معصوم ہونے کا عقیدہ رکھنا ہمارے لیے جائز نہیں، اس خطبہ کے بعد انہیں جیل بند کر دیا گیا، شیخ ایک ہفتہ ہی جیل رہے ہوں گے کہ ریڈیو۔ نے ان کی توبہ کا اعلان کر دیا کہ انہوں نے اپنی رائے سے معذرت کر لی ہے اور ایک جماعت سے روگردانہ انہوں نے ولایت فقیہ کا نظریہ لوگوں کو تسلیم کرنے کا حکم دیا، بعد میں ایک بہت بڑے عالم نے کہا: رائے سے رجوع کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: واللہ! میں اپنے عقیدہ سے پھر نہیں، میں مجبور ہوں۔ ہوا یہ کہ قید میں میرے پاس دس آدمی آئے وہ انقلابی چوکیدار تھے ایک آدمی ان کیساتھ وہ آیا جس نے سیاہ رنگ کی چکری پہن رکھی تھی وہ ان نو جوانوں کو میرے ساتھ بد فعلی پر ابھار رہا تھا۔ یا اس نے اس قول سے رجوع کا مطالبہ کیا اور وہ شیعہ عالم کہہ رہا تھا کہ نو جوانو! اگر تم اس کے ساتھ بد فعلی کرو گے تو اللہ کے ہاں ثواب پاؤ گے اور اس فعل کے بعد تم پر غسل بھی نہیں۔

ایران کی خبیث چالبازیوں:

ان آیات کھلوانے والوں کی خبیث حکومت بہت چال باز ہے۔ اس نے ایک جدید لشکر تیار کیا ہے یہ ایران کے ہر علاقہ میں ہے اور سنی علاقوں میں سنی افراد سے مرتب کرتے ہیں اور انہیں تنخواہ نہیں دیتے۔ اسے لشکر سنی کا نام دیتے ہیں انہیں کہتے ہیں کہ اپنی تنخواہ خود حاصل کر لو۔ اسلحہ وغیرہ دیتے ہیں یہ پھر راستوں پر رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں اور سنی علاقوں میں ایسا کرتے ہیں کہ گاڑیوں اور گزرنے والوں کو کھڑا کر لیتے ہیں اور گاڑیوں والوں سے مالی ٹیکس مانگتے ہیں اس کی وجہ سے حادثات رونما ہوتے ہیں اور کتنے ہی سنی افراد قتل ہوئے ہیں یہ لشکر آج میں حکومت کے کارندوں کے سامنے لڑ پڑتے ہیں۔ نوزین کے ایک اسٹیشن پر یہ فورس ایک دوسری ہستی کی فورس سے ملاقات کرتی ہے ان کے درمیان اختلاف واقع ہوا یہ اختلاف ختم نہ ہو سکا اس فورس میں (۱۲) مسلمان شہید ہوئے۔ اس لرزادینے والے حادثہ کے بعد اہل علم اور سنی دانشوراٹھے اور لوگوں کے سامنے وضاحت کی اور اس فورس کے سنی علاقہ میں انہوں نے حکومت کے عزائم کی عقدہ کشائی کی، بہت سارے لوگوں نے یہ فورس چھوڑ دی اور شیعہ حکومت کو اسلحہ واپس کر دیا۔ حکومت ایران نے شیعیت اختیار کرنے والوں کے لیے بہت بھاری انعامات مقرر کر رکھے ہیں، سنی علماء کو تو تنخواہیں دیتے ہیں اور امتیازی حیثیت سے نوازتے ہیں۔ یہ بات بہت غمزہ کر دینے والی ہے کہ ایک قبیلہ کے نصف آدمی شیعہ بن گئے ہیں اور بعض ایسے علاقے ہیں جہاں شیعہ 80/100 ہیں۔ حکومت نے انہیں فوراً زرعی زمینیں انعام میں دی ہیں اور ساتھ ہی سیرابی کا بندوبست بھی کر دیا ہے اور یہ اراضی ان کی ملکیت میں دے دی ہیں۔



ایرانی ملاؤں کی جیلیں

ان شیعوں نے یہاں تک نوبت پہنچا دی ہے کہ یہ سنی علماء کو ختم کر دیتے ہیں، جرم یہی ہے کہ یہ دہائی ہیں، چند سالوں میں ایرانی حکومت نے نامور تین علمائے کرام کو شہید کر دیا۔ شیخ فاضل ناصربغائی، یہ بڑے جید عالم دین تھے کہ کردستان میں رہتے تھے، انہیں رمضان المبارک کے مہینہ میں شہید کر دیا گیا۔ شیخ فاضل عبدالحق یہ جامعہ اسلامیہ ابی بکر کراچی سے سند یافتہ تھے انہیں ایک سال تک سخت قید و بند میں رکھا گیا، پھر انہیں ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا کہ یہ توحید بتاتے ہیں اور مردوں کے ساتھ وسیلہ پکڑنے کے قائل نہیں اور وہابی عقیدہ پھیلاتے ہیں، اس لیے ابھی ختم کر دیئے جائیں۔ شیخ عبدالوہاب صدیقی یہ جامعہ اشرفیہ اسلامیہ لاہور سے فارغ ہوئے یہ سنوں کے درمیان دعوت دینے کی سرگرمی کی پاداش میں شہید کر دیئے گئے۔ ان ملاؤں کی قید میں ہمارے سنی بھائیوں کی صورت حال نہایت تنگی اور محرومی کی ہوتی ہے ان کے قید خانے ہیں، جہاں ہوا اٹھنڈی ہوتی ہے اس سے بڑی بدبودار ہوائیں چلتی ہیں جس سے بڑی تباہ کن بیماریاں جنم لیتی ہیں اور یہاں بند لوگوں کو آفتاب میں دھوپ سے لطف اندوز ہونے کی توہیات ہی نہیں سورج نظر بھی نہیں آتا، قضائے حاجت کے لیے جاتے ہوئے آنکھوں پر پٹی باندھ دیتے ہیں اور رات اور دن میں وضو کرنے یا قضائے حاجت کے لیے صرف چار مرتبہ باہر نکالا جاتا ہے اور نہانا اور کپڑوں کو دھلائی کی اجازت مہینہ میں دو مرتبہ ہوتی ہے یہ بھی صرف پندرہ منٹ میں کرنا ہے۔ ان قیدیوں کو اشعار پڑھنے تعزیر کی رسومات ادا کرنے کی اجازت صبح سے آدمی رات تک دی جاتی ہے، یہ بھی ان کا ایک انداز ہے کہ سزا دینے کے لیے جھوٹی اور غمزہ کرنے والی کہانیاں قیدی سنا کیں بعض کو تہہ خانے سے رات کو باہر نکال لاتے ہیں۔ ایرانی قید کا مطلب ہے کہ ساری عمر قید میں ہی تمام ہوگی۔ یہ پہلے سبقت لے جانے والے صحابہ کرام ؓ کو گالیاں دیتے ہیں، انصار ہوں یا مہاجر ہوں۔ اور ام المومنین حضرت عائشہ ؓ پر عظیم بہتان باندھتے ہیں، شیعوں کی جیلوں میں جسمانی سزا شدید ترین اعزاز میں دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک آدمی دیکھتا ہے اس کا بھائی مظلوم قتل کیا جا رہا ہے یا دیکھ رہا ہے کہ اس کی بہن پر زیادتی ہو رہی ہے، اس کی حرمت کو پامال کیا جا رہا ہے

اور پھر مظلوم قتل کردی گئی ہے وہ اس کے دفاع پر اختیار نہیں رکھ سکتا، اس جگر پاش تکلیف ہوتی ہے جب مسکین عورت کو بندوق کے بٹ مارتے ہیں اور خاص باڈی گارڈ ان پر آوازے کستے ہیں اور یہ نعرے بلند کرتے ہیں: ”اللہ اکبر یعنی رہبر“

ہمارے ایک قلعہ دوست نے بتایا کہ ایک رات جیل خانہ کی بجلی ساڑھے دس بجے رات بجھ گئی، ساتھیوں نے کہا: وقت گزاری کے لیے ہم عربی اشعار ہی گنگناٹے ہیں دو گھنٹے بعد اچانک قریب والے تہہ خانوں سے عورتوں کی چیخیں سنائی دیں۔ ہم آنکھوں پر مضبوط نہ کر کے، اٹھ کھڑے ہو گئے بس اتنا ہی کر سکتے تھے ان بچاروں کو چیر پھاڑ کرنے والے درندوں کے بچوں سے چھڑوانہ سکتے تھے۔ صبح ہوئی تو ہم نے ایک آدمی سے پوچھا یہ آدازیں کیسی تھیں؟ اس نے کہا: میں نے تو اس سے بھی بدتر منظر دیکھا ہے، یہ جو شیخ باڈی گارڈ ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ جب یہ کسی دوشیرہ کو شوٹ کرنا چاہتے ہیں تو ایک گارڈ سے اس کا متحہ کا نکاح کرتے ہیں اس سے زیادتی کا ارتکاب کرنے کے بعد اسے شوٹ کر دیتے ہیں۔ ان پکڑیوں والے اور آیات کہلوانے والوں کی طرف سے جو مسلمانوں پر کوہ غم و اندوہ و ناہے قید و بند میں یہ ان کے ساتھ کتنا بے دردی سے پیش آتے ہیں۔ اس رلا دینے والی داستان کو سنیجے۔ ایک آدمی تقریباً ساٹھ برس کا تھا۔ اس کی پشت پر ایک ہزار آٹھ سو درے مارے گئے اس کی کمر اور پاؤں کوٹ دیے گئے، ایک کپڑے میں اپنے قدموں کے لوٹھڑے اٹھائے ہوئے تھا۔ جوان لوہے کی سلاخوں کی ضربات سے بکھرے پڑے تھے۔ اس کے باوجود وہ کہتا ہے اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ یہ بات تھی کہ ایک بار انہوں نے مجھے بلایا اور کہا: یا تو اعتراف کر لو، یا ہم تیری بیوی کو بھی جتلانے در در کریں گے۔ ہم اسے اس قریب والے کمرے میں لے آئے ہیں۔ میں نے کمرہ سے ایک عورت کی چیخ سنی، میں نے اپنی بیوی پر ظلم کے خوف سے سراگندہ ہو گیا۔ میں نے کہا: جو چاہو تحریر کر لو میں اس پر دستخط کرنے کو تیار ہوں میری بیوی کو چھوڑ دو، جب میری بیوی میری ملاقات کے لیے آئی تو میں نے اس سے اس بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگی: مجھے تو نہیں لایا گیا، تب مجھے یقین ہوا کہ وہ میری بیوی نہ تھی یہ مجھ سے اعتراف کے لیے ایک سازش تھی۔ اسے اتنا زیادہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا کہ اس بے چارے نے چونا کھا کر خودکشی کی کوشش کی لیکن اللہ کی مرضی نہ تھی وہ بچ گیا۔

ایک قیدی نے رہائی کے بعد بتایا ایک آدمی کو ان شیعوں نے روزانہ پینتالیس دن مسلسل دوسو سے لے کر تین سو تک کوڑے مارے تھے، ایک رات ہم بیدار ہوئے رات ڈھائی بجے کا وقت تھا، ہمارے کمرے میں آگ لگی تھی، اس آدمی نے خود کو ایک بستر میں لپیٹ لیا اور اس پر تیل چھڑکا، آگ

لگائی اور ہمارے کمرے میں آگیا اور آخری سانسوں پر تھا اور وہ کمزوری آواز سے کہہ رہا تھا: طوبیٰ لی طوبیٰ لی نجوت منہم ”میرے لیے مبارک ہے کہ میں ان ظالموں سے نجات پا گیا“ ہم نے آگ بجھانے کی بہت کوشش کی نہ بجھ سکی، ہم نے کھڑکیوں سے چھلانگیں لگا دیں، گارڈ نے سمجھا ہم بھاگنے کے لیے کودے ہیں، جب انہیں آگ کا علم ہوا تو وہ تہہ خانے کی طرف اور کمرے میں گئے وہ آدمی مرچکا تھا انہوں نے اسے کھڑکی باہر پھینک دیا اور گالی بکتے گئے اور اس کی توہین کی اور اس کا مال روک لیا کہ اس نے آگ بستر کو لگا کر بیت المال کا نقصان کیا ہے۔

ایک طالبہ کی قید کا واقعہ:

یہ طالبہ ایوین، قید میں تھی۔ اس کی عمر (۲۶) برس تھی۔ اسے ایوین جیل میں بند کر دیا گیا، یہ ایران کی سخت ترین جیل ہے۔ یہ پہلی دفعہ ظلم کا نشانہ بنی۔ یہ کہتی ہے: ان ظالموں نے میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور زمین پر پت لٹا دیا، ایک نے میرے قدم کے تلوے پر مارنا شروع کیا، ایک بھاری سلاخ تھی جس کے ساتھ مارا، میں نے جرائیں پہن رکھی تھیں اتنی زیادہ تکلیف ہوئی کہ میں اچھل کر کھڑی ہو گئی اور میں نے کمرہ کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے۔ اس کے بعد انہوں نے میرے ہاتھ پیچھے باندھ دیئے اور جرائیں اتار کر میرا پاؤں بھی باندھ دیا اور میرا سر انہوں نے بستر میں لپیٹ دیا پھر میری کمر اور پاؤں پر مارنے کے لیے ٹوٹ پڑے، مجھے نہیں علم یہ مار کب تک جاری رہی، شدت و الم کی وجہ سے میں غشی کی کیفیت میں تھی اور ان کی سنگدلی نے یہ ستم ڈھایا کہ وہ خیال کر رہے تھے کہ میں نے انہیں دھوکا دینے کے لیے غشی ظاہر کی ہے، جب انہوں نے مارنا ترک کیا کہ وہ ناشتہ کریں تو میرے قدموں سے خون کے فوارے چل رہے تھے اور ناخنوں سے خون کے چشمے ابل رہے تھے، مجھے وہ کرسی پر بٹھا گئے میں شدت خوف اور کچھکی کی وجہ سے اس پر ٹھہر نہ سکتی تھی میں لیٹرین میں گئی تو پیشاب کے ساتھ دن آنے لگا جب وہ واپس آئے تو میں نے ان سے اجازت مانگی کہ مجھے سیدھا لیٹے دیں مگر ان ظالموں نے اجازت نہ دی۔



ایران میں سنی مسجد گرانے کا واقعہ

ایران میں غلبہ پاتے ہی شیعوں نے مسجد فیض جو خالص سنی لوگوں کی تھی اور مشہد شہر میں تھی اس پر مسلح حملہ کیا اور سنی مسجد میں تو نمازیوں کی خونریزی بھی کی، یہ زہدان میں سنیوں کی سب سے بڑی مسجد تھی جو کہ ایرانی بلوچستان کا دارالخلافہ ہے مسجد اور اس سے متعلقہ مدرسہ جو ہے اسے شیعہ انقلاب کے چوکیداروں نے اور ایرانی نمائندوں نے مل کر گرایا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک تو عراق کی جنگ تھی دوسری وجہ یہ ہے کہ شیعوں کو یہ برداشت نہ تھا کہ ایرانی شہر مشہد میں یہ سنیوں کا نمازوں میں جمع ہونا اور نمازوں میں اس مسجد کا معمر ہونا یہ بھی انہیں نہ بھاتا تھا۔ مشہد شہر کے وسط میں سنی مسجد جو کہ امام رضا کے مزار کے قریب تھی اور شیعہ کے والد کا گھر بھی قریب تھا جو اس انقلاب کا بانی تھا شیعہ تعصب اس مسجد کو برداشت نہ کر سکا۔ حکومت نے ایک سال پہلے حج کی پروازوں کا روٹ بدل دیا تھا۔ جو بلوچستان، خراسان اور مشہد سے کرمان تک حجاج کو اٹھاتی تھی تاکہ مشہد کی مسجد میں رش بڑھ نہ جائے، ان کی وجوہات کی بناء پر حکومت ایرانی مسجد گرانے کی فکر میں تھی۔ ایرانی مذاکراتی جماعت نے یہ مطالبہ مان لیا کہ سنیوں کو اس مسجد کے عوض مال دیا جائے گا تاکہ اس مسجد کی جگہ مسجد بنا سکیں۔ لیکن سنی علمائے کرام نے فتویٰ دیا کہ مسجد کو بدلنا یا اسے فروخت کرنا ناجائز ہے۔ اس کے بعد حکومت ایرانی نے یہ تجویز دی کہ سنیوں کو اس مسجد مشہد کی فلاں مسجد کی جگہ دیتے ہیں، مقصد یہی تھا یہ مسجد غیر آباد ہو لیکن یہ تجاویز قبول نہ ہوئیں۔ تو حکومت ایران کے نمائندوں نے مسجد فیض کا محاصرہ کر لیا اور پندرہ کرین بھیجے اور مسجد میں لوگوں کی آمد و رفت بند کر دی یہ کرین ساری رات چلتے رہے اور مسجد کی دیواروں اور دروازوں کو گراتے رہے۔ ساری رات یہ سلسلہ جاری رہا قرآن پاک اور جائے نماز بھی نہ نکالے نہ ہی کتب نکالیں اور جو وہاں موجود تھا اسے گرفتار کر لیا گیا اور کچھ کرین کے نیچے آ کر مر گئے۔ جب یہ خبر پھیلی تو سنیوں پر بجلی گری، غم پھوٹ کر نکل رہا تھا ہر جگہ غم کے آنسو بہاتے تھے اور انہوں نے اس کے خلاف بازار بند کر دیئے خصوصاً زہران میں جو کہ بلوچستان کا دارالخلافہ ہے یہاں بھی تجارتی مراکز بند رہے۔ لوگ ایک دوسرے غمگین چہروں سے ملاقات کرتے تھے اور اندر ہی اندر غم و اندوہ سے بڑھ رہے تھے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔



سنیوں کے مطالبات

سنی لوگ جو ایران میں پریشانیاں اٹھا رہے ہیں اور جو خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان کا تذکرہ کرتے ہیں:

(۱)..... سنی علاقوں میں فقر و فاقہ چھایا رہتا ہے جیسا کہ کردستان، بلوچستان اور ترکم کا صحراء اور بندر عباس وغیرہ کے علاقے فقر میں پس رہے ہیں۔ یہاں تعاون مفت مال کے ذریعہ نہیں کرتے، بلکہ یہاں فیکٹریاں اور کارخانے لگائے جاتے ہیں ان علاقوں کے لوگ ان کی نگرانی کرتے ہیں تاکہ کاروبار بھی چلتا رہے اور اس علاقہ کے سنیوں کو رزق حلال بھی وافر مقدار میں ملتا رہے تاکہ انہیں نفسیاتی اور مادی اطمینان رہے اور باہر والے بھائیوں کی بھی مالی مدد بھی کر سکیں۔ سنیوں کا ایرانی حکومت سے ایک یہ مطالبہ ہے کہ ان کے فقر کا علاج کیا اور سکون دیا جائے۔

(۲)..... سنیوں کا مطالبہ یہ ہے کہ فارسی زبان میں انہیں ریڈیو اور ٹیلیوژن پر ایران سے باہر نشریات کی اجازت دی جائے یہ اندرون ایران اور بیرون ایران ہندوستان پاکستان اور افغانستان اور وسط ایشیاء کی جمہوری ریاستوں میں بھی دیکھی جائیں کیونکہ ان علاقوں میں لاکھوں مسلمان فارسی زبان بولتے ہیں۔

(۳)..... ایران کے سنیوں کا مطالبہ ہے کہ عقیدہ کی کتابوں کو فارسی میں مترجم کرنے کی اجازت دی جائے مثلاً شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں کی کتابیں امام عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد صالح المنجد رحمۃ اللہ علیہ، محدث محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم ائمہ کرام جنہوں نے ایسے مدارس غلبہ ترکم میں چھوڑے ہیں جن کی بنیاد اہل حدیث اعتقادات پر رکھی گئی ہے۔ ان کی کتب کا بھی ترجمہ فارسی زبان میں کر کے انہیں پھیلایا جائے۔

(۴)..... مطالبہ یہ ہے کہ علاقہ سے نمایاں داعیوں کو جو کہ سنی عقائد کی دعوت دیں انہیں اجازت دی جائے کہ یہ ایران میں بغیر رکاوٹ دعوت دیں اور انہیں اچھے عہدوں پر لگایا جائے تاکہ وہ اپنے اہل و عیال کی معیشت سے بے فکر ہو کر دعوت و تدریس اور اجتماعی سرگرمیوں کو جاری رکھ سکیں اور سنی عوام کی خیر و فلاح کا کام کر سکیں۔

(۵)..... ایران میں سنی علماء کو دعوت دے کر ان کی میزبانی کی جائے، حکومتی سطح پر قائم ہونے والی عالمی کانفرنسوں کے انعقاد کا شرف حاصل کیا جائے، جیسا کہ رابطہ عالم اسلام یا فقہی اجلاس یا وزارت اوقاف کی طرف سے بلائی جانے والی کانفرنس وغیرہ کی میزبانی کا ایران شرف حاصل کرے۔ تاکہ ہمارے سنی علماء کا مرتبہ بلند ہو اور تمام دنیا کے کونے کونے میں ان کا آپس کا رابطہ مضبوط ہو سکے۔

(۶)..... تدریسی و تعلیمی سہولتیں دی جائیں، یعنی طلباء کی کفالت کا ذمہ اٹھایا جائے کہ جو ایران میں سنی طلباء زیر تعلیم ہیں انہیں سہولت دی جائے تاکہ وہ علم حاصل کر سکیں۔ زہدان میں ایک دینی سب سے بڑا سنی مدرسہ جو شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیر کیا تھا یہاں طلباء کو ناشتہ بھی میسر نہیں، یہاں تک نوبت ہے کہ دن میں صرف دو مرتبہ کھانا کھاتے ہیں۔

(۷)..... مطالبہ یہ ہے کہ جو کہ اہم ترین ہے خلیج کی ریاستوں کے ساتھ مشترکہ لائبریریاں اور اشاعتی ادارے قائم کرنے کی سنیوں کو اجازت ہو جو کہ ہر سال طہران میں منعقد ہوا کرے یہ سنیوں کے لیے بہت مفید ہے۔ یہاں توحید کی کتابوں کی خرید و فروخت ہوگی اور صاف ستھری سنی کتابوں کا تبادلہ ہوگا یہ ایک عظیم جہاد اور اللہ کی قربت و نزدیکی کا کام ہے۔

(۸)..... موسم حج میں حرمین شریفین میں فارسی زبان میں عقیدہ توحید پر دروس کا اہتمام کیا جائے وجہ یہ ہے کہ بہت سارے شیعہ ایران میں ہونے کے باوجود اس عقیدہ شیعہ سے نفرت رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس اس کا متبادل نہیں، یہ دروس ان کے لیے بہت مفید اور نفع رساں ہوں گے۔

(۹)..... وہ علمائے کرام جو شیعیت ترک کر چکے ہیں اور سنییت میں شامل ہو چکے ہیں اور انہوں نے اس کی تردید میں کتابیں لکھی ہیں انہیں ضرور شائع کیا جائے۔ جیسا کہ آیت اللہ برقی ہے یہ فہمی کا دوست تھا اس نے کئی کتابیں تالیف کی ہیں جن میں شیعیت کی تردید لکھی ہے۔ اس کی کتابوں کو فارسی زبان میں شائع کیا جائے اور حاجیوں پر تقسیم کی جائیں اور جو فارسی میں ہیں ان کا عربی ترجمہ کر کے انہیں پھیلایا جائے۔ خصوصاً تفسیر قرآن کی ان کی کمیٹیں عام کی جائیں، جن میں انہوں نے شیعہ خرافات کا زبردست رد کیا ہے۔

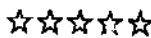
(۱۰)..... ایران کی پڑوسی ریاستوں میں اور ایران کے سنی طلباء کے درمیان ملاقات کی اجازت ہوتا کہ یہ اپنے ایرانی بھائیوں اور دوستوں سے مل کر ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہو سکیں، مدراس و مساجد اور پڑھائی کے معاملات سے آگاہ ہوں۔ اور جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جسد واحد بن کر رہنے کی وصیت فرمائی ہے اس پر عمل ہو سکے۔

چودھویں بحث.....

ایران میں سنیوں کی حالت زار والے چھپر کے آخر میں ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ نہایت ہی افسردہ الفاظ میں کہنا پڑ رہا ہے کہ عیسائیوں کی حکومت ہے جو ان کا دفاع کرتی ہے ان کی نصرت اور تقویت کا باعث ہے۔ اور یہودیوں کی ریاست ہے۔ شیعوں کی ریاست ہے مگر ایران میں سنیوں کی حالت زار پر ایک آنسو بہانے والی آنکھ موجود نہیں.....!

ان کی آوازیں گلے میں اٹکی ہیں جو اٹھکوں اور گرم آہوں میں ڈھل گئی ہیں ان کے غم اور پریشانیاں سالوں پر محیط ہیں جن سے فضا سو گوار ہے اور ہم خواب غفلت میں پڑے ہیں میں تو یہی التجا کر سکتا ہوں کہ اللہ کریم میں اس کے فضل سے بیزار ہوں اور ان کے عمل سے معذرت خواہ ہوں تاہم علم کے بعد معذرت کا نام نہیں آتی۔

اے اللہ! ایران میں تا تو اس سنیوں کی نصرت دہ دہ فرما۔ ان کے بیٹوں، عورتوں، ان کے دین ان کے عزتوں، ان کے مالوں، ان کے مدرسوں اور مساجد کو ان خبیث کینہ تو زد شمنوں سے محفوظ فرما۔ اے میرے اللہ! ان کے دل کتاب و سنت سے وابستہ کر دے، ہر جگہ سنیوں کی حفاظت فرما۔ یہودیوں، ہندوؤں، شیعوں، عیسائیوں، علمانیوں اور اباحت پسندوں اور صوفیوں کو جو گمراہی کا طوفان اٹھائے سنیوں موحدوں کے خلاف بدتمیزی پھیلے ہوئے ہیں انہیں پکڑ لے۔ ہمارے علماء اور امرا کو سنیوں کی حمایت میں کمر بستہ کر دے ان مسلمان بادشاہوں کے ہاتھ میں شمشیر حق دے دے کہ ہر ظلم و شرک کا ہر شہر سے خاتمہ کرویں۔ امت کو متحد کر دے اور ان کی مدد فرما۔ خبیث قاجروں اور اشرار کو دور کر دے۔ اس سرزمین کو بدعت، شرک اور ہر برائی سے پاک کر دے۔ اللہ ہم نے تیرے بندوں تک پیغام پہنچا دیا ہے۔ صلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔



عراق کے متعلقہ ایرانی عزائم کا تذکرہ

علمائے سنت کے سرخیل شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا:

وكذلك اذا صار لليهود دولة بالعراق تكون الرفضة من اعظم
اعوانهم فهم دائما ما يوالون الكفار من المشركين واليهود
والنصارى ويعاونونهم على قتال المسلمين ومعاداتهم۔

عراق میں جب بھی یہودیوں کی حکومت ہوگی یہ رافضی شیعہ اس کے سب سے بڑے مددگار ہوں گے۔ یہ ہمیشہ کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ سے دوستی کرتے رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے خلاف لڑائی پر مسلمانوں سے عداوت اور کفار سے معاونت کرتے رہے ہیں۔ جب یہ تاثرات شیخ الاسلام تحریر فرما رہے تھے رحمہ اللہ یہ اس وقت ہوا نہ تھا۔ نہ انہوں نے زندگی میں یہ مشاہدہ کیا ہوگا انہوں نے شیعہ کتابوں میں پڑھا تھا وہ ان کی تاریخ سے آشنا تھے۔ اس عالم ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی عقل ربانی کے حاشیہ پر نقش ہونے والے خیالات کا ہم آج آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں، سات سو سال پرانے کلمات ہیں ان کی صدائے بازگشت آج ہم عراق میں خود سن رہے ہیں اور یہ روشن تبصرہ ہماری آنکھیں کھول رہا ہے۔ ہم امریکی اور ایرانی سیاسی اختلافات میں نہیں جانا چاہتے۔ یہ شاید ضمنی انقلاب برپا کرنے تک تھے۔ کہا کرتے تھے۔

الموت لأمريكا والشيطان الأكبر۔

”کہ مرگ برا امریکہ امریکہ شیطان بزرگ تراست کہ امریکہ مر جائے، امریکہ بڑا

شیطان ہے۔“

یہ ایک نعرہ تھا۔ وگرنہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ لبنان میں جن فلسطینیوں نے ہناہلی تھی انہیں قتل کرنے میں شیعوں کی ملیشیا اہل نے امریکہ سے تعاون کیا تھا۔ اور صیہونی دشمن یہودیوں کو شاید علم تھا

یہ بھی وہی کہتے ہیں جو ایرانی انقلاب کی قیادت نے محفلوں میں اور سالگروں کے مواقع پر دھوکا کہا تھا:

بأن دول الخليج غير مستقلة و يجب تحرير مكة والمدينة من
أيدي الطواغيت۔

”کہ خلیج کی ریاستیں عارضی ہیں مستقل نہیں، اور مکہ و مدینہ کو طاغوتوں کے ہاتھ سے آزاد
کر دینا لازم ہے۔“

اس کی دلیل یہ ہے کہ اسی منصوبہ کی تکمیل کے لیے 1986ء یا 1987ء میں انہوں نے بیت اللہ
پر حملہ کر کے اس کی حرمت پامال کی تھی اور گولیاں برسائی تھیں۔ اور اسلحہ سپلائی کیا تھا۔ سینوں کے خلاف
ان کے سینوں میں دفن شدہ کینہ لا وہ بن کر پھوٹا تھا یہ حملہ نہ تھا۔

امریکہ کے ہاں خلیج کی اہمیت:

خلیج کی ریاستوں میں امریکہ کے اہم مفادات ہیں۔ ان کی وجہ سے یہ ریاستیں امریکہ کے لیے
بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور امریکی طرز عمل سالہا سال سے یہ بتا رہا ہے کہ یہ کسی کا دوست نہیں، دنیا میں اس
کا کوئی ضابطہ نہیں نہ ہی کوئی اخلاقی قدر ہے نہ ہی انسانیت ہے یہ فقط اپنے مفادات کا حصول چاہتا ہے،
نہ کویت سے نہ سعودیہ سے اسے کوئی دلچسپی نہیں یہ تو اپنے مفادات دیکھتا ہے۔ بیٹھا گون سے بیان آیا
تھا۔ 1995ء میں اس نے کہا تھا:

ان اعلیٰ و اہم مصلحہ امینۃ للولايات المتحدة فی منطقة الشرق
الوسط هی الحفاظ علی تدفق النفط دون عائق فی منطقة
الخليج الی اسواق العالم و باسعار مستقرة فحوالی (70%) من
احتیاطی النفط فی العالم یقع فی منطقة الشرق الاوسط۔ ولذا
یزید اعتماد الولايات المتحدة الامریکیة و شركاءها الاقتصادیین
العالمیین اکثر فاکثر علی نفط منطقة الخليج۔

”شرق اوسط کے علاقہ میں متحدہ امریکہ کی اہم ترین مصلحت اور اعلیٰ ترین مفاد یہ ہے کہ
(70) فیصد عالمی تیل اس علاقہ میں موجود ہے بغیر کسی رکاوٹ تیل کے چشموں تک رسائی
کے لیے خلیج کے علاقہ تک پہنچنا ہماری آرزو ہے تاکہ دنیا کی منڈی اور اس کے بھاؤ کا
معاملہ مستقل طور پر ہمارے ہاتھ میں رہے۔ امریکہ اور اس سے اقتصادی اشتراک رکھنے

وانے تمام ملک خلیج کے تیل تک رسائی حاصل کرنے میں زیادہ سے زیادہ پراعتماد ہیں۔“
یہ خلیج کا شرق اوسط کا علاقہ صرف امریکی مفادات کے لیے ہی اہم عنصر اور موثر ذریعہ نہیں بلکہ
یہ پوری دنیا کی مصلحتوں کا مرکز نگاہ ہے۔ اسرائیلی وجود اور امریکہ کا اسے سپورٹ کرنا اور صدام
حسین کو کویت پر حملہ کرنے کا سگنل دینا اور پھر کویت کو ہولناک طاقت کے ذریعہ فوجیں بھیج کر آزاد
کردانا اور اس علاقہ میں امریکہ کا قدم جمانا اور آخر کار عراق پر امریکی حملہ، یہ سارے معاملات اسی
وجہ سے رونما ہوئے ہیں کہ امریکہ کی درپردہ یہ کوشش ہے کہ بس اپنے مفادات خلیج سے حاصل کرے
تیل پر قبضہ کرے اب بھی جدید عراق کے نام سے یہی کوشش کر رہا ہے یہ اس سے ہرگز نہ ٹلے گا
اگرچہ اسے حلیف بدلنے پڑیں معاہدے توڑنے پڑیں اپنے مفادات کی خاطر یہ سب کچھ کرے گا۔
ایرانی انقلاب بپا کرنے کے مفادات:

ایران میں جب انقلاب بپا ہوا تو اس نے اپنے دینی اور اعتقادی اہداف و مقاصد بیان کیے
تھے۔ اور اپنے توسیعی عزائم کی پردہ کشائی کی تھی۔ اس کے ایک ذمہ دار ابو حسن بن صدر نے ”نہار عربی“
اخبار میں دیے گئے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا جو کہ 1980ء میں اس نے دیا تھا کہ

ان ایران لن تتخلى او تعيد الجزر الثلاثة الاماراتية
”امارات کے تینوں جزیرے ایران نہ تو خالی کرے گا نہ انہیں واپس کرے گا۔“
مزید کہا:

ان اقطار ابو ظبى و قطر و عمان و الكويت و السعودية ليست دولا
مستقلة بالنسبة لايران۔
”ابو ظہبی، قطر، عمان، کویت، سعودی عرب یہ مستقل ریاستیں نہیں۔ ایران ایک مستقل
ریاست ہے۔“

ایرانی بحری کمانڈر نے فیثی کے ساتھ ایک اجتماع کے دوران کہا تھا کہ عراق فارس کا حصہ ہے (18-4-1980)
ایک روحانی پیشوا صادق نے کہا کہ ایران ایک مرتبہ پھر یہ مطالبہ کرتا ہے بحرین ہمارا
ہے۔ اب اگر کوئی یہ خیال رکھتا ہے کہ ایران کے یہ عزائم تبدیل ہو چکے ہیں تو یہ اس کا وہم ہے، کیونکہ
ایران کا بنیادی مقصد ہے کہ ان کے مہدی کے آنے سے پہلے ان کی پوشیدہ آرزوں کی تکمیل کی تمہید ہو
جائے۔ اور انکا ایران میں اعلانیہ مداخلت کرنا یہ ان کی کتابوں میں موجود منصوبہ بندی کا حصہ ہے۔ اس

کے خلاف کرنا اپنے مذہب کو بدلنے اور شیعوہ عقائد سے خیانت کرنے کے ذمہ میں آتا ہے۔
 ایرانی سیاست پر بات کریں تو یہ ان کے مذہبی اور دینی مرکز کے بغیر ممکن نہیں۔ اگر ہم قم اور نجف
 کے مرکز کو ملاحظہ کریں تو یہ سیتانی ایرانی کی قیادت میں یکجا ہیں۔ یہ قم کے آیت اللہ کی قیادت میں ہے
 اور اس کے منصوبوں کی تکمیل کرتا ہے اور اس سیتانی کے تعلقات ایرانی گروہوں حزب الدعوة و المجلس
 الاعلیٰ کے ساتھ بھی گہرے ہیں۔ یہ ہماری بات کی واضح دلیل ہے کہ سیتانی خامنی کا مقلد ہے۔ اور یہ
 خامنی ایران کے شیعوں کا (20) ویں صدی کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ اور قم میں اپنے ماننے والوں کا
 مرکز و محور ہے۔



عراق کے اندرونی شیعہ

مکانی اور بشری اعتبار سے شیعان عراق جدا جدا ہیں۔ قم شہر میں مجلس اعلیٰ کو مرکزیت حاصل ہے اور حزب الدعوة حوزہ علمیہ کربلا پر غالب ہے۔ اہل اسلامی تنظیم محمد صادق شیرازی کی مرکزیت کا میلان رکھتی ہے۔ قم، کربلاء اور نجف تینوں شہروں میں شیعوں کو اپنے ساتھ ملانے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے پیروکار رکھتا ہے۔ مرکزی حیثیت حضرت حسینؑ کے مزار کو حاصل ہے۔ اتحاد سچ ہونے کے باوجود کربلاء میں ان کا مزار لوگوں سے معمور ہے اور دعا کے لیے آدمی اس کے ساتھ چٹے ہوئے ہیں۔

شیعوں کی اندرونی ساخت میں تقسیم سازی نے ایک اور شاخ پیدا کر دی ہے کہ بیرون عراق کے شیعہ، اور اندرون عراق کے شیعہ، جو اندرونی شیعہ ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت ساری مشکلات جھیلی ہیں اور صدام حسین کی بہت ساری سختیوں کا نشانہ بنے ہیں۔ ان کا بڑا تیار صدر ہے۔ ان تیاریوں نے متحدہ امریکہ سے بہت تعاون لیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کا بڑا عبدالعزیز حکیم جو انقلاب ایران کی مجلس اعلیٰ کا لیڈر ہے یہ 23 برس کویت میں رہا تھا اور یہ عراق میں جب داخل ہوا تو امریکی ٹینک پر سوار ہو کر آیا تھا۔ ایک بڑا غلط دعویٰ کیا جاتا ہے کہ تمام شیعہ صدام حسین سے کالیف اٹھاتے رہے ہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے، عراق کے جنوب میں تقریباً 80 فیصد صدام کی بٹ پارٹی کے لوگ تھے۔ ان میں سے بہت زیادہ مناسب پر شیعہ فائز تھے۔ یہ وضاحت الحیاء اخبار نے 6-12-2004ء میں کی تھی۔

شورلی اور ولایت کے معاملے میں عراق کے شیعہ مختلف ہیں۔ مجلس اعلیٰ، اور اہل اسلامی ایک طرف ہیں۔ مجلس اور حزب الدعوة ایک طرف ہیں۔ اختلاف کی اصل وجہ یہ ہے کہ مجلس ایرانی دولت اسلامیہ سے متاثر ہے اور تنظیم، عمل، حزب الدعوة سے اختلاف کے نتیجہ میں وجود میں آئی تھی۔

تیار صدر جسے عراق کی آب و تاب کہا جاتا تھا اور ان کا دینی مرکز ہے، اس نے ایران کے بارے میں اپنا موقف تبدیل کر لیا تھا۔ اور مقتضی صدر طہران کے نظام کا انتظار کرتا رہا کہ یہ ولایت فقیہ کا قائل

اقتداء نمونہ بن سکتا ہے یا نہیں۔ یہ اپنے اپنے مفادات اور مصلحتوں کے مطابق رنگ پکڑ رہے تھے۔
مقتضیٰ صدر نے کہا تھا:

اريد ان يحكم العراق رجل دين شيعي سواء كان عراقيا او ايرانيا۔
افضل ان يحكمه شخص مثل الخميني من اى عراقي علمانى۔
”میں چاہتا ہوں کہ عراق پر شیعہ مذہب آدمی حکومت کرے عراقی ہو یا ایرانی ہو یہ کوئی
بات نہیں اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ فتنی جیسا آدمی ہو خواہ عراق کے کسی بھی علاقہ
سے ہو یا علماں سے ہو۔“

یہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ ان شیعوں کے نزدیک ممکن نہیں کہ عراق پر سنی حکمران ہو۔ اس کے
مقابلہ میں سستانی ولایت فقیہ کا نظریہ شروع میں چھوڑ بیٹھا تھا۔ اس نے عراق پر قبضہ سے پہلے ایک فتویٰ
جاری کیا تھا جس میں وہ کھلے طور پر کہتا ہے: دین والے لوگ عدالت، قوت نافذہ اور سیاست سے دور
رہیں۔ اسی طرح کا فتویٰ اس کے بیٹے کا ہے۔ اور محمد باقر حکیم بھی جو کچھ عرصہ پہلے قتل ہوا تھا، یہ بھی
ولایت فقیہ کا قائل تھا مگر عراق کے حالات کے مطابق وہ ڈھل گیا تھا۔

شیعہ علمائے کے نظریات کا حامل گروہ حزب الوفاق ہے اس کا لیڈر ایاد علاوی ہے۔ یہ ایک موثر
وطني تنظیم ہے، اس کا بانی خائن، جاسوس احمد طہی ہے، یہ سلطنت علمانیہ کے بانی ہیں۔ لیکن یہ پکڑی والے
شیعوں کے زیر اثر ہونے کا خود اعتراف کرتا ہے۔ ان آپس میں ٹکرانے والے معاہدوں کی سطح پر بطور
مثال، مجلس اعلیٰ جو حکیم کی لیڈری میں ہے اس کی بنیاد ایران میں رکھی گئی ہے اور اسے ایران کا مکمل اعتماد
حاصل ہے۔ اس کے باوجود فوراً امریکیوں کے ساتھ اپنے تعلقات کی مضبوط حفاظت کرتا ہے اور یہی
حکیم کویت سے امریکی ٹینک پر بیٹھ کر آیا تھا۔ اس نے صدام کے نظام حکومت کو گرانے میں پوری جدو
جہد کی ہے لیکن جب ان کا مقصد پورا ہو گیا کہ صدام کو گرا لیا تو باقر حکیم نے اعلان کیا: میں امریکی حملہ کا
بالکل ہمو تھا۔ اب امریکیوں کو خبردار کرتا ہوں کہ یہ مسلح مقابلہ چھوڑ دیں۔ اگر انہوں نے صدام کے بعد
عراق میں رہنا ہے تو غیر مسلح ہو جائیں۔ اس کے برعکس سستانی کی امریکی ذمہ داروں نے بھرپور مدد
سرائی کی کیونکہ اس نے قبضہ کے متعلق مثبت موقف اختیار کیا تھا یہ اس سے بعد کی بات ہے جب اس نے
2002ء میں فتویٰ دیا:

ان من يساعد الامريكان سيحيط به العار في الدنيا و يلقي
العقاب في الآخرة۔

”جو امریکیوں کی مدد کرے گا اسے دنیا میں عار ہوگی اور آخرت میں سزا ملے گی۔“

لیکن اب اوپر یہ امریکیوں کو غیر مسلح ہو کر رہنے کی اجازت دے رہا ہے۔ ثابت ہوا شیعہ تنظیموں میں اختلاف ہوا تھا۔ مقتضی صدر یہ شیعہ باپ کا بیٹا تھا۔ یہ اس باپ کا بیٹا تھا جو شیعوں کا مرکز تھا۔ اس کا نام محمد صادق صدر تھا، اسے صدر صدام کے ساتھیوں نے قتل کر دیا تھا۔ 1999ء کی بات ہے اس کے والد کی وفات کے بعد ایران میں قوتیں اس کے حق میں مجتمع ہو گئیں۔ لیکن اس کی شخصیت باپ جتنی متاثر کن نہ تھی، اس کی تعلیم کم تھی مغللوں کا سلیقہ نہ تھا۔ اظہار مافی الضمیر سہولت سے نہ کر سکتا تھا۔ یہ نوعمر بھی تھا، یہ خود پر اتنا زیادہ اعتماد کرتا تھا کہ غرور کی حد تک پہنچ جاتا تھا۔ اس کی ساری صلاحیت یہ تھی کہ یہ محمد صادق الصدر کا بیٹا تھا۔ اور مقتضی صدر کے تعلقات ایران حکومت سے کبھی اچھے اور کبھی برے تھے۔ اس کے اور سیستانی کے درمیان تعلقات کشیدہ تھے۔ اور حکیم کی جماعت سے بھی رابطہ اچھا نہ تھا جب کہ یہ دونوں عراق کے شیعوں کے دنیا میں اصلی اور بنیادی فحش تھے، اس گروہ کے پیدا ہو جانے کی وجہ، کوفہ نجف اور کربلا تھے۔ ان کی وجہ سے عراق کی ہر دہلیز مقدس تھی۔

طبعی طور پر صدر کا تعلق اسلامی انقلاب سے پریشان کن تھا۔ الجزیرہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہتا

ہے:

ما اعرف شیئا عنہ ما اعرف ماہی اہدافہ ، ماہی نتائجہ ما اللہی

یریدہ هل هو ما ذون من الحاکم الشرعی الذی ماذونون منہ۔ لا

انا ما اعرف لم اتعل به ولم احاول۔

مجلس اعلیٰ کے بارے میں اس سے سوال ہوا تو اس نے کہا: میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا مجھے اس کے اہداف و مقاصد کا بھی علم نہیں۔ اس کے نتائج سے بھی نا آشنا ہوں۔ شرعاً یہ جائز ہے یا ناجائز مجھے اس کا بھی پتہ نہیں نہ میرا اس سے رابطہ ہے اور نہ رابطہ کی کوشش ہے۔ اس سے پوچھا گیا اس مجلس کی سرگرمی کے متعلق پسندیدگی کا اظہار کریں اس نے کہا: میں نے اس کی سرگرمی کا دورہ دیکھا ہی نہیں۔

25-2-2003ء میں ریڈیو کے ایک پروگرام میں اس سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا۔ جب سید محمد باقر حکیم عراق پہنچا تو اس کا بھرپور استقبال ہوا تھا۔ تیار خانی کے قتل میں ایسے قرائن پائے جاتے ہیں کہ مقبوضہ عراق جب یہ تیار عبد المجید حوی آ یا تو اس پر حملہ کرنے میں مقتضی الصدر کا کردار پایا جاتا ہے۔ اس سے جب سوال ہوا کہ حوی کے قتل کے بعد جو بیجان پایا جاتا ہے اور اس پر جو تہمت لگائی گئی ہے اس بارے میں کیا خیال ہے مقتضی نے کہا: حوی نے ایک ناپسندیدہ فحش ساتھ ملا یا جس کا نام حیدر کلیدار ہے

یہ سابقہ نظام کا ایک رکن تھا۔ حوئی نے اسے حسینی مرکز میں داخل کر لیا ہے۔ اور حوئی نے ایک یہ کام بھی کیا تھا کہ یہ برطانیہ کے ٹینک پر سوار ہو کر عراق آیا تھا۔ مزید کہا:

كان للخوئی تصرفات شحنت الشعب العراقي كله ضده لان

الشعب العراقي كله كان محيا للسيد الصدر۔

”حوئی کے بعض اقدامات نے اہل عراق کو اس کے مخالف کر دیا تھا۔ عراقی سارے کے

سارے سید الصدر سے محبت رکھتے تھے۔“

گویا کہ یہ اعتراف کر رہا تھا کہ حوئی قتل ہونے کے ہی لائق تھا۔



جنوب عراق پر شیعہ کی خرمستیاں

(اخبار، الحیاء) (6-12-2004ء) نے ایک تحقیق پیش کی ہے جو نہایت ہی اہم ہے۔ جنوب عراق میں شیعیت پھیلانے پر روشنی پڑتی ہے۔ اخبار کہتا ہے:

ان هناك حملة للتطهير الطائفي أدواتها وآلاتها الاغتيالات والخطف ومصادرة المساجد والأوقاف السنية۔

گروہی تطہیر کے لیے حملہ کیا گیا ہے پورے ساز و سامان کے ساتھ، قاتلانہ حملوں کے ذریعہ، چھینا جھپٹی سے، مسجدوں اور سنی اوقاف میں بھی حملہ کیا گیا ہے، یعنی سنیوں کو جنوب عراق میں نقصان کے لیے یہ جدوجہد ہوئی ہے۔

شیعان عراق شیعیان ایران، اور امریکی قابض یہ تینوں کو اس علاقہ سے مار بھگانے پر لگے ہوئے تھے۔ اور پے در پے زیادتیوں کے مرتکب ہو رہے تھے۔ فلیق بدر کی علاقوں میں سنیوں پر ستم ڈھا رہا تھا۔ لطیفیہ جو کہ جنوب عراق میں خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ یعنی شاہدین کے بقول فلیق کے عناصر وہاں جنوبی عراق کے علاقوں میں کھلا اسلحہ استعمال کر رہے تھے اور فضا میں امریکی طیاروں نے فضا کو ڈھانپ رکھا تھا۔ ایک اور بیان کیا جنوبی عراق میں ایرانی نمائندے کارروائی کر رہے تھے۔ اور وہ سنیوں کی جائے پناہ کی اطلاع دیتے تھے۔ کیونکہ ایرانی سرحدان کے لیے کھول دی گئی تھی، وہ یہ ظاہر کرتے تھے کہ ہم عراقی ہیں۔ صدام حسین کے خوف سے ایران گئے تھے، حالانکہ یہ ایرانی ہوتے تھے، عراقی نہ تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان کی اکثریت ایران کی طرف منسوب ہے۔ یہ رہائش کا نام بدل کر پاسپورٹ بنوا لیتے ہیں اور انتخابات میں جہان سے دینے کے لیے عراق میں داخل ہوتے ہیں۔ اور انتخابات کے بعد واپس چلے جاتے ہیں اور بے شمار جعلی پاسپورٹ تیار کرتے ہیں۔ اور انتخابات میں شیعوں کی اکثریت ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں سنی لوگوں کو عراقی گارڈوں کی طرف سے کئی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تاکہ انہیں انتخابات میں حصہ لینے سے روکا جائے۔ عبدالعزیز حکیم نے اعلان کیا تھا۔ مجلس اعلیٰ کی تعداد ایک لاکھ ہے۔ یہ علاقہ فلیق بدر سے آئے ہیں تاکہ عراقی انتخابات میں حکومت سے تعاون

کریں۔

کچھ دیر پہلے اس نے اشارہ دیا تھا جنوب عراق میں بصرہ، بیٹاں اور ذی قار مقامات پر شیعہ مستقل ذاتی سلطنت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب بصرہ میں 12-26-2004 میں ایک اجلاس منعقد ہوا تھا۔ اس میں شیعہ کی مستقل شخصیات اور سیاسی قیادت اور حکومتی ذمہ دار اور خاندانوں کے سربراہ شامل تھے۔ اور اس نے دعویٰ کیا کہ ملکی قانون کی شق 53 مستقل ریاست قائم کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ اس میں شیعہ کی 600 نمایاں شخصیات موجود تھیں۔ فرات اوسط نجف و کربلا باہل، اور قادسیہ کی ریاستوں اور صوبوں کو بطور مثال انہوں نے پیش کیا۔

سب سے زیادہ خطرناک بیان کا یہ حصہ تھا۔ اس صوبہ کے لیے فریب والی ریاستوں سے تعاون لیا جائے۔ ظاہر ہے اس سے مراد ایران تھا اس طرح عراق میں ایران کا اثر درسونخ اور بڑھ جاتا ہے اور یہاں عراق میں وہی خوزینی ہوتی جو 1991ء میں ہوئی تھی اور جس علاقہ میں امریکی گھیراؤ و جلاؤ نہیں کر سکے، تخریب کاری اور چوری چکاری نہیں کر سکے اور املاک کو نقصان نہیں پہنچا سکے یہ ایرانی سب کسر نکال دیتے اور فیکٹریوں اور کارخانوں اور خزانوں میں لوٹ مار کرتے۔ کیونکہ ایرانی حکومت کے نزدیک یہ فتویٰ ہے کہ دوسری ریاستوں کے مال لوٹنا اور چوری کرنا حلال ہے کیونکہ سنی حکومت کافر ہے، اس کی لوٹ مار جائز ہے شرق اوسط اخبار 2004-3-4 میں ایک نمائندہ بات کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ایرانی نمائندے نے اپنی متعدد تحکیموں کے ساتھ ساتھ، 18 دفاتر قائم کیے ہیں۔ یہ فقراء سے تعاون اور طبی امداد، غذائی تعاون اور مالی تعاون کے نام سے ہیں۔ ان اداروں کے لیے 70 ملین ڈالر سے زیادہ مخصوص کیے گئے ہیں۔ ان میں 5 ملین ڈالر شیعہ کے دینی رہنماؤں پر صرف ہوتے ہیں جو ایران کے لیے عراق میں کام کرتے ہیں۔ ان کی اس تگ و دو کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ایران نے عراق میں سیاسی، اقتصادی اور امن و امان کی صورت حال میں پوری دخل اندازی اختیار کر لی ہے اور اس نے عراقی میدان میں ایسے مضبوط پل تیار کر لیے ہیں جن کے ذریعہ شیعہ کے مفادات اور اپنے علمی مقامات تیار کر رہا ہے اور اپنی رسومات کا نفاذ کر رہا ہے 2004ء میں ایرانی انقلاب کے پاسداروں کے نائب نے کہا تھا: جب وہ لندن کے وزٹ پر تھا:

بان ایران لديها في العراق الآن لواء من المجندين لصالحها
داخل العراق و لها علاقة مع فصائل اخرى لضمان حماية الأمن
القومي۔

”ایران عراق میں اس کی اندرونی اصلاح کے لیے علم تھاے ہوئے ہے اور ایران کے قومی اسن کی حمایت کی ضمانت کے لیے دوسرے خاندانوں سے بھی ایران کا تعلق ہے۔“

11-4-2004 میں ایرانی نمائندوں نے نجف میں ایک دفتر کھولا ہے جو عراق کے شیعہ فقہاء کی مدد کے لیے ہے اور اس نے 70 ہزار نو جوان شیعوں کو قریبی فوج کے ساتھ ملانے کے لیے جمع کیا ہے اور ہر رضا کار کو جو پولیشیا فوج میں ملا ہے اسے ایک ہزار ڈالر ماہانہ دیا جاتا ہے جو کہ 2000 ڈالر تک ہے یہ اخراجات ایران خود برداشت کرتا ہے۔ ٹائمز اخبار لکھتا ہے:

”2005ء میں عراقی مسلمانوں کے لیے ایک یہ مشکل بھی پیدا کی گئی ہے کہ ایران شیعوں کو عراق میں جدید تباہ کن میزائل دے رہا ہے ان کے پاس ایسے ذرائع ہیں جو ایرانی انقلاب کے وقت پاسداروں کے پاس تھے جن کی بدولت انہوں نے کوہ اور عمارہ شہروں پر غلبہ پالیا تھا۔ یہ امریکی جنگ سے متصل چند دنوں کے بعد ہی ایرانیوں نے کر لیا تھا۔ یہی کچھ یہ عراق میں کر رہے ہیں۔“



عراقی شیعہ ملیشیا

عراق میں موجود شیعہ ملیشیا نے ایران میں اس سے پہلے واضح خدمات سرانجام دی ہیں تاکہ یہ عراق میں دخل اندازی کر سکیں۔ اس نے دو طریقوں پر کام کیا ہے۔

①.....القدس فوج کے نام پر کام کیا ہے۔

②.....طریقہ یہ ہے کہ ملیشیا کو مال فراہم کر کے اور اسے اسلحہ مہیا کر کے خاص طور پر ایرانی انقلاب کی مجلس اعلیٰ کے فوجی ونگ کو مال اور اسلحہ فراہم کیا۔ ایک تنظیم بدر ہے جو کہ تعمیر و ترقی کے نام سے معروف ہے ان کی تعداد 25 ہزار سے زائد ہے اور یہ مسلح ہے۔ بعض خفیہ بیانات سے اشارہ ہوتا ہے کہ اسرائیلی ماہرین ان کی خفیہ سرگرمیوں کی نگرانی کرتے ہیں بدر تنظیم کے پردہ میں کیونکہ یہ بظاہر کھتی باڑی کی تنظیم ہے۔ اصل میں یہ باقاعدہ ٹریننگ یافتہ ہوتے ہیں۔ (www.FitaboSunnat.com)

انقلاب ایران کی فوجوں کا قائد جنرل نجی رحیم مغوی اور محمد باقر نائب قائد ہے اور جنرل قاسم سلیمان جو القدس فوج کا سالار ہے۔ جنرل محمد باقر یہ ایران کے اس خفیہ منصوبے کا عراق میں ذمہ دار ہے۔ ان کے اسلامی انقلاب کے مرشد اعلیٰ کے ساتھ براہ راست تعلقات اور میل ملاپ ہے۔

”الراصد“ رسالہ بھی اس کی تائید کرتا ہے یہ رسالہ خاص طور پر شیعی معاملات ہی بیان کرتا ہے۔ چار جنرل اور نو نگران عراق میں خفیہ کارستانیوں کے ذمہ دار ہیں۔ القدس کے فوجی جو فن کے ماہر ہوتے ہیں جزرسانی کے روپ میں حلیہ بدل کر کام کرتے ہیں یہ پانچ ہزار سے زیادہ ہیں۔ اور ماہر ٹریننگ یافتہ ہیں جو عراق میں کام کر رہے ہیں ایک القدس، خاص فوجیوں کا دستہ ہے جو ماہر صنعت و حرفت کے روپ میں کام کرتا ہے یہ سارے فوجی دستے ایران سے باہر کام کر رہے ہیں مگر ایران کے لیے کرتے ہیں۔ ایران کے اندر ان فوجیوں کے لیے ٹریننگ یافتہ فوجیں بڑی تعداد میں کام کر رہی ہیں۔ القدس کے نام پر خارج میں بھی قوتیں ایران کے لیے سرگرم عمل ہیں اور علاقہ کے اثرات کے مطابق کام کرتی ہیں۔ لیکن ان کا اہم مرکز عراق ہے۔ اور پھر سعودی عرب، سوڈان اور لبنان ہے۔ کم اہمیت والے ممالک افغانستان، پاکستان، ہندوستان، ترکی اور اسلامی جمہوری ملک ہیں۔ علاوہ یورپ کی ریاستیں، شمالی

امریکہ اور افریقہ کی شمالی ریاستیں۔ خصوصاً مصر، تونس، الجزائر، سوڈان اور مغربی ممالک ہیں۔ اس دخل اندازی اور ایرانی رخنہ اندازی سے واضح ہو رہا ہے کہ طہران کا ہدف یہ ہے کہ عراق کی تمام پلشیا تنظیمیں سیاسی اور مادی تعاون ایران سے لیں جیسا کہ ایران میں انقلاب کے لیے لیا تھا۔ بدر تنظیم ایران کی ٹریننگ گاہ سے تربیت لیتی ہے اور القدس ایران کی چھ ٹریننگ گاہوں میں تربیت دے رہی ہے۔ طہران کے شمال جامعہ الامام میں اہم ترین تربیت گاہ ہے۔ قم شہر میں بھی اہم ترین تربیت گاہیں موجود ہیں۔ تہریز اور مشهد میں بھی ہیں۔ لبنانی سوریا کی سرحدوں پر بھی ہیں۔ اور بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ عراق میں بھی ایرانی پاسداران کے ماہرین اب بھی تربیت دے رہے ہیں۔ پلشیا کے اندر جیش نظامی اور عراق پولیس کے دستوں کی صورت میں ایرانی اب بھی عراق میں کام کر رہے ہیں اور عملاً عراقی شیعہ پلشیا اور پولس دستوں میں تمیز کرنا مشکل ہے۔ اور یہ دونوں ایران سے متاثر ہیں۔ ایرانی خیراتی اداروں نے ہسپتالوں میں، اجتماعی اداروں کو مالی تعاون دیا ہے۔ علاوہ ازیں مساجد، یتیم خانے اور دیگر اجتماعی خدمات عراق میں سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے اجتماعی اداروں کا جال بچھا رکھا ہے۔ انہوں نے عراق میں وکلاء کی تنظیم بھی بنا رکھی ہے اور خیراتی اداروں کے باقاعدہ علیحدہ علیحدہ مناسب نام رکھے ہیں۔ ادارہ المستضعفین، ادارہ امام رضا، شہداء کے ناموں پر ادارے، ان پر لاکھوں ڈالر صرف کر رہے ہیں علاوہ ازیں تنظیمیں ہیں جو ادارے چلا رہی ہیں ان میں اجتماعی رفاہی ادارہ، اقتصادیات اسلامی کا ادارہ، ادارہ تعمیر و ترقی، ہلال احمر ایرانی کے نام سے ادارہ ہے القدس تنظیم جو انقلابی پاسداران کے تابع ہے۔ یہ جنوب عراق میں تہہ خانے میں اسلحہ کا بندوبست کرتی ہے۔ ان تمام تنظیموں کے قائم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایران عراق میں اپنا اثر و رسوخ مستقبل میں بڑھا نا چاہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

عراق پر امریکی قبضہ میں ایرانی خدمات

امریکی قبضہ کے لیے ایران کی بے شمار خدمات ہیں:

①..... سیتانی شیعہ نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ قبضہ کرنے والی فوجوں کا سامنا نہ کیا جائے اور امریکی فوج جب عراق میں داخل ہو تو اس کا مقابلہ نہ کیا جائے۔

②..... سیتانی شیعہ نے عراق کے بارے میں امریکی تمام قراردادوں کی تائید کی انتخابات میں اور عراقی حکومت کے قانون اور دستور کے متعلق تعاون کیا۔

③..... سیتانی شیعہ بہت سارے حساس معاملات میں امریکی قبضہ گروپوں کے سامنے خاموش رہا، حالانکہ لاکھوں مریدوں کا پیشوا ہونے کی وجہ سے اور دین کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے اس کا احتجاج کرنا بنتا تھا۔

④..... شیعوں کے مقدس مقامات کی بے حرمتی جو امریکی اور برطانوی فوجوں کے ہاتھوں ہوئی اس کی خدمت سے بچنے کے لیے یہ سیتانی شیعہ علاج کے بہانے لندن چلا گیا۔

⑤..... ابو غریب جیل میں جو ظلم ہوا اور جو سنی علاقوں میں ستم ڈھائے گئے اور جو قلعہ میں ظالمانہ کاروائیاں ہوئیں ان پر یہ سیتانی شیعہ خاموش رہا اور سنی علماء نے جو فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے سے روکا، سنی علاقوں میں ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تو یہ خاموش رہا۔

⑥..... اور سیتانی نے یہ فتویٰ دیا جو انتخابات میں حصہ نہ لے گا (حالانکہ یہ امریکہ کی نگرانی میں ہو رہے تھے) وہ دوزخ میں جائے گا۔

⑦..... سیتانی شیعہ نے یہ فتویٰ دیا کہ عراقی سرزمین میں داخل ہونا حرام ہے یہ عراقی سنیوں اور یاد دہرے مسلمانوں کی حمایت روکنے کے لیے اس نے فتویٰ دیا تھا۔

⑧..... ہاشم رفسنجانی نے واضح کہا تھا:

القوات الايرانية قاتلت طالبان وساهمت في دحرها و لولم
نساعد قواتهم الامريكية في قتال طالبان لغرق الامريكيون في

المستنقم الافغانی۔

”ایرانی فوجوں نے طالبان سے جنگ کی اور انہیں ٹکالنے میں حصہ لیا اگر ہم طالبان جنگ میں امریکہ سے تعاون نہ کرتے تو امریکہ افغانی دلدل میں برباد ہو جاتا۔“

لہذا امریکہ کا یہ فرض بنتا ہے وہ یہ جان لے اگر یہ شیعہ فوج امریکہ سے تعاون نہ کرتی تو یہ طالبان کو کھست سے دو چار نہ کر سکتے تھے۔ ایران کی حزب الدعوة، مجلس اعلیٰ وغیرہ عقیموں کا عراق پر حملہ سے پہلے امریکی اجتماع و اجلاس میں شامل ہونا باقاعدہ ثابت ہے اور باقر حکیم شیعہ امریکی ٹینک پر سوار ہو کر عراق میں داخل ہونا قابل فخر کارنامہ ہے۔ ایک تو امریکی قبضہ عراق پر کروانے میں ایرانیوں کا غلط تعاون ہوا ہے نیویارک ٹائمز، اخبار لکھتا ہے اور افغانستان کی جنگ کے بارے بات کرتا ہے، حکومت ایرانی کے خفیہ رابطے جو واشنگٹن سے تھے ان میں ایران نے امریکیوں سے تعاون کا معاہدہ کیا تھا کہ افغانستان میں امریکی ناکامی کی صورت میں ہم خود افغانیوں کے خلاف ہوں گے۔ یہی اخبار 11 ستمبر 2001ء کی زیادتیوں کے بارے میں لکھتا ہے کہ

انه قد حدث تقارب فی المصالح الایرانیة الامریکیة فی منطقه الخلیج و اضافت ان حریا فی الخلیج مستاهم فی تعجیل هذا التقارب۔

”ایرانی اور امریکی مفادات خلیج کے علاقہ میں قریب قریب ایک ہیں اور خلیج کی جنگ اس قربت میں اور ہم آہنگی پیدا کر دے گی۔“

جو اس اخبار نے کہا چار سال بعد وہی ہوا۔ امریکی کانگریس میں ان ملاؤں اور کانگریس کے ارکان سے خفیہ ملاقات ہوئی عراق جنگ کا منصوبہ شروع کرنے کا معاملہ سولسرا، میں طے ہوا تھا یہ بھی نقطہ نظر ایک ہونے کی دلیل ہے۔ طہران نے سب سے پہلے امریکہ کی عراق میں تیار کردہ حکومت کو قبول کیا تھا۔ جلال الدین افغانی نے عراقی ٹیلی ویژن میں ایک سوال کے جواب میں کہا تھا:

ان الحكومة التي نصبتها امريكاموالية لا يرانہ

”عراق میں جس حکومت کو امریکہ نے قائم کیا ہے یہ ایران کی دوست ہے۔“

تین برس سے ایرانی نمائندے اور کارندے امریکہ کے علم کے باوجود خرید و فروخت کرتے رہے کھیتی باڑی کرتے رہے اور ایران کی تنظیمیں عراق میں پھنچتی رہی ہیں۔ ان کا سربراہ حکیم اور جعفری شیعہ ہیں جو عراق کے پہلے سربراہ تھے اور عراق کا موجودہ سربراہ مالکی یہ بھی شیعہ ہے۔ عبدالعزیز حکیم نے

امریکہ اور ایران کو بات چیت کے لیے دعوت دی تھی اور عراق کے متعلقہ دونوں کا کھٹکوتا بھی ان کے عراق میں مشترکہ مذاکرات کا پتہ دیتا ہے محمد عادل جو کہ برطانیہ میں ایران کا سفیر ہے اس نے عراق کے انتخابات کے بعد کہا تھا کہ ایران نے متحدہ امریکہ سے تعاون کیا ہے۔ عراقی لوگوں کی تائید حاصل کرنے میں جو گزشتہ ماہ انتخابات گزرے ہیں ایران نے امریکہ سے باقاعدہ تعاون کیا ہے۔ اور پرسکون فضا تیار کی ہے۔

اور طہران دوبارہ بھی متحدہ امریکہ کو شرق اوسط میں تعاون کی پیشکش کرتا ہے کیونکہ دونوں کے مذاکرات ملتے جلتے ہیں۔



عراق میں ایرانی منشیات

ایران نے عراق میں منشیات کا زہر پھیلا دیا۔ عراق کے نوجوانوں کو اس کا ہدف بنایا۔ خصوصاً جنوبی عراق میں رہنے والوں کو اس کا منظم طور پر شکار بنایا گیا ہے، یہ ایرانی زائرین کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے۔ مرد یا عورت جو بھی ایران سے عراق میں زیارتوں کے لیے جاتا اس کے ذریعے یہ منشیات وہاں منتقل کی جاتی ہیں۔ عراق کی جنگ کے بعد عراقی پولیس نے 14 افراد گرفتار کیے تھے جن سے 45 کلو گرام ایرانی ہیروئن برآمد ہوئی۔ نجف اور کربلاء میں اسے تقسیم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ عراق کے سابق وزیر دفاع مازم شعلان نے اعلان کیا کہ سوڈان کا شہری جو ایرانی نمائندوں میں شامل ہے اس سے کئی کلو ہیروئن نکلی ہے جو کہ سخت زہریلی ہے، لہذا اسے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس کا منصوبہ یہ تھا اسے شط الحلہ میں ڈالے تاکہ وہاں کے رہائشیوں کو مار دے یہ سنی نعرہ بلند کرتے ہیں اور مسلح مقابلہ کے لیے ابھارتے ہیں اور عراقی افراد میں اشتعال پیدا کرتے ہیں، اس لیے ان کے پانی میں یہ زہر ملا کر انہیں برباد کر دے۔

عراق میں منشیات کے خلاف کام کرنے والی جمعیت نے اعلان کیا تھا کہ عراق منشیات کے خلاف جہاد کرنے میں اور اسے ختم کرنے میں پہلے درجے پر کھڑا ہوگا جیسا کہ اس کے آنے سے پہلے تھا۔ اب اس اعنت کو ختم کرنا ہے۔ اس نے جنوبی عراق میں ایڈز کا مرض پھیلا دیا ہے۔ 5-9-2005 میں یہ بیان آیا تھا کہ عراق کے آدمیوں نے پانچ ایرانیوں کو پکڑا جن سے 50 کلو ہیروئن برآمد ہوئی جو سیانڈ پونا شیوم، سے تیار ہوئی تھی جو کہ قاتل زہر ہے۔ یہ قلعہ شہر کے قریب اسٹیشن سے دستیاب ہوئی یہ انہوں نے شہر کے پانی میں ملائی تھی۔ ان کی نیت تھی اسے ٹھنکیوں میں ملا دیں آپ یقین کریں اس مواد سے تیار کردہ ایک کلو ہیروئن ایک پورے شہر کو برباد کرنے کے لیے کافی ہے۔

4-9-2005 میں عراقی وزارت صحت نے پانچ چمک اپ قبضہ میں لی تھیں جو خراب دوائیاں لادے ہوئے تھی ان میں منع حمل والی ادویات بھی تھیں ان کا ارادہ تھا انہیں سنی علاقوں میں تقسیم کیا جائے۔

عراق کے میڈیا پر قبضہ کی ایرانی سازش

عراق میں ایرانی فکر کو غلبہ دینے کے لیے تفکر کا اعزاز ہی بدل دیا ہے۔ ایران کا مقصد ولایت پر سنی نہیں، یہ اپنے شیعہ دین کو اولیت دیتے ہیں یہی ان کی بنیاد ہے۔ ایرانی حکومت بھی اس لیے انہوں نے قائم کی ہے کہ اس نے اہل بیت کی محبت کا جھنڈا سر بلند کیا ہے۔ اور ولایت فقیہ ان کا مقدس ترین عقیدہ ہے۔ انہوں نے دو ہزار طلباء ایرانی، افغانی، پاکستانی داخل کیے ہیں جو قم سے تعلیم یافتہ ہیں انہیں نجف اور کربلا بھیجا ہے یہ مکمل طور پر ایرانی نمائندے ہیں۔ خامنائی نے اپنے وکیل شیعہ شہروں میں مقرر کر رکھے ہیں اور انہیں ماہانہ تنخواہیں دیتا ہے۔ ان کی تعداد سات ہزار کے قریب ہے یہ اساتذہ اور طلباء کے روپ میں ہیں۔ خامنائی نے ان سے بیعت لے رکھی ہے کہ میں امام زمان کا نائب ہوں ڈیڑھ دو سو ڈالران کی تنخواہ ہے۔

ایران نے کچھ آدمی جو ایران کے رہائشی ہیں انہیں عراق بھیجا ہے تاکہ وہ وہاں اتنی زیادہ جدوجہد کریں کہ حکومت عراق کے حساس منصب تک رسائی حاصل کریں۔ ایرانی حکومت اس پر نظر س جمائے ہوئے ہے کہ ایرانی معنوی بادشاہت کو عراق میں قائم کرے اور ایران کو اپنے سامنے سرگوں کرے۔ شمالی عراق نہ بھی جھکے کوئی بات نہیں یہ جنوبی عراق پر ایرانی غلبہ چاہتے ہیں کہ جو نئی امریکی قبضہ ختم ہو یہ فوراً عراق پر قابض ہو جائیں۔ سابق وزیر داخلہ فلاح نفیج اس منصوبہ کی باقاعدہ نگرانی کر رہا ہے۔ اس کے لیے اس نے 35 ارکان تیار بھی کر لیے ہیں جو سارے ایرانی ہیں ایران کے آخری انتخابات میں انہوں نے احمد نژاد کی حمایت میں آواز اٹھائی تھی۔ اسے بغداد میں مکمل کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ ایران کو جنوبی عراق میں قومی حمایت حاصل ہے اور باوجود اس کے کہ شمالی عراق میں بہت زیادہ کرد سنی بھی ہیں اس علاقہ کے شیعوں کی اسے حمایت حاصل ہے اور ثقافتی و فوجی جو کہ جاسوسوں کے روپ میں جاتے ہیں ان سے بھی ایران کو تقویت ملتی ہے۔ ان کا عراقی کردوں سے معاہدہ ہے کہ ایران کردوں کے علاقہ میں دخل اندازی نہ کرے گا اور ایرانی کردان کردوں سے جو شمالی عراق میں موجود ہیں اور شیعہ ہیں یہ انہیں کچھ نہ کہیں گے۔ اس سے ان کا مقصد ہے کہ عراق کے مسلح کرد کہیں ایران کی حکومت پر

یہ بخار نہ کر دیں اس کا تحفظ کیا ہے۔ ایران میڈیا پر پورا غلبہ چاہتا ہے اس نے 300 میڈیا کے متعلقہ ملازم عراق بھیج رکھے ہیں اور دوسری جانب ان کا وزیر ثقافت جزائری اعلان کرتا ہے کہ پانچ لاکھ دینی کتب ایرانی فکر پر مشتمل جو کہ عرب کے نظریہ کے مخالف ہیں اور سنی موقف کے بھی خلاف ہیں وہ عراق میں آ چکی ہیں اور شیعہ گروہ جو ایران دوست ہیں یہ انہی کتابوں پر اکتفاء کرتے ہیں دوسری کسی کتاب کو خریدنا یا فروخت کرنا انہوں نے بند کر دیا ہے صرف شیعہ کتب ہی تقسیم کی جاتی ہیں۔ جنوبی عراق میں انہی کے کتب خانے ہیں۔ اخبارات پر غلبہ ایران کرتا جا رہا ہے انہیں یہ مال دیتا ہے فضائی اور زمینی میڈیا پر بھی غلبہ پارہا ہے ایران میں ایک ٹیلی ویژن کہتی ہے اس پر اصلاحیوں کا قبضہ ہے قطر کے الجزیرہ ٹی وی اسٹیشن کی طرز کا انہوں نے ”العالم“ کے نام سے میٹ ورک چلایا ہے جو عربی زبان میں ہے۔ عراقی سرحدوں سے ان کی تائید حاصل کرنے کے لیے یہ میٹ ورک کام کر رہا ہے ایک اخبار نے بتایا ہے سو میڈیا کے ذرائع عراق میں موجود ہیں جو ایران کے لیے کام کر رہے ہیں۔



عراق میں سنیوں پر قاتلانہ حملوں کا خفیہ ہاتھ

سنی اساتذہ، علماء فوج کے اعلیٰ افسران اور پائلوں کو قتل کرنے کا انہوں نے کوڈور ڈرکھا تھا۔ سابقہ حکومت کے گر جانے کے بعد قتل کا عمل شروع ہوا اور ناموس طریقہ سے سنیوں کو قتل کرتے تھے۔ عراقی معاشرہ کے مختلف طبقات ان کو ہدف بناتے تھے۔ یونیورسٹیوں کے اساتذہ، علمائے دین، فوجی افسران اور پائلٹ جو ایران، عراق جنگ میں شریک تھے ان پر الزامات لگائے جاتے اور انہیں ختم کر دیا جاتا۔ کچھ دیر بعد یہ بات واضح ہوئی کہ ایران اور اس کے ہمواگردہ اس ظلم کے پیچھے ہیں عراق کے وزیر داخلہ نے کہا تھا جو کہ ایرانی ہے کہ ہم نے انتقام لینا ہے۔ عراقیوں سے سخت ترین انتقام لینا ہے جو ایران کے خلاف عراقی لڑے ہیں۔ ہم نے ان سے انتقام لینا ہے، یہ دراصل اسی بات کی طرف اشارہ تھا۔ چند سالوں سے دسیوں سنی علماء خطبہ موزن اور مساجد کے محافظ ملیشیا کے مسلح ہاتھوں سے شہید ہوئے یہ ملیشیا خود کالے اور ان کا لباس بھی کالا تھا عربی بولنے سے عاجز تھے۔ انہوں نے یہ بھیانک کھیل کھیلا

ایک بیان سے واضح ہوتا ہے کہ ایران نے سابقہ قیدیوں کو گردہ کی شکل دی ہے اور گروہی تعصب کا قندہ برپا کرنے کے لیے انہیں قاتلانہ حملوں کے لیے تیار کیا ہے۔ میزان اخبار 2005-30-10 میں آتا ہے کہ سابقہ عراقی جنگی پائلٹ جو ہیں انہیں اپنی زندگیوں کا خطرہ ہے کیونکہ دسیوں پائلٹ کا صفایا کر دیا گیا ہے۔ رہیہ طائی جو پائلٹوں کا پرنسپل ہے یہ اس صفایا اور اپنے دوستوں کے انخواء سے بہت خوف میں مبتلا ہے وہ دھمکیوں میں زندگی گزار رہا ہے، وہ کہتا ہے:

لم اعد اخرج من منزلی خوفا من الاغتيال

”میں قتل کے خوف سے گھر سے باہر نہیں آتا۔“

اور مزید کہا 36 بڑے بڑے آفیسر ہیں جن میں 23 ہوائی فوج کے آفیسر ہیں انہیں قتل کر دیا گیا ہے انہیں ان گروہوں نے قتل کیا ہے جنہیں ایران سپورٹ کرتا ہے یہ ہم سے انتقام لے رہا ہے اور بہت سارے فضائی افسر علاقہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں جو تھوڑے سے باقی ہیں وہ خوف و ہراس کے منہوس سائے میں زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔

عراقی انتخابات میں ایرانی دخل اندازی

عراقی انتخابات میں ایرانی مداخلت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ایران کے لوگوں کی کافی تعداد زائرین کے روپ میں عراق میں داخل ہوئی یہ قاطعوں کی صورت میں آئے تھے اور عراقی عوام پر اثر انداز ہوئے کہ ہم اتفاق پیدا کرنے آئے ہیں ایران کی سکرین پر ان کی فوج بھی دکھائی گئی۔ ان کے پاس انتخابات کے متعلقہ تمام سامان تھا امریکیوں نے خود کہا تھا جنہوں نے انتخابات میں حصہ نہیں لیا اس کی کسر وہ ٹرک جو لوگوں سے بھرے آرہے تھے اور جعلی ووٹوں سے بھری ہوئی صندوقچیاں جو ایران سے آئی تھیں انہوں نے پوری کر دی۔

وزارت داخلہ عراق دراصل ایران کی تابع فرمان ہے۔ وزارت داخلہ کی بہت ساری سرگرمیوں پر ایران کے حمایت یافتہ گروہ غالب ہیں اور ایرانی جاسوسی کا ادارہ دوسرے لفظوں میں اطلاعات کا ادارہ اس وزارت کا نگران بن چکا ہے، دوسرے قریب سنی آدمی جو اس محکمہ میں تھے انہیں فارغ کر دیا گیا ہے ایران کی یہ رخنہ اندازی اس وجہ سے ہی ممکن ہوئی ہے کہ اس نے ووٹروں سے ٹک بھر کر بھیجے تھے اب لیبیا کے ذریعے وہ سنیوں سے سخت ترین انتقام لے رہا ہے۔ وزارت داخلہ کے ایک ملازم کا بیان ہے:

”یہ وزارت ایران کی ہے، عراق کی تویرائے نام ہے۔ اور متحدہ امریکہ بھی ان کی سپورٹ کر رہا ہے۔“

اور خفیہ قید خانوں اور تہ خانوں میں خوفناک موت بانٹ رہا ہے عراق کے انتخابات کے بعد 2005ء کے دوران باقر صولاق وزیر داخلہ مقرر ہوا اسے اسلامی انقلاب اور بدر کی تنظیم نے وزیر بنوایا تھا۔ اس وجہ سے اسے اطلاعات پر پورا غلبہ حاصل ہوا، یہ کام امریکیوں نے کرنا تھا جو ان شیعوں نے کر دیا۔ عراقی تنظیموں کا سابقہ نگران، لواء فخر سامری کہتا ہے اس کا پورا نام محی جاسم سامری ہے۔۔۔ یہ عراقی خاص تنظیموں کا بڑا ہے۔ 2004ء سے لے کر 2005ء تک امریکی قبضہ کے سائے میں یہ وزیر داخلہ بھی رہا ہے تحریک ریاست ارکان کارکن ہے اور عراق پر قبضہ سے پہلے ”القدس“ تنظیم کا بڑا افسر تھا۔ اور قبضہ کے بعد اس کا رتبہ ایک وزیر کا ہے۔ یہ بغداد کا معاون مدبر بھی بنا ہے۔ فلاح نقیب کے آجانے

کے بعد جب کہ عراق پر ایذا دہی تھا اب اس کی ضرورت نہ تھی وہ سب کچھ کرنے لگا۔ لشکر عراق، حرس وطنی اور شرط وطنیہ سب یکجا ہو گئے یہ کام وزارت داخلہ کے متعلقہ ہو گیا ساتھ ہی پچاس افسر اس وزارت سے مل گئے اسے انہوں نے وزارت داخلہ عراقیہ کا نام دیا یہ الواء والا منصب مظہر محمدیؑ اس نے سنبھال لیا یہ اب اروان کے شہر عمان میں موجود ہے۔ تو اس الواء نے کہا تھا:

”اس نے عراقی جیل کے تہہ خانوں میں بہت خوفناک منظر دیکھے ہیں جو بدر متقیم نے ظلم کیا ہے اور ظالمانہ کاروائی کو سرانجام دیا ہے اور مجلس اعلیٰ، حزب الدعوة اور وزارت داخلہ کے ذمہ دار سب اس میں ملوث ہیں اور جن پر یہ ستم ڈھایا جاتا ہے سارے کے سارے سنی ہیں اور ظلم پر کار بند سب ایرانی شیعہ ہیں یا عراقی ہیں پہلے وہ بھی ایران میں رہ چکے ہیں یہ عراق کے مقبوضہ ہونے کے بعد یہاں آئے ہیں۔“

بشیر ناصر لاوندی جو کہ ان خفیہ جیلوں کا ذمہ دار ہے اور معاون وزیر ہے یہ 2004ء میں عراقی شہریت لیتا ہے، الواء خنکر نے خود کہا تھا اور اس نے اشارتاً کہہ دیا تھا کہ وزارت داخلہ میں بعض اہم عہدے بطور عطیہ امریکہ کی خدمت کے صلہ میں ملے ہیں اور امریکہ کو یہ بھی علم ہے کہ ان تہہ خانوں میں رات کے پردہ میں گردش کے بہانے سنی قیدیوں پر کیا جاتی ہے ایک ویڈیو فلم مواصلاتی سیاروں کے ذریعے اس ظلم کی دکھائی بھی گئی تھی۔ وہاں بند قیدیوں پر ضربات کے آثار نمایاں تھے۔ بعض کی آنکھیں نکال دی گئی تھیں، بعض کے جسموں میں میخیں پیوست تھیں اور بعض کے اعضاء کاٹ دیے گئے۔

سامری کے بقول عراقی وزیر داخلہ صولافی نے سترہ ہزار سے زیادہ ملیشیا کے افراد وزارت داخلہ اور پولیس وغیرہ میں تعینات کر رکھے ہیں، ان سب کی تنخواہ طہران سے آتی ہے۔ یہ امر کی کارندوں تک معلومات پہنچیں تو وہ تہہ خانوں میں دی جانے والی خفیہ سزاؤں کو جو سنیوں کو دی جاتی تھیں انہیں سرعام لے آئے۔ درج ذیل انٹرویو سے ان سزاؤں کی تفصیل سماعت فرمائیں، نامہ نگار! آپ نے عراق کیوں چھوڑا اور وزارت سے محزول کیونکر ہوئے۔ (الواء) عراقی وزارت داخلہ کی سزاؤں کو برداشت نہ کر سکنے والے سب افسر عراق سے نکل کر پڑوسی ملکوں میں چلے گئے ان میں سے بدترین جو عمل ہو تا وہ یہ تھا جو کہ قانون کے نام پر کیا جاتا تھا اور ڈرانے کے نام پر کیا جاتا کہ رعب جم جائے۔ میرا خیال ہے سب سے بڑا خوف دہراں وزارت داخلہ جو قاتلانہ حملے کروا رہی ہے اور جسمانی طور پر تعذیب کر رہی ہے یہ ہے:

(نامہ نگار)..... یہ بے حرمتیاں کب سے زیادہ ہوئیں؟

(الواء)..... شروع میں تو کم تھیں، جب وزارت داخلہ کا قلمدان صولافیؑ نے سنبھالا ہے اس

نے تقسیموں کو ایک دوسرے میں ضم کر دیا تو ان کے جرائم رات کی تاریکی میں اور قانون کی گود میں برپا ہونے لگے۔

(نامہ نگار)..... جب عراق پر قبضہ ہوا تو آپ نے عہدہ کیوں قبول کیا تھا؟

(الواء)..... وطن کی حفاظت اپنائے وطن ہی کرتے ہیں۔ میرا مقصد وطن عزیز کی خدمت کرنا تھا۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہیں وطن کی بھلائی سے کوئی سروکار نہ تھا۔ وہ بادشاہت، ایرانی کینہ سے بھرپور منصوبوں کی تکمیل کے تمنائی تھے۔ انہیں ہماری مانند وطن سے پیار نہ تھا انہوں نے اپنے غلط منصوبے پورا کرنے تھے یہی وجہ ہے ان کے دور میں فرقہ واریت میں اضافہ ہوا ہے ہمارے دور میں ایسا نہیں تھا اب یہ وزارت فرقہ واریت بن چکی ہے۔

(نامہ نگار)..... ہم وزارت داخلہ کی تشکیل سمجھنا چاہتے ہیں؟

(الواء)..... وزارت کی ابتدائی تشکیل اچھی تھی عراقی وزیر داخلہ اچھا تھا اس میں مدیر دیوان، یعنی جج بھی اس کے تحت ہوتا ہے اور وکلاء تک یہ پھیل جاتی ہے۔

(نامہ نگار)..... امن کے معاملات کس کے متعلقہ ہیں اور اس کی اہمیت کیا ہے؟

(الواء)..... قبضہ عراق کے بعد، قبضہ والی قوتوں نے دعوت دی کہ ایک ایسی قوت تیار کی جائے جو نظام کی حفاظت کرے، اس کا قائد ”مہدی صبح عزادی“ تھا اور یہ فلاح نقیب کے دور کی بات ہے۔ اب مہدی کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اپنی مصلحت کے تحت وزارت داخلہ افسران میں تبدیلی کرتی رہتی ہے جیسا کہ مکان و زمان کے مطابق فوجیوں میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ بات کو آگے چلاتے ہوئے لواء کہتا ہے: فرقہ واریت موجود نہ تھی جب صولاًغ 2005-5-12ء میں وزیر بنا تو اس نے تبدیلیاں کیں، اس سے پہلے فعلان تھا۔ کام آسانی سے ہو جاتے تھے۔ فعلان تین ماہ تک رہا، جب سے یہ صولاًغ آیا ہے اس نے فعلان کی تمام ترجیحات کو یکسر ختم کرتے ہوئے اپنا حکم جاری کیا ہے۔ اس نے بہت سارے ملازمین کو معزول کر دیا، جرم انکایہ تھا کہ یہ سنی تھے اور ایک پیسہ تک نہیں دیا۔ ایک شور بپا ہوا کہ اس نے ظلم کیا ہے پھر ختم ہو گیا۔

(نامہ نگار)..... احمد سلمان کون ہے؟

(الواء)..... احمد سلمان کا حقیقی نام رشید ناصر الدین لاوندی ہے یہ ایرانی نمائندوں کا بنیادی

رکن ہے۔

(نامہ نگار)..... آپ اس کا ثبوت دے سکتے ہیں؟

(لواء)..... ہاں، حکومتی ادارہ میں اس کا نام نہیں آتا مگر اس سے سخت ترین یہ عہدہ ہے کہ یہ جرائم کے متعلقہ معلومات فراہم کرنے والے ادارے کے وکیل کا معاون ہے اور جو اس منصب پر ہو اس کا منصب لواء سے کم نہیں ہوتا۔ اسے عراقی شہریت 2005ء میں ملی ہے۔ یہ ان افراد میں سے ہے جس نے ”نور“ کی قید میں ملازمت کی ہے۔ یہ بدترین قید ہے اس کا تصور آتے ہی تاریخوں اور تاریخوں کے جیل خانوں کا خوف بھی بے حیثیت ہو جاتا ہے۔ ان کے اندر قتل اور سزاؤں کا عمل سن کر ہی رو ٹکٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ پہلے بجلی کے جھٹکے دیتے ہیں، برقی ڈنڈوں سے مارتے ہیں اور درے مارے جاتے ہیں اور پھر انہیں تہہ خانوں میں پھینک دیا جاتا ہے اور جو انہیں سزا دیتے ہیں وہ اپنا حلیہ بدل لیتے ہیں پتہ نہ چلے یہ کون ہے کیونکہ ان کے جرائم قاضی اور طرم سب کے سامنے واضح ہوتے ہیں اور آخر میں انہیں عدالت کے کٹہرے میں لا کھڑا کرتے ہیں اور سزا دلواتے ہیں۔ ”ناجم طاحی“ اس کی زعمہ مثال ہے اسے گرفتار کیا گیا اور ہر طرح کی اذیتوں سے گزار کر آخر کار انہیں شہید کر دیا گیا۔

(نامہ نگار)..... ان قید خانوں میں جوازیت ناک سلوک ہوتا ہے عراقی وزارت داخلہ کو اس

کا علم ہے؟

(لواء)..... وزارت داخلہ کو یقیناً ان اذیت ناکوں کا پتہ ہے وزارت کی دلیر کے ادنیٰ

ملازم سے لے کر وزیر داخلہ تک سب جانتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں نام بدل کر قتل کر دیا گیا ہے۔ ناجم طاحی یہ اصل میں نامحسب مہدی ہیں۔ عادل حامد ان دفعوں کو دیوانہ قرار دے کر قتل کیا ہے۔ نام نہیں بتایا، یوسف ہادی کو لفرانی کے نام سے شہید کر دیا۔ علاوہ ازیں قیدیوں کے گھر والوں کیساتھ بہت وحشیانہ سلوک ہوتا ہے۔ موبائل پر ایک منٹ کی ملاقات سو ڈالر سے لے کر ہزار ڈالر تک ہے۔ اس کے باوجود لوگ اپنے قیدی بیٹوں کی خیریت طلب کر کے اطمینان پکڑتے ہیں۔ ایک اور طریقہ بھی اختیار کیا جاتا ہے کہ میڈیا پر اطلاع دی جاتی ہے کہ تمہارا بیٹا اغوا ہوا چکا ہے۔ ایک بڑے گروہ نے اسے اغوا کر لیا ہے اور وہ بڑے خطرہ میں ہے وہ ایک لاکھ ڈالر مانگتے ہیں کہ اسے رہا کر دیں گے، حالانکہ وہ وزارت داخلہ کے پاس ہوتا ہے۔ انسانیت سوز سلوک ہے میرے ساتھ عثمان میں ایک افسر ہے یہ بھی عراق سے بھاگ کر آنے والوں میں سے ہے۔ حکومت کے ساتھ معاہدہ کے تحت سے عراق میں اسلحہ پہنچاتا تھا یہ حکومت کے بنیادی رازوں سے آشنا ہے۔ ایک وزارت داخلہ کے خفی رازوں کا بڑا افسر ہے۔ یہ سب بتاتے ہیں کہ اس تنظیم کو وزارت داخلہ اپنے بزدلانہ جرائم کی منصوبہ بندی کی تکمیل میں تعاون دیتی ہے، میرے پاس اس کے مضبوط ثبوت موجود ہیں، مجھے اس کمپنی کا اس کی جگہ کا بھی پتہ ہے لیکن میں اس وقت اس

پر بات نہیں کرنا چاہتا۔

(نامہ نگار) عراق کی سرحدوں پر کیا ہو رہا ہے اور ان کی حفاظت کا کون ذمہ دار ہے؟

(لواء) عراق کی سرحدیں لواء احمد خٹابی کے ماتحت تھیں، یہ ان کا نقیب ہے ایران،

عراق جنگ میں یہ عراق سے بھاگ کر ایران میں چلا گیا تھا پھر یہ ان لوگوں کے ساتھ واپس لوٹا جو امریکی ٹینکوں پر واپس لوٹے، یہ لواء کے رتبہ پر فائز ہو گیا۔ اس کا خاندان اب تک ایران میں رہتا ہے یہ بدر جو کہ شیعہ تنظیم ہے اسے قتل سلائی کرنے کا کام کرتا ہے۔ اور غشیات وغیرہ بھی پھیل کرتے ہیں یہ ان کا ذمہ دار اور نگران ہے۔ حکومت میں فساد برپا کرنا تو ان کا عام کام ہے۔ اور وزارت دفاع میں سب سے زیادہ خرابیاں ہیں۔ شہری دفاع کے نام سے تقریباً (۲۱) ہزار کے قریب افراد ہیں جو ملازم ہیں، ان کے نام بھی ہیں، عہدے بھی ہیں اور ترقیاں بھی ہیں اور خصوصی عہدے ہیں، حالانکہ یہ بالکل موجود نہیں۔ (۷۰) ہزار جنگجو ہیں، حالانکہ حقیقی تعداد (۳) ہزار سے زائد نہیں، بقیہ صرف کاغذی نام ہیں اور تحو ہیں جاری ہیں اور دیگر فوائد بھی اٹھا رہے ہیں، بتائیں اس سے زیادہ اور فساد کیا ہوتا ہے۔

(نامہ نگار) کیا عراقی وزیراعظم کو اس کا علم ہے؟

(لواء) میرے پاس ثبوت موجود ہے کہ جو ادروی نے وزیراعظم کو خط لکھا کہ میں شیعہ

تقاعد میں سنی ہوا ہوں انہوں نے میری بیوی چھین لی ہے، یہ ثبوت ہے کہ ان ظالمانہ کاروائیوں کو سب جانتے ہیں۔

(نامہ نگار) وزارت داخلہ میں جو ہو رہا ہے امریکی اسے جانتے ہیں؟

(لواء) امریکیوں کو سب علم ہے یہ رات دن کے یہاں مالک ہیں۔

(نامہ نگار) اس کا ثبوت دیں؟

(لواء) امریکہ ساتھ نورجیل میں آتے ہیں قصر عدنان میں موجود لوگ قیدیوں کی چھینیں

سنتے ہیں۔ یہ نجل جیل کے قریب ہے ایک افسران عقوبت خانوں میں داخل ہوا۔ اس کا نام کوف مان تھا۔ یہ چلاتے ہوئے قیدیوں کو سن رہا ہے مگر زبان تک نہیں ہلا جا اس سے ثابت ہوا کہ ان عقوبت خانوں میں سزا دینے پر بھی یہ متعلق ہیں۔ بغداد کے ایک موجودہ افسر نے بتایا، تین ماہ سے امریکیوں کو علم ہے کہ آدمی رات کے بعد گاڑیاں نکلتی ہیں اور سینوں کو قید خانوں میں اذیت دیتے ہیں اور انہیں قتل کر کے چلے جاتے ہیں۔ ابو غریب جیل میں امریکی جو سزائیں دیتے ہیں سب کو علم ہے۔

(نامہ نگار) صولانغ کا "بدر" تنظیم کیساتھ کیا تعلق ہے؟

(لواء)..... یہ بدر کا قائد ہے، میں ان لوگوں کو بھی جانتا ہوں جن کو اس نے وزارت سے باہر نکالا اور سنی ہونے کے قصور میں اس نے ساڑھے سات سو آدمی باہر نکالے ہیں اور تنخواہیں بھی نہیں دیں جن سنی لوگوں پر ابھی اس نے حکم جاری نہیں کیا ان کی تعداد (۲۳) سو ہے۔
(نامہ نگار)..... محمد نعمت کون ہے؟

(لواء)..... محمد نعمت ملازم ہے یہ بصرہ کے علاقہ شوش میں تھا، جنگ کے دنوں میں ایران بھاگ گیا، عراق پر قبضہ کے بعد عراق واپس آ گیا۔ کوت کی پولیس کا افسر مقرر ہوا "الصدر" شہر میں انقلاب اسلامی کے دفتر کا مدیر اعلیٰ ہے۔ وزیر داخلہ صولانغ نے مظہر محمد فتحی کو معزول کر کے محمد نعمت کو اس کی جگہ پر مقرر کر لیا، حالانکہ اسے علم تھا یہ جنگی اصولوں سے نابلد ہے۔ عجیب و غریب بات یہ ہے کہ افسر اعلیٰ وہ ہے جو فوجی کالج میں قدم تک نہیں رکھ سکا اور بڑی بڑی تنخواہیں کھا رہے ہیں۔

(نامہ نگار)..... انسانی بہبود کی تنظیموں نے کبھی وزٹ کیا ہے؟

(لواء)..... داخل ہونا تو دور رہا وہ ان تنظیموں کو ان محبوت خانوں کے قریب تک نہیں چھٹکنے دیتے۔

☆☆☆☆☆

عراق کے اندر قاتلانہ حملوں کے نمائندے

جب سے سقوط عراق ہوا ہے اور بعث پارٹی کا نظام 2003ء سے ختم ہوا ہے۔ ایرانی نمائندے قاتلانہ حملوں کو جاری کیے ہوئے ہیں۔ عراق کے مختلف حصوں میں یہ کام جاری ہے۔ فوجی افسر، پائلٹ، ڈاکٹر اور علمی ماہرین اور مسلمان علماء ان حملوں کا نشانہ بن رہے ہیں اور ہارون میزائل بغیر نشانہ چھوڑ دیتے ہیں جو بے گناہ مسکینوں کے گھروں کو زمین بوس کر دیتے ہیں۔ اخبارات میں ہم پڑھتے رہتے ہیں کہ جب فوجی قافلے گزر جاتے ہیں تو بعد میں دھماکہ ہو جاتا ہے جس سے ملکی لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ یہ نمائندے دراصل یہ قاتلانہ حملے کرواتے ہیں اور اپنے مارگٹ پورے کرتے ہیں جو ان تنظیموں کے سپرد نمائندوں نے کیے ہوتے ہیں۔ یہ ذمہ دار یوں کو پوری طرح ادا کرتے ہیں ان قاتلانہ حملوں کی ذمہ داری ان گردہوں کے بدوں نے اٹھائی ہوتی ہے اور اس کے لیے باقاعدہ علیحدہ دستے ہوتے ہیں۔ جو دھماکوں کے ذریعے قاتلانہ ہدف پورے کرتے ہیں۔ ایک تنظیم ”قصاص العادل“ ہے جو ذی قار میں ہے۔ ایک تنظیم ”ذوالفقار“ ہے جو نجف میں ہے۔ ایک رابطہ الکساء تنظیم ہے۔ اس طرح امن کے متعلقہ مسائل پر یہ تنظیمیں قاتلانہ حملوں سے تسلا جما کر انہیں برہاد کرتے ہیں، اب تک یہ قاتلانہ حملوں کا سلسلہ جاری ہے رکی اعداد سے تسلا جما کر انہیں برہاد کرتے ہیں۔ اب تک یہ قاتلانہ حملوں میں 40 سے اوپر استاذ شہید کر دیے اور 70 سے اوپر استاذ چھپ گئے ہیں۔ ایک ہزار اساتذہ ہجرت کر گئے۔ مضافا کے ڈر سے کھل گئے ہیں۔ ایک سو 53 درجہ، شخص کی اعلیٰ ڈگریاں رک گئی ہیں۔ ان قاتلانہ حملوں اور جسمانی مضافوں کی وجہ سے عراقی معاشرہ کی عقل و دانش باہر چلی گئی ہے واپس نہیں آنا چاہتی۔

فوج کے بڑے افسروں یا پائلٹوں کو قاتلانہ حملوں کا نشانہ بنانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جنگ آزما ہوتے ہیں۔ یہ ایرانی فوج کے خلاف کچھ بھی کر سکتے ہیں، اس لیے انہیں ختم کر دیا جاتا ہے۔ ان کے قاتلانہ حملوں کے انداز مختلف ہیں۔ جو سنیوں کے بارے میں بروئے کار لائے جاتے ہیں یہ جس شخص کو مارگٹ کرنا چاہتے ہیں وہ جب صبح گھر سے نکلتا ہے یا نماز فجر کے لیے مسجد میں جاتا ہے

یا شام کو جاتا ہے تو اس وقت اسے نشانہ بناتے ہیں۔ کبھی یہ طریقہ اپناتے ہیں کہ چند افراد سیاہ چادریں اوزرہ لیتے ہیں اور نقاب پہنتے ہیں۔ دو سے لے کر آٹھ تک یہ افراد ہوتے ہیں۔ یہ چھوٹی گاڑی استعمال کرتے ہیں اور ہلکا سا اسلحہ استعمال کرتے ہیں۔ بندوق، کلاشنکوف، سیلون ایم ایم وغیرہ اور یہ کارروائی اچانک کرتے ہیں اور قاتلانہ حملہ کی کارروائی سے متعلق استفسار کرنے کے مرحلہ سے پہلے اور مقتول کی رہائش کی نشاندہی سے پہلے ہی یہ آگے جاتے ہیں۔

اور جہاں قتل گاہ پر سکون ہو وہاں ان کے قاتلانہ حملہ کا طریقہ اور ہے۔ یہ جسے ٹارگٹ کرنا چاہتے ہیں اسے پولیس کی تقبیلش یا کسی سرکاری محکمہ کی انکوائری کے بہانے اسے دور کھینچ لاتے ہیں اور کسی کو کانوں کان پہنچ نہیں ہوتا۔ ایک دو دن کے بعد اطلاع ملتی ہے کہ قتل ہو چکا ہے سڑک کے کنارے یا کسی گاڑی میں یا ویرانے میں اس کو پھینک دیتے ہیں۔ بصرہ کے علاقے میں یہ طریقہ زیادہ تر استعمال کرتے ہیں کیونکہ وہاں شیعہ گروہوں کا کامل تسلط ہے۔



دسویں بحث:

عراق میں ایرانی مفاد کیا ہیں؟

فارسی خواب پورا کرنے کے لیے ایران عراق کو بین دروازہ تصور کرتا ہے وہ شیعہ بادشاہت قائم کرنا چاہتا ہے، یعنی کاہکی دعویٰ تھا کہ عالم اسلام کو شیعہ بادشاہت میں تبدیل کرنا ہے۔ انقلاب یعنی کاہیہ شروع سے اعلان ہے اور عراق اس وجہ سے بھی اہمیت رکھتا ہے کہ یہ تیل کا اہم خزانہ ہے اور ایران اس پر قبضہ کر کے یہ دولت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کا تیل ایک سو بارہ طر پر مل نکلتا ہے۔ رعد قاضی جو کہ عراقی معاملات کا خصوصی ماہر ہے اور پٹرولیم کے ادارہ کا خاص افسر ہے، کہتا ہے:

النفط المعراق كنز القرن الميلادى الحادى والعشرين۔

”عراقی تیل اکیسویں صدی کا خزانہ ہے۔“

نیل شیب کہتا ہے:

ان البشر العراقيه كانت وما تزال تعطى من النفط الخام يوميا اكثر من ثلاثة عشر الف برميل فى غالب الحالات۔

”عراقی کنوئیں خام تیل نکال رہے ہیں۔ یہ روزانہ تیرہ ہزار بریل سے زیادہ نکال رہے ہیں۔“

جن کنوئوں پر امریکہ نے قبضہ کر لیا ہے وہ اور سعودی عرب اور کویت اور ایران کے کنوئیں سب ملائیں تقریباً ساٹھ فیصد بنتے ہیں۔ عراق کے تہا 40 فیصد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایران اس کے باوجود کہ ہزاروں بریل تیل حاصل کرتا ہے وہ بھی عراق کے تیل پر نظریں لگائے بیٹھا ہے۔ ایران کا عراق میں گہرا مفاد یہ ہے کہ عراق ایران کے تجارتی محل وقوع کے لحاظ مناسب ہے اور دو قاع کے لیے مفید ہے۔ ایران کے نظام کو تبدیل کرنے میں عراق بنیادی دروازہ ہے۔ عراق ایران کے لیے وہی حیثیت رکھتا ہے جو بازار میں سکے کی حیثیت ہوتی ہے اسی وجہ سے ایران اس میں یعنی بادشاہت کا اعادہ چاہتا ہے۔

یہ بات ہماری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے کہ ایران کچھ عرصہ سے خلیج کے علاقہ میں اشتعال انگیز کردار ادا کر رہا ہے چند ہفتوں کی بات ہے اس نے برطانیہ کا بحری بیڑہ روک لیا ہے اس سے

ایران کا واضح مقصد یہی نظر آتا ہے۔ امارات، قطر اور عمان کی کشتیوں نے ایران کی کشتیوں کو روکا ہے جنہیں ایران شکار دلی کشتیاں بتاتا ہے۔ اس طرح ان کا کلراؤ قتل تک نوبت بھی پہنچا دیتا ہے اور قید بھی ہوتے ہیں، حالانکہ یہ ایرانی کشتیاں شکاری نہیں ہوتیں، ان میں آلات جاسوسی اور دیگر الیکٹرانک ہتھیار، نصب ہوتے ہیں۔ اور ملاحوں کے روپ میں فہمکندے ہوتے ہیں، جو خوف کے وقت ایرانی انقلاب کے پاسداران کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور امریکی سرگرمیوں کی جاسوسی کرتے ہیں۔ اور یہ ظہمی ریاستوں کے پانچوں میں داخل ہونے کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ اس تفصیل کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایرانی سرگرمی نے جو قدم اٹھایا ہے وہ سیدھا عراق کے میدان میں اترتا ہے۔

①..... شیعہ کی ساری قیادت اور تنظیمیں عراقی میدان میں دوڑ لگائے ہوئے ہیں علی سبتانی اور تیار صدر جن کی قیادت کر رہے ہیں یہ شیعیت کی راہ پر گامزن ہیں اور سیدھا عراق میں جانا ان کی منزل ہے۔ ایک اور خاموش ایرانی سرگرمی ہے، جنوب کے شہروں میں مدرسہ جس کی تنظیم الاحمل الاسلامی ہے یہ بھی شیعیت کا کام کر رہی ہے۔ یہ تنظیم مضبوط ہے اور شیعہ دین پر اس کا ہولند ہے۔ اسے مضبوط دینی مرکزیت حاصل ہے ایران اس سے ڈالروں کی صورت میں تعاون کرتا ہے یہ بات شک سے بالاتر ہے کہ ایرانی سیاست شیعہ تنظیموں کے سہارے ہی چل رہی ہے اور ہر شخص یا خاندان یا قیادت کے ساتھ معاملہ انہی کے بل بوتے پر کیا جاتا ہے اور شیعہ کامیابی کا اسی پر انحصار ہے۔

②..... ایرانی نمائندے عراق میں مسلسل سے آتے جاتے ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ سیاسی اور مذہبی شیعہ تنظیمیں حکومت کی مجلس تک پہنچ چکی ہیں ایک اخبار نے بتایا ہے کہ عراق میں ایران کی تنظیموں کے 18 دفاتر کا افتتاح ہو چکا ہے ان میں سرفہرست جمعیت خبریہ ہے۔ اس میں فقراء سے مالی تعاون کیا جاتا ہے۔ دوائیں اور غذائی ضروریات تقسیم کی جاتی ہیں اور ان کے ذریعے ہی مقدس مقامات تک جایا جاتا ہے۔ اس پر کروڑوں ڈالر خرچ ہو رہے ہیں۔ عراق میں ایک ایرانی منصوبہ یہ بھی ہے کہ شیعہ مذہب والوں کی دوستی خریدی جاتی ہے اور لاکھوں ڈالروں کے اخراجات سے ایران کا دفاع کیا جاتا ہے اور اس کے موقف کی تحسین کی جاتی ہے کبھی تو شاہراؤں پر منبر رکھ کر یہ فریضہ سرانجام دیا جاتا ہے اور ذرائع ابلاغ سے کام لیا جاتا ہے، ایک وضاحت کے مطابق ایران نے 27 سو ہائٹس گا ہیں، فلائٹ اور کمرے خرید رکھے ہیں جو عراق کے مختلف علاقوں میں ہیں خصوصاً نجف، کربلا میں کثرت سے ہیں اس میں ایرانی جاسوس رہتے ہیں۔

③..... ایران سے عراق میں افراد اور مال کثرت سے منتقل ہو رہا ہے ایران کے نقدی تعاون کا

حجم جو اکیلے مقتضی صدر ریکہ پہنچتا ہے ابھی دوسری شیعہ تنظیموں کی بات نہیں کرتے 80 ملین ڈالر سے زیادہ ہے۔

دوسری جانب تربیت یافتہ آدمی ہیں اور انسانی تعاون، غذا، ادویہ، سامان اور فرنیچر وغیرہ یہ بھی بھیج رہا ہے اس کا نتیجہ ہے کہ عراق کے بازاروں میں مال پڑا ہے اور تجارتی کمرے اور گودام ایرانی تجارت سے معمور ہیں اور اس کے ذریعے حکومت عراق میں رخنہ اندازی ہو سکتی ہے اور کردی شیعہ، ایرانی شیعہ کے ساتھ مل کر، برازانی کی جماعتیں اور طالبانی کی تنظیمیں مل کر سب لوٹ رہی ہیں جہاں تک ان کا ہاتھ پہنچتا ہے لوٹ رہے ہیں اور پھر ایرانی تاجروں کے ہاں فروخت کرتے ہیں یہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ایک عراقی نے زبردست بات کی ہے:

خرجت ایران بعد احتلال العراق ، باکبر حصۃ من ولیمۃ ذبح
الدولۃ العراقیۃ۔

”عراق پر قبضہ کے بعد ایران عراقی حکومت پر ذبح ہونے والے ولیمہ کے گوشت کا زیادہ حصہ لے کر گیا ہے، یعنی اس نے سارا مفاد اٹھایا ہے۔“

اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے ہم ایک اہم بات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں جو نہایت توجہ طلب ہے۔ امراء، علماء، جو سعودی حکومت میں ہیں، ہمیں ایک صفحہ میں کھڑے ہو جانا چاہیے، امراء اور علماء کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر اللہ کی اطاعت پر کمر بستہ ہو جانا چاہیے اور جو یہ افواہیں پھیلا کر مسلمانوں کے درمیان تفریق ڈالنا چاہتے ہیں اس سے خبردار رہیں۔ خطرہ کی گھنٹی بج چکی ہے دشمن انتظار کر رہا ہے کہ ہم کسی ناگہانی مصیبت کا شکار ہوں دشمن ہے بھی بڑا چال باز، مکار اور خبیث۔ اللہ سے دعا ہے ہر جگہ سنیوں کی اور ان کے دین کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

شیعوں کے دانشوروں کو دعوت اصلاح

ہماری تمنا ہے کہ ہم شیعہ مذہب میں جو چند اشکالات پاتے ہیں ان کا ذکر کریں۔ اور ہم ان کے عقلمندوں کو مخاطب کرتے ہیں جو حق کی تلاش میں ہیں ان پر غور کریں یہ اشکالات ہمارے نہیں شیعوں کی کتابیں ان سے بھری ہیں ان سے ان کے عقیدہ کی اضطرابی حالت واضح ہوتی ہے، لہذا یہ تھا بیٹھ کر اور اخلاص نیت سے ان پر غور کریں۔ امید ہے یہ غور کریں گے اور اگر یہ غور کریں گے یقیناً راہ حق پا جائیں گے۔

①..... شیعہ حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام امام معصوم ہیں اس کے بعد ان کی کتابوں (الکافی) (نی الفروع 6/115) تہذیب الاحکام) کتاب الاستبصار وغیرہ کتب میں ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی ام کلثوم علیہا السلام جو کہ حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام کی حقیقی بہن تھیں۔ ان کا نکاح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کیا۔ اس سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام غیر معصوم ہیں ان کے بقول انہوں نے بیٹی کا نکاح کافر سے کیا۔ یہ ان کے مذہب کی بنیاد کے خلاف ہے۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان تھے کہ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی دامادی کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ اب شیعہ حضرات کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تنقید نہیں کرنی چاہیے۔

②..... شیعہ کے بقول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کافر تھے۔ جبکہ حضرت علی علیہ السلام جو کہ امام معصوم ہیں ان کی خلافت پر رضا مند ہیں کیے بعد دیگر دونوں سے بیعت ہوئے ان کے خلاف بغاوت نہ کی اس سے ثابت ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام معصوم نہ تھے۔ دوسری صورت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا یہ اقدام درست تھا کہ انہوں نے ان دو مومن بچے اور عادل خلفاء کی بیعت کی تو شیعہ اپنے معصوم امام کے نافرمان ہوئے یہ ان دونوں کو گالیاں دیتے ہیں اب بتائیں کس کی بات مانیں۔

③..... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے متعدد خواتین

سے شادی کی۔ اور ان سب بیویوں سے اولاد ہوئی۔ عباس بن علی بن ابی طالب (۲) عبد اللہ بن علی بن ابی طالب (۳) جعفر بن علی بن ابی طالب ہے عثمان بن علی بن ابی طالب (۵) رضی اللہ عنہم ان کی امی کا نام ام المنین بنت حزام بن دارم ہے۔ (کشف الغمہ فی معرفۃ الانساب علی اریلی)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے (۱) عبد اللہ بن علی بن ابی طالب (۲) ابو بکر بن علی بن ابی طالب۔ ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود ارمیہ ہے۔ (حوالہ مذکور)

(۱) ان کے بیٹے یحییٰ بن علی بن ابی طالب بھی ہیں (۲) محمد اصغر بن علی بن ابی طالب (۳) عون بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں ان کی امی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہیں۔

ان کی بیٹیاں (۱) رقیہ بنت علی بن ابی طالب (۲) عمر بن علی بن طالب یہ 35 برس کے تھے جب یہ فوت ہوئے یہ رقیہ کے حقیقی بھائی ہیں ان کی ام حبیبہ بنت ربیعہ رضی اللہ عنہا (حوالہ مذکور) ام حسن بنت علی بن ابی طالب (۲) رملہ کبریٰ بنت علی بن ابی طالب۔ ان دونوں کی امی ام مسعود بنت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہا ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کبھی کوئی باپ اپنے دل کے گزروں کے نام اپنے دشمنوں کے نام پر رکھ سکتا ہے اور پھر باپ بھی غیرت مند ہو۔ امام بھی ہو اور غیرت دینی سے مالا مال بھی ہو اور قریشی ہو یہ دیکھیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے جگر گوشوں کے نام ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم رکھتے ہیں۔

③..... بیچ البلاغہ 136 میں لکھا ہے اور یہ کتاب شیعوں کی معتبر ترین کتاب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلافت سے استعظامدیا، کہا:

دعونی والتھسوا غیری

”مجھے چھوڑ دو کسی اور کو خلیفہ نہ چھوڑ لو۔“

شیعوں کے نزدیک امامت فرض ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان کے نزدیک معصوم امام اتنے اہم قریب خلافت سے استعفیٰ پیش کر رہے ہیں یہ شیعہ مذہب کے باطل ہونے کی دلیل ہے اسے سچا کرنے کے لیے ہماری مشکل دور کی جائے۔

④..... بقول شیعوں کے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہ سچ ہے کہ حضرت عقیقہ و شریفہ فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا ٹکڑا ہیں۔ اور پھر یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کی احانت کی گئی۔ ان کی پہلی توڑی، ان کے گھر کو جلانے کی کوشش کی گئی اور ان کے پیٹ کا پچہ مسخ سا قحط ہو گیا۔ تو سوال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو کہ اللہ کے شیر ہیں حیدر کرار اور

شجاع ترین ہیں انہوں نے اپنی بیوی پر ظلم کا بدلہ کیوں نہ لیا۔

⑥..... بڑے بڑے سادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اہل بیت کے ساتھ رشتہ داریاں قائم رکھیں۔ اور آپس میں شادیاں کیں ہماری اس بات پر سنی اور شیعہ کتب گواہ ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ بنت ابی بکر اور حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے شادی کی اور اپنی بیٹیوں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح یکے بعد دیگرے تیسرے خلیفہ راشدین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا جو مشہور سنی اور ذوالنورین ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے ابان کی شادی حضرت ام کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کی، آگے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے مردان کی جو کہ ابان کا بیٹا تھا کی شادی ام قاسم بنت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ زید بن عمرو بن عثمان کی شادی حضرت سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ آگے عبد اللہ بن عمرو بن عثمان کی شادی حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔

ہم نے خلفائے ثلاثہ کی آل و اولاد اور اہل بیت کی اولاد کی شادیوں کا ذکر کیا ہے اب سوال یہ ہے اگرچہ عوام کے سامنے تو ایسا نہیں کرتے مگر خاص مقام پر ہر شیعہ کو علم ہے کہ ان نیک ہستیوں پر طعن و تشنیع اور سب و دشمنی اور لعنت کی جاتی ہے اور اپنے حسینی مراکز میں ان پاکبازوں پر لعنت کرتے ہیں آخر اس کا جواز کیا ہے۔

یہ بھی ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا۔ جو ام حبیب بنت ربیعہ سے پیدا ہوئے تھے یہ طف یعنی کربلا میں اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے تھے اپنے حسینی مراکز میں یا تعریوں میں تم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر و ماتم تو بہت کرتے ہو ان کے بھائی عمر رضی اللہ عنہ کا کبھی جو مظلوم شہید ہیں ذکر نہیں کیا۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام ابو بکر رکھا اسکے بعد والے کا نام عمر رکھا تھا (الارشاد للمفیدہ 640 جلاء العین مجلس 582 اب بتائیں اہل بیت جن کے نام پر اپنی اولادوں کے نام رکھتے رہے۔ ان پر لعن طعن کا جواز لکھا ہے۔

⑦..... شیعوں کا عقیدہ ہے:

ان الائمة لیلعون متی یموتون وانہم لا یموتون الا باختيار (اصول

کافی 258/1 بحار الانوار) 364/43

”کہ ہمارے ائمہ غیب جانتے ہیں انہیں پتہ ہوتا ہے انہوں نے کب مرنا ہوتا ہے اور ان

کی موت ان کے اختیار میں ہے۔“

یہ بھی آتا ہے ان کے امام یا تو قتل کے زہر سے فوت ہوتے ہیں سوال یہ ہے کہ اگر امام معصوم غیب جاتا ہے اور اسے کھانے وغیرہ میں زہر دیا جاتا ہے وہ علم غیب کے ذریعہ اس کھانے سے پرہیز کریں کہ یہ زہر ملا کھاتا ہے اگر پرہیز نہیں کرتے تو یہ خودکشی ہوئی یہ پاکہذائمہ خودکشی ہرگز نہیں کر سکتے۔ یہ تو امام کی توہین ہے!

⑧..... ہم شیعوں کے عقلمندوں کو یہ دعوت دیتے کہ حضرت حسن ؑ کے پاس معاون و مددگار بھی تھے لشکر بھی تھا اور حفاظت کا سارا سامان موجود تھا مگر انہوں نے حضرت معاویہ ؓ سے صلح کر لی۔ اس کے مقابلہ میں حضرت حسین ؑ کے لیے وقت بھی موزوں نہ تھا ساتھی بھی کم تھے مگر انہوں نے خروج کیا اور مقابلہ آرائی کی، حالانکہ ہر لحاظ سے صلح ان کے لیے بہتر تھی اب سوال یہ ہے کہ اگر حضرت حسن ؑ کو حق پہ کہا جائے تو حضرت حسین ؑ کی خطا نمایاں ہے اور حضرت حسن ؑ کی خطا نمایاں ہے تو حضرت حسین ؑ کو حق پر ہے جب کہ شیعہ کہتے ہیں دونوں حق ہیں یہ تناقض ہے، درست نہیں، ایک حق ہے ایک غلط ہے اس کا حل درکار ہے۔

⑨..... کلینی نے دارالکافی 1/239 میں باسند بیان کیا ہے کہ ابو بصیر کہتا ہے میں ابو عبد اللہ امام جعفر صادق ؑ کے پاس گیا میں نے عرض کی میں آپ پر قربان جاؤں۔ ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے کوئی یہاں میری بات سن تو نہیں رہا۔ ابو عبد اللہ نے پردہ اٹھایا اور کہا:

سل عما بدالک

”جو چاہو سوال کرو۔“

میں نے کہا: میں آپ پر قربان! یہ کہہ کر کچھ دیر خاموش رہا پھر میں نے کہا:

وان عندنا لمصحف فاطمة علیہا السلام

”کہ ہمارے پاس حضرت فاطمہ ؑ والا مصحف ہے۔“

ان کو کیا علم ہے کہ حضرت فاطمہ ؑ والا مصحف کیا ہے وہ

مثل قرآنکم هذا ثلاث مرات واللہ ما فیہ من قرآنکم حرف واحد۔

”وہ تمہارے اس قرآن سے تین گنا بڑا ہے اور تمہارے اس قرآن کا اس میں ایک حرف

بھی نہیں۔“

تو انہوں نے کہا یہ تو بڑی معلوماتی بات ہے۔ اس پر سوال یہ ہے کہ مصحف سے رسول اکرم ﷺ آشنا تھے۔ اگر تھے تو دوسروں کو کیوں نہ بتایا۔ قرآن کہتا ہے:

ياايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته (المائدہ)

”اے رسول اللہ ﷺ! جو آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے اسے پہنچاؤ۔“

اور اگر آپ ﷺ اسے نہ جانتے تھے تو پھر اہل بیت کے پاس کہاں سے آگیا۔ (۱۰۔ الکافی)
کتاب کے پہلے حصہ میں کلینی نے ان راویوں کے نام درج کیے ہیں جنہوں نے یہ کلینی سے کتاب نقل کی ہے۔ اور انہوں نے شیعہ کی احادیث بیان کی ہیں۔

(۱) راوی مفصل بن عمر (۲) احمد بن عمر حلی (۳) عمر بن ابان
(۴) عمر بن اذینہ (۵) عمر بن عبد الحزیز (۶) ابراہیم بن عمر
(۷) عمر بن حنظلہ (۸) موسیٰ بن عمر

(۹) عباس بن عمر۔ یہ سب کافی کتاب کے راوی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آل بیت کے دشمن تھے تو یہ عمر نام ہار ہار کیوں رکھا گیا.....؟
@..... اللہ کا حکم ہے

ويش الصابرين، الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون واثبتك عليهم صلوات من ربهم ورحمة واثبتك هم المهتلون (البقرہ)

”اور خوشخبری دہم کرنے والوں کو، جب انہیں مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں: بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی طرف سے رحمتیں ہیں اور برکتیں ہیں اور اچھی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔“

ارشاد باری ہے:

والصابرين في الباساء والضراء وحين الباس (البقرہ)

”اور صبر کرنے والے ہیں غمی اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت میں صبر کرتے ہیں۔“

نوح البلاء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد انہوں نے کہا:

لو لا انك نهيت عن الجزع وامرت بالصبر لا نقد ناعليك ماء

العون

”اگر آپ ﷺ نے مجھ کو جزع سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آئندہ اس کے دریا شمع کر دیتے۔“

مزید فرمایا:

من ضرب يده عند مصيبة على فخذہ فقد حبط عمله

(مستدرک نسائی العصال 621 وسائل الشيطان)

دیکھیں امام اولیٰ اپنے شیعوں اور پیروکاروں کو مصائب و مشکلات میں جرع فزع سے روک رہے ہیں۔ حضرت حسین ؑ جو کہ اپنے زمانہ کے قیرے امام ہیں کربلا میں اپنی بہن سے کہتے ہیں حضرت نہنب کو اپنی شہادت سے پہلے وصیت کرتے ہیں:

يا اختی احلفک باللہ علیک ان تحافظی علیٰ هذا الحلف اذا قتلت
فلا تشقی علی الجیب ولا تخشی وجهک باظافرك ولا تنادی
بالویل والنبور علی شہادتہ یحلفہا باللہ (متہی الآمال 284/1)

”اے میری پیاری بہن! میں حلف لے رہا ہوں اس کی نگہداشت کرنا میں شہید ہو جاؤں تو گریبان چاک نہ کرنا چہرہ خراشی نہ کرنا، ہلاکت و جانی کہہ کر نہ پکارنا۔“

ابو جعفر ؑ کہتا ہے: امیر المومنین حضرت علی ؑ اپنے ساتھیوں کو وصیت میں فرماتے ہیں:

لا تلبسوا سوادًا ، فانه لباس فرعون

اور مزید فرماتے ہیں: حضرت فاطمہ ؑ کو وصیت کی:

اذا اتامت فلا تخشی وجهک ولا ترخی علی شعرا ولا تنادی علی
بالویل ولا تقيمی علی نائحة

(من لا يحضره الفقيه 232 وسائل الشيعه 916/2 فروع الكافي 527/5)

”سیاہ لباس نہ پہنویہ فرعون کا لباس تھا۔ اور حضرت فاطمہ ؑ کو خاص طور پر فرمایا: میری وفات کے بعد چہرہ نہ خراشاں میرے اوپر ہال نہ بکھیرنا نہ ہی ہلاکت و جانی کا وادیا کرنا۔“

شیعہ کا شیخ محمد بن حسین بابویہ ؑ جو صدوق کے لقب سے پکارا جاتا ہے وہ لکھتا ہے کہ رسول اکرم ؐ کا فرمان ہے:

النباحة من عمل الجاهلية

”نوحہ جاہلیت کا عمل ہے۔“

مجلسی نوری دیگر شیعوں کے امام رسول اکرم ؐ سے بیان کرتے ہیں:

صوتان ملعونان يبغضهما الله احوال عند المصيبة وصوت عند

النخمة

”دو آوازیں ملعون ہیں مصیبت کے وقت چلانا، اور گانے والی آوازاں دونوں سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے۔“

اب سوال یہ ہے کہ شیعہ اپنے جتنی مراکز میں زنجیر زنی کرتے ہیں، طمانچے رسید کرتے ہیں، گریبان چاک کرتے ہیں۔ اب بتائیں ان پٹوانے والے پگڑی والے شیعوں کی بات مان کر یہ واویلا کریں یا قرآن و سنت اہل بیت کے ائمہ طاہرین علیہم السلام کی بات مان کر صبر کا مظاہرہ کریں۔ عقلمند شیعہ حضرات غور فرمائیں:

⑤..... اگر سر پھوڑ کر غم حسین کا اظہار کرنا اور اس سے خون بہانا اجر کا کام ہے تو پھر یہ سر سے خون بہانا، طمانچہ زنی کرنا، رخسار پھینکا، فوج کرنا، گریبان چاک کرنا باعث اجر ہے تو پھر یہ پگڑیوں والے ملاں اور خصوصاً سیاہ پگڑیوں والے جو خود کو نسل حسن علیہ السلام سے تصور کرتے ہیں خود کیوں نہیں خون بہاتے بلکہ یہ مسکین جنہیں کچھ پتہ نہیں حق کیا ہے یہ اسے نیکی اور حق سمجھ کر سر اور جسم پیٹ رہے ہیں اور خون بہا رہے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

⑥..... عبودیت و بندگی صرف اللہ کے لیے ہے انکساری صرف اللہ کے سامنے ہے عبودیت و بندگی کے سارے مراتب صرف اللہ وحدہ لا شریک کے لیے ہیں۔ اللہ کا حکم ہے

بل اللہ فاعبد

”اللہ کی عبادت کرو۔“

اس کے باوجود شیعہ عبدالحسین، عبدعلی، عبدالحکیم، عبد الامام وغیرہ نام رکھتے ہیں یہ عبودیت و بندگی کے خلاف ہے اگر یہ نام اچھے ہوتے تو پھر انہیں اپنے اور اپنے بچوں کے یہ نام رکھتے۔ بلکہ ان کے نام حسن، حسین کاظم، سجاد وغیرہ ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ عبدالحسن سے مراد خادم لیتے ہیں تو یہ ایک فریب ہے ان بزرگوں کی شہادت کے بعد تم کیا خدمت کر رہے ہو خدمت تو یہ ہے کھانا دیا، وضو کروا دیا تم بتاؤ کیا کرتے ہو؟ یہ پگڑی والے تو اپنی خدمت کرواتے ہیں یہ ائمہ کے لیے کیا کرتے ہیں؟

(13)..... سیدنا حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام جب خلافت پر براجمان ہوئے تو انہوں نے پہلے خلفائے راشدین علیہم السلام کی مخالفت نہیں کی نہ تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر علیہم السلام کی مخالفت کی نہ ہی قرآن اور لائے۔ بلکہ برسرِ منبر فرما رہے ہیں:

خیر هذه الامة بعد نبیہا ابو بکر و عمر

”اس نبی ﷺ کے بعد اس امت کے سب سے بہترین ساتھی حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ تھے۔“

نہ ہی متحدہ جائز قرار دیا نہ ذک کا مطالبہ کیا نہ ہی علیؓ خیر العمل کا اذان میں اضافہ برقرار رکھا۔ نہ ہی الصلاۃ خیر من النوم اذان سے حذف کیا۔ اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کافر ہوتے حضرت علیؓ سے اگر خلافت منصب کی ہوتی تو جب خلیفہ ہوئے تھے اس کا اظہار کرتے کیونکہ اس وقت انہیں قوت و حفاظت حاصل تھی جب یہ نہیں کیا تو آئیں مل کر سب کو ﷺ تسلیم کر لیں۔

(14)..... شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کافر ہیں۔ اگر یہ بات ہے تو حضرت حسنؓ نے ان سے صلح کی تھی جو کہ شیعوں کے دوسرے معصوم امام ہیں۔ کیا انہوں نے کافر سے صلح کی تھی تو ان کی معصومیت داغدار ہوئی یا پھر تسلیم کیا جائے کہ حضرت معاویہؓ مسلمان تھے

(15)..... ایک فکر انگیز سوال ہے جو کہ بلاء کی مٹی کی ٹھیکری رکھ کر بجدہ کرتے ہو۔ کیا اس پر رسول اکرم ﷺ نے بجدہ کیا تھا اگر کہیں کیا تھا تو یہ سفید جھوٹ ہے رسول اکرم ﷺ سے ثابت نہیں اگر یہ کہیں نہ کیا تھا۔ اور یہی درست ہے تو پھر یہ لوگ ہدایت پر زیادہ گامزن تھے یا رسول اکرم ﷺ پر زیادہ ہدایت والے تھے۔ جب کہ آپ ﷺ نے اس مٹی پر بجدہ نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ کی روایات کے بقول کہ جبریلؑ، آپ ﷺ کے پاس مٹی کی لپ لائے اور یہ وہ مٹی ہے جس میں حضرت حسینؓ شہید ہوں گے اور یہ مقدس خون یہاں آمیزاں ہوگا تو رسول اکرم ﷺ نے اس وقت بھی بجدہ نہ کیا تھا۔

(16)..... یہ شیعہ کہتے ہیں: صحابہ کرامؓ دین سے پھر گئے تھے سوال یہ ہے پھر بنا ہوتا ہے ایک چیز سے دوسری کی طرف آنا، کیا صحابہ کرامؓ پہلے شیعہ تھے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہی ہو گئے یا کہ وہ پہلے ہی سنی تھے یقیناً وہ پہلے ہی سنی تھے ورنہ کیسے ہو گئے وہ تو شیعیت کو جانتے تک نہ تھے پھر ناکیا ہوا۔

(17)..... یہ سب جانتے ہیں کہ حضرت حسنؓ حضرت علیؓ کے بیٹے تھے اور ان کی اماں محترمہ عقیقہ شریفہ حضرت فاطمہؓ ہیں۔ شیعوں کے نزدیک یہ بھی معصوم ہیں۔ یہی حالت حضرت حسینؓ کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت حسنؓ کی اولاد سے امامت منتقل ہوگئی اور حضرت حسینؓ کی اولاد میں جاری رہی۔ باپ ایک ہے والدہ ایک ہے دونوں سید ہیں، اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں بلکہ حضرت حسنؓ کو حضرت حسینؓ پر ایک برتری ہے کہ یہ بڑے تھے۔ یہ تفریق کی وجہ کیا ہے کہ ایک کی نسل میں امامت منتقل ہوگئی؟ اس کا جواب درکار ہے۔

(18)..... شیعہ امامت کبریٰ حضرت علی بن ابی طالب ؑ کے لیے بلا فصل ثابت کرتے ہیں لیکن یہ بتائیں نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارک میں آپ کی بیماری کے ایام میں انہوں نے ایک جماعت بھی کرائی ہے۔ جب کہ نماز امامت صغریٰ ہے۔ اس کی امامت، امامت کبریٰ کی دلیل ہے۔

(19)..... تم کہتے ہو: ہمارے امام محمد بن حسن عسکری جو غار میں چھپ گئے ہیں، وہ خالموں کے خوف سے چھپے تھے اب تک خالموں کے خوف سے باہر نہیں آ رہے۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ تمہاری زبردست ظالمانہ اور قاہرانہ حکومتیں رہی ہیں بہائیوں کی حکومت، فاطمیوں اور عبیدیوں اور مغویوں کی حکومتیں تھیں اور اب ایران میں بڑی مسلح حکومت ہے شیعوں کی تعداد لاکھوں میں ہے یہ اس امام کی ہر لحاظ سے مدد کر سکتے ہیں پھر بھی وہ کیوں نہیں نکل رہے۔ ہمیں اس سوال کے جواب کا انتظار ہے۔

(20)..... شیعوں کے نزدیک عورت دوسری چیزوں کی وارث بن سکتی ہے مگر گھروں اور زمین و جاگیر کی وارث نہیں بن سکتی۔ مسیرہ کہتا ہے میں نے ابو عبد اللہ ؑ سے سوال کیا:

مالہن من المیراث قال لہن قیمۃ الطوب والبناء والحشب والقب
فاما الارض والعقار فلا میراث لہن۔ (الکافی 127/7 التہذیب 254/9)
”عورتوں کی وراثت کیا ہے؟ کہا: انہیں عمارت وغیرہ کی قیمت مل سکتی ہے زمین میں ان کی وراثت نہیں۔“

اس میں حضرت فاطمہ ؑ بھی شامل ہیں اب شیعہ حضرت ابو بکر ؓ کو طعن دیتے ہیں کہ فدک کی وراثت انہوں نے روک لی تھی ان کے مذہب کے مطابق انہوں نے درست کیا۔ شیعوں کا عقیدہ ہے ابو جعفر ؑ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

خلق اللہ آدم واقطعہ الدنیا قطیعة فما کان لادم فلر رسول اللہ ﷺ
وما کان لرسول اللہ فهو لائمة۔ (اصول الکافی 476/1)

”اللہ تعالیٰ نے آدم ﷺ کو پیدا کیا تو انہیں زمین میں سے جاگیری دی جو آدم ﷺ کو ملی وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے اور جو رسول اکرم ﷺ کے لیے وہ معصوم ائمہ کے لیے ہے۔“

پہلے امام حضرت علی ؑ ہیں فدک کی زمین کے مطالبہ کا ان کا حق تھا مگر انہوں نے نہیں کیا۔ حضرت فاطمہ ؑ کا تو حق نہ بنتا تھا۔

(21)..... اہل سنت اور شیعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب ؑ شجاع ترین

انسان تھے کوئی دوسرا ان کے بعد ان کی خاک پا کو بھی نہیں پہنچ سکا۔ اور وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت سے نہ ڈرتے تھے اور یہ شجاعت کا وصف ان کے ساتھ ہمیشہ رہا ہے۔ زندگی سے لے کر شہادت تک ایک لحظہ بھر بھی جدا نہیں ہوا۔ اب شیعہ کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ خلیفہ بلا فصل تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کی خلافت کی وصیت کی تھی۔ سوال یہ ہے کہ حضرت ابوبکر ﷺ اور حضرت عمر ﷺ اور حضرت عثمان ﷺ خلفاء کے زمانوں میں تو کہہ دیجئے کہ مجھ سے خلافت چھینی گئی ہے۔ شجاعت بھی موجود تھی محبت بھی بڑی تعداد میں موجود تھے اور جاٹا رہی تھے۔ ایک دن تو برسرِ منبر یہ صدا بلند فرماتے کہ خلافت مجھ سے غصب کر لی گئی ہے۔

(22)..... شیعہ تمام اماموں کو پاکیزہ اور معصوم قرار دیتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے تو اپنی چادر مبارک میں چار افراد کو لیا تھا۔ حضرت علی ﷺ اور حضرت فاطمہ ﷺ اور حضرت حسن ﷺ اور حضرت حسین ﷺ کو مگر تم سب ائمہ کی تعلیم کرتے ہو یہ دلیل کہاں ہے؟

(23)..... شیعہ امام جعفر صادق ﷺ سے بیان کرتے ہیں، یہ مذہب جعفریہ کے بانی ہیں، یہ کہتے ہیں:

ولندی ابوبکر مرتین و كشف الغمه (373/2)

ان کی والدہ فاطمہ بنت قاسم بن ابی بکر قیس دوسری نسبت نانی کی طرف سے ہو کر حضرت ابوبکر ﷺ تک جاتی ہے۔ اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ﷺ تک پہنچتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ بانی مذہب جعفریہ تو خروناز سے صدیقی اکبر کی اولاد سے ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور انہی سے ان کی خدمت بھی بیان کی گئی ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک دانا آدمی اور معتبر ایک ہی سانس میں تعریف کرے اور ایک ہی سانس میں بد تعریفی کرے، جاہل منور ہے تو علیحدہ بات ہے۔

(24)..... شیعہ کا دعویٰ ہے کہ حضرت عمر ﷺ حضرت علی ﷺ سے بغض رکھتے تھے یہ اپنے حسینی مراکز، مجالس کتابوں اور تقاریر میں بیان کرتے رہتے ہیں کہ حضرت عمر ﷺ حضرت علی ﷺ سے شدید بغض رکھتے تھے۔

سوال یہ ہے کہ حضرت عمر ﷺ بیت المقدس کی چابیاں قبضہ میں لینے کے لیے جب سفر پر روانہ ہوتے ہیں تو حضرت علی ﷺ کو نائب بنا کر جاتے ہیں اگر حضرت عمر ﷺ ان سے بغض رکھتے ہوتے یا انہیں اندیشہ ہوتا یہ خلافت پر قابض ہو جائیں گے تو مدینہ جیسے اہم شہر میں انہیں اپنا نائب کیوں مقرر کرتے؟

(25)..... یہ بات بھی ہاوش و حواس سماعت فرمائیں، شیعہ کہتے ہیں ہمیں آٹھ اعضاء پر مجبور کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (وسائل الشیعہ 598/3) اور یہ مجبور کے وجوب کے قائل ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ (۸) اعضاء ناک، پیشانی، دو پاؤں دو گھٹنے دو ہاتھ ان پر مجبورے کا حکم ہے۔ مگر وہ مطلقاً صرف مجبور کی جگہ پر رکھے ہو اس کی تخصیص کی دلیل کہاں ہے۔

(26)..... ان کا دعویٰ ہے کہ ان کے ائمہ ماؤں کے پہلوؤں سے پیدا ہوتے ہیں رحم سے نہیں ہوتے، مسعودی لکھتا ہے:

الائمة تحملهم امهاتهم في جنودهم ويولدون من الفخذ الايمن

(اثبات الوصیہ 196)

کہ ائمہ کو ان کی مائیں پہلوؤں میں اٹھاتی ہیں اور یہ دائیں رانوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ سب سے افضل ہیں۔ ائمہ سے بھی افضل ہیں جس نے بھی روئے زمین پر پاؤں رکھا ہے سب سے افضل آپ ہیں اس کے باوجود رحم سے پیدا ہوئے ران سے پیدا نہ ہوئے تھے۔

(27)..... شیعوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے کہا:

صاحب هذا المرء رجل لا يسميه الاكافر (الانوار النعمانية)

اس کام کا ذمہ دار ایک آدمی ہوگا اس کا نام نہیں بتانا اگر کوئی بتاتا ہے تو وہ کافر ہے انوار نعمانیہ کے

55 صفحہ پر یہ آتا ہے، یعنی دو صفحات بعد آتا ہے

مستحملین ذکر او اسمہ محمد۔ وهو القائم من بعدی

(انوار النعمانیہ 53/2)

”جعفر یہ تم ایک لڑکا سے حاملہ ہوگی اس کا نام محمد ہے وہ میرے بعد ممدار ہوگا۔“

سوال یہ ہے پہلے نام بتانے والے کو کافر قرار دیا گیا ہے اب بتا دیا گیا ہے یہ تعارض دور کریں۔

(28)..... ایک یہ سوال بھی وضاحت طلب ہے اگر ایک انسان شیعیت کا مذہب اختیار کرنا چاہتا

ہے وہ کس مذہب پر چلے۔ امامیہ، اسماعیلیہ آقا خانی اسماعیلی مکاری، بھری نصیریہ فرقہ طوی، زیدیہ، دروزہ وغیرہ بے شمار شیعہ مذہب ہیں وہ کن پر چلے۔

یہ تو ہم مانتے ہیں سب اعلیٰ بیت کی نسبت میں برابر ہیں حضرت علی علیہ السلام کی امامت بھی مانتے ہیں وہ خلیفہ بالا افضل ہیں ان کا اس پر بھی اتفاق ہے، ائمہ کی مدح سرائی بھی کرتے ہیں۔ یہ تو درست ہے

ان کے پانچ اختلاف تھے مگر ہر سال اس پر یہ کہہ کر فریب کو بطور عقیدہ اپنائیں ان اتفاقی چیزوں کے علاوہ

بھی مسائل کی ضرورت ہے؟

(29).....شیعہ اپنا عقیدہ امامت ثابت کرتے ہیں اور اس پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے چار افراد کو چاروں میں لیا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان میں شامل تھیں۔ اگر چاروں والے امامت کے مستحق ہیں تو پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان میں شامل تھیں۔ اگر چاروں والے امامت کے مستحق ہیں تو پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو امامت سے دور رکھا جائے یہ کیوں ہوا ہے انہیں ائمہ میں شامل کیوں نہیں کیا گیا۔

(30).....یہ شیعہ اپنے حنفی مراکز میں رخسار پیٹتے ہیں تو جبکہ نبی ﷺ اپنے تخت جگر ابراہیم کی وفات پر رخسار نہ پیٹتے تھے۔ اور نہ ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رخسار پیٹتے تھے نہ ہی سر سے خون بہایا تھا۔ اگر جائز ہوتا تو آپ ایسا کرتے۔

(31).....شیعوں کا عقیدہ ہے کہ زیادہ تر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متوفی تھے کافر اور مرتد تھے اور رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد سات باقی رہ گئے تھے دوسرے سب مرتد ہو گئے تھے گلشی کہتا ہے:

ان الصحابة ارتدوا الاصبعة

صحابہ کرام سوائے سات کے سب مرتد ہو گئے تھے اگر یہ بات درست ہے تو پھر اتنی کثیر تعداد میں مرتد ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتنی تھوڑی سی تعداد والوں کو قتل کیوں نہ کر دیا۔ اور وہ اپنے آباء و اجداد کے دین کی طرف کیوں نہ پلٹے؟

(32).....شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر رونا مستحب ہے تو اس کے انتخاب کی دلیل دو۔ وہ کہاں ہے؟ جب کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنی بہن کو مبر کی وصیت کر رہے ہیں کہ میری شہادت کے بعد گر بیان چاک نہ کرنا۔ اگر یہ ہے تو پھر اہل بیت کے امام کیوں نہیں روتے اور ماتم کرتے؟

(33).....شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے افضل تھے تو پھر ان کے مشکل کو یاد کر کے کیوں نہیں روتے یہ بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مانندی مظلوم شہید ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ ان دونوں سے افضل ہیں آپ کو یہودیوں نے زہر دیا تھا جس کے پھٹنے سے آپ کی وفات ہوئی پھر ان پر بھی رونا چاہیے۔ اور تم اپنے مراکز کا نام حنفی رکھتے ہو اس کے اوپر طوایف محمدیات اور نسبت کیوں نہیں کرتے حنفی ہی نام رکھتے ہو۔ اور دیگر ائمہ کے نام پر بھی نام رکھو۔

(34).....شیعہ کہتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ولایت اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کی ولایت رکن اسلام ہے ایمان صرف اس کے ساتھ ہی ثابت ہوتا ہے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا وہ دوزخی ہے اور کافر ہے اگرچہ اسلام کے دیگر پانچ ارکان تسلیم بھی کرتا ہو۔ اس پر یہ سوال ہے کہ یہ قرآن

کریم میں کیوں نہیں آیا کیونکہ اس رکن کے بغیر تو کوئی نیکی قبول نہیں اتنا عظیم رکن ہے مگر اس کا ذکر نہیں جب کہ دوسرے سارے ارکان قرآن بیان کرتا ہے اس کا ذکر سوائے شیعوں کے اور کوئی نہیں کرتا۔ اگر اتنا اہم ہے تو قرآن سے دکھاؤ۔

(35)..... شیعوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن کو تبدیل بھی کیا گیا ہے اور اس کا حصہ حذف بھی کیا گیا ہے اور یہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کیا تھا۔ اور ابو جعفر سے اس کی مثالیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

وَاذَا هَذَاكَ مِنْ بَنِي آدَمَ

وَالِی آیت میں اضافہ کیا ہے۔

الست بربکم وان محمد ار سولی وان علیا امیر المؤمنین

(اصول کافی 412/1)

اور فالذین امنوبہ

سے مراد امام لیتے ہیں اور جب اور طاغوت سے مراد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما لیتے ہیں (الکافی 429/1)

ومن یطمع الله ورسوله سے مراد ولایت علی اور ولایت ائمہ لیتے ہیں (اصول کافی 414/1) یہ طعن و تنقیح کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ میں تحریف کی۔ ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر ان دونوں نے قرآن پاک میں تحریف کی تھی اللہ کا صحیح دین یہ ہے یہ سب سے بڑا فریضہ تھا جس سے مطلع کرنا ضروری تھا۔

(36)..... (مقاتل الطالبین 88/2-182/2) جلاء العین 582 میں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلاء میں شہید ہونے والے ان کے بھائی ابو بکر بھی تھے ان کا ذکر کیوں نہیں کیا جاتا۔

(37)..... شیعہ اور سنی کتابوں میں منقول ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زندگی میں رسول اللہ ﷺ سے ایک مرتبہ بیٹے ہوئے۔ تو انہوں نے تو یہ امامت کا مسئلہ سنا نہ تھا کیا ان کا ایمان ناقص ہے یا کامل ہے اگر یہ کہیں ناقص ہے تو نبی ﷺ خود ان کا اسلام درست کر دیتے کہ انہیں امامت کا مسئلہ سمجھا دیتے نہیں سمجھایا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امامت کا مسئلہ بنیادی نہیں نہ ہی رکن ہے۔

(38)..... ہمارا دوسرے خن ان ملاؤں اور پکڑ پکڑ لوگوں کی طرف ہے۔ عوام تو مقلد ہیں شیعہ اس بات کا انکار نہیں کر سکتے کہ جن لوگوں سے اللہ نے درخت کے نیچے بیعت لی ہے ان میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں:

لقد رضى الله عن المؤمنين اديبا يعونك تحت الشجرة فعلم ما
 فى قلوبهم فانزل السكينة عليهم و اثابهم فتحا قريبا (الفتح)
 البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ ان ایمانداروں سے راضی ہوا جو درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے
 تھے، پس اس نے جہان کے دلوں میں ہے اسے جان لیا، پس اس نے سکون نازل کیا اور انہیں قریب کی
 فتح دی۔

جب اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے راضی ہونے اور ان کے دلوں کے ایمان و توحید سے واقف ہونے
 اور ان کے صدق و صدا کی وجہ سے ان پر اپنی رضا کا اعلان فرما رہا ہے تو جو انہیں کا فر قرار دیتا ہے وہ یہ کہہ
 رہا ہے اور اللہ کو بتانا چاہتا ہے: اے اللہ! انہیں تو نہیں جانتا، ہم جانتے ہیں یہ بے دین ہیں۔ انہوں نے
 دین کو بدل دیا۔ نعوذ باللہ

(39)..... ایک سوال یہ ہے کہ شیعہ کتب میں لکھا ہے کہ حضرت حسین ؑ یا اسے شہید ہوئے تھے
 اور یہ کہتے ہیں انہوں نے کہا تھا:

شربتم الماء تذکرونی!
 ”اے میرے شیعو! جب تم پانی نوش کرو تو میری تڑپتی پیاس کے لمحات سامنے رکھا کرو۔“
 اسی وجہ سے شیعوں نے فریجوں اور پانی کے حوضوں پر لکھا ہوتا ہے۔

اشرب الماء وتذكر عطش الحسين
 ”پانی پیو اور حضرت حسین ؑ کی پیاس کو یاد رکھنا۔“

سوال یہ ہے کہ شیعوں کے عقیدہ کے مطابق ائمہ غیب دان ہیں اگر حضرت حسین ؑ غیب دان
 تھے تو انہیں علم نہ تھا کہ شائے معرکہ پانی کی ضرورت ہے یہ پہلے ہی جمع کر لیتے۔

(40)..... ایک سوال یہ ہے کہ دین رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں مکمل ہو چکا ہے اور شیعہ
 مذہب رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد نمودار ہوا ہے اس کا مل بتائیں یہ کامل کیسے ہوا۔

(41)..... حضرت علی ؑ اور آپ کے بیٹوں کے متعلق شیعوں کا عقیدہ ہے کہ یہ زندگی اور موت
 کے بعد بھی تلخ رساں ہیں۔ اور معجزات سرزد کر رہے ہیں۔ ہمارا سوال ہے کہ ان کی اپنی زندگی کی صورت
 حال یہ ہے کہ حضرت علی ؑ کی خلافت نہ تک سکی اور شہید ہوئے۔ اور حضرت حسن ؑ کو حضرت
 معاویہ ؓ سے صلح کرنی پڑی۔ حضرت حسین ؑ سخت مجبوری اور بے بسی میں شہید ہو گئے۔ اختیارات
 ہوتے تو ایسا نہ ہوتا۔

(42)..... رسول اکرم ﷺ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان دُفن ہیں جو شیعوں کے نزدیک کافر ہیں سوال یہ ہے کہ اتنی بلند ہستی اشرف المخلوق اور خاک نے جن قدموں کو چوما ہے ان میں سے سب سے زیادہ بھتر ہستی کو ان کے پڑوس سے کیوں محفوظ نہ رکھا گیا۔ اللہ نے بھی اپنے حبیب اور خلیل ﷺ کو ان سے نہ بچایا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس خطرناک بات کا تذکرہ نہ کیا۔ نہ ہی دفاع کیا کہ ان کے ساتھ دُفن کر دیا جنہوں نے دین بدل دیا قرآن تبدیل کر دیا۔ اور رسول اکرم ﷺ کے بعد مرتد ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس پر کیسے خاموش رہے؟

(43)..... ایک بات شیعہ یہ گھڑتے ہیں کہ قرآن پاک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت پر نص موجود تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چھپا دی۔ یہ بات غلط ہے کیونکہ انہوں نے وہ احادیث بھی پوری ایمان داری سے بیان کر دی ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں ہیں۔ اگر چھپانا ہو تو وہ چھپاتے مسلم میں آتا ہے (44/18) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

انت منی بمنزلة هارون من موسىٰ -

”کہ اے علی رضی اللہ عنہ تمہارا وہی مرتبہ ہے جو حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کے کوہ طور پر جانے کے بعد

حضرت ہارون رضی اللہ عنہ کا تھا۔“

جب احادیث نہیں چھپائیں تو قرآن پاک کی امامت والی آیت کیونکر چھپاتے؟

(44)..... یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے خبیث چالوں کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امامت سے تہا کر دیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ مقادرات کیا تھے۔ اگر یہ دنیا چاہتے یا غلبہ چاہتے تو یہ اپنے بیٹوں کو خلافت پر بٹھاتے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تھا۔ جب کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا ان پر الزامات کے جوابات دیں۔

(45)..... شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ غزوہ جھے فرمایا:

”جب حدود کو محفل کر دیا جائے گا تم کیا کرو گے اور مال کو گردش میں لایا جائے گا اور اللہ کے دوستوں سے دشمنی کی جائے گی اور اللہ کے دشمنوں سے دوستی بھائی جائے گی۔“

انہوں نے کہا:

”اے امیر المومنین اگر وہ وقت آجائے تو ہم کیا کریں؟ فرمایا:

كونوا كاصحاب عيسى عليه السلام نشروا بالمناشير۔ وصلبوا على الخشب موت في طاعة الله عز وجل خير من حياة في معصية الله

”تم حبشی کے ساتھیوں کی مانند ہو جانا۔ انہیں آرے سے چراگیا اور کلڑیوں پر سولی دی گئی۔ غلی پر قائم رہنا اللہ کی اطاعت میں موت آنا اس کی نافرمانی میں موت آنے سے بہتر ہے۔“ (نہج السعادة 2/639)

سوال یہ ہے اس وضاحت کے بعد تقيہ جوشیعہ مذہب کا اہم رکن ہے وہ کہاں گیا؟
(46)..... یہ کہتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منافق تھے اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت پر گئے تھے۔

سوال یہ ہے۔ یہ تو کہہ کے کافروں کے ساتھ رہ کر زیادہ حاصل ہو سکتے تھے کیونکہ کہ پران کا راج تھا، عزت طلبہ تھا۔ اور دنیا کا مفاد کیا لینا تھا کہ طغیر رضی اللہ عنہم تو چھپ کر خوف کے سائے میں ساڑھے چار سو گلو میز کا سر طے کر رہے ہیں۔

(47)..... شیعہ سے ایک سوال ہے کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مرتد ہو گئے تھے تو پھر مسئلہ کذاب اسود ہشی اور صراح نامی خاتون جو مرتد تھے اور نبوت کا اعلان کیا تھا۔ یہ ان کا ساتھ دیتے مگر معاملہ الٹ ہے انہوں نے ان مرتدوں کے خلاف کمر بستہ ہو کر جنگ آزمائی کی اور انہیں ختم کیا مرتدوں کو دین کی طرف واپس لائے۔

(48)..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس سے لڑائی کی ہے اسے بھی کافر نہیں کہا۔ مثلاً خارجیوں سے لڑے تو ساتھیوں نے کہا: یہ کافر ہیں، فرمایا: نہیں! انہوں نے کہا: یہ منافق ہیں؟ فرمایا: نہیں! انہوں نے کہا پھر ہم کیوں لڑتے ہیں؟ فرمایا: ہمارے بھائی ہیں، باپنی ہو چکے ہیں۔ اس کے برعکس شیعہ بہترین لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ جواب درکار ہے۔

(49)..... شیعہ کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیتے تھے، سنی بھی اس سے متفق ہیں۔ (نہج البلاغہ: 325، تحقیق محی سالم) اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ظالم ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشیر کیوں مانتے؟ ظالم تو مشورہ پسندی نہیں کرتا۔ شیعہ یہ بھی کہتے ہیں اور سنی بھی متفق ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدائن کے امیر تھے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کوفہ کے امیر تھے۔ یہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معاونین میں سے تھے کیا اگر حضرت عمر ظالم تھے تو ان کے ماتحت یہ مہدے قبول کرنا جائز ہے؟ قرآن پاک میں ہے (ولا ترونوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار) ”ظالموں کی طرف مائل نہ ہو جاؤ تمہیں آگ جلائے گی۔“

(50)..... ایک شیعہ سے پوچھا گیا ہمیں رسول اکرم ﷺ نے صالح بیوی کی تلقین فرمائی ہے

کیا آپ ﷺ نے اپنے لیے صالح بیوی کا انتخاب نہ کیا تھا.....؟ اور یہ بھی پوچھا تو پسند کرتا ہے
ولہذا لڑتا کو اپنا داماد بنائے یا سر بنائے، اس نے کہا: نہیں! تو اسے بتایا گیا شیعہ تو حضرت عمر فاروق
ؓ کو این زانیہ کہتے ہیں۔ (انوار مصباح: 63/1)

اور کہتا ہے حضرت حصہ ؓ بھی اپنے غیث باپ کی ماتم غیث تھیں۔ (نمود اللہ)
(51)..... مالک بن اشتر حضرت علی ؓ کا گہرا دوست ہے۔ یہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر
ؓ کی مدح سرائی کرتا ہے کہ انہوں نے فرائض سنن اور اپنی ذمہ داریاں بالکل درست طور پر پوری کی
ہیں۔ مگر شیعہ اپنی مجالس میں ان کا ذکر نہیں کرتے۔ (مالک بن اشتر و خلیفہ آرامہ: 89)
(۲) حضرت فاطمہ ؓ کی مصومیت کا اظہار کرتے ہو، ان کی دو بیہنوں رقیہ اور ام کلثوم ؓ جو
کہ حضرت جگر رسول ہیں انہیں بھول جاتے ہو۔

(۳) شیعہ سے پوچھا جائے کہ اگر حضرت علی ؓ کو امامت کی وصیت کی تھی تو حضرت نے
مطالبہ کیوں نہ کیا.....؟ تو یہ کہتے ہیں اس طرح تلواریں سے فتنہ ہوتا ہے۔ تو ہم شیعہ علماء سے کہتے ہیں
جنگ جمل، مہملین میں جو قتل و غارتگری ہوئی تھی وہ کیا تھا.....؟ یہ خلافت کا معاملہ تو ان سے اہم تر تھا۔
(۴) شیعوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے ائمہ مصوم ہیں۔ مگر حضرت علی ؓ کی مخالفت حضرت
حسن ؓ سے ہوئی۔ ظاہر ہے ایک درست ہے، اب تناقض ہے، دونوں مصوم امام ہیں مگر ایک سے
ظلمی ہو رہی ہے۔

۵) اللہ تعالیٰ نے امانتیں ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور بنو شیعہ کو کعبہ کی کھجی دے جے ہوئے فرمایا تھا اسے
بھید کے لیے لے لو، تم سے ظالم ہی چھینے گا۔ تو سوال یہ ہے کہ حضرت علی ؓ کی خلافت کا معاملہ اس
سے بھی اہم ہے۔ لیکن نبی ﷺ نے حضرت علی ؓ سے یہ نہیں فرمایا، تم سے خلافت ظالم ہی چھینے گا۔
۶) حضرت علی ؓ کے پاس قرآن پاک کا نسخہ تھا جو نزولی ترتیب پر تھا اگر تھا تو حضرت
علی ؓ کی خلافت کے بعد اسے نمایاں کیوں نہیں کیا گیا.....؟

(52)..... مرتدوں کے خلاف حضرت علی ؓ نے حضرت ابو بکر ؓ کے ساتھ مل کر جنگ کی تھی،
جس سے لوٹری حاصل ہوئی، اس سے بچہ پیدا ہوا کہ اس کا نام محمد بن حنفیہ رکھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے
کہ حضرت علی ؓ، حضرت ابو بکر ؓ کی خلافت کو صحیح تسلیم کیا تھا اگر ان کی خلافت شرعی نہ ہوتی تو اس
میں شریک نہ ہوتے۔

۷) اپنے غائب امام کے متعلق کہتے ہیں اس پر فرشتے اترتے تھے جب اس پر فرشتے اترتے

تھے اور اس کے معاون تھے تو پھر فارمیں چھپنے کا کیا جواز ہے.....؟

(۱۳) اور یہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مہدی شہر کی عمر سینکڑوں برس کی طوالت پیدا کر دی ہے

ہو، سوال یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو سید اخلق حضرت محمد ﷺ کی عمر درازی ہوتی؟

(۱۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلافت کے انتخاب کے لیے چھ افراد کا انتخاب

کیا تھا تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جائزہ لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا اگر خلافت

کی وصیت تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کہہ سکتے تھے کہ خلافت کی وصیت

میرے لیے رسول اکرم ﷺ نے کی ہے۔ اب کوئی خوف تھا.....؟

www.KitaboSunnat.com

اختتامی بات:

جو میسر آ سکا ہے ہم نے اعتراضات و سوال کا تذکرہ کیا ہے اور ہم شیعہ دانشوروں سے التماس

کناں ہیں وہ ان سوالات پر غور کریں شاید راوی حق کی جستجو میں اور اس پر گامزن ہونے کی توفیق مل

جائے۔

..... سچا وہ راوی راست ہے جس پر رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم

پاکیزہ طینت اور مطہرین چلتے رہے ہیں.....

اے اللہ.....! جب ہم اس دار فانی سے دار جاودانی کی جانب سدھار رہے ہوں تو عظیم و مبارک

کلمہ نصیب فرما۔

لحد میں اتریں تو قبر جنت کا ہاتھ بن جائے..... اور روز قیامت ہمارا حشر حبیبہ کبریا ﷺ

کے کوائے حمد کے پیچھے ہو۔

وصلی اللہ علی محمد وسلم

